عقیدہ وسنت سے متعلق

سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال

جمع وترتیب

فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان الحارثی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

مکتبہ دار السلام، گاؤکدل، سری نگر، کشمیر

عقیدہ و سنت سے متعلق

سلف صالحین رحمہم اللہ کے اقوال

جمع و ترتیب

فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان الحارثی رحمہ اللہ

نظر ثانی

معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان حفظہ اللہ

(رکن کبار علماء بورڈ و ممبر دائمی کمیٹی برائے افتاء)

تقدیم

معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبدالعزیز بن محمد آل شیخ حفظہ اللہ

(سابق وزیر برائے اسلامی امور و دعوت وارشاد، مملکت سعودی عرب)

ترجمہ

ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی و باحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

مکتبہ دار السلام، سری نگر، کشمیر

نام کتاب	:	عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال وآثار
جمع وترتیب	:	فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان الحارثی رحمہ اللہ
نظر ثانی	:	معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان حفظہ اللہ
تقدیم	:	معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبدالعزیز بن محمد آل شیخ حفظہ اللہ
ترجمہ	:	ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
سنہ اشاعت	:	جمادی الآخرۃ 1443ھ مطابق جنوری 2022ء
تعداد	:	ایک ہزار
ایڈیشن	:	اول
صفحات	:	478
قیمت	:	800/- روپئے
ناشر	:	مکتبہ دارالسلام، سری نگر، کشمیر

ملنے کا پتہ:

مکتبہ دارالسلام، شیخ پلازہ، مقابل اہل حدیث مسجد، مدینہ چوک، گاؤکدل، میسومہ،

سری نگر، کشمیر-190001 فون: 7006038855 / 7006957332

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

○ ○ ○

عرض ناشر

راہِ حق دن کی طرح روشن اور واضح ہے لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگوں پر مخفی رہ جاتی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ زیرنظر کتاب میں ہم اسی سوال کا جواب پائیں گے۔ البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ راہیں دو ہی ہیں ایک حق دوسری باطل، لہٰذا حق کو تلاش کرنا اور اپنانا ازحد ضروری ہے ورنہ انسان باطل کا شکار ہو کر دنیا وآخرت کے خسارے سے دوچار ہو جائے گا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''إِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِينُ مَنْ ثَقُلَتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ فِي الدُّنْيَا ... وَحَقٌّ لِمِيزَانٍ يُوضَعُ فِيهِ الْحَقُّ أَنْ يَكُونَ ثَقِيلًا وَإِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِينُ مَنْ خَفَّتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ فِي الدُّنْيَا ... وَحَقٌّ لِمِيزَانٍ يُوضَعُ فِيهِ الْبَاطِلُ أَنْ يَكُونَ خَفِيفًا''۔

جن کی نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے دنیا میں حق کی پیروی کی ہوگی، کیونکہ جس ترازو میں حق رکھا جائے اس کا حق ہے کہ وہ بھاری ہو جائے اور جن کی نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہونگے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی ہوگی کیونکہ جس ترازو میں باطل رکھا جائے اس کا حق ہے کہ ہلکا اور بے وزن ہو جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۳۴۴۳۳، ۳۷۰۵۶، وتفسیر طبری، ۲۲/۱۱۶)

حق پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصل فطرت کی طرف رجوع کرے (بشرطیکہ وہ مکمل طور پر مسخ نہ ہو چکی ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِطْرَتَ ٱللَّهِ ٱلَّتِى فَطَرَ ٱلنَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ

ٱلدِّينُ ٱلۡقَيِّمُ﴾ [الروم:۳۰]۔

اللہ کی فطرت (اختیار کرو) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، یہی سیدھا دین ہے۔

علماء کرام کہتے ہیں کہ اگر نفوس اپنی فطرت پر باقی رہیں تو وہ حق کے سوا کسی چیز پر راضی نہیں ہوسکتے کیونکہ حق بالکل واضح ہے اُس میں کوئی ابہام نہیں۔لیکن اس کے باوجود حق سے روکنے والی چیزیں بہت ہیں۔ان میں سے ایک چیز سلف صالحین کے طریقے سے جاہل رہنا ہے،سلف کا طریقہ اعلم بھی ہے اسلم بھی ہے اور احکم بھی۔سلف صالحین وہ لوگ ہیں جنہوں نے نزول وحی کا مشاہدہ کیا اور ان کے سامنے شریعت اتری۔قرآن نازل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سامنے کتاب اللہ کا بیان فرماتے تھے۔کتاب اللہ کو پڑھنے، سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کی بابت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو منہج تھا وہی صحابہ کرام کا تھا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب اللہ کو نازل ہوتے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسے سکھاتے اور اس پر عمل کرتے دیکھا۔ان سے بہتر دین کو جاننے اور ماننے والا دوسرا کون ہوسکتا ہے!

لہٰذا منہج تلقی یعنی دین حاصل کرنے اور سیکھنے کا وہی طریقہ قابل اعتماد ہے جو سلف صالحین نے اختیار کیا۔ان کے ارشادات امت مسلمہ کے لیے بہت قیمتی ہیں بالخصوص اس دور میں جب ہر طرف ہر لحاظ سے فتنہ ہی فتنہ ہے۔ان کے ارشادات کے متعلق علی بن فضیل رحمہ اللہ نے اپنے والد سے کہا:

”يَا أَبَتِ مَا أَحْلَى كَلَامَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، وَتَدْرِي لِمَ حلَا؟ قَالَ: لَا يَا أَبَتِ، قَالَ: ”لِأَنَّهُمْ أَرَادُوا اللَّهَ بِهِ“ (حلیۃ الاولیاء:۱۰/ ۲۳)۔

اے میرے ابو جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا کلام کس قدر شیریں ہے؟ تو انہوں کہا: اے میرے بیٹے کیا تم جانتے ہو کہ کیوں شیریں ہے؟ کہا: نہیں اے میرے ابو جان!

فرمایا: ان کا کلام اس لئے شیریں ہے کہ انہوں نے اس سے اللہ کی خوشنودی چاہی تھی۔

”عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال وآثار“ نامی یہ کتاب جس کا عربی نام ”لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة“ ہے۔ اس کے مصنف علامہ شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ کے شاگرد رشید فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان الحارثی رحمہ اللہ ہیں اور اس کا ترجمہ ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ ان کے متعلق میں صرف انہی الفاظ پر اکتفا کرنا چاہتا ہوں کہ عزیزم شیخ مدنی صاحب الحمدللہ منہج سلف کے ترجمان ہیں جن کی صلاحیت اور اخلاص کی وجہ سے ہزاروں نوجوانوں نے منہج سلف کی حقیقت کو جانا پہچانا اور قبول بھی کیا ہے اور اس کا شاہد میں خود ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ شیخ محترم کو ہر لحاظ سے اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اور ہر لحاظ سے ان پر اپنی برکتیں نازل فرمائے تاکہ وہ مزید قرآن وسنت کی خدمت کرسکیں۔

اور آخر میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے منہج سلف کو زندہ رکھنے کے لئے کسی بھی اعتبار سے اپنی خدمات پیش کیں، اللہ تعالیٰ ان تمام صاحبان کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کی خدمات اور تعاون کو شرف قبولیت بخشے، آمین۔

اللہ کی توفیق ونصرت سے کتاب ھٰذا کی نشر واشاعت مکتبہ دارالسلام، سری نگر، کشمیر کی جانب سے ہو رہی ہے فللّٰہ الحمد، اور اس کے جملہ حقوق نقل ونشر واشاعت محفوظ ہیں۔

وصلى الله على نبينا محمد والحمد لله رب العالمين، آمين.

محمد حنیف سلفی

مکتبۃ دارالسلام، سری نگر، کشمیر

(۱۴/جنوری ۲۰۲۲ء)

تقریظ

الحمد لله الكريم المنان، الذي خلق الإنسان وعلمه البيان، والصلاة والسلام على من هذب ألسنة الناس بالسنة والقرآن، وعلى آله وأصحابه وأتباعه بإحسان إلى يوم النصرة والخذلان، وبعد:

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم کا خلاصہ کہلانے والی سورت سورۃ الفاتحہ میں ہمیں ایک عظیم ترین دعا سکھائی، جو یوں ہے:

﴿ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ ۝٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝٧ ﴾ [الفاتحہ:۶،۷]۔

ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

اس آیت کریمہ میں جن انعام یافتگان خوش نصیبوں کا راستہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کا مفصل تذکرہ سورۃ النساء کی آیت (۶۹) میں یوں آیا ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقٗا ۝٦٩﴾ [النساء:۶۹]۔

اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے

ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔

پتہ چلا کہ منعم علیہم لوگ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، رحمہم اللہ اجمعین۔ اور ہمیں انہی سعادت مندوں کا راستہ تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ جہاں تک اس خیر امت میں صالحین کے تعین کا سوال ہے تو ان میں سرفہرست خیر القرون کے وہ لوگ ہیں جو خیریت کی شہادت نبویہ سے یوں سرفراز ہوئے:

”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ...“

(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث: ۳۶۵۱، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر وہ لوگ جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے۔

یہ ایک علمی حقیقت ہے کہ خیر القرون کے ان سند یافتہ اشخاص کے ساتھ ان کے بعد آنے والے وہ اہل علم وعمل بھی ملحق وملصق ہیں جنہوں نے ایمان وتقوی کے باب میں اپنے پیشروؤں کے نقوش راہ کی پیروی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جہاں تک ان صالحین کے ساتھ حقیقی وفاشعاری اور شرعی وابستگی کا سوال ہے تو یہ سب ان کے معیاری طرز زندگی کی اتباع بالمعروف میں ہی مضمر ہے۔ جب ہم ان اسلاف کرام کی سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے بے شمار بصیرت افروز واقعات آتے ہیں جن میں یقیناً ہمارے لئے مثالی راہنمائی ہوتی ہے۔ لیکن اس سب سے بڑھ کر ان اسلاف کرام کے انمول ارشادات وناصحانہ فرمودات ہمارے لئے کامیاب طریقہ حیات کے لئے سنگ میل

کی حیثیت رکھتے ہیں، اسلاف کرام کے ان فرمودات کی چند خصوصیات یوں ہیں:

۱۔ ان رشادات پر کتاب اللہ کی فصاحت و بلاغت کا اثر نمایاں نظر آتا ہے اس لئے کہ ان لوگوں کا سب سے زیادہ علمی شغف اسی عظیم ترین کتاب کے ساتھ تھا۔

۲۔ ان ارشادات پر فصاحت نبوی اور بلاغت نبوی کی چھاپ بھی عیاں راچہ بیاں کے مصداق ہے اس لئے کہ کتاب اللہ کے بعد یہ لوگ سب سے زیادہ احادیث نبویہ کے ساتھ ہی مصروف ومشغول رہا کرتے تھے۔

۳۔ ان ارشادات میں امت مسلمہ کے حق میں صلاح وفلاح عام ہونے کا درد بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور معلمین و مربین کے ناصحانہ جذبات کی عکاسی بھی ہے۔اس کے برعکس یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بہت سارے مسلمان عصر حاضر میں غیر مسلم لوگوں کے ان اقوال سے مبہوت ہو جاتے ہیں جن میں عام طور پر خیر کم اور شر زیادہ ہوتا ہے۔ان اقوال کو فرط حیرت سے عام بھی کیا جاتا ہے اور اپنے اسلاف کرام نے کیسے کیسے ہیرے اور جواہرات ہمارے ورثے میں چھوڑے ہیں ، اس ذخیرے سے تغافل وتساہل ہی برتا جاتا ہے۔

اسلامی عربی ادب میں اقوال سلف کا بے شمار علمی خزانہ موجود ہے۔اس خزانہ سے عقیدہ ومنہج کے حوالے سے اہم فرمودات کو جمع کرنے کی مؤقر مؤلف فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان حارثی رحمہ اللہ نے یہ سعی جمیل کی ہے۔''لم الدر المنثور من القول المأثور فی الاعتقاد والسنۃ'' نامی یہ کتاب حقیقی معنوں میں اس باب میں ایک اہم، جامع اور کامیاب کوشش ہے۔اقوال کے انتخاب اور تحقیق وتدقیق میں یہ اس موضوع میں ایک منفرد کاوش ہے۔فجزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین بأحسن مایجزی بہ الصالحین۔

اس طرح کی کتاب اس وقت کی اہم ضرورت ہے کیوں کہ بدقسمتی سے عصر حاضر میں امت مسلمہ میں توحید وسنت کے ضمن میں فساد اپنے عروج پر ہے۔المیہ یہ ہے کہ اسلاف کی طرف اپنی نسبت جتلانے والے بھی اسلاف کے منہج توحید وسنت کو بسا اوقات خور اعتناء میں نہیں لاتے۔

ان حالات میں زیرنظر کتاب ایک موثر دعوت کا کام نبھا سکتی ہے۔ برصغیر میں عقیدہ وسنت کے بارے میں حالات اور ہی ابتر ہیں۔اس لئے اشد ضرورت تھی کہ اس طرح کی کتاب اردو کے قالب میں اتار کر اردو دان طبقے کے لئے اسلاف کرام کے انمول ہیرے پیش کئے جائیں۔اللہ تعالی مؤلف رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ مترجم اوران کے معاونین کو بھی جزائے خیر سے نوازے اور ان سے آئندہ بھی اپنے دین حنیف کی خدمات لیتا رہے۔اورہمیں بھی ان مساعی جمیلہ کا حصہ بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ضرورت ہے کہ یہ کتاب بہت عام کی جائے تاکہ اس سے استفادہ بھی عام ہو جائے،اور ان انمول ارشادات سے ہمارے ایمان ومنہج میں سدھار آجائے جس کی عصر حاضر میں اشد ضرورت ہے۔

دعاگو

ظہور احمد شاہ المدنی

(فارغ التحصیل اسلامی یونیورسٹی مدینہ طیبہ)

۹/جنوری ۲۰۲۲ء

عرض مترجم

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی دنیوی خیر و بھلائی اور اخروی سعادت ونجات اس کے اوائل سلف امت خیر القرون صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے سچے متبعین کے نقش قدم کی پیروی پر موقوف ہے، یہ اتباع اور پیروی ایمان و عقیدہ ، عبادت و ریاضت، عقود ومعاملات، اخلاق و کردار، سیادت وقیادت، معایشت ومعاشرت الغرض زندگی کے تمام تر پہلوؤں میں ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت میں انہیں آئندہ نسلوں کے لئے اسوہ، آئیڈیل، معیار، کسوٹی اور نمونہ قرار دیا ہے۔ اور اس خیریت اور شرف ومنقبت کا راز محض عہد رسالت سے تین عہدوں کے زمانی تسلسل تک دیدار ومصاحبت کی نسبت میں مضمر ہے، جس کے نتیجہ میں وہ رہتی دنیا تک ساری انسانیت کے لئے ہدایت کا پیمانہ بن گئے تھے، عہد رسالت سے قربت ونسبت نے انہیں علم وبصیرت، فقہ وفراست، تقویٰ وطہارت، خوف وخشیت، زہد وورع، اخلاص وللہیت، بے تکلف اقتداء واتباع اور خیر و نیکی میں سبقت ومنافست میں بے مثال بنا دیا تھا، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشین گوئی میں ان کے وجود کو امت کی خیر وسعادت کا راز اور سرچشمہ قرار دیا۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي، وَاللَّهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي، وَاللَّهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ

صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي ''[1]۔

تم اس وقت تک ہمیشہ خیر وبھلائی میں رہو گے جب تک تم میں وہ رہیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھی رہے، اللہ کی قسم! تم اس وقت تک ہمیشہ خیر و بھلائی میں رہو گے جب تک تم میں وہ رہیں گے جنہوں نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا اور میرے ساتھیوں کے ساتھی رہے، اللہ کی قسم! تم اس وقت تک ہمیشہ خیر وبھلائی میں رہو گے جب تک تم میں وہ رہیں گے جنہوں نے مجھے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا اور میرے ساتھیوں کے ساتھیوں کے ساتھی رہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امت میں تفرق وتشتت کی فضا قائم ہوئی اور اسماء وصفات، عقیدہ ومنہج اور عمل وسلوک وغیرہ میں متعدد فرقے پیدا ہوئے تو اس وقت کے علماء نے اپنے اسلاف کے منہج وڈگر کو حرز جان بنایا اور سلف امت صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے حصول علم کی نسبت کو حق و باطل کے درمیان فرق وامتیاز کا محور قرار دیا، بطور مثال ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں، عباد بن عوام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قَدِمَ عَلَيْنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، فَقُلْنَا: إِنَّ عِنْدَنَا قَوْمًا مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ يُنْكِرُونَ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ: **''إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا''**، **''وَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ''**، فَحَدَّثَنِي شَرِيكٌ بِنَحْوٍ مِنْ عَشَرَةِ أَحَادِيثَ فِي هَذَا وَقَالَ: ''أَمَّا نَحْنُ فَأَخَذْنَا دِينَنَا عَنْ أَبْنَاءِ التَّابِعِينَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَهُمْ عَمَّنْ أَخَذُوا؟''[2]۔

---

[1] السنۃ، از ابن أبي عاصم، ۲/ ۶۳۰، حدیث (۱۴۸۱)، ومسند الشامیین، از طبرانی، ۱/ ۴۵۲، حدیث (۷۹۹)، ومصنف ابن أبي شیبۃ، ۶/ ۴۰۵، حدیث (۳۲۴۱۷)، مذکورہ الفاظ ابن ابی عاصم کے ہیں، اس حدیث کی سند عمدہ ہے، دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ، ۷/ ۸۴۳، حدیث (۳۲۸۳)، نیز دیکھئے: فتح الباری، از حافظ ابن حجر، ۷/ ۵، شرح حدیث (۳۶۴۹)۔

[2] کتاب الصفات، از دارقطنی، تحقیق علی بن ناصر فقیہی ص: ۷۳، اثر (۶۵)۔ محقق فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے، ==

ہمارے پاس شریک بن عبد اللہ رحمہ اللہ تشریف لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا: ہمارے یہاں فرقہ معتزلہ کے کچھ لوگ ہیں جو ان احادیث: ''**بیشک اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اترتا ہے**'' اور ''**یقیناً اہل جنت اپنے رب کا دیدار کریں گے**'' کا انکار کرتے ہیں!! تو شریک بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے مجھے اس بارے میں تقریباً دس حدیثیں بیان کیں اور فرمایا: ہم نے تو اپنا دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے واسطے سے تابعین کے بیٹوں سے لیا ہے، مگر ان لوگوں نے کس سے لیا ہے؟؟

سبحان اللہ! یہ ہے سلف امت صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے نقش قدم کی پیروی کا ایک عظیم الشان نمونہ! حق و باطل کے درمیان حد فاصل اور اہل سنت و اہل بدعت کے راستوں کا فرق و امتیاز، جسے شریک بن عبد اللہ نخعی رحمہ اللہ نے دوٹوک واضح کر دیا ہے!

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مناظرۂ واسطیہ میں باطل پرستوں کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا تھا:

وَقُلْت مَرَّاتٍ: قَدْ أَمْهَلْت كُلَّ مَنْ خَالَفَنِي فِي شَيْءٍ مِنْهَا ثَلَاثَ سِنِينَ فَإِنْ جَاءَ بِحَرْفٍ وَاحِدٍ عَنْ أَحَدٍ مِنْ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ الَّتِي أَثْنَى عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ ... يُخَالِفُ مَا ذَكَرْتُهُ فَأَنَا أَرْجِعُ عَنْ ذَلِكَ''[1]۔

میں نے بارہا کہا ہے کہ: میری جانب سے ہر شخص کو جو اِن میں سے کسی بھی چیز میں میرا مخالف ہے، تین سال کی مہلت ہے، اگر وہ خیر القرون جن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدح وثنا فرمائی ہے، میں سے کسی سے کوئی ایک حرف لے آئے گا جو میری ذکر کردہ باتوں کے خلاف ہوگی تو میں

== اسے امام ذہبی نے مختصر العلو للعلی العظیم (ص:۱۴۹) میں ذکر فرمایا ہے، اور امام ابن مندہ نے ایک دوسری سند سے کتاب التوحید (ق ۲/ ۹۷) میں ذکر فرمایا ہے، علامہ البانی نے فرمایا ہے کہ: اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے: مختصر العلو، ص:۱۴۹)۔

[1] مجموع فتاوی ابن تیمیہ، ۳/ ۱۶۹۔

اُس سے رجوع کرلوں گا!

اوراس کے بعد فرمایا:

”وَلَمْ يَسْتَطِعْ الْمُنَازِعُونَ مَعَ طُولِ تَفْتِيشِهِمْ كُتُبَ الْبَلَدِ وَخَزَائِنَهُ أَنْ يُخْرِجُوا مَا يُنَاقِضُ ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ وَسَلَفِهِ“[1]۔

مگر عقیدۂ سلف کے مخالفین شہر کی کتابوں اور اس کی لائبریریوں کی لمبی چھان بین کے باوجود ایسی کوئی چیز نہ نکال سکے جو ائمہ اسلام اور سلف امت میں سے کسی شخص کے خلاف ومنافی ہو!

یہ منہج سلف کی صداقت وحقانیت کی واضح دلیل ہے، اور راہ سلف کے پیروکاروں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اُس پر ڈٹے رہتے ہیں، پورے یقین و اطمینان کے ساتھ منہج سلف کے مخالفین کے باطل شبہات کا مقابلہ اور حق کا دفاع کرتے ہیں، اس منہج پر قائم رہنے کے سبب سمندر کی تلاطم خیز تند لہریں اور سرکش موجیں بھی ان کے یقین واستقامت کو متزلزل نہیں کر پاتیں! اس کی وجہ یہی ہے کہ منہج سلف معصوم و برحق ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”لَا عَيْبَ عَلَى مَنْ أَظْهَرَ مَذْهَبَ السَّلَفِ وَانْتَسَبَ إِلَيْهِ وَاعْتَزَى إِلَيْهِ بَلْ يَجِبُ قَبُولُ ذَلِكَ مِنْهُ بِالِاتِّفَاقِ، فَإِنَّ مَذْهَبَ السَّلَفِ لَا يَكُونُ إِلَّا حَقًّا“[2]۔

جو شخص منہج ومسلک سلف ظاہر کرے اور اُس سے نسبت ووابستگی رکھے اُس پر کوئی عیب نہیں، بلکہ متفقہ طور پر اُس کی جانب سے اُسے قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ راہ سلف حق ہی ہوتا ہے۔

آج امت میں عالم اسلام کے سلفیان اور اہل حدیثوں کو تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہنے میں فخر ہے کہ وہ اسی منہج وڈگر پر گامزن ہیں، فللہ الحمد والمنۃ۔

---

[1] مجموع فتاوی ابن تیمیہ، ۳/ ۲۱۷۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۴/ ۱۴۹۔

زیرِ نظر کتاب ''عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال وآثار'' طائف، سعودی عرب کے ممتاز، غیور اور بے باک سلفی عالم فضیلۃ الشیخ جمال بن فریحان حارثی رحمہ اللہ کی مایہ ناز علمی ومنہجی کتاب ''لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة'' کا ترجمہ ہے جو درحقیقت عقیدہ ومنہج سے متعلق نصوص کتاب وسنت اور سلف امت خیر القرون وائمہ وعلماء حق کے اقوال وفرمودات کا حسین مجموعہ ہے، یہ متلاشیان منہج سلف کے لئے کسی عظیم نعمت سے کم نہیں۔

کتاب اپنی علمی ومنہجی معنویت اور اہمیت وضرورت کے علاوہ مولف رحمہ اللہ کے استاذ ومربی نمونۂ سلف علامہ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ (رکن کبار علماء بورڈ، سعودی عرب) کی نظر ثانی، آبروئے سلفیت ڈاکٹر صالح بن عبد العزیز آل شیخ حفظہ اللہ (سابق وزیر برائے اسلامی امور، سعودی عرب) کی تقدیم وتقریظ، اسی طرح فقیہ العصر علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کی موافقت وتائید کے ساتھ شائع ہوئی ہے، جو اسے استناد واعتبار کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتی ہے، فجزاہم اللہ خیراً۔

مولف رحمہ اللہ کی اس کے علاوہ متعدد کتابیں ہیں جو مطبوع ومتداول ہیں، بیشتر کتابیں عقیدہ وسنت اور منہج سلف کی خالص ترجمانی اور دفاع حق ورد باطل پر مشتمل ہیں، دعا ہے کہ اللہ عزوجل آپ کی علمی ومنہجی خدمات قبول فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، آمین۔

اس کتاب کے ترجمہ کا پس منظر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پیشتر برادر گرامی شیخ محمد حنیف سلفی حفظہ اللہ (ڈائریکٹر مکتبہ دار السلام، سری نگر، کشمیر) نے راقم سے اس کتاب کے ترجمہ کی خواہش ظاہر کی اور اپنے مکتبہ سے شایان شان معیاری طباعت کرا کے شائع کرنے کا عندیہ پیش کیا، چونکہ کتاب پہلے سے مطالعہ میں تھی اور اس کی اہمیت نیز موجودہ وقت میں اس کی ضرورت مسلم تھی لہٰذا میں نے یہ پیشکش قبول کر لی، اور اس عظیم کام کی بابت اللہ کی توفیق ونصرت کا طلبگار رہا، اللہ کی مدد شامل حال رہی اور ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، جو کتابت وتصحیح کے مراحل کے بعد زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ مخلصین کے ہاتھوں میں ہے، فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

برادر محترم شیخ محمد حنیف سلفی حفظہ اللہ منہجی غیرت سے سرشار خلیق ،ملنسار اور متواضع شخصیت کے حامل ہیں، ہمہ وقت منہج سلف کی نشر واشاعت کے لئے فکرمند اور کوشاں رہتے ہیں، منہجی کتابوں کی خریداری اور توزیع وتقسیم نیز تربیتی واصلاحی کتابوں کی تالیف وترجمہ کی بابت اکثر وبیشتر اپنے قیمتی آراء ومشوروں سے نوازتے رہتے ہیں، فجزاہ اللہ خیراً ونفع بہ۔

کتاب کے ترجمہ میں حسب معمول کوشش یہ رہی ہے کہ الفاظ وتعبیرات سے آزاد ہوئے بغیر زبان سلیس اور رواں رہے اور اقوال وفرمودات کی کماحقہ ترجمانی ہو سکے لیکن چونکہ کم مائیگی، خطائیں ولغزشیں بشریت کا لازمہ ہیں، اس سے کسی کو مفر نہیں، اس لئے میں اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق ،غلطیوں لغزشوں سے معافی اور نفس وشیطان کے شر سے پناہ کا خواستگار ہوں، نیز احباب اور بہی خواہوں کے مخلصانہ مشوروں کا منتظر بھی۔

میں اس کتاب کی اشاعت پر اللہ ذوالکرم کی حمد وسپاس کے بعد اپنے اہل خانہ بالخصوص مشفق والدین نیز مخلص اساتذہ کرام کا بے انتہا شکر گزار ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں سے دین کا علم اور اس کی خدمت کا یہ شرف حاصل ہوا، فجزاہم اللہ عنی خیراً۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے یکساں مفید بنائے نیز اس کے مولف، مراجع، مقدم، مترجم، مقرظ اور ناشر کو اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

۱۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۳ھ - ۱۷/ جنوری ۲۰۲۲ء

ممبرا ممبئی

اخوکم فی اللہ

ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

(inayatullahmadani@yahoo.com)

مقدمہ طبع اول

إنَّ الحمدَ للهِ؛ نحمدُهُ، ونستعينُهُ ونستغفرُهُ، ونعوذُ باللهِ مِن شرورِ أنفسِنا ومِن سيِّئاتِ أعمالِنا، مَن يَهْدِهِ اللهُ فلا مُضِلَّ له، ومَن يُضلِل فلا هاديَ له. وأشهدُ أنْ لا إلهَ إلاّ اللهُ وحدَهُ لا شريكَ له، وأشهدُ أنَّ محمدًا عبدُهُ ورسولُه ﷺ.

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ١٠٢﴾ [آل عمران:۱۰۲]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا ١﴾ [النساء:۱]۔

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا ۝٧٠ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا ۝٧١ ﴾ [الاحزاب:۷۰-۷۱]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے، اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

حمد وصلاۃ اور خطبۂ مسنونہ کے بعد!

''فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''[1]۔

بیشک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین امور نئی ایجاد کردہ بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

بعدہ:

میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اُس نے اہل سنت کو؛ جو بہترین ائمہ و پیشوا ہیں' فاسد باتوں اور بے سروپا عقائد سے محفوظ رکھا اور انہیں اپنی مضبوط رسی و روشن کتاب اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح وتابناک سنت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائی، نیز انہیں سنگین وخوفناک اور رسواکن باتوں سے دور رکھا۔

لہٰذا بدعتیوں کے بارے میں اُن کی باتیں قابل اعتبار اور مسلم ہیں' جبکہ اُن کے بارے میں دوسروں کی باتیں حق کی روشنی میں غیر معتبر اور باطل ہے۔

---

1. دیکھئے: کتاب خطبۃ الحاجۃ، از علامہ البانی رحمہ اللہ۔

اُن کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا، لہٰذا ہم ان کے نقش قدم کے پیروکار، ان کے منہج وطریقہ کی اتباع کرنے والے اور ان کے فضیلت کے معترف ہیں۔

﴿رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ﴾ [الحشر:۱۰]۔

اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔

یہ مختلف ابواب پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے جسے میں نے کتب سنت سے جمع کیا ہے، اور میں نے اس کا نام "**لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة**" (عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال وآثار) رکھا ہے۔

میں اللہ عظیم و برتر، عرش کریم کے رب سے دعا گو ہوں کہ اس رسالہ میں جمع کردہ کتاب وسنت کے چنندہ نصوص اور اس اُمت کے اوائل کے اقوال وفرمودات' جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین وسنت کی حفاظت فرمائی ہے' کا مناسب نام رکھنے کی توفیق ارزانی سے ہمکنار ہوا۔

اور بالیقیں سنت اور ادب کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ہم معاونین ومخلصین کے احسان کی تلافی کے لئے انہیں ہدیہ تشکر وامتنان پیش کریں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿هَلۡ جَزَآءُ ٱلۡإِحۡسَٰنِ إِلَّا ٱلۡإِحۡسَٰنُ ۝٦٠﴾ [الرحمن:۶۰]۔

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُوهُ، فَادْعُوا

لَهُ، حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ"[1]۔

جوتمہارے ساتھ کوئی احسان کرے، تم اُسے اس کے برابر بدلہ دو، اور اگر تمہیں وہ چیز میسر نہ ہوجس سے تم اس کے برابر بدلہ دے سکو، تو اُس کے لئے دعا کرو یہاں تک کہ تمہیں علم ہوجائے کہ تم نے اس کے احسان کی تلافی کر دی ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ"[2]۔

جولوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔

لہٰذا اس موقع پر میں اللہ عزوجل کے شکریہ کے بعد اپنے فاضل بھائی ابو یاسر رزیق بن حامد قرشی کا شکر گزار ہوں؛ جنہوں نے اس کتاب کا مراجعہ کیا، اُس کی کاپی کو اصل مسودہ سے ملایا اور کتابت کی غلطیوں کی اصلاح فرمائی، اسی طرح ہماری کتاب "الأجوبة المفيدة عن أسئلة المناهج الجديدة"[3] نیز "أقوال الأئمة الأبرار في الحكم على السحرة الأشرار" کا بھی مراجعہ فرمایا ہے جس پر ہمارے شیخ امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا مقدمہ ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ ابو یاسر اور جملہ معاونین کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، - یہ کام انہوں نے مذکورہ کتابوں کے پہلے ایڈیشن میں کیا تھا-۔

میں نے یہ مجموعہ "لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة" اپنے استاذ گرامی

---

[1] مسند احمد، حدیث (۵۳۶۵)، وابوداود، حدیث (۱۶۷۲، ۵۱۰۹)، ونسائی (۲۵۶۶)۔

[2] مسند احمد، حدیث (۱۱۷۰۳)، وترمذی، حدیث (۱۹۵۴)۔

[3] اس عظیم الشان منہجی واصولی کتاب کا اردو ترجمہ بنام "جدید مناہج کی حقیقت -سوالات وجوابات" بحمد اللہ تعالیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت سے سنہ ۲۰۱۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔(مترجم)

معالی الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اسے پڑھا اور پہلے ایڈیشن کے نشر کرنے کی اجازت عطا فرمائی، لہٰذا اللہ تعالیٰ انہیں میری اور اسلام کی جانب سے نیک بدلہ عطا فرمائے، اور اسے ان کے میزان حسنات کا حصہ بنائے، آمین۔

اخیر میں اللہ بلند و برتر اور صاحب قدرت سے دعا گو ہوں کہ اس مجموعہ کے ذریعہ ہر جگہ میرے بھائیوں کو نفع پہنچائے اور ہمیں سنت کی پیروی کی توفیق بخشے، اُسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور صاحب سنت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ۔

تحریر کنندہ

ابو فریحان جمال بن فریحان الحارثی

۱۰/محرم ۱۴۱۷ھ- طائف

مقدمہ طبع دوم

إنَّ الحمدَ للهِ، نحمدُهُ، ونستعينُهُ، ونستغفرُهُ، ونعوذُ بالله مِن شرور أنفسِنا، ومِن سيِّئات أعمالِنا، مَن يَهْدِهِ اللهُ فلا مُضِلَّ له، ومَن يُضلِل فلا هاديَ له. وأشهدُ أنْ لا إلهَ إلاّ اللهُ وحدَهُ لا شريك له، وأشهدُ أنَّ محمدًا عبدُهُ ورسولُه ﷺ وعلى الآل والأصحاب.

آج مسلمانوں میں فرقوں ٹولیوں کی جتنی کثرت ہوگئی ہے اتنی اس سے پہلے کبھی نہ تھی، اور ہر فرقہ اس بات کا دعویدار ہے کہ وہ جو عقیدہ رکھتا اور اس پر چلتا ہے، بالکل وہی ہے جس پر رسول اللہ ﷺ گامزن تھے، کیونکہ سب اسلامی شریعت کے دعویدار اور بظاہر اس کے شعائر کے پابند ہیں۔

بنابریں تمام مسلمانوں کو دین حق اور صراط مستقیم کے صحیح راستے کی معرفت کی حد درجہ حاجت وضرورت ہے، اور یہ حاجت وضرورت اس وقت مزید شدید تر ہو جاتی ہے جب ایک تلاش حق کے لئے سرگرداں مسلمان کو معلوم ہوتا ہے کہ آج بہت سارے مسلمان مختلف فرقوں اور ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں، کیونکہ انہوں نے دین میں ایسی نئی نئی چیزیں ایجاد کرلی ہیں جن کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت نہیں دی ہے، اور ہر فرقہ کا خیال یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا سچا پیروکار اور اس پر مضبوطی سے گامزن وہی ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ جس حق پر قائم تھے وہ وہی عقیدہ ومنہج ہے جس پر وہ کاربند ہے! جبکہ اللہ

تعالیٰ اس بات سے انکاری ہے کہ حق اور صحیح عقیدہ اہل حدیث وآثار کے علاوہ کسی اور کے پاس ہو؛ کیونکہ انہوں نے اپنا دین اور عقیدہ نسل درنسل بعد والوں نے اپنے اسلاف سے سے لیا، یہاں تک کہ یہ سلسلہ تابعین تک پہنچا، اور تابعین نے یہ دین وعقیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اخذ کیا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کو جس سیدھے دین اور صراط مستقیم کی دعوت دی ہے اس کی معرفت کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس راستے کے جس پر محدثین کرام رحمہم اللہ گامزن رہے، رہا معاملہ دیگر تمام فرقوں اور ٹولیوں کا تو انہوں نے دین کو اس راستے سے حاصل نہیں کیا؛ بلکہ اپنی عقول وآراء اور افکار وخیالات کی طرف رجوع کیا اور دین کو اس راستے سے حاصل کیا، چنانچہ انہوں نے جب بھی کتاب وسنت کی کوئی بات سنی اُسے اپنی عقلوں کی کسوٹی پر پیش کیا، اگر وہ بات اُس پر کھری اتری تو قبول کرلیا اور اگر اُن کی عقلوں کے پیمانے پر کھری نہ اتری تو اُسے ٹھکرادیا! اور اگر اُسے مجبوراً قبول کرنے کی نوبت آئی تو دوراز کارتاویلات اور گھناؤنے معانی کے ذریعہ اُس میں تحریف کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق سے انحراف اور کجروی کا شکار ہوگئے، دین کو اپنے پس پشت ڈال دیا اور سنت کو اپنے پیروں تلے روندڈالا- اللہ تعالیٰ ان کی بے سروپا باتوں سے بلند وبرتر ہے-۔

ان کے برخلاف اہل حق نے کتاب وسنت کو اپنے سامنے رکھا، اور دین کو انہی دونوں کے واسطے سے حاصل کیا، اور جو باتیں ان کے عقول وآراء اور افکار وخیالات میں آئیں اُسے کتاب وسنت پر پیش کیا، اگر اُسے کتاب وسنت کے مطابق پایا تو قبول کرلیا اور اللہ کا شکرادا کیا کہ اُنہیں حق کی توفیق ورہنمائی فرمائی اور اگر اُسے کتاب وسنت کے مخالف پایا تو اپنی عقل وفکر میں آنے والی باتوں کو ترک کرکے کتاب وسنت کو حرز جاں بنا لیا اور

خود اپنے آپ کو متہم کرنے لگے، کیونکہ کتاب وسنت حق ہی کی رہنمائی کرتے ہیں جبکہ انسان کی عقل ورائے کبھی حق دیکھتی ہے کبھی باطل دیکھتی ہے۔

ابوسلیمان عبدالرحمن بن احمد دارانی رحمہ اللہ (۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

''مَا حَدَّثَتْنِيْ نَفْسِي بِشَيْءٍ إِلَّا طَلَبْتُ مِنْهَا شَاهِدَيْنِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ''[1]۔

جب بھی میرے جی میں کوئی بات پیدا ہوئی میں نے اس سے کتاب وسنت کے دو گواہ طلب کیا۔

اور اہل الحدیث ہی کے برحق ہونے کے ایک دلیل یہ ہے کہ اگر آپ اُن کی اول تا آخر قدیم وجدید تمام تصنیف شدہ کتابوں کا مطالعہ کریں گے، تو ان کے ممالک اور زمانوں کے اختلاف، اور ان کی بستیوں میں دو دراز فاصلوں نیز ان میں سے ہر ایک کے الگ الگ بستیوں میں رہنے بسنے کے باوجود آپ انہیں عقیدہ کے بیان ووضاحت میں ایک ہی وطیرہ اور طرز وانداز پر پائیں گے، وہ اس میں ایک ہی راستہ پر گامزن ہوتے ہیں، اس سے ذرا بھی میلان وانحراف کا شکار نہیں ہوتے، ان کی بات ایک اور ان کا حوالہ ایک ہوتا ہے، آپ کو ان کے درمیان کسی چیز میں کوئی اختلاف یا ذرا بھی فرق نظر نہیں آئے گا۔

یہی نہیں بلکہ اگر آپ ان تمام باتوں کو اکٹھا کریں گے جو ان کی زبانوں سے نکلی ہیں اور جسے انہوں نے اپنے اسلاف سے نقل کیا ہے تو آپ اُسے ایسا پائیں گے گویا وہ ایک ہی دل سے نکلی ہیں اور ایک ہی زبان سے جاری ہوئی ہیں، بھلا کیا ان کے حق ہونے کی اس بھی واضح

---

[1] دیکھئے: الحجۃ فی بیان المحجۃ، از اسماعیل بن محمد اصبہانی، الملقب بہ قوام السنۃ، ۲/ ۲۳۸، والانتصار لأصحاب الحدیث، ابوالمظفر سمعانی، ص: ۴۵۔ (مترجم)

کوئی دلیل ہوسکتی ہے؟ اور ایک دل اور ایک زبان کیوں نہ ہوگی؟ جب مصدر اور سرچشمہ ایک ہی ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾﴾ [النساء:۸۲]۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَٱعْتَصِمُوا۟ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۟ ۚ﴾ [آل عمران:۱۰۳]۔

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

اس کے برعکس اگر آپ بدعتیوں اور نفس پرستوں کو دیکھیں گے تو انہیں گروہوں اور ٹولیوں میں بکھرا ہوا پائیں گے، ان میں سے دو لوگوں کو بھی عقیدہ ومنہج میں ایک ڈگر پر نہ پائیں گے، بلکہ انہیں ہمیشہ باہمی جھگڑے، آپسی بغض ونفرت اور اختلاف میں پائیں گے، ان کی عمریں ختم ہوگئیں مگر اب تک ان کی باتوں میں اتفاق نہیں ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [الأنعام:۱۵۹]۔

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔

اوراہل الحدیث-اہل اثر- کے اتفاق کا سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے دین کو کتاب وسنت سے اخذ کیا اور اپنے اسلاف سے لیا، جس کے نتیجہ میں ان کے درمیان اتفاق واتحاد رہا۔

جبکہ بدعتیوں نے دین کو اپنے عقول وآراء سے لیا جس کے نتیجہ میں ان کے درمیان فرقہ بندی اور اختلاف وانتشار پیدا ہوا۔

انہی اسباب و وجوہ کے پیش نظر اور سنت کی نشر و اشاعت کی خاطر میں "**لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة**" (عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال و آثار) نامی اس کتاب کو اس کے پہلے ایڈیشن (جو سنہ ۱۴۱۸ھ میں شائع ہوا تھا) کے پانچ سالوں بعد دوبارہ شائع کرنے پر مجبور ہوں۔

میں حسب ذیل باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:

- میں نے اس کتاب میں وارد احادیث میں صحت کا اہتمام کیا ہے اور یہی مطلوب بھی ہے، لہٰذا کم سے کم حسن درجہ کی روایتیں ہیں، یہ بھی صحیح کے مراتب میں سے ہے جیسا کہ طلبۂ علم کے یہاں معلوم ومعروف ہے۔
- اگر حدیث صحیحین یا دونوں میں سے ایک میں ہو تو میں نے ان دونوں یا دونوں میں سے ایک کے حوالہ پر اکتفا کیا ہے؛ کیونکہ مقصد یعنی حدیث کی صحت حاصل ہے، اور کبھی ان میں سے ایک کے ساتھ کسی دوسرے مصدر کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔
- بسا اوقات اگر حدیث صحیحین یا دونوں میں سے کسی میں نہ ہوگی تو میں بہت سارے مراجع کا حوالہ دوں گا، کیونکہ دیئے گئے مراجع میں سے کسی مرجع کی سند میں ضعف ہوگا، اور کسی دوسرے مصدر میں وہ حدیث صحیح سند سے ہوگی یا کسی دوسرے مصدر میں اس کا متابع ہوگا۔
- اگر میں کہوں: (مثلاً) دیکھئے بخاری یا مسلم یا کوئی اور کتاب، اور اس سے پہلے کوئی

اور مصدر ذکر کروں جو اس سے کمتر ہو، تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ نص بعینہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود نہیں ہے، بلکہ اس میں اس کا ایک جزء موجود ہے، اس لئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ورنہ صحیحین کو پہلے ہی ذکر کرتا۔

● اگر میں علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتابوں کا حوالہ دوں خواہ آپ کی تصنیفات سے ہو یا آپ کی تحقیقات سے؛ تو اس سے دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز مراد ہوگی:

یا تو وہ نص مجھے اپنے پاس موجود مصادر میں سے کسی مصدر میں نہ ملی ہوگی، یا تو علامہ البانی رحمہ اللہ نے جس مصدر کا حوالہ دیا ہوگا جس میں اس حدیث کی صحیح سند موجود ہے وہ ابتک مخطوط ہے، اور وہ مخطوطہ میری لائبریری میں موجود ہی نہیں ہے، لہٰذا میں نے اولاً امانت کی خاطر اور پھر جو چیز موجود نہ ہو اس سے آسودگی ظاہر کرنے کی خطرناکی میں پڑنے سے بچنے کے لئے علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب کا حوالہ دیا ہے، اور بطور مرجع علامہ البانی کی کتاب کافی ہے -اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور اپنی کشادہ جنتوں کا مکین بنائے-۔

● میں نے اس کتاب میں آئے ہوئے آثار میں صحت کا اہتمام نہیں کیا ہے بلکہ ان کے مصادر یا ان سے نقل کرنے والوں کا حوالہ دے دیا ہے، البتہ زیادہ تر میں نے ان میں صحیح کی کوشش کی ہے' اس کے باوجود ان میں سے کچھ آثار ضعف سے خالی نہیں ہیں' مگر ان کا ذکر بطور استئناس کیا گیا ہے شرعی حکم کے ثبوت کے طور پر نہیں -یعنی ضعیف آثار کا ذکر- اور کسی نے کہا ہے کہ: جس نے سند ذکر کر دیا یا حوالہ دیدیا' وہ بری الذمہ ہوگیا۔

● میں نے بڑی تعداد میں مصادر کا حوالہ دینے میں بڑی محنت کی ہے جن میں وہ اثر مذکور ہے۔

● جب آپ بعض مصادر کی طرف رجوع کریں گے تو الفاظ میں اختلاف پائیں گے،

مگر میں نے حاشیہ میں مصدر کا حوالہ دیتے ہوئے وہ اختلاف اس لئے ذکر نہیں کیا ہے تاکہ حاشیہ لمبا نہ ہو جائے، البتہ آپ کو مذکورہ پوری نص حاشیہ میں ذکر کردہ مصادر میں سے کسی مصدر میں ضرور ملے گی۔

- میں نے حاشیہ میں مصادر کو ان کے مصنفین کی سنہ وفات کی ترتیب سے ذکر کیا ہے، سوائے امام بخاری ومسلم کے، کہ میں نے ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے-سوائے اس کے جو مجھ سے غلطی سے چھوٹ جائے-، البتہ کبھی کبھار میں نے ان دونوں سے بھی پہلے امام احمد کو ذکر کر دیا ہے۔
- حاشیہ میں آپ اس طرح پائیں گے: (...../.....) اس سے مراد جلد اور صفحہ نمبر ہے، اس صورت میں جب حدیث یا اثر یا سرخی کا کوئی نمبر نہ ہو۔
- حاشیہ میں آپ اس طرح بھی پائیں گے: (.....) اس سے مراد صفحہ نمبر ہے، اس صورت میں جب حدیث یا اثر یا عنوان کا کوئی نمبر نہ ہو۔ نیز اس سے مراد حدیث یا اثر یا سرخی کا نمبر بھی ہوسکتا ہے جب وہ مصدر میں موجود ہو، اور اس صورت میں وہ صفحہ نمبر کا بدل ہوگا۔
- بسا اوقات آپ بعض آثار کو ایک سے زائد عناوین (سرخیوں) میں مکرر پائیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اثر اس عنوان کے مناسب ہوتا ہے، یا اس کا ایک حصہ ان میں سے کسی عنوان کے مناسب ہوتا ہے، مگر میں اُس اثر کا ٹکڑا ذکر کرنے کے بجائے تمام عناوین کے تحت پورا ذکر کرتا ہوں؛ البتہ ایسا کبھی کبھار بتقاضائے حاجت ہوتا ہے۔ ورنہ زیادہ تر میں اثر کے ٹکڑے کرتا ہوں اور ہر ٹکڑے کو اس کے مناسب عنوان کے تحت ذکر کرتا ہوں، اور مجھ سے پہلے اہل علم بھی ایسا کر چکے ہیں؛ الحمد للہ۔
- میں نے سلف صالحین کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے نیز طلبۂ علم اور عوام

الناس کی سہولت وآسانی کے لئے کتاب کی فصلوں کے عناوین قائم کئے ہیں۔

● میں نے حدیث اور اثر کی سند کو مختصر کر دیا ہے تا کہ کتاب کے صفحات زیادہ نہ ہوں۔

● بعض احادیث یا آثار کے بعد آپ اس طرح [ج/] لکھا ہوا پائیں گے، جو اس کتاب کے جامع (مولف) کے نام (جمال) کے پہلے حرف کی طرف اشارہ کرتا ہے، یہ کسی لفظ کا معنیٰ واضح کرنے، یا نوٹ لگانے، یا تنبیہ کرنے یا عصر حاضر سے ربط قائم کرنے کے لئے ہے، ایسا میں نے اس لئے کیا ہے تا کہ حاشیہ بوجھل نہ کروں، کیونکہ حاشیہ صرف تخریج کے لئے ہے [1]۔

● میں نے حتی الامکان حاشیہ میں مرجع کا نام مختصر ذکر کیا ہے تا کہ حاشیہ طویل نہ ہو، لہٰذا مرجع کا مکمل نام اور اس کے مولف کی معلومات کے لئے اس کتاب کے اخیر میں فہرست مراجع ملاحظہ فرمائیں [2]۔

● اگر کتاب تحقیق شدہ ہوگی تو میں ناشر کا ذکر کرنے کے بجائے صرف محقق کا نام ذکر کرنے پر اکتفا کروں گا اور اگر تحقیق شدہ نہ ہوگی تو میں ناشر کا نام ذکر کروں گا، اور آپ اسے مراجع کی فہرست میں پائیں گے۔

● اگر میرے پاس کتاب کے ایک سے زائد ایڈیشن موجود ہوں گے اور میں دیکھوں گا کہ دونوں میں نمبرات مختلف ہیں؛ تو میں دونوں ایڈیشنوں ذکر کروں گا، اور حتی الامکان اسے مراجع کی فہرست میں درج کروں گا۔

● میں نے کتاب کے اخیر میں احادیث وآثار اور اسی طرح موضوعات (یعنی فصلوں

---

[1] ترجمہ میں اس انداز کو بدل کر ''نوٹ'' کی سرخی لگائی گئی ہے، اور مذکورہ ملاحظہ ذکر کرنے کے بعد اخیر میں بین القوسین ''جمال'' لکھ دیا گیا ہے۔ (مترجم)

[2] البتہ اردو ترجمہ کے ایڈیشن میں فہرست مراجع کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ (مترجم)

کے عناوین) کی فہرست نیز مصادر ومراجع کی فہرست بنائی ہے۔

- اگر آپ مراجع ومصادر کی فہرست میں مولف کا نام مختصر پائیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ اُس مولف کی کسی کتاب کا ذکر مصادر میں اس سے پہلے ہو چکا ہے، لہٰذا تکرار کی ضرورت نہ رہی۔

جب میں کتاب کی مکمل کمپوزنگ سے فارغ ہوا اور کتاب دوسری طباعت کے لئے تیار ہوگئی تو میں نے اُسے معالی الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ (وزیر اسلامی امور۔ سابق۔) حفظہ اللہ کو پیش کیا، انہوں نے اس مجموعہ سے اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اس پر ایک ٹھوس مقدمہ تحریر فرمایا جس پر مجھے فخر ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ روز قیامت اپنی ملاقات کے دن اُن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری فرمائے، اور میں آپ کے اس احسان کا قرضدار ہوں کہ آپ نے اپنی کثرت مشاغل اور سرکاری ذمہ داریوں وغیرہ کے باوجود اس کتاب کو صفحہ صفحہ دیکھا، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے اور آپ کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے۔

اس مقدمہ کے اختتام پر میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے میرے علم سے اور میرے اس عمل کے ذریعہ نفع پہنچائے اور اس کوشش کو اپنے رخ کریم کے لئے خالص بنائے، اور ہر قاری کو اس سے نفع پہنچائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم أجمعین۔

تحریر کنندہ

ابو فریحان جمال بن فریحان الحارثی رحمہ اللہ

بروز جمعرات بعد نماز فجر ۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

طائف

مقدمہ معالی الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ

(سابق - وزیر اسلامی امور، مملکت سعودی عرب)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین برحق دے کر بھیجا، اور درود وسلام ہو ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنہوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا، امانت ادا کی، امت کی خیر خواہی کی، اللہ کی راہ میں کما حقہ جہاد کیا، اور امت کو بالکل روشن شاہراہ پر چھوڑا جس کی رات اُس کے دن کی طرح روشن ہے اس سے وہی بھٹکے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

اللہ عزوجل کا اپنی مخلوق پر ایک عظیم احسان وکرم یہ ہے کہ اُس نے انہیں اسلام کی نعمت سے نوازا جو دین برحق ہے، اور کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا، ارشاد ہے:

﴿وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ﴾ [آل عمران:۱۰۳]۔

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے ایسے لوگوں کا انتظام فرمایا جنہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو منتقل کیا، اس کی پیروی کی، اس کے آثار پر قدم رنجہ ہوئے، اس کے مٹے ہوئے نشانات کو از سرے نو نمایاں کیا اور اُس کی بجھائی ہوئی روشنی کو دوبارہ روشن کیا، وہ ہدایت کے ائمہ وپیشوا تھے، لہٰذا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا دفاع کیا،

بدعتیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، اور کتاب وسنت اور آثار سلف کے ذریعہ ان کے مقابلے میں برسرپیکار ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر دور اور ہر زمانہ میں اپنے دین کی نصرت وحمایت اور اپنی شریعت کے قیام ونفاذ کے لئے امانت دار افراد مہیا فرمائے، وہ ایسے جیالے تھے جو حق پر مضبوطی سے قائم رہے خواہ انہیں فتنے کتنا بھی گھیرے ہوئے ہوں، اور سنت پر ڈٹے رہے خواہ انہیں کتنا ہی بُرا بھلا کہا جائے اور تکلیفیں دی جائیں، چنانچہ انہوں نے اُس سے غلو کاروں کی تحریف، باطل پرستوں کی ترش خراش اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کی، نیز- اللہ ان پر رحم فرمائے- انہوں نے بدعتیوں سے میل جول رکھنے، ان کی ہم نشینی اختیار کرنے اور ان کی باتیں سننے سے ڈرایا اور چوکنا کیا گیا۔

مولف نے اس مبارک کتاب میں عقیدہ وسنت اور نفس پرستوں بدعتیوں کی مخالفت سے متعلق اہم مسائل کے سلسلہ میں کتاب وسنت کے نصوص اور سلف صالحین کے عظیم الشان آثار جمع کیا ہے، اور اس میں اہل سنت کا اجمالی طور طریقہ اور ان کی روشن راہ نیز اُن کے بدعتیوں کے طور طریقہ اور ان کی ڈگر سے الگ تھلگ ہونے کا ذکر فرمایا ہے، اسی طرح اس میں راہ سلف کے متلاشیان اور جویان حق کے لئے سلف صالحین کا منہج آشکارا کیا ہے، اور اس کتاب کے دونوں دفتیوں کے درمیان ایسے جواہر پارے اور موتیاں اکٹھا کر دی ہیں جو تقویٰ شعار کو فتنوں اور شر سے بچائیں گی، لہٰذا مومنوں کی تذکیر ونصیحت کے لئے اس مقدمہ میں میں بھی ان میں سے چند مبارک آثار ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”الاقْتِصَادُ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الاجْتِهَادِ فِي البِدْعَةِ“[1]۔

[1] مستدرک، حدیث (۳۵۲)، علامہ البانی نے اسے الضعیفہ (۳۹۱۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔ (مترجم)

سنت پر میانہ روی سے عمل کرنا بدعت میں محنت و جفاکشی کرنے سے بہتر ہے۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عَلَيْكَ بِاٰثَارِ السَلَفِ؛ وَإِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ، وَإِيَّاكَ وَآرَاءَ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوهُ لَكَ بِالْقَوْلِ“[1]۔

سلف کے آثار کو لازم پکڑے رہو خواہ لوگ تمہیں دھتکاریں، اور لوگوں کی رایوں سے بچو، خواہ تم سے کتنی ہی چمک دمک والی باتیں کریں۔

عبدالملک میمونی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

”یا أبا الحسن، إياك أن تتكلم في مسألة ليس لك فيها إمام“[2]۔

اے ابوالحسن! خبردار! کسی ایسے مسئلہ میں بات نہ کرنا جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

ابوعمرو محمد بن جعفر بن حمدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سعید بن اسماعیل رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَنْ أَمَّرَ السُّنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ، وَمَنْ أَمَّرَ الْهَوَى عَلَى نَفْسِهِ نَطَقَ بِالْبِدْعَةِ، لِقَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: **{وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا}** [النور:54]“[3]۔

جو سنت کو قولی اور فعلی طور پر اپنا امیر وقائد بنالیتا ہے وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جوخواہش نفس کو اپنا حاکم وآقا بناتا ہے وہ بدعت بولتا ہے، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: اگر تم اُن

---

[1] الشریعۃ للآجری، ص: ۶۳۔

[2] مناقب الامام أحمد، ص: ۲۴۵۔

[3] حلیۃ الأولیاء وطبقۃ الأصفیاء، ۱۰/ ۲۴۴۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یاب رہو گے۔

❖ **واجب امور میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑا جائے اور فرقہ بندی سے بچا جائے:**

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ عليكم بالطَّاعَةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهَا حَبْلُ اللهِ الَّذِي أَمَرَ بِهِ، وَأَنَّ مَا يَكْرَهُونَ فِي الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِمَّا يُحِبُّونَ فِي الْفُرْقَةِ“[1]۔

اے لوگو! اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ اللہ کی وہ رسی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور یقیناً جسے لوگ جماعت میں ناپسند کرتے ہیں وہ اُس سے کہیں بہتر ہے جسے وہ فرقہ بندی میں پسند کرتے ہیں۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”وَإِنَّ أَوَّلَ نِفَاقِ الْمَرْءِ طَعْنُهُ عَلَى إِمَامِهِ“[2]۔

آدمی کا سب سے پہلا نفاق اپنے امام پر طعنہ زنی کرنا ہے۔

امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ولا يحل قتال السلطان، ولاالخروج عليه وإن جار، وليس في السنة قتال السلطان، فإن فيه فساد الدين والدنيا“[3]۔

حاکم وقت سے لڑنا اور اُس کے خلاف بغاوت کرنا حلال نہیں اگر چہ وہ ظلم کرے، سنت

---

[1] مستدرک حاکم: ۴/ ۵۵۵، اور اسے صحیح قرار دیا ہے، والابانۃ: ۱۳۳۔
[2] التمہید، از علامہ ابن عبدالبر، ۲۱/ ۲۸۷۔ (مترجم)
[3] شرح السنۃ، از امام بربہاری، ص: ۵۸، فقرہ: ۳۰۔ (مترجم)

رسول میں سلطان سے لڑنے کا کوئی وجہ جواز نہیں، کیونکہ اس میں دین و دنیا کی تباہی ہے۔

❖ **اور فتنوں کے رونما ہونے کے وقت اہل علم ممتاز ہوتے ہیں، حسن تصرف میں ان کا اثر اور قول وگفتار میں ان کی حکمت و دانائی ظاہر ہوتی ہے:**

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنَّ الْفِتْنَةَ إِذَا أَقْبَلَتْ عَرَفَهَا كُلُّ عَالِمٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَرَفَهَا كُلُّ جَاهِلٍ''[١]۔

یقیناً فتنہ جب آتا ہے تو اسے ہر (صاحب بصیرت) عالم جان لیتا ہے، اور جب واپس جاتا (ختم ہوتا) ہے تو ہر جاہل جان لیتا ہے۔

امام زکریا بن یحییٰ بن صبیح رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا بَكْرٍ، مَنِ السُّنِّيُّ ؟ قَالَ: "الَّذِي إِذَا ذُكِرَتِ الْأَهْوَاءُ لَمْ يَتَعَصَّبْ لِشَيْءٍ مِنْهَا''[٢]۔

میں نے ابو بکر بن عیاش کو فرماتے ہوئے سنا، اُن نے ایک شخص نے سوال کیا: اے ابو بکر! سُنّی کون ہے؟ فرمایا: سنی وہ ہے جس کے سامنے اگر بدعات وخواہشات کا ذکر ہو تو ان میں سے کسی چیز کے لئے تعصب نہ کرے۔

امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لا أعلم اليوم أحدا من أهل الأهواء يخاصم إلا بالمتشابه''[٣]۔

آج میں نفس پرستوں میں کسی کو بھی نہیں جانتا جو متشابہ کے علاوہ سے جھگڑتا ہو۔

---

[1] طبقات ابن سعد: ۷ / ۱۶۶۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی: نمبر ۵۳، والاعتصام: ۱ / ۱۱۴۔

[3] الابانۃ: ۲ / ۵۰۱، ۶۰۵، ۶۰۹۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَنْ طَلَبَ الْحَدِيثَ لِيُقَوِيَّ بِهِ رَأْيَهُ فَهُوَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ''[1]۔

جس نے اپنی رائے کو تقویت پہنچانے کے لئے حدیث کا علم حاصل کیا وہ بدعتی ہے۔

اسی طرح امام وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَهْلَ الْأَهْوَاءِ لَا يَكْتُبُونَ إِلَّا مَا لَهُمْ''[2]۔

بدعتی حضرات صرف وہی باتیں لکھتے ہیں جو ان کی تائید میں ہوتی ہیں۔

❖ مسلمان پر اتباع اور تسلیم واجب ہے:

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مِنَ اللَّهِ عز وجل الرِّسَالَةُ، وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ البَلاَغُ، وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ''[3]۔

اللہ عزوجل کی جانب سے رسالت ہے، اور رسول اللہ ﷺ ذمہ تبلیغ ہے اور ہم پر تسلیم کرنا واجب ہے۔

امام عصام بن یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عَلَيْكُمْ بِالْآثَارِ، وَإِيَّاكُمْ وَالرَّأْيَ، فَإِنَّ أَصْحَابَ الرَّأْيِ أَعْدَاءُ السُّنَّةِ، أَعْيَتْهُمُ الْأَحَادِيثُ أَنْ يَحْفَظُوهَا''[4]۔

---

1. ذم الکلام وأھلہ: ۳۳۷۔
2. ذم الکلام وأھلہ: ۳۳۸۔
3. صحیح بخاری: ۶/ ۲۷۳۸۔
4. ذم الکلام وأھلہ: ۳۲۴۔

احادیث وآثار کو لازم پکڑو اور رائے سے بچو، کیونکہ رائے والے سنت کے دشمن ہیں، وہ حدیثیں یاد کرنے سے عاجز رہ گئے۔

امام عثمان بن حاضر ازدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقُلْتُ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالِاسْتِقَامَةِ، اتَّبِعْ وَلَا تَبْتَدِعْ، اتَّبِعِ الْأَثَرَ الْأَوَّلَ، وَلَا تَبْتَدِعْ“[1]۔

میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے کہا: مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: استقامت کو لازم پکڑو، سنت کی پیروی کرو، بدعت نہ ایجاد کرو، پہلے اثر کی پیروی کرو، بدعت نہ ایجاد کرو۔

عبداللہ بن الدیلمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

” إِنَّ أَوَّلَ ذَهَابِ الدِّينِ تَرْكُ السُّنَّةِ، يَذْهَبُ الدِّينُ سُنَّةً سُنَّةً، كَمَا يَذْهَبُ الْحَبْلُ قُوَّةً قُوَّةً“[2]۔

دین کے خاتمہ کا آغاز ترک سنت سے ہوگا، ایک ایک سنت جانے سے دین ایسے ہی ختم ہو جائے گا جیسے ایک ایک قوت جانے سے رسی ختم ہو جاتی ہے۔

❖ اہل بدعت اور ان کی ہم نشینی سے بچنے کے سلسلہ میں:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَهْلُ الْبِدَعِ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَالِسَهُمْ، وَلَا يُخَالِطَهُمْ، وَلَا يَأْنَسَ بِهِمْ“[3]۔

---

(1) ذم الکلام وأهله: ۳۳۴۔

(2) دارمی: ۹۷، وابن وضاح: ۷۳، واللالکائی: ۱۲۷۔

(3) الابانۃ: ۴۹۵۔

کسی کے لئے مناسب نہیں کہ بدعتیوں کی ہم نشینی اختیار کرے، نہ ان کے ساتھ رہن سہن رکھے، نہ ان سے مانوس ہو۔

نیز امام احمد رحمہ اللہ نے مسدد رحمہ اللہ کے پاس بھیجے ہوئے اپنے خط میں فرمایا:

”وَلَا تُشَاوِرْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي دِينِك، وَلَا تُرَافِقْهُ فِي سَفَرِك“[1]۔

اپنے دین کے بارے میں کسی بدعتی سے مشورہ نہ لو، نہ اُسے اپنا رفیق سفر بناؤ۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أمَّا أهلُ البدع والضلالة ومن تشبه بالعُلماء وليس منهم، فيجوزُ بيانُ جهلهم، وإظهارُ عيوبهم تحذيرًا من الاقتداء بهم“[2]۔

رہے اہل بدع وضلالت اور وہ لوگ جو علماء کی مشابہت اختیار کریں حالانکہ اُن میں سے نہ ہوں، تو لوگوں کو ان کی پیروی سے آگاہ کرنے کے لئے اُن کی جہالت کا پردہ فاش کرنا اور ان کے عیوب نمایاں کرنا جائز ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”لَا تُجَالِسُوا أَصْحَابَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّ مُجَالَسَتَهُمْ مُمْرِضَةٌ لِلْقُلُوبِ“[3]۔

نفس پرستوں (بدعتیوں) کی صحبت میں نہ رہو؛ کیونکہ اُن کی ہم نشینی دلوں کو بیمار کرنے والی ہے۔

---

① الآداب الشرعیۃ لابن مفلح، ۳/ ۵۷۸۔

② الفرق بین النصیحۃ والتعییر، لابن رجب، ص: ۱۳۔

③ الابانۃ، ص: ۳۷۱-۳۷۲۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

”لَا تُمَكِّنْ أَصْحَابَ الأَهْوَاءِ مِنْ سَمْعِكَ فَينفِذُوا فِيهِ مَا شَاءُوا، فَيُغَيِّرُوا قَلْبَکَ“[1]۔

اپنا کان بدعتیوں کے حوالہ نہ کرنا، کہ وہ اس میں جو چاہیں داخل کر دیں، اور پھر تمہارا دل بدل دیں۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّ مُجَالَسَتَهُمْ تَذْهَبُ بِنُورِ الْإِيمَانِ مِنَ الْقُلُوبِ، وَتُسْلِبُ مَحَاسِنَ الْوُجُوهِ، وَتُورِثُ الْبِغْضَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ“[2]۔

بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو کیونکہ ان کی صحبت دلوں سے ایمان کا نور ختم کر دیتی ہے، چہروں کا حسن سلب کر لیتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں بغض ونفرت پیدا کرتی ہے۔

بعدہ ”**لم الدر المنثور من القول المأثور في الاعتقاد والسنة**“ (عقیدہ وسنت سے متعلق سلف صالحین کے سنہرے اقوال وآثار) نامی یہ کتاب اُن عظیم اور اہم ترین ابواب اور مسائل کی بابت اقوال سلف کے انوکھے انتخاب اور مبارک مجموعہ پر مشتمل ہے جس کی انسان کو ہر زمانہ میں حاجت ہوتی ہے بالخصوص فتنوں کے ادوار میں، مولف وفقہ اللہ - رحمہ اللہ تعالیٰ - نے تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے سلف کا اثر اور حجت وبرہان ذکر فرمایا ہے؛ تاکہ غافل کو تنبیہ، بھولنے والے کو یاد دہانی، جاہل کو تعلیم اور متکبر وہٹ دھرم پر حجت قائم ہو۔

---

[1] الابانۃ،ص: ۴۵۳۔

[2] الابانۃ،ص: ۳۷۵۔

یہ بڑی بابرکت کوشش ہے جس کے جمع و انتخاب پر اس کے مولف شیخ جمال بن فریحان الحارثی -رحمہ اللہ-[1] شکریہ کے مستحق ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب میں اور حق کے اظہار اور سنت کی نصرت وحمایت میں کی گئی دیگر نفع بخش کوششوں میں برکت عطا فرمائے۔

اللہ کی رحمت وسلامتی ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔

(سابق) وزیر برائے اسلامی امور، اوقاف ودعوت وارشاد
صالح بن عبد العزیز بن محمد آل شیخ

---

[1] فضیلۃ الشیخ ابوفریحان جمال بن فریحان حارثی رحمہ اللہ ٦ / رمضان المبارک ١٤٤٢ھ کو طائف میں وفات پاگئے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، اللہم اغفرلہ وارحمہ۔ (مترجم)

فصل ①:

کتاب وسنت کا التزام، آثار سلف کی پیروی اور بدعت ایجاد کرنے سے اجتناب

[۱] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ ۝١٠٢ وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ إِذۡ كُنتُمۡ أَعۡدَآءٗ فَأَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوبِكُمۡ فَأَصۡبَحۡتُم بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا وَكُنتُمۡ عَلَىٰ شَفَا حُفۡرَةٖ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَاۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُونَ ۝١٠٣﴾ [آل عمران: ۱۰۲-۱۰۳]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

[۲] اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾

[الأنعام:۱۵۳]۔

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

[۳] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”...فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ؛ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“[۱]۔

...اس وقت تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر کاربند رہنا، اسے دانتوں سے خوب اچھی طرح پکڑ لینا، اور دیکھنا نئی نئی ایجاد کردہ باتوں سے بچ کر رہنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

[٤] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”إِنَّ اللهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَذَكَرَ مِنْهَا: وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“[۲]۔

---

[۱] مسند احمد (۱۷۱۴۴)، وترمذی (۲۶۷۶)، ومستدرک حاکم (۳۲۹)۔

[۲] صحیح مسلم (۱۷۱۵)، وسنن بیہقی (۸ / ۱۶۳)، وشرح السنۃ بغوی (۱۰۲)، وصحیح ابن حبان (۳۳۷۹) بہ تحقیق الحوت، و(۳۳۸۸) بہ تحقیق الارناؤوط۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں پسند فرماتا ہے، اور اُن میں یہ بات بھی ذکر فرمائی: یہ کہ تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔

[٥] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''عَلَيْكُمْ بِالْاسْتِقَامَةِ وَالْأَثَرِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِدَعِ''[١]۔

استقامت اور نقش رسول ﷺ کو لازم پکڑو، اور بدعات سے بچو۔

[٦] حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اتَّقُوا اللهَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ، خُذُوا طَرِيقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَوَاللَّهِ لَئِنِ سَبَقْتُمْ [اسْتَقَمْتُمْ] لَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا، وَإِنْ تَرَكْتُمُوهُ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالاً بَعِيدًا''[٢]۔

اے علماء کرام کی جماعت! اللہ سے ڈرو، اپنے سے پیشتر لوگوں کا راستہ اپناؤ، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر تم اپنے پیشتر لوگوں کی راہ اپناؤ گے [اس پر مضبوطی سے قائم رہو گے] تو بہت آگے بڑھ جاؤ گے اور اگر اُسے چھوڑ کر دائیں بائیں جانب مائل ہو گے تو بہت دور گمراہی میں نکل جاؤ گے۔

[٧] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إِيَّاكُمْ وَالتَّبَدُّعَ وَالتَّنَطُّعَ وَالتَّعَمُّقَ، وَعَلَيْكُم بِالْعَتِيقِ''[٣]۔

---

[1] الابانۃ الکبری ابن بطہ (١٥٨،١٥٧)، والاعتصام شاطبی (١/ ١١٠)۔

[2] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (١٧)، والسنۃ ابن نصر (٣٠)، وشرح اصول اعتقاد اہل السنۃ لالکائی (١١٩)۔

[3] سنن دارمی (١/ ٦٦)، والبدع ابن وضاح (٣٢)، والابانۃ الکبری (١٦٩)، وذم التاویل ہروی (٦٠)، وشرح اصول الاعتقاد لالکائی (١٠٨)۔

بدعات ایجاد کرنے سے، شدت پسندی سے اور بے جا گہرائی میں جانے سے بچو، اور اپنے پُرانے دین پر قائم رہو۔

[۸] نیز ارشاد فرمایا:

''اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''①۔

اتباع کرو، بدعتیں ایجاد نہ کرو، کیونکہ تمہارے لئے کفایت کی جا چکی ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[۹] اسی طرح ارشاد فرمایا:

''الاقْتِصَادُ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الاجْتِهَادِ فِي الْبِدْعَةِ''②۔

میانہ روی کے ساتھ سنت پر عمل کرنا بدعت میں محنت و جفاکشی کرنے سے بہتر ہے۔

اسی طرح کا اثر ابو الدرداء، ابی بن کعب اور شعبی رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

[۱۰] سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمان باری تعالیٰ:

﴿وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾﴾ [طٰہ:۸۲]۔

اور نیک عمل کیا پھر راہیاب ہو گیا۔

کے بارے میں فرمایا:

''یعنی: سنت اور جماعت کو لازم پکڑنا''③۔

① کتاب العلم، ابن خیثمہ (۵۴)، وسنن دارمی (۲۰۵)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۱۷)، والسنۃ ابن نصر (۲۸)، ومعجم الکبیر طبرانی (۸۷۷۰)، وشعب الایمان، بیہقی (۲۲۱۶)، وذم التاویل، ہروی (۵۸)۔

② السنۃ ابن نصر (۳۰)، ومعجم الکبیر طبرانی (۱۰۴۸۴)، والابانۃ الکبری (۱۱۶)، وشرح اعتقاد اہل السنۃ لالکائی (۱۱۴-۱۱۵)۔

③ الابانۃ الکبری (۱۶۵)، وشرح الاعتقاد لالکائی (۷۲)۔

[۱۱] عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنے ایک گورنر کو خط لکھا:

یہ خط امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز کی طرف سے عدی بن ارطاۃ کے نام ہے۔ بعدہ میں اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

اللہ کی حمد وثنا کے بعد:

''فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالِاقْتِصَادِ فِي أَمْرِهِ، وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَتَرْكِ مَا أَحْدَثَ الْمُحْدِثُونَ بَعْدَ مَا جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ، وَكُفُوا مُؤْنَتَهُ، فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ فَإِنَّهَا لَكَ – بِإِذْنِ اللَّهِ – عِصْمَةٌ، ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعِ النَّاسُ بِدْعَةً إِلَّا قَدْ مَضَى قَبْلَهَا مَا هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا أَوْ عِبْرَةٌ فِيهَا؛ فَإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّمَا سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَلِمَ مَا فِي خِلَافِهَا مِنَ الْخَطَإِ وَالزَّلَلِ وَالْحُمْقِ وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ مَا رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لِأَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّهُمْ عَلَى عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبِبَصَرٍ نَافِذٍ كَفُّوا، وَهُمْ عَلَى كَشْفِ الْأُمُورِ كَانُوا أَقْوَى، وَبِفَضْلِ مَا كَانُوا فِيهِ أَوْلَى، فَإِنْ كَانَ الْهُدَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَقَدْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَهُمْ مَا أَحْدَثَهُ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، فَإِنَّهُمْ هُمُ السَّابِقُونَ، فَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ بِمَا يَكْفِي، وَوَصَفُوا مِنْهُ مَا يَشْفِي، فَمَا دُونَهُمْ مِنْ مَقْصَرٍ، وَمَا فَوْقَهُمْ مِنْ مَحْسَرٍ، وَقَدْ قَصَّرَ قَوْمٌ دُونَهُمْ فَجَفَوْا، وَطَمَحَ عَنْهُمْ أَقْوَامٌ فَغَلَوْا، وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذَلِكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ''[۱]۔

یقیناً میں آپ کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، اس کے معاملہ میں میانہ روی برتنے، اسی طرح

---

[۱] سنن ابو داود (۴۶۱۲)، والشریعہ آجری (۲۱۲) بہ تحقیق الفقی۔ یہ اثر فقرہ نمبر (۷۱۷) میں اضافی تخریج کے ساتھ آئے گا۔

اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت آجانے اور اس کی بابت کفایت کر دیئے جانے کے بعد بدعتیوں کی نو ایجاد بدعات کے ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔لہٰذا تم سنت کو لازم پکڑلو، کیونکہ سنت - اللہ کے حکم سے - (فتنہ وگمرہی سے) تمہاری حفاظت وسلامتی کی ضامن ہے۔ساتھ ہی یہ بھی جان لو کہ لوگ جب بھی کوئی بدعت ایجاد کرتے ہیں،اس سے پہلے ایسی بات گزر چکی ہوتی ہے جو اس کی دلیل ہوتی ہے یا اس میں عبرت ہوتی ہے؛ کیونکہ سنت کو درحقیقت اس ذات نے مسنون کیا ہے جسے اس کے خلاف رونما ہونے والی غلطی،لغزش، نادانی وبے وقوفی اور غلو وبے جا کھود کرید کا بخوبی علم ہے،اس لئے اپنے لئے تم بھی وہی پسند کرو جو قوم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے اپنے لئے پسند کیا ہے، کیونکہ انہوں نے علم ہی پر توقف کیا،اور گہری بصیرت کے باعث ہی ان (بدعات) سے باز رہے، نیز وہ مسائل کی نقاب کشائی میں بڑے طاقتور تھے اور جس فضیلت ومنقبت کے مالک تھے بجا طور پر اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے،بنابریں اگر تمہاری راہ ہدایت کی راہ ہوتی تب تو تم اُس کی جانب اُن سے سبقت کرنے والے ہوجاتے (اور یہ نہیں ہوسکتا)۔اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ بدعتیں ان کے بعد ایجاد ہوئی ہیں،ان بدعتوں کو انہی لوگوں نے ایجاد کیا ہے جنہوں نے ان کے راستے کے خلاف راستے کی پیروی کی ہے،اور من مانی کرتے ہوئے ان کے نقش قدم سے اعراض کیا ہے! تو بلاشبہہ وہی سابق وپیش رو ہیں، دین کی بابت ان کی کہی ہوئی باتیں اور بتلائی ہوئی چیزیں (بعد والوں کے لئے) کافی وشافی ہیں، لہٰذا اب دین میں ان کی کہی اور بتائی ہوئی چیزوں میں کسی کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی،یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اس میں کمی کر ڈالی تو وہ جفا کار ٹھہرے اور بہت سے لوگوں نے اس میں زیادتی کی تو وہ غلو کار قرار پائے،جبکہ سلف امت (صحابہ وتابعین افراط وتفریط کے) درمیان اعتدال پر قائم رہنے

کے سبب راہ مستقیم پر گامزن رہے۔

[١٢] امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ مَنْ مَضَى مِنْ عُلَمَائِنَا يَقُولُونَ: الِاعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ، وَالْعِلْمُ يُقْبَضُ قَبْضًا سَرِيعًا، فَنَعْشُ الْعِلْمِ ثَبَاتُ الدِّينِ وَالدُّنْيَا، وَفِي ذَهَابِ الْعِلْمِ ذَهَابُ ذَلِكَ كُلِّهِ"[1]۔

ہمارے پیش رو علماء کہا کرتے تھے: سنت پر مضبوطی سے قائم رہنا نجات ہے، اور علم بہت تیزی سے اٹھالیا جائے گا، اس لئے علم کا بقا و رفعت دین و دنیا کے بقا کا ذریعہ ہے اور علم ختم ہونے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

نوٹ: نعش، اونچائی اور بلندی کے معنیٰ میں ہے، یہاں علم کا بقا اور اس کی رفعت مراد ہے، واللہ أعلم۔ (جمال)

[١٣] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِيَّاكُم أَنْ تَكْتُبُوا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ الأَهْوَاءِ، قَلِيْلاً وَلاَ كَثِيْراً عَلَيْكُمْ بِأَصْحَابِ الآثَارِ وَالسُّنَنِ"[2]۔

خبردار! کسی بدعتی نفس پرست سے کبھی کوئی بات نہ لکھنا، نہ تھوڑا نہ زیادہ، اہل آثار وسنن (اہل الحدیث) کو لازم پکڑو۔

[١٤] علامہ ابن بطہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] سنن دارمی (٩٦)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (١٥، ١٣٦، ١٣٧)، وحلیۃ الأولیاء اصفہانی (٣/ ٣٦٩، ٥/ ٣٤٦)، وتاریخ دمشق (٥٥/ ٣٥٩)، وسیر أعلام النبلاء، ذہبی (٥/ ٣٣٧، ١٨/ ٣٤٣)، یہ قول فقرہ (٣٥١) کے تحت دوبارہ آئے گا۔

[2] سیر أعلام النبلاء، ذہبی (١١/ ٢٣١)۔

”فَلِلَّهِ دَرُّ أَقْوَامٍ دَقَّتْ فِطَنُهُمْ، وَصَفَتْ أَذْهَانُهُمْ، وَتَعَالَتْ بِهِمُ الْهِمَمُ فِي اتِّبَاعِ نَبِيِّهِمْ، وَتَنَاهَتْ بِهِمُ الْمَحَبَّةُ حَتَّى اتَّبَعُوهُ هَذَا الِاتِّبَاعَ، فَبِمِثْلِ هَدْيِ هَؤُلَاءِ الْعُقَلَاءِ إِخْوَانِي فَاهْتَدُوا، وَلِآثَارِهِمْ فَاقْتَفُوا تَرْشُدُوا وَتُنْصَرُوا وَتُجْبَرُوا“[1]۔

اللہ ان لوگوں پر رحم فرمائے جو بڑی گہری سوجھ بوجھ والے تھے، ستھرے ذہن والے تھے اور اپنے نبی کی پیروی میں بڑے بلند ہمت تھے اور ان میں انتہا درجہ کی محبت تھی جس کے نتیجہ میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی بے مثال اتباع کی! اس لئے میرے بھائیو! ان عقلمندوں کی راہ پر گامزن رہو، اُن کے نقش قدم کی پیروی کرو، ہدایت سے سرفراز ہو گے، اللہ کی نصرت حاصل ہو گی اور خامیوں کی تلافی ہو گی۔

[۱۵] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أصولُ السنَّة عنْدَنا: التمسك بما كان عَليه أَصْحاب رَسُول الله ﷺ والاقْتداءُ بهم، وتَرك البدَع، وكل بدعة فهيَ ضَلالة، والسنة عندنا آثار رسول الله ﷺ“[2]۔

ہمارے یہاں سنت کے اصول یہ ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جس طریقہ پر قائم تھے اس پر مضبوطی سے گامزن رہا جائے اور ان کی پیروی کی جائے، اور بدعت ترک کر دی جائے کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہمارے یہاں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار ہیں۔

○ ○ ○

---

① الابانۃ الکبری (۱/ ۲۴۵)۔

② السنۃ امام احمد (۱۴)، وشرح الاعتقاد لالکائی (۳۱۷)، وطبقات الحنابلۃ (۱/ ۲۴۱)، وذم التاویل (۷۱)، والمقصد الأرشد (۷۸۷)۔

فصل ②:

سنتوں کو اپنی ذات پر لازم کرنا

[١٦] امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"نَدُورُ مَعَ السُّنَّةِ حَيْثُ دَارَت"[1]۔

ہم سنت کے ساتھ چلتے ہیں وہ جہاں بھی جائے۔

[١٧] نیز فرمایا:

"عَلَيْكَ بِاثَارِ السَلَفِ؛ وَإِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ، وَإِيَّاكَ وَارَاءَ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوهُ لَكَ بِالْقَوْلِ"[2]۔

سلف کے آثار کو لازم پکڑے رہو خواہ لوگ تمہیں دھتکاریں، اور لوگوں کی رایوں سے بچو، خواہ اُسے تمہارے سامنے کتنا ہی آراستہ کر کے پیش کریں۔

[١٨] ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ إِذَا سَمِعَ شَيْئًا مِنْ آدَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَتَمَسَّكَ بِهِ"[3]۔

---

1. شرح الاعتقاد لالکائی (٤٧)، ومفتاح الجنۃ سیوطی (٦٤)۔
2. الشریعۃ آجری (٦٣)۔
3. الجامع لاخلاق الراوی، خطیب بغدادی (١٧٣) بتحقیق محمود طحان، (٧٦) بتحقیق عجاج، وأدب الاملاء والاستملاء عبد الکریم سمعانی (٣١٩)۔

آدمی کو چاہیے کہ جب نبی کریم ﷺ کے آداب (سنتوں) میں سے کوئی چیز سنے تو اُس پر مضبوطی سے کاربند ہو جائے۔

[۱۹] امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا تَحُكَّ رَأْسَكَ إِلَّا بِأَثَرٍ فَافْعَلْ‘‘۔

اگر تمہیں استطاعت ہو کہ حدیث کی کسی دلیل کے بغیر اپنا سر بھی نہ کھجاؤ، تو ایسا ہی کرو۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

’’يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ لَا يَحُكَّ رَأْسَهُ إِلا بِأَثَرٍ‘‘[۱]۔

آدمی پر واجب ہے کہ حدیث کے بغیر اپنا سر بھی نہ کھجلائے۔

[۲۰] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’إِذَا وَجَدْتُمْ سُنَّةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِلَافَ قَوْلِي فَخُذُوا بِالسُّنَّةِ، وَدَعُوا قَوْلِي، فَإِنِّي أَقُولُ بِهَا‘‘[۲]۔

جب تمہیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت میرے قول کے خلاف ملے تو سنت لے لو اور میرا قول چھوڑ دو، کیونکہ میں سنت ہی کا قائل ہوں۔

[۲۱] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’مَا كَتَبْتُ حَدِيثًا إِلا وَقَدْ عَمِلْتُ بِهِ وَلَوْ مَرَّةً، لأَنْ لَا يَكُونَ عَلَيَّ

---

[۱] الجامع لاخلاق الراوی (۱۷۴)، وأدب الاملاء والاستملاء (۳۲۰)، یہ قول فقرہ (۳۲۸) کے تحت دوسرے الفاظ میں آئے بھی گا، وفتح المغیث (۲/ ۳۶۰) ایڈیشن القاہرہ، و(۳/ ۲۸۵) ایڈیشن ہند۔

[۲] أدب الاملاء والاستملاء (۳۲۱)، نیز دیکھئے: الحلیۃ، از ابونعیم (۹/ ۱۰۷)، ومختصر المؤمل، ضمن مجموعۃ الرسائل المنیریۃ (۳/ ۲۷)۔

حُجَّةً''①۔

میں نے جو بھی حدیث لکھی اُس پر ایک مرتبہ ہی سہی ضرور عمل کیا، تاکہ وہ میرے خلاف حجت نہ ہو جائے۔

[۲۲] بشر حافی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَدُّوا زَكَاةَ الْحَدِيثِ فَاسْتَعْمِلُوا مِنْ كُلِّ مِائَتَيْ حَدِيثٍ خَمْسَةَ أَحَادِيثَ''②۔

حدیث کی زکاۃ ادا کرو، چنانچہ ہر دوسو احادیث میں سے پانچ احادیث پر عمل کرو۔

[۲۳] قاسم بن اسماعیل بن علی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كُنَّا بِبَابِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا، فَقُلْنَا: يا أبا نَصْرٍ، تُحَدِّثُنَا، فَقَالَ: أَتَؤُدُّونَ زَكَاةَ الحَدِيثِ؟ قَالَ: قُلْنَا: يا أبا نَصْرٍ وَلِلْحَدِيثِ زَكَاةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ فَمَا كَانَ فِي ذَلِكَ مِنْ عَمَلٍ، أَوْ صَلاةٍ، أَوْ تَسْبِيحٍ، اسْتَعْمَلْتُمُوهُ''③۔

ہم بشر حافی کے دروازے پر تھے، وہ باہر تشریف لائے تو ہم نے ان سے عرض کیا: اے

① أدب الاملاء والاستملاء (۳۲۳)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۷۹)، وسیر أعلام النبلاء (۱۱ / ۲۱۳)، وفتح المغیث (۲ / ۳٦۰) ایڈیشن القاہرہ، و(۳ / ۲۸۴) ایڈیشن ہند، وتدریب الراوی (۲ / ۱۴۴)، وقواعد التحدیث (۴۰۰)۔

② الحلیۃ ابونعیم (۸ / ۳۴۷)، والجامع لاخلاق الراوی (۱۸۱)، وأدب الاملاء والاستملاء (۳۲۴)، والتدوین فی أخبار قزوین (۲ / ۴۲۷)، وعلوم الحدیث، ابن الصلاح (۲۴۷)، وفتح المغیث (۲/ ۳٦۱) ایڈیشن القاہرہ، و(۳ / ۲۸٦)، ایڈیشن ہند، وقواعد التحدیث (۴۰۱)۔

③ الجامع لاخلاق الراوی (۱۸۰) بتحقیق طحان، و(۱۸۳) بتحقیق عجاج، وتاریخ بغداد (۷ / ٦۹)، وأدب الاملاء والاستملاء (۳۲۵)، وتاریخ دمشق (۱۰ / ۱۸۵)، وقواعد التحدیث (۴۰۱)۔

ابونصر، ہمیں حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا: کیا تم حدیث کی زکاۃ ادا کرتے ہو؟ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے ابونصر کیا حدیث کی بھی زکاۃ ہوتی ہے؟! کہا: ہاں، جب تم حدیث سنو تو اُس میں جو بھی عمل، یا نماز، یا تسبیح ہو اُس پر عمل کرو۔

[٢٤] عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى سُوَيْدِ بْنِ سَعِيدٍ – الهروي – فَقُلْتُ لأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: اكْتُبْ لِي إِلَيْهِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: هَذَا رَجُلٌ يَكْتُبُ الْحَدِيثَ، فَقُلْتُ: لَوْ كَتَبْتَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: صَاحِبُ الْحَدِيثِ عِنْدَنَا مَنْ يَسْتَعْمِلُ الْحَدِيثَ"[1]۔

میں نے سوید بن سعید ہروی رحمہ اللہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا، تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: میرے بارے میں اُن کے نام ایک خط لکھ دیجئے، تو انہوں نے خط میں لکھا: یہ شخص حدیث لکھتا ہے، میں نے عرض کیا: اگر آپ یہ لکھتے کہ یہ شخص اصحاب حدیث میں سے ہے تو بہتر ہوتا، تو انہوں نے فرمایا: ہمارے یہاں صاحب حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔

[٢٥] عبدالملک میمونی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

"يا أبا الحسن، إياك أن تتكلم في مسألة ليس لك فيها إمام"[2]۔

اے ابوالحسن! خبردار! کسی ایسے مسئلہ میں بات نہ کرنا جس میں تمہارا کوئی امام نہ ہو۔

[٢٦] ابویعقوب سحاق بن حیّہ اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سمعت أحمد بن حنبل سئل عن الوساوس والخَطرات، فقال: ما تكلم

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (١٨٣) بتحقیق محمود طحان، و (١٨٦) بتحقیق عجاج، وأدب الاملاء والاستملاء (٣٢٦)۔

[2] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (١٧٨)۔

فيها الصحابة ولا التابعون"[1]۔

میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا کہ اُن نے وسوسوں اور دلوں میں آنے والی باتوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: اس بارے میں صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے کوئی بات نہیں کی ہے۔

[۲۷] عبدالرحمن الطیب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اعتلَّ أحمد بن حنبل وبشر بن الحارث، فكنت أدخل على بشر فأقول: كيف تَجدك؟ فيحمد الله ثم يخبرني فيقول: أحمد الله إليك أجد كذا وكذا. وأدخل على أبي عبد الله أحمد بن حنبل فأقول: كيف تجدك يا أبا عبد الله؟ فيقول: بخير، فقلت له يوما، إن أخاك بشراً عليلٌ وأسأله عن حاله فيبدأ بحمد الله ثم يخبرني، فقال لي: سَله عمن أخذ هذا؟ فقلت له: إني أهاب أن أسأله. فقال: قل له: قال لك أخوك أبو عبد الله: عمن أخذت هذا؟ قال: فدخلتُ إليه فَعرَّفته ما قال، فقال لي: أبو عبد الله لا يريد الشيء إلا بإسناده؛ عن ابن عَون، عن ابن سيرين: إذا حمد الله العبدُ قبلَ الشكوى لم تكن شكوى، وإنما أقول لك: أجد كذا أعرِّف قدرة الله فيّ. قال: فخرجت من عنده فمضيت على أبي عبد الله فَعرَّفته ما قال؛ فكنت بعد ذلك إذا دخلت إليه يقول: أحمد الله إليك، ثم يذكر ما يجده"[2]۔

امام احمد بن حنبل اور بشر بن الحارث رحمہما اللہ کی طبیعت خراب ہوگئی، چنانچہ میں بشر

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۷۹)۔

[2] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۷۸)۔

رحمہ اللہ کی مزاج پرسی کے لئے اُن کے پاس آتا اور اُن سے پوچھتا: کیسی طبیعت ہے؟ تو وہ پہلے اللہ کی حمد کرتے پھر اپنا حال سناتے، مثلاً کہتے: میں اللہ کی حمد کرتا ہوں، میری طبیعت ایسی ہے۔ جبکہ میں ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مزاج پرسی کے لئے آتا اور ان سے پوچھتا: اے ابوعبداللہ! طبیعت کیسی ہے؟ تو وہ کہتے: بہتر ہے۔ بہرکیف میں نے ایک دن اُن سے کہا: آپ کے بھائی بشر رحمہ اللہ بھی بیمار ہیں، میں اُن سے ان کی حالت دریافت کرتا ہوں تو وہ پہلے اللہ کی حمد کرتے ہیں پھر اپنا حال بتاتے ہیں! تو انہوں نے کہا: اُن سے پوچھو کہ یہ انہوں نے کہاں سے لیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں اُن سے پوچھنے میں گھبراتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں اُن سے کہو کہ آپ کے بھائی ابوعبداللہ نے آپ سے پوچھا ہے کہ: آپ نے یہ چیز کہاں سے لی ہے؟ کہتے ہیں کہ: میں اُن کے پاس آیا اور اُن کی کہی ہوئی بات بتلائی، تو انہوں نے مجھ سے کہا: ابوعبداللہ ہر چیز کو سند کے ساتھ ہی چاہتے ہیں، ابن عون سے مروی ہے کہ ابن سیرین رحمہما اللہ نے فرمایا: جب بندہ شکایت کرنے سے پہلے اللہ کی حمد کرتا ہے تو وہ شکوہ نہیں رہ جاتا، اور میں تم سے کہتا ہوں: کہ میری طبیعت ایسی ہے، دراصل اپنے اوپر اللہ کی قدرت بتلانا چاہتا ہوں۔ کہتے ہیں: میں وہاں سے نکل کر ابوعبداللہ (امام احمد) کی خدمت میں آیا، اور انہیں بشر رحمہ اللہ کی بات بتلائی، چنانچہ اس کے بعد میں جب بھی اُن کے پاس آتا تو کہتے: میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہو، اور پھر اس کے بعد اپنی حالت بتلاتے۔

[۲۸] ابوعمرو محمد بن جعفر بن حمدان رحمہ اللہ نے فرمایا:

”صَلَّى بِنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ لَيْلَةً بِمَسْجِدِهِ، وَعَلَيْهِ إِزَارٌ وَرِدَاءٌ، فَقُلْتُ لِأَبِي: يَا أَبَةُ، أَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَقَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ يَسْمَعُ مِنِّي الْمُسْتَخْرَجَ الَّذِي

خَرَّجْتُهُ، فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ سُنَّةٌ لَمْ يَكُنِ اسْتَعْمَلَهَا فِيمَا مَضَى أَحَبَّ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ، وَإِنَّهُ سَمِعَ فِي جُمْلَةِ مَا قُرِئَ عَلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ، فَأَحَبَّ أَنْ يَسْتَعْمِلَ هَذِهِ السُّنَّةَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ"[1]۔

ابو عثمان سعید بن اسماعیل رحمہ اللہ نے ہمیں ایک رات اپنی مسجد میں تہبند اور چادر پہن کر نماز پڑھائی، تو میں نے اپنے والد سے کہا: ابا، کیا یہ حالت احرام میں ہیں؟ فرمایا: نہیں، احرام میں نہیں ہیں، بلکہ وہ مجھ سے مستخرج سن رہے ہیں جسے میں نے صحیح مسلم پر تخریج کیا ہے، اور جب ان سے کوئی ایسی سنت گزرتی ہے جس پر پہلے عمل نہ کئے ہوں تو چاہتے ہیں کہ اُس پر فوراً اُسی دن رات میں عمل کریں، اور آج مجھے جو کچھ پڑھ کر سنایا گیا ہے اُس میں انہوں نے یہ بھی سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تہبند اور چادر میں نماز پڑھی، لہٰذا انہوں نے چاہا کہ صبح ہونے سے پہلے ہی اس سنت پر عمل کرلیں۔

[۲۹] نیز فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں -ابو عثمان رحمہ اللہ- کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ أَمَّرَ السُّنَّةَ عَلَى نَفْسِهِ قَوْلًا وَفِعْلًا نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ، وَمَنْ أَمَّرَ الْهَوَى عَلَى نَفْسِهِ نَطَقَ بِالْبِدْعَةِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: **{وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا}** [النور:54]"[2]۔

جو سنت کو قولی و فعلی طور پر اپنا پیشوا بنالیتا ہے حکمت کی بات کرتا ہے اور جو خواہش نفس کو اپنا آقا بناتا ہے بدعت بکتا ہے، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: اگر تم اُن (نبی کریم ﷺ) کی اطاعت کروگے تو ہدایت یاب رہوگے۔

○ ○ ○

---

[1] فتح المغیث (۲/ ۳۶۰) ایڈیشن القاہرہ، و(۳/ ۲۸۵)، ایڈیشن ہند۔

[2] الحلیۃ (۱۰/ ۲۴۴)، ومعرفۃ علوم الحدیث (۲)، والزھد الکبیر (۳۱۹، ۳۷۵)، وسیر أعلام النبلاء (۱۴/ ۶۳-۶۴)، ومفتاح الجنۃ (۱۷)، وشذرات الذھب (۳/ ۴۱۹)۔

فصل ③:

مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑنے کا حکم اور فرقہ بندی سے تنبیہ

[۳۰] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُوا۟ وَٱخْتَلَفُوا۟ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْبَيِّنَـٰتُ ۚ وَأُو۟لَـٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾﴾ [آل عمران:۱۰۵]۔

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا، اور اختلاف کیا، انہی لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

[۳۱] نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُوا۟ دِينَهُمْ وَكَانُوا۟ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِى شَىْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى ٱللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾﴾ [الأنعام:۱۵۹]۔

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔

[۳۲] نبی کریم ﷺ ارشاد ہے:

''عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَمَنْ أَرَادَ بُحْبُحَةَ الْجَنَّةِ فَعَلَيْهِ بِالْجَمَاعَةِ''[1]۔

جماعت کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی سے اجتناب کرو، کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے، وہ دو سے دور ہوتا ہے، اور جو جنت کے درمیانی اور کشادہ ترین حصہ میں رہنا چاہتا ہو وہ جماعت کو لازم پکڑے۔

نوٹ: بُحْبُحَةَ الْجَنَّةِ: کا معنیٰ جنت کا درمیانی اور کشادہ ترین حصہ ہے۔ (جمال)

[۳۳] اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''الْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ، وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ''[2]۔

جماعت رحمت ہے اور فرقہ بندی عذاب ہے۔

[۳٤] نیز ارشاد نبوی ہے:

''مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً''[3]۔

جو شخص اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہو کر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

[۳۵] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''ثَلَاثَةٌ لَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصَى إِمَامَهُ، وَمَاتَ

---

[1] مسند احمد (۱۱۴)، وترمذی (۲۱۶۵)، والسنۃ ابن ابی عاصم (۸۸)، ومستدرحاکم (۱/ ۱۱۴)۔

[2] مسند احمد (۱۸۴۴۹، ۱۸۴۵۰)، والسنۃ ابن ابی عاصم (۹۳، ۸۹۵)، ومسند الشہاب (۱۵)۔

[3] مسند احمد (۱۰۳۳۳)، وصحیح مسلم (۱۸۴۸)، والسنۃ ابن ابی عاصم (۹۰، ۹۰۱، ۱۰۶۴)، والسنن الکبری نسائی (۳۵۷۹)، والمجتبیٰ (۴۱۲۵)۔

عَاصِيًا“[١]۔

تین لوگوں کے (برے حال اور انجام بد) کے بارے میں نہ پوچھو: ایک وہ شخص جو جماعت سے جدا ہوجائے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمان ہوکر مرجائے۔

[٣٦] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

”مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، حَتَّى يُرَاجِعَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِمَامُ جَمَاعَةٍ، فَإِنَّ مَوْتَتَهُ مَوْتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ“[٢]۔

جو ایک بالشت برابر جماعت سے نکل گیا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ نکال نکال پھینکا، یہاں تک کہ واپس لوٹا لے، اور جس کی موت اس حال میں ہو کہ اُس کا کوئی امام جماعت نہ ہو، تو یقیناً اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

[٣٧] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بالطَّاعَةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّهَا حَبْلُ اللهِ الَّذِي أَمَرَ بِهِ، وَإِنَّ مَا يَكْرَهُونَ فِي الْجَمَاعَةِ خَيْرٌ مِمَّا يُحِبُّونَ فِي الْفُرْقَةِ“[٣]۔

---

1. مسند احمد (٢٣٩٤٣)، والأدب المفرد، (٥٩٠)، والسنۃ ابن ابی عاصم (٨٩، ٩٠٠، ١٠٦٠)، ومستدرک حاکم (١/ ١١٩)، وصحیح ابن حبان (٤٥٥٩) تحقیق الأرناؤوط، و(٤٥٤١) تحقیق الحوت۔
2. مسند احمد (١٧١٧٠)، مستدرک حاکم (١/ ٧٧، ١١٧)، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے۔
3. تفسیر طبری (٧٥٧٧)، ومعجم کبیر طبرانی (٨٩٧٢)، والشریعۃ (٢٣)، ومستدرک حاکم (٤/ ٥٥٥)، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، والابانۃ (١٣٣)۔

اے لوگو! اطاعت اور جماعت کو لازم پکڑو، کیونکہ یہ اللہ کی رسی ہے جسے مضبوطی سے پکڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور یقیناً لوگ جماعت میں جس چیز کو ناپسند کرتے ہیں وہ اس سے کہیں بہتر ہے جسے وہ فرقہ بندی میں پسند کرتے ہیں۔

[۳۸] معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”يد الله فوق الجماعة، فمن شذ لم يبال الله بشذوذه“[①]۔

اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے، لہٰذا جو اس سے الگ تھلگ ہو جائے اللہ کو اس کے الگ ہونے کی کوئی پروا نہیں۔

[۳۹] امام اوزاعی نے حسان بن عطیہ رحمہما اللہ کے واسطے سے فرمایا:

”خمس كان عليها أصحاب محمد ﷺ والتابعون بإحسان: لزوم الجماعة، واتباع السنة ...“[②]۔

پانچ چیزوں پر محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے نیک پیروکار قائم تھے: جماعت سے وابستگی اور سنت کی پیروی....۔

○ ○ ○

① الابانۃ (۱۱۹)۔

② تعظیم قدر الصلاۃ (۵۴۷)، وشرح الاعتقاد للالکائی (۴۸)، ومفتاح الجنۃ (۶۴)۔

فصل ④:

حاکم وقت کی اطاعت، اس کی عزت وتکریم اور اس کے خلاف بغاوت نہ کرنے کا حکم

[٤٠] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [النساء:٥٩]۔

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔

[٤١] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِعِ الأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي، وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ''[1]۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے

[1] صحیح بخاری (٢٧٩٧، ٧١٨١)، وصحیح مسلم (١٨٣٥)۔

میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، اور درحقیقت امام ڈھال ہے۔

نوٹ: جُنۃ: یعنی آڑ اور بچاؤ کا ذریعہ، معنی یہ ہے کہ: حدود نافذ کرنے اور امن قائم کرنے میں امام کے ذریعہ بچاؤ کیا جاتا ہے۔ (جمال)

[٤٢] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''**يَكُونُ أُمَرَاءُ تَلِينُ لَهُمُ الْجُلُودُ، وَلَا تَطْمَئِنُّ إِلَيْهِمِ الْقُلُوبُ، ثُمَّ يَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْمَئِزُّ مِنْهُمُ الْقُلُوبُ، وَتَقْشَعِرُّ مِنْهُمُ الْجُلُودُ**''. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: ''**لَا، مَا أَقَامُوا الصَّلَاةَ**''[1]۔

ایسے امراء ہوں گے جن کے لئے کھالیں نرم ہوں گی، مگر ان کی امارت سے دل مطمئن نہ ہوں گے، پھر کچھ ایسے امراء آئیں گے جن سے دل متنفر ہوں گے اور ان سے رونگٹے کھڑے ہوں گے۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟ فرمایا: نہیں؛ جب تک وہ نماز قائم کرتے رہیں (ایسا نہ کرنا)۔

[٤٣] عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا نَسْأَلُكَ عَنْ طَاعَةِ مَنِ اتَّقَى، وَلَكِنْ مَنْ فَعَلَ وَفَعَلَ، فَذَكَرَ الشَّرَّ، فَقَالَ: ''**اتَّقُوا اللَّهَ، وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا**''[2]۔

ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے تقویٰ شعار حاکم کے بارے میں نہیں پوچھ رہے ہیں، بلکہ اُس کے بارے پوچھ رہے ہیں جو ایسے ایسے کام کرے،

---

[1] السنۃ ابن ابی عاصم (۱۰۷۷)، ومسند احمد (۱۱۲۲۶، ۱۱۲۳۱) ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ۔

[2] السنۃ ابن ابی عاصم (۱۰۶۹)، اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ومعجم کبیر طبرانی (۱۰۱/۱۷)۔

اور شر و برائی کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، حاکم کی بات سنو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔

[٤٤] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنْ أُمِرَّ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدَّعٌ، فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا مَا قَادَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ''[1]۔

اگر کسی حبشی غلام کو جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تمہارا امیر بنا دیا جائے تو بھی تم اس کی بات سنو اور اس کا کہا مانو جب تک وہ اللہ کی کتاب سے تمہاری قیادت کرے۔

[٤٥] رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''مَنْ أَكْرَمَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الدُّنْيَا، أَكْرَمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الدُّنْيَا، أَهَانَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''[2]۔

جو شخص دنیا میں اللہ کے سلطان کی عزت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے عزت دے گا، اور جو دنیا میں اللہ کے سلطان کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے رسوا کر دے گا۔

[٤٦] نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

(1) السنۃ ابن ابی عاصم (١٠٦٢)، ومسند احمد (١٦٦٤٩)، وصحیح مسلم (١٨٣٨)، وابن ماجہ (٢٨٦١) قریب قریب الفاظ کے ساتھ۔

(2) مسند احمد (٢٠٤٣٣، ٢٠٤٩٥)، ومسند طیالسی (٨٨٧) صرف دوسرا ٹکڑا، نیز دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ (٢٢٩٧)، علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

”خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ:... مَنْ دَخَلَ عَلَى إِمَامِهِ يُرِيدُ تَعْزِيرَهُ وَتَوْقِيرَهُ ...“ ①۔

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک چیز بھی جو کرے گا وہ اللہ کے ذمہ اور اس کی نگرانی میں ہوگا:۔۔۔جو اپنے امیر کے پاس آئے اُس کا مقصد اُن کی تعظیم وتوقیر کرنا ہو۔

نوٹ: تعزیر یعنی توقیر وتعظیم بجالانا۔ (جمال)

[٤٧] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اسْمَعْ وَأَطِعْ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ، وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ، وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ، وَإِنْ أَكَلُوا مَالَكَ، وَضَرَبُوا ظَهْرَكَ“ ②۔

سنو اور مانو اپنی مشکل اور آسانی میں، اپنی چستی اور ناگواری میں اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے میں، اگرچہ وہ تمہارا مال کھائیں اور تمہاری پشت پر ماریں۔

[٤٨] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَاسْتَذَلَّ الْإِمَارَةَ لَقِيَ اللّٰهَ وَلَا وَجْهَ لَهُ عِنْدَهُ، - وفي رواية: وَلَا حُجَّةَ لَهُ“ ③۔

---

① السنۃ ابن ابی عاصم (۱۰۲۱)، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ومسند احمد (۲۲۰۹۳) قریب قریب الفاظ کے ساتھ، اور اسی طرح حاکم نے مستدرک میں (۱/ ۲،۲۱۲/ ۹۰)، اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

② السنۃ ابن ابی عاصم (۱۰۲۶)، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ومسند احمد (۸۹۵۳)، قریب قریب الفاظ کے ساتھ، وابن حبان (۴۵۶۲، ۴۵۶۶) بتحقیق ارناؤوط۔

③ مسند احمد (۵۵۵۱، ۶۴۲۳)، ومستدرک حاکم (۱/ ۱۱۹)، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، ومسند الشہاب (۴۴۹)۔

جو شخص جماعت سے جدا ہوگیا اور امارت کے لئے سازش کیا، اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اُس کے پاس اُس کی کوئی وجہ نہ ہوگی- اور ایک روایت میں ہے: اس کی کوئی دلیل نہ ہوگی۔

[٤٩] سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

''لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِي، فَأَطِعِ الْإِمَامَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَإِنْ ظَلَمَكَ فَاصْبِرْ، وَإِنْ ضَرَبَكَ فَاصْبِرْ، وَإِنْ دَعَاكَ إِلَى أَمْرٍ مَنْقَصَةٍ فِي دِينِكَ فَقُلْ: سَمْعًا وَطَاعَةً، دَمِي دُونَ دِينِي، وَلَا تُفَارِقِ الْجَمَاعَةَ''[١]۔

شاید تم میرے بعد زندہ رہو، تو امام کی اطاعت کرنا اگر چہ وہ حبشی غلام ہو، اور اگر وہ تم پر ظلم کرے تو صبر کرنا، اگر تمہیں مارے تو بھی صبر کرنا، اور اگر وہ تمہیں کسی ایسی بات کی طرف بلائے جو تمہارے دین میں کمی کا سبب ہو تو کہنا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میرا خون میرے دین سے کم تر ہے، مگر جماعت سے جدا نہ ہوگا۔

[٥٠] قطن ابوالہیثم بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابو غالب نے بیان کیا کہ:

''كُنْتُ عِنْدَ أَبِي أُسَامَةَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ﴾ [آل عمران:7] مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هُمُ الْخَوَارِجُ، ثُمَّ قَالَ: عَلَيْكَ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ، قُلْتُ: قَدْ تَعْلَمُ مَا فِيهِمْ؟ فَقَالَ: عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَأَطِيعُوا تَهْتَدُوا''[٢]۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲/ ۵۴۴)، والسنۃ خلال (۱/ ۱۱۱)، والشریعۃ آجری (۴۸)، اثر صحیح ہے۔

[2] السنۃ ابونصر (۵۶)۔

میں ابو اسامہ کے پاس تھا، اُن سے ایک شخص نے کہا: مجھے اللہ کے فرمان: (وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں) [آل عمران:۷] کے بارے میں بتائیے کہ اس سے کون مراد ہیں؟ فرمایا: ''اس سے خوارج مراد ہیں''۔ پھر کہا: ''تم سواد اعظم (مسلمانوں کی جماعت) کو لازم پکڑنا''۔ میں نے کہا: آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کا کیا حال ہے! انہوں نے کہا: ''ان سے اُن کی ذمہ داریوں کی باز پرس ہوگی اور تم سے تمہاری ذمہ داریوں کی، بس اطاعت کرو ہدایت یاب رہو گے''۔

[۵۱] داود بن فرات رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''حَدَّثَنِي أَبُو غَالِبٍ، أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَهَذِهِ الْأُمَّةُ تَزِيدُ عَلَيْهَا وَاحِدَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا السَّوَادُ الْأَعْظَمُ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ، قُلْتُ: قَدْ تَعْلَمُ مَا فِي السَّوَادِ الْأَعْظَمِ، وَذَلِكَ فِي خِلَافَةِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَكَارِهٌ لِأَعْمَالِهِمْ، وَلَكِنْ عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ، وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ خَيْرٌ مِنَ الْفُجُورِ وَالْمَعْصِيَةِ''[۱]۔

مجھ سے ابو غالب نے بیان کیا کہ انہیں ابو امامہ نے بتلایا کہ ''بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے، اور یہ امت ان سے ایک عدد اور زیادہ رہے گی، سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے سواد اعظم کے، اور وہ مسلمانوں کی جماعت ہے''۔ میں نے کہا: سواد اعظم کی حالت

[۱] السنۃ ابو نصر (۵۶)، والسنۃ ابن ابی عاصم (۶۸) قریب قریب الفاظ کے ساتھ۔

تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں- یہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور کی بات ہے- تو انہوں نے کہا: ”اللہ کی قسم! میں بھی ان کے اعمال کو ناپسند کرتا ہوں، مگر ان پر اُن کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے اور تم پر تمہاری ذمہ داریوں کا بار ہے؛ سمع وطاعت کرنا بدگوئی اور گناہ سے بہتر ہے“۔

[۵۲] معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

”لَمَّا خَرَجَ أَبُو ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ، لَقِيَهُ رَكْبٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا ذَرٍّ، قَدْ بَلَغَنَا الَّذِي صُنِعَ بِكَ، فَاعْقِدْ لِوَاءً يَأْتِكَ رِجَالٌ مَا شِئْتَ. قَالَ: مَهْلًا مَهْلًا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: **سَيَكُونُ بَعْدِي سُلْطَانٌ فَأَعِزُّوهُ. مَنِ الْتَمَسَ ذُلَّهُ ثَغَرَ ثُغْرَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ تَوْبَةٌ حَتَّى يُعِيدَهَا كَمَا كَانَتْ**“[1]۔

جب ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ کے لئے نکلے تو راستے میں عراقیوں کے ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا: اے ابوذر! آپ کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی ہے ہمیں اس کی اطلاع ہے، اس لئے آپ ایک جھنڈا اُٹھائیے آپ کے پاس وہ سارے لوگ آئیں گے جنہیں آپ چاہیں گے، انہوں نے کہا: ”ٹھہرو؛ اے مسلمانو! ذرا ٹھہرو“!! یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

عنقریب میرے بعد تمہارا حاکم ہوگا تم اُس کی عزت کرنا، جو اُس کی رسوائی چاہے گا وہ اسلام میں خلا پیدا کرے گا، اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، جب تک کہ وہ اُسے دوبارہ ویسے نہ کردے جیسے پہلے تھا۔

---

[1] السنۃ ابن ابی عاصم (۱۰۷۹)، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: مسند احمد (۲۱۴۶۰) قریب قریب الفظ کے ساتھ۔

نوٹ: اللہ اکبر؛ ان اسلاف امت نے سنت کو کیا خوب سمجھا اور اس کی عملی تطبیق دی! اے کاش! آج حاکم وقت کے خلاف بغاوت کر کے اور مسلمانوں کی جماعت سے جُدا ہو کر اپنے لئے یا دوسروں کے لئے بیعت کا مطالبہ کرنے والے بھی اس بات کو سمجھ لیں اور سلف صالحین کی سمجھ کے مطابق روشن حق کی طرف لوٹ جائیں۔ (جمال)

[٥٣] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"...والسمع والطاعة للأئمة فِيمَا يحب الله ويرضي ....، ولا يحل لأحد أن يبيت ليله ولا يرى أن ليس عَلَيْهِ إمام برا كَانَ أو فاجرا"[1]۔

...اور ان چیزوں میں حکمرانوں کی سمع و طاعت ضروری ہے جو اللہ کو محبوب و پسندیدہ ہیں...، اور کسی کے لئے حلال نہیں کہ رات گزارے اور اس کا خیال ہو کہ اُس پر کوئی امام نہیں ہے، خواہ نیک ہو یا بد۔

[٥٤] امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"من خرج عَلَى إمام من أئمة المسلمين، فهو خارجي قد شق عصا المسلمين، وخالف الآثار وميتته ميتة جاهلية"[2]۔

جو مسلم حکمرانوں میں سے کسی حاکم کے خلاف بغاوت کرے، وہ خارجی ہے اُس نے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا، اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی کی، اس کی موت جاہلی موت ہے۔

[٥٥] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] طبقات الحنابلہ (٢/٢١)، وشرح السنۃ حسن بربہاری (٣٠)، وشرح الاعتقاد لالکائی (١/١٦٧)، واعتقاد ابن المدینی۔

[2] شرح السنۃ بربہاری (٣٣)۔

”والدعاء لأئمة المسلمين بالصلاح، ولا تخرج عليهم بسيفك ... هذا ما اجتمع عليه العلماء في الآفاق“[1]۔

اور مسلم حکمرانوں کے لئے بھلائی کی دعا کرو، اور ان کے خلاف تلوار سے بغاوت نہ کرو... اس پر تمام علاقوں کے علماء کا اتفاق ہے۔

[٥٦] نیز فرمایا:

”وَمِنَ الْإِيمَانِ ... السمعُ وَالطَّاعَةُ للأئمة وأمير الْمُؤمنِينَ الْبر والفاجر ...، وَ لَيْسَ لأحد أَن يطعن عَلَيْهِم وَلَا ينازعهم ... وَمن خرج على إِمَام من أَئِمَّة الْمُسلمين ... فقد شقّ هَذَا الْخَارِج عَصا الْمُسلمين وَخَالف الْآثَار عَن رَسُول الله ﷺ فَإِن مَاتَ الْخَارِج عَلَيْهِ مَاتَ ميتَة جَاهِلِيَّة، وَلَا يحل قتال السُّلْطَان وَلَا الْخُرُوج عَلَيْهِ لأحد من النَّاس فَمن فعل ذَلِك فَهُوَ مُبْتَدع على غير السّنة والطريق“[2]۔

ایمان میں یہ بھی ہے کہ ائمہ اور امیر المؤمنین خواہ نیک ہو یا بد اُس کی سمع و طاعت کی جائے...، اور کسی لئے روا نہیں کہ ان پر طعنہ زنی کرے اور ان سے جھگڑے... اور جس نے مسلم حکمرانوں میں سے کسی حاکم کے خلاف بغاوت کیا...، وہ خارجی ہے اُس نے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا، اور احادیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی کی، اور اگر یہ حاکم وقت کے خلاف بغاوت کرنے والا مرے گا تو جاہلیت کی موت مرے گا، اور کسی بھی شخص کے لئے حاکم

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۶۶، ۱۷۰)۔

[2] مناقب الامام احمد (۱۷۵-۱۷۶)، والمسائل والرسائل للامام احمد فی العقیدہ (۲/ ۵)، وطبقات الحنابلہ (۱/ ۲۴۴)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (۱/ ۱۶۱)۔

وقت سے لڑائی کرنا یا اس کے خلاف بغاوت کرنا حلال نہیں، لہٰذا جس نے ایسا کیا وہ بدعتی ہے سنت اور راہ سلف کے مخالف ہے۔

[۵۷] امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ولا يحل قتال السلطان، ولاالخروج عليه وإن جار، وليس في السنة قتال السلطان، فإن فيه فساد الدين والدنيا''[۱]۔

حاکم وقت سے لڑنا یا اُس کے خلاف بغاوت کرنا حلال نہیں ہے، اگر چہ وہ ظلم کرے، سنت میں سلطان سے لڑنے کا کوئی وجہ جواز نہیں، کیونکہ اس میں دین و دنیا کی تباہی ہے۔

[۵۸] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إن أصل اثنين وسبعين هوى: أربعة أهواء ... - وذكر الخوارج - ... ولم ير الخروج على السلطان بالسيف، ودعا لهم بالصلاح، فقد خرج من قول الخوارج أوله وآخره''[۲]۔

بیشک بہتر فرقوں اور بدعتوں کی اصل اور جڑ چار فرقے اور بدعتیں ہیں...-اور ان میں خوارج کا ذکر کیا- نیز فرمایا: اور جو حاکم وقت کے خلاف تلوار سے بغاوت کا قائل نہ ہوا اور حکمرانوں کی بھلائی کے لئے دعا کی وہ خوارج کے قول سے بالکلیہ نکل گیا۔

[۵۹] امام اسماعیل اصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَمِنَ السُّنَّةِ السّمعُ وَالطَّاعَةُ لِولاة الْأَمر؛ أبراراً كَانُوا أَو فُجَّاراً''[۳]۔

---

[۱] شرح السنہ، بربہاری (۳۴)۔

[۲] شرح السنہ، بربہاری (۱۵۹)، والابانۃ الکبری (۲۷۸)۔

[۳] الحجۃ فی بیان المحجۃ (۲/ ۵۲۹)۔

یہ بھی سنت ہے کہ حکمرانوں کی سمع وطاعت کی جائے خواہ وہ نیک ہوں یا بد۔

[٦٠] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أجمع سبعون رجلاً من التابعين وأئمة المسلمين وأئمة السلف وفقهاء الأمصار، على أن السنة التي توفي عليها رسول الله ﷺ ....، ولا يخرج على الأمراء بالسيف وإن جاروا“[1]۔

تابعین، ائمہ مسلمین، امامان سلف اور مختلف علاقوں کے فقاء میں سے ستر لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس سنت پر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے: وہ ... اور امراء کے خلاف تلوار سے بغاوت نہ کرے اگرچہ وہ ظلم وزیادتی کریں۔

[٦١] شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَدِيثِ: تَرْكَ الْخُرُوجِ بِالْقِتَالِ عَلَى الْمُلُوكِ الْبُغَاةِ، وَالصَّبْرِ عَلَى ظُلْمِهِمْ إِلَى أَنْ يَسْتَرِيحَ بَرٌّ أَوْ يُسْتَرَاحُ مِنْ فَاجِرٍ“[2]۔

اہل الحدیث کا مسلک یہ ہے کہ ظالم بادشاہوں کے خلاف بغاوت نہ کی جائے بلکہ ان کے ظلم پر صبر کیا جائے یہاں تک کہ نیک کار کو راحت ملے، یا بدکار سے لوگوں کو راحت ملے۔

○ ○ ○

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (١٧٦)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/ ۴۴۴)۔

فصل ⑤:

حکمرانی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

[٦٢] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أصول السنة عِندنا: ... ومن خَرج على إمام من أئمة المسلمين، وقد كان الناس اجتمعوا عليه، وأقروا له بالخِلافة، بأي وَجه كان، بالرّضا أو بالغَلَبة، فقد شَقَّ هذا الخارجُ عصا المسلمين، وخالفَ الآثار عن رسول الله ﷺ"①۔

ہمارے یہاں سنت کے اصول یہ ہیں: ...اور جس نے مسلم حکمرانوں میں سے کسی حاکم کے خلاف بغاوت کی - جبکہ لوگ اُس پر متفق ہو چکے تھے اور رضامندی یا غلبہ کسی بھی طرح اُس کی خلافت کو تسلیم کر چکے تھے - تو اس بغاوت کرنے والے نے مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا، اور احادیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی کی۔

[٦٣] امام ابن العربی مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إذا اجتمعوا على إمام فلا تحل منازعته ولاخلعه، وهذا ليس على العموم؛ بل لو عقده بعضهم لجاز، ولم يحل لأحد أن يعارض"②۔

---

① المسائل والرسائل للامام احمد (٢ / ٥)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (١ / ١٦١)، وطبقات الحنابلہ (١ / ٢٤٤)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (١٧٥)۔

② عارضۃ الاحوذی (٩ / ١٠)۔

جب لوگ ایک امام پر متفق ہو جائیں تو اُس سے جھگڑنا اور بے دخل کرنا حلال نہیں، مگر یہ عمومی طور پر نہیں؛ بلکہ کچھ لوگ بھی بیعت کرلیں تو جائز ہے، اور کسی کے لئے اُس کا معارضہ کرنا حلال نہیں ہے۔

[٦٤] امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”طريقها – يعني البيعة – أن يجتمع جماعة من أهل الحل والعقد فيعقدون له البيعة، ... والحاصل أن المعتبر هو وقع البيعة له من أهل الحل والعقد، فإنها هي الأمر الذي يجب بعده الطاعة، ويثبت به الولاية، وتحرم معه المخالفة، وقد قامت على ذلك الأدلة وثبتت به الحجة... قد أغنى الله عن هذا النهوض وتجشم السفر وقطع المفاوز ببيعة من بايع الإمام من أهل الحل والعقد“[1]۔

بیعت کا طریقہ یہ ہے کہ ارباب حل وعقد کی ایک جماعت اکٹھا ہو اور اُس (حاکم) کے لئے بیعت قائم کریں، حاصل کلام یہ کہ اعتبار اس بات کا ہے کہ اس کی بیعت ارباب حل وعقد کی جانب سے واقع ہو، کیونکہ یہی وہ معاملہ ہے جس کے بعد اطاعت واجب ہو جائے گی، اسی سے حکمرانی ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد مخالفت حرام قرار پائے گی، اس بات پر دلیلیں قائم ہیں اور اس بارے حجت ثابت ہے... اللہ تعالیٰ نے امام وقت کے ہاتھ پر ارباب حل و عقل کی بیعت کے ذریعہ دیگر لوگوں کے پہنچنے، سفر کی مشقتیں جھیلنے اور لمبی مسافتیں طے کرنے سے بے نیاز کر دیا ہے۔

[٦٥] نیز فرمایا:

[1] السیل الجرار (۴/۵۱۱، ۵۱۳)۔

”وأما بعد انتشار الإسلام، واتساع رقعته، وتباعد أطرافه؛ فمعلوم أنه قد صار في كل قطر أو أقطار الولاية إلى إمام أو سلطان؛ وفي القطر الآخر أو الأقطار كذلك؛ ولا ينفذ لبعضهم أمر ولا نهي في قطر الآخر وأقطاره التي رجعت إلى ولايته، فلا بأس بتعدد الأئمة والسلاطين، ويجب الطاعة لكل واحد منهم بعد البيعة له على أهل القطر الذي ينفذ فيه أوامره ونواهيه، وكذلك صاحب القطر الآخر، فإذا قام من ينازعه في القطر الذي قد ثبتت فيه ولايته وبايعه أهله؛ كان الحكم فيه: أن يقتل إذا لم يتب، ولا تجب على أهل القطر الآخر طاعته، ولا الدخول تحت ولايته لتباعد الأقطار.

فاعرف هذا، فإنه المناسب للقواعد الشرعية، والمطابق لما تدل عليه الأدلة، ودع عنك ما يقال في مخالفته، فإن الفرق بين ما كانت عليه الولاية الإسلامية في أول الإسلام، وما هي عليه الآن أوضح من شمس النهار، ومن أنكر هذا فهو مباهت لا يستحق أن يخاطب بالحجة؛ لأنه لا يعقلها“[1]۔

رہا معاملہ اسلام کے پھیل جانے، اس کا دائرہ وسیع ہو جانے اور اُس کے گوشوں کے دور دور تک پہنچ جانے کے بعد کا؛ تو معلوم ہے کہ ہر ملک یا علاقوں میں کسی امام یا سلطان کی حکمرانی قائم ہو چکی ہے، اسی طرح دوسرے ملک یا علاقے میں کسی دوسرے حاکم کی؛ اور کسی ایک حاکم کا فرمان یا اس کی ممانعت دوسرے ملک یا علاقے کے لوگوں پر نافذ نہیں ہو سکتی، تو ایسی صورت میں ایک سے زائد ائمہ اور حکمرانوں کے ہونے میں کوئی حرج نہیں، اور بیعت ہو جانے کے بعد ہر ملک اور خطہ کے لوگوں پر اُس حاکم کی اطاعت واجب ہے جس

[1] السیل الجرار (۴/ ۵۱۲)۔

میں اس کے اوامر ونواہی نافذ ہوتے ہیں، اسی طرح دوسرے خطے کے لوگوں پر اپنے امام اور حاکم کی اطاعت واجب ہے، اور اب اگر کوئی شخص اُس ملک میں حاکم کے خلاف لڑائی جھگڑے کے لئے اُٹھے جس میں اس کا قلمدان طے ہو چکا ہے اور اس کے اہالیان نے اس سے بیعت کرلی ہے؛ تو اس کے بارے میں حکم یہ ہوگا کہ: اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُسے قتل کردیا جائے گا، اور دوسرے خطہ کے لوگوں پر اس کی اطاعت کرنا یا اُس کی حکومت کے تحت داخل ہونا واجب نہیں ہے، کیونکہ تمام ممالک میں کافی دوریاں ہیں۔

اسے اچھی طرح جان لو، کیونکہ یہی شرعی قواعد اور دلائل کے مدلول کے مناسب ومطابق ہے، اور اس کے خلاف کہی جانے والی باتوں کو چھوڑ دو، کیونکہ آغاز اسلام میں اسلامی حکومت کی صورتحال اور آج کی صورتحال کے درمیان فرق روز روشن کی طرح عیاں ہے، اور جو اس کا انکار کرے وہ بے بنیاد بات کرنے والا ہے حجت و برہان کے ذریعہ مخاطب کئے جانے کا مستحق نہیں، کیونکہ وہ اسے سمجھ نہیں سکتا۔

نوٹ: اے مسلمان! جہاں کہیں رہتا بستا ہو؛ شرعی دلائل اور سلفی منہج سے مستنبط اس فہم پر غور کر، اسے مضبوطی سے پکڑ لے، دانتوں سے جکڑ لے، اور اس فہم اور اس دور کے ان چند گئے گزرے لوگوں کی سمجھ کے مابین موازنہ کر جو کٹ کر الگ تھلگ ہو گئے، اطاعت سے نکل گئے اور جماعت سے جدا ہو کر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، نیز بعض نوجوانوں کے دین میں فتنہ پیدا کر دیا، اس لئے جو اس فتنہ سے محفوظ ہے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اُس میں پڑ چکا ہے وہ اُس سے توبہ کرے، ہم اللہ تعالیٰ سے تمام لوگوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (جمال)

[٦٦] امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الأئمة مجمعون من كل مذهب، على أن من تغلب على بلد أو بلدان، له حكم الإمام في جميع الأشياء، ولولا هذا ما استقامت الدنيا؛ لأن الناس من زمن طويل قبل الإمام أحمد إلى يومنا هذا ما اجتمعوا على إمام واحد، ولا يعرفون أحدا من العلماء ذكر أن شيئا من الأحكام، لا يصح إلا بالإمام الأعظم"[1]۔

ہر مسلک کے ائمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کسی ملک یا ممالک پر جبراً غالب اور قابض ہو جائے؛ تمام چیزوں میں وہ امام کے حکم میں ہے، اگر ایسا نہ ہوتا دنیا قائم نہ رہتی؛ کیونکہ لوگ لمبے زمانے سے امام احمد رحمہ اللہ کے پہلے سے لے کر ہمارے اس دور تک کسی ایک امام پر متحد نہیں ہوئے، نہ ہی وہ علماء کرام میں سے کسی کو جانتے ہیں جس نے ذکر کیا ہو کہ کسی بھی چیز کے حکم وفیصلہ کا اختیار صرف امام اعظم ہی کو ہے۔

نوٹ: اے مسلمانو! خلافت وامامت حسب ذیل چند امور سے طے ہوتی ہے:

۱۔ یا تو سب سے افضل اور بہتر کو خلیفہ منتخب کر کے، جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہوا۔

۲۔ یا پہلے خلیفہ کی جانب سے دوسرے کسی کو ولی عہد نامزد کر کے، جیسے ابو بکر صدیق صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کیا، اسی طرح اور دیگر لوگوں نے۔

۳۔ یا چند معلوم ومتعین لوگوں کو نامزد کر کے جن میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیا جائے، جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ کے حوالہ کر دیا تھا، پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ

[1] الدرر السنية (۷/ ۲۳۹)۔

شہید ہو گئے تو مسلمانوں نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

۴۔ یا بطریق غلبہ اور بزور شمشیر، جیسا کہ بنو امیہ وغیرہ کے دور میں ہوا؛ چنانچہ بنو امیہ کو اندلس میں خلافت حاصل ہوئی حالانکہ بغداد میں عباسیوں کی خلافت قائم تھی اور بڑی تعداد میں ائمہ اور علماء موجود تھے، جن میں حمید الطویل، شعبہ بن الحجاج، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ، اسماعیل بن عیاش، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ، یحییٰ القطان، لیث بن سعد وغیرہ قابل ذکر ہیں، مگر ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ اندلس میں قائم ہونے والی خلافت اور اس کے خلیفہ کی بیعت باطل ہے۔ اور اے متلاشی حق یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ "امامت وخلافت تمام لوگوں کی رضامندی کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی"۔ ان کا قول فاسد، باطل اور ناقابل قبول ہے، اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب، اُن کے بعد ان کے بیٹے حسن اور ان کے بعد معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہم کی خلافت باطل ہے؛ کیونکہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت کسی پر متحد نہیں ہوئی! اور یہ بات کبھی کسی نے نہیں کہی ہے۔ اس لئے خوب اچھی طرح غور وتدبر کرو، اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ (جمال)

[٦٧] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ومن الإيمان ... من ولي الخلافة فاجتمع الناسُ عليه ورضوا به، ومن غلبهم بالسيف حتى صار خليفة وسُمي أمير المؤمنين؛ والغزو ماضٍ مع الأمراءِ إلى يوم القيامة، البَرّ والفاجر"[1]۔

---

[1] السنۃ، امام احمد (۴۲)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (۱/ ۱۶۰)، وطبقات الحنابلہ (۱/ ۲۴۴)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۷۵)۔

ایمان میں یہ بھی داخل ہے کہ: ...جو خلافت کا ذمہ دار ہو، لوگ اس پر اکٹھا ہو جائیں اور اس سے راضی ہوں، اور اسی طرح جو شخص لوگوں پر تلوار کے ذریعہ غالب ہو، یہاں تک کہ خلیفہ ہو جائے اور اُسے امیر المؤمنین کا کہا جائے؛ یہ تا قیامت جاری رہے گا، خواہ وہ نیک ہو یا بد۔

○ ○ ○

فصل ⑥:

حاکم کے ظلم پر صبر کرنے اور اُسے بُرا بھلا نہ کہنے کا حکم

[٦٨] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ...''[1]۔

جو اپنے امیر کی جانب سے کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اس پر صبر کرے...۔

[٦٩] رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً؛ فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ''[2]۔

یقیناً تم لوگ میرے بعد اپنے حق پر دوسروں کی ترجیح پاؤ گے، لہٰذا صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو۔

نوٹ: أَثَرَة، فتحہ کے ساتھ، یعنی تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی بایں طور کہ دیگر

---

1. صحیح بخاری (٦٧٢٢،٦٦٤٦)، ومسلم (١٨٤٩)۔
2. صحیح بخاری (٦٦٤٨،٣٥٨١)، ومسلم (١٨٤٥)۔

لوگوں کو مال اور مناصب میں تم پر فضیلت دی جائے گی۔(جمال)

[۷۰] انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نَهَانَا كُبَرَاؤُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا أُمَرَاءَكُمْ، وَلَا تَغِشُّوهُمْ، وَلَا تَبْغَضُوهُمْ، وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاصْبِرُوا؛ فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيبٌ''①۔

ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہمارے بڑوں نے منع فرمایا کہ تم اپنے امراء کو برا بھلا نہ کہو، نہ انہیں دھوکہ دو، نہ ان سے نفرت کرو، بلکہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، کیونکہ معاملہ قریب ہے۔

[۷۱] ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إِنَّ أَوَّلَ نِفَاقِ الْمَرْءِ طَعْنُهُ عَلَى إِمَامِهِ''②۔

آدمی کا سب سے پہلا نفاق اپنے امام پر طعنہ زنی کرنا ہے۔

[۷۲] نیز فرمایا:

''إِيَّاكُمْ وَلَعْنَ الْوُلَاةِ، فَإِنَّ لَعْنَهُمُ الْحَالِقَةُ، وَبُغْضَهُمُ الْعَاقِرَةُ''. قِيلَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، فَكَيْفَ نَصْنَعُ إِذَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ مَا لَا نُحِبُّ؟ قَالَ: ''اصْبِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ إِذَا رَأَى ذَلِكَ مِنْهُمْ حَبَسَهُمْ عَنْكُمْ بِالْمَوْتِ''③۔

حکمرانوں پر لعنت کرنے سے بچو، کیونکہ ان پر لعنت کرنا نابودی اور ان سے بغض رکھنا

---

① السنۃ، ابن ابی عاصم (۱۰۱۵)، والتمہید، ابن عبد البر (۲۱/ ۲۸۷)، والترغیب والترہیب، ابو القاسم قوام السنۃ (۳/ ۶۸)۔

② التمہید، ابن عبد البر (۲۱/ ۲۸۷)۔

③ السنۃ، ابن ابی عاصم (۱۰۱۶)، اثر ضعیف ہے [مگر معنیً صحیح ہے]، اس کے ہم معنیٰ صحیح احادیث وآثار کے سبب اس سے استیناس کیا جاسکتا ہے۔

ہلاکت کا باعث ہے۔ ان سے کہا گیا: اے ابو الدرداء! پھر اگر ہم ان سے غیر مناسب اور ناگوار رویہ دیکھیں تو کیا کریں؟ فرمایا: صبر کرو، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ان کی جانب سے یہ رویہ دیکھے گا، تو انہیں موت کے ذریعہ تم سے روک دے گا۔

[۷۳] زبرقان بن عبداللہ اسدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي وَائِلٍ - شقيق بن سلمة - فَجَعَلْتُ أَسُبُّ الْحَجَّاجَ؛ وَأَذْكُرُ مَسَاوِيَهُ. قَالَ: ''لَا تَسُبَّهُ، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، فَغَفَرَ لَهُ''[1]۔

میں ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کے پاس تھا، چنانچہ میں حجاج کو برا بھلا کہنے لگا اور اس کی برائیاں ذکر کرنے لگا۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے برا بھلا نہ کہو، کیونکہ تمہیں نہیں معلوم، ہوسکتا ہے اُس نے کہا ہو کہ ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' اور اللہ نے اُسے بخش دیا ہو۔

[۷٤] ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا سَبَّ قَوْمٌ أَمِيرَهُمْ إِلَّا حُرِمُوا خَيْرَهُ''[2]۔

جو قوم اپنے امیر کو برا بھلا کہتی ہے، اُس کی بھلائیوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

[۷۵] ابو مجلز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَبُّ الْإِمَامِ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ: حَالِقَةُ الشَّعْرِ، وَلَكِنْ حَالِقَةُ الدِّينِ''[3]۔

امام وقت کو برا بھلا کہنا مونڈنے والی چیز ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ بال مونڈنے والی چیز ہے، بلکہ دین کو مونڈنے والی چیز ہے۔

---

[1] الزهد، ہناد (۹۳۰)، الحلیۃ (۴/ ۱۰۲)، وتاریخ دمشق (۱۲/ ۱۹۰)، وسیر أعلام النبلاء (۴/ ۱۶۵)۔

[2] التمہید، ابن عبدالبر (۲۱/ ۲۸۷)۔

[3] الاموال، ابن زنجویہ (۱/ ۷۸)۔

[٧٦] ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِيَّاكُمْ وَالطَّعْنَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؛ فَإِنَّ الطَّعْنَ عَلَيْهِمْ هِيَ الْحَالِقَةُ، حَالِقَةُ الدِّينِ لَيْسَ حَالِقَةُ الشَّعْرِ، أَلَا إِنَّ الطَّعَّانِينَ هُمُ الْخَائِبُونَ، وَشِرَارُ الْأَشْرَارِ“①۔

حکمرانوں پر طعن و تشنیع کرنے سے بچو؛ کیونکہ ان پر طعنہ زنی کرنا مونڈنے والی چیز ہے، بال مونڈنے والی نہیں بلکہ دین کو مونڈنے والی، خبردار! حکمرانوں پر طعنہ زنی کرنے والے ہی خسارہ اٹھانے والے اور سب سے بُرے لوگ ہیں۔

[٧٧] معروف کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَنْ لَعَنَ إِمَامَهُ، حُرِمَ عَدْلَهُ“②۔

جو اپنے امام (حاکم) پر لعنت کرے گا اُس کے عدل و انصاف سے محروم ہو جائے گا۔

[٧٨] حسن بن اسماعیل ربعی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ سے امام اہل سنت اور فتنۂ خلق قرآن میں اللہ کے لئے ڈٹے رہنے والے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا:

”أجمع سبعون رجلاً من التابعين وأئمة المسلمين وأئمة السلف وفقهاء الأمصار، على أن السنة التي توفي عليها رسول الله ﷺ ... والصبرُ تحت لواءِ السلطان على ما كان منه من عدلٍ أو جورٍ“③۔

تابعین، ائمہ مسلمین، امامان سلف اور مختلف ممالک کے فقہاء میں سے ستر لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس سنت پر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ہے: ... اور سلطان کی

---

① الاموال، ابن زنجویہ (١/ ٧٨)، بحوالہ کتاب ”معاملة الحكام...“۔

② طبقات الحنابلہ (١/ ٣٨٦)، وسیر اعلام النبلاء (٩/ ٣٤٢)۔

③ مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (١٧٦)۔

جانب سے جو بھی ظلم یا انصاف سرزد ہو اُس کے باوجود اُس کے جھنڈے تلے صبر کرنا۔

نوٹ: اے میرے بھائیو! جب آپ پڑھیں تو غور بھی کریں، آثار سلف کا پڑھنا ہم میں سے کسی پر دھوپ کی بدلی کی مانند نہ ہو جائے کہ جو بھی احادیث و آثار ہم سے گزریں ہم اُنہیں بڑی تیزی سے بھلا دیں۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ کا یہ قول اور صبر کی تلقین و تاکید اُس موقع کی ہے جب آپ فتنۂ خلق قرآن کی اذیتیں جھیل رہے تھے! اگر آپ اس وقت یہ کہہ دیتے کہ خلق قرآن کے قائلین کے خلاف بغاوت کرو اور ان سے لڑو، تو اس صورتحال کی سنگینی میں عقلاً خطا کار نہ ہوتے اور نہ ہی کوئی آپ کو ملامت کرتا۔ مگر یہ سنت ہے جو لوگوں کی تربیت کرتی ہے، اور وہ فہم و فراست ہے جس سے نتائج کی پرکھ کی جاتی ہے، تو اے اللہ! تمام غافلوں کو بیداری اور عقل و بصیرت عطا فرما۔

[۷۹] شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَدِيثِ: تَرْكَ الْخُرُوجِ بِالْقِتَالِ عَلَى الْمُلُوكِ الْبُغَاةِ، وَالصَّبْرِ عَلَى ظُلْمِهِمْ إِلَى أَنْ يَسْتَرِيحَ بَرٌّ أَوْ يُسْتَرَاحُ مِنْ فَاجِرٍ“[۱]۔

اہل الحدیث کا مسلک یہ ہے کہ ظالم بادشاہوں کے خلاف بغاوت نہ کی جائے، ان کے ظلم پر صبر کیا جائے، یہاں تک کہ نیک کار کو راحت ملے، یا بدکار سے لوگوں کو راحت ملے۔

[۸۰] امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَأَمَّا الْخُرُوجُ عَلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ وَقِتَالُهُمْ؛ فَحَرَامٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ كَانُوا فَسَقَةً ظَالِمِينَ، ... وَأَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّهُ لَا يَنْعَزِلُ السُّلْطَانُ بِالْفِسْقِ“[۲]۔

---

(1) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۴/ ۴۴۴)۔

(2) شرح صحیح مسلم، امام نووی (۱۲/ ۲۲۹)۔

رہا حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا اور ان سے لڑنا تو باجماع مسلمین حرام ہے، اگرچہ وہ بدعمل اور ظلم کرنے والے ہوں، اور اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ گناہ و معصیت کے سبب حاکم معزول نہیں ہوگا۔

[٨١] نیز ارشاد فرمایا:

”وَقَالَ جَمَاهِيرُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ وَالْمُتَكَلِّمِينَ: لَا يَنْعَزِلُ – الإمامُ – بِالْفِسْقِ وَالظُّلْمِ وَتَعْطِيلِ الْحُقُوقِ وَلَا يُخْلَعُ، وَلَا يَجُوزُ الْخُرُوجُ عَلَيْهِ بِذَلِكَ، بَلْ يَجِبُ وَعْظُهُ وَتَخْوِيفُهُ لِلْأَحَادِيثِ الْوَارِدَةِ فِي ذَلِكَ“[١]۔

جمہور فقہاء، محدثین اور متکلمین اہل سنت نے فرمایا ہے کہ: امام وقت گناہ و معصیت، ظلم اور حقوق پامال کرنے کے سبب معزول نہیں ہوگا، نہ اُسے بے دخل کیا جائے گا، اور نہ اس کے سبب اُس کے خلاف بغاوت ہی کرنا جائز ہے، بلکہ اُسے نصیحت کرنا اور ڈرانا واجب ہے، جیسا کہ اس بارے میں احادیث وارد ہیں۔

[٨٢] ابوبکر آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”...وَمَنْ صَبَرَ عَلَى جَوْرِ الْأَئِمَّةِ، وَحَيْفِ الْأُمَرَاءِ، وَلَمْ يَخْرُجْ عَلَيْهِمْ بِسَيْفِهِ، ...وَدَعَا لِلْوُلَاةِ بِالصَّلَاحِ،... كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ–إِنْ شَاءَ اللَّهُ–“[٢]۔

جو حکمرانوں کے ظلم اور امراء کی زیادتی پر صبر کرے، ان کے خلاف اپنی تلوار سے بغاوت نہ کرے اور حکمرانوں کی بہبود کے لئے دعا کرے... وہ ان شاءاللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر ہے۔

[٨٣] عمر بن یزید ابوحفص رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] شرح صحیح مسلم، امام نووی (١٢/٢٢٩)۔

[2] الشریعۃ، آجری (٤٦)۔

''سَمِعْتُ الْحَسَنَ - البَصْرِيَّ - أَيَّامَ يَزِيدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ؛ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ النَّاسَ إِذَا ابْتُلُوا مِنْ قِبَلِ سُلْطَانِهِمْ صَبَرُوا مَا لَبِثُوا أَنْ يَرْفَعَ اللَّهُ ذَلِكَ عَنْهُمْ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ يَفْزَعُونَ إِلَى السَّيْفِ فَيُوكَلُوا إِلَيْهِ، وَوَاللَّهِ مَا جَاءُوا بِيَوْمِ خَيْرٍ قَطُّ''[1]۔

میں نے یزید بن مہلب کے دور میں حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! اگر لوگ اپنے حاکم کی جانب سے ہونے والی آزمائش پر صبر کرلیں تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کی مصیبت اُٹھا لے گا، معاملہ یہ ہے کہ لوگ بس تلوار اٹھانے کا سہارا لیتے ہیں' لہٰذا اُنہیں اُسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے، اور اللہ کی قسم! یہ کبھی بھی کوئی بھلائی کا دن نہ لا سکے۔

[٨٤] محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَإِنْ حَرَمَكَ حَقًّا لَكَ - يَعْنِي: السُّلْطَانَ -، أَوْ ضَرَبَكَ ظُلْمًا لَكَ، أَوِ انْتَهَكَ عِرْضَكَ، أَوْ أَخَذَ مَالَكَ، فَلَا يَحْمِلْكَ ذَلِكَ عَلَى أَنْ تَخْرُجَ عَلَيْهِ بِسَيْفِكَ حَتَّى تُقَاتِلَهُ، وَلَا تَخْرُجْ مَعَ خَارِجِيٍّ يُقَاتِلُهُ، وَلَا تُحَرِّضْ غَيْرَكَ عَلَى الْخُرُوجِ عَلَيْهِ، وَلَكِنِ اصْبِرْ عَلَيْهِ''[2]۔

اگر حاکم وقت تمہیں کسی حق سے محروم کر دے، ناحق مارے، تمہاری عزت پامال کرے اور تمہارا مال لے لے' تو یہ چیز تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کے خلاف اپنی تلوار سے بغاوت کر بیٹھو اور اُس سے لڑنے لگو، نہ ہی دوسروں کو اس کے خلاف بغاوت پر اُبھارو، بلکہ اس پر صبر کرو۔

○ ○ ○

---

[1] طبقات ابن سعد (٧ / ١٦٥)، والشریعۃ، آجری (٤٧)۔

[2] الشریعۃ، آجری (٤٩)۔

فصل ⑦:

حاکم وقت کے لئے دعاء کرنا سنت ہے

[۸۵] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَوْ كَانَ لَنَا دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ لَدَعَوْنَا بِهَا لِلسُّلْطَانِ“[1]۔

اگر ہمارے پاس کوئی مقبول دعا ہوتی تو ہم اُسے حاکم وقت کے لئے کرتے۔

[۸٦] نیز اپنے بیٹے عبداللہ کو املاء کراتے ہوئے فرمایا:

”وَإِنِّي أَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُطِيلَ بَقَاءَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَنْ يُثَبِّتَهُ، وَأَنْ يَمُدَّهُ مِنْهُ بِمَعُونَةٍ، إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“[2]۔

میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ امیر المؤمنین کو تادیر باقی رکھے' اُنہیں ثابت قدمی عطا فرمائے اور انہیں اپنی اعانت کے ذریعہ مدد فرمائے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

[۸۷] ابوبکر مروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ - أحمدَ بنَ حنبلٍ - وَذَكَرَ الْخَلِيفَةَ الْمُتَوَكِّلَ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالَ: ”إِنِّي لَأَدْعُو لَهُ بِالصَّلَاحِ وَالْعَافِيَةِ، وَقَالَ: لَئِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ لَتَنْظُرَنَّ مَا يَحِلُّ بِالْإِسْلَامِ“[3]۔

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۸/۳۹۱)، وکشاف القناع (۲/۳۷)۔

[2] السنۃ، عبداللہ بن امام احمد (۱/۱۰۴)، وسیر أعلام النبلاء (۱۱/۲۸۷)۔

[3] السنۃ، خلال (۱٦)، ومسائل الامام احمد فی العقیدہ (۲/۳)۔

میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ انہوں نے خلیفہ متوکل رحمہ اللہ کا ذکر کیا تو فرمایا: بیشک میں ان کی بھلائی اورعافیت کے لئے دعا کرتا ہوں، اور کہا: اگر ان کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہوجائے تو اسلام پر جو مصیبت ٹوٹے گی تم ضرور دیکھو گے۔

[۸۸] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَإِنِّي لَأَدْعُو لَهُ - أَيْ لِلْأَمِيْرِ - بِالتَّسْدِيدِ وَالتَّوْفِيقِ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَالتَّأْيِيدِ، وَأَرَى لَهُ ذَلِكَ وَاجِبًا عَلَيَّ''[۱]۔

میں امیر المؤمنین کی درستی، توفیق اور تائید کے لئے شب و روز دعا کرتا ہوں، اور اسے اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں۔

نوٹ: یہ بات حنبل رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔ (جمال)

[۸۹] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَوْ أَنَّ لِيَ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً مَا صَيَّرْتُهَا إِلَّا فِي الْإِمَامِ، قِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ ذَلِكَ يَا أَبَا عَلِيٍّ؟ قَالَ: مَتَى مَا صَيَّرْتُهَا فِي نَفْسِي لَمْ تُجْزِنِي، وَمَتَى صَيَّرْتُهَا فِي الْإِمَامِ؛ فَصَلَاحُ الْإِمَامِ صَلَاحُ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ''[۲]۔

اگر میرے پاس کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اُسے امام المسلمین ہی کے حق میں کرتا، ان سے پوچھا گیا: اے ابوعلی! ایسا کیوں؟ فرمایا: اگر وہ دعا اپنی ذات کے لئے کروں گا تو مجھ سے آگے نہیں جائے گی، اور اگر میں امام المسلمین کے لئے کروں گا؛ تو امام المسلمین کی بھلائی

---

[1] السنۃ، خلال (۱۴)، نیز دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ (۱۰/ ۳۵۲)۔

[2] حلیۃ الأولیاء (۸/ ۹۱)۔

بندگان الٰہی اور تمام علاقوں کی بھلائی ہے۔

[۹۰] احمد بن حسین بن حسان رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ – أحمدَ بنَ حنبلٍ – وَسُئِلَ عَنْ طَاعَةِ السُّلْطَانِ، فَقَالَ بِيَدِهِ: عَافَا اللّٰهُ السُّلْطَانَ، تَنْبَغِي، سُبْحَانَ اللّٰهِ، السُّلْطَانُ"[۱]۔

میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا، ان سے حاکم کی اطاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ حاکم وقت کو عافیت عطا فرمائے، اطاعت ہونی ہی چاہئے، سبحان اللہ! وہ حاکم ہے۔

[۹۱] ابوبکر مروذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ – أحمدَ بنَ حنبلٍ – يَأْمُرُ بِكَفِّ الدِّمَاءِ، وَيُنْكِرُ الْخُرُوجَ إِنْكَارًا شَدِيدًا"[۲]۔

میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا وہ خونریزی سے گریز کرنے کا حکم دیتے تھے اور بغاوت کے خلاف سخت نکیر فرماتے تھے۔

○ ○ ○

[1] مسائل الامام احمد فی العقیدۃ (۲/۴)۔
[2] السنۃ، خلال (۸۷)۔

فصل ⑧:

فتنہ میں مسلمان کا رویہ کیا ہو؟

[۹۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’**سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ، وَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً فَلْيَعُذْ بِهِ**‘‘[1]۔

عنقریب فتنے رونما ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جو اُس میں پڑے گا وہ اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گے، لہٰذا جسے ان حالات میں کوئی جائے پناہ یا جائے امان ملے، وہ اس میں گوشہ نشین ہو جائے۔

[۹۳] ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

’’كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجْنَا مِنْ حَاشِي الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: "**يَا أَبَا ذَرٍّ، أَرَأَيْتَ إِنِ النَّاسُ قُتِلُوا حَتَّى تَغْرَقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ مِنَ الدِّمَاءِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟**" قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "**تَدْخُلُ بَيْتَكَ**" قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنْ أَنَا دُخِلَ عَلَيَّ؟ قَالَ: "**تَأْتِي مَنْ أَنْتَ مِنْهُ**"

---

① صحیح بخاری (۳۴۰۶)، ومسند احمد (۷۷۹۶)، ومستدرک حاکم (۴/ ۴۴۱)۔

قُلْتُ: وَأَحْمِلُ السِّلَاحَ؟ قَالَ: "إِذًا شَارَكْتَ". قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "إِنْ خِفْتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ طَائِفَةً مِنْ رِدَائِكَ عَلَى وَجْهِكَ، يَبُؤْ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ"[1]۔

میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا جب آپ مدینہ کے باغ یا نخلستان سے نکلے، آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! ذرا مجھے بتاؤ کہ جب لوگ اس کثرت سے مارے جائیں کہ حجارۃ الزیت کی سرزمین خون تلے ڈوب جائے، تو تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، فرمایا: تم اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگ میرے گھر میں آگھسیں تو کیا کروں؟ فرمایا: تو تم اپنے دین اور اخلاق میں موافق لوگوں کے پاس چلے جانا۔ میں نے عرض کیا: اور کیا میں ہتھیار اٹھالوں؟ فرمایا: تب تو تم اُن کے ساتھ گناہ میں شریک ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر تمہیں ڈر ہو جائے کہ تلوار کی چمک تم پر غالب آجائے گی تو اپنی چادر کا کچھ حصہ اپنے چہرے پر ڈال لینا (اور ان سے نہ لڑنا)، تا کہ قاتل تمہارے قتل اور اپنے گناہ کا مستحق ٹھہرے۔

نوٹ: حَاشِي؛ حَشِي: باغ یا کھجور کے پیڑوں کے جھرمٹ یا اس کے علاقہ کو کہتے ہیں۔ حِجَارَةُ الزَّيْتِ: مدینہ میں حرہ کے علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے؛ کیونکہ وہاں کے پتھر اس طرح سیاہ تھے گویا اُس پر تیل کی طلائی کر دی گئی ہو۔ (جمال)

---

[1] مسند احمد (۲۱۴۴۵)، وابو داود (۴۲۶۱)، وابن ماجہ (۳۹۵۸)، والفتن نعیم بن حماد (۳۸۴، ۴۳۵)، ومستدرک حاکم (۲/۱۵۷، ۴/۴۲۳)، الفاظ مسند احمد کے ہیں۔

[۹٤] عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

"يَا بُنَيِّ احْفَظْ عَنِّي مَا أُوصِيكَ بِهِ: إِمَامٌ عَدْلٌ خَيْرٌ مِنْ مَطَرٍ وَبْلٍ، وَأَسَدٌ حَطُومٌ خَيْرٌ مِنْ إِمَامٍ ظَلُومٍ، وَإِمَامٌ ظَلُومٌ غَشُومٌ خَيْرٌ مِنْ فِتْنَةٍ تَدُومُ"①۔

اے میرے بیٹے! میری اس وصیت کو یاد رکھنا جو میں تمہیں کر رہا ہوں: عادل حکمراں موسلا دھار بارش سے بہتر ہے، اور پھاڑ کھانے والا شیر ظالم حکمراں سے بہتر ہے اور ظالم و جابر حکمراں دائمی فتنہ سے بہتر ہے۔

[۹٥] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"...لا تقاتل في فتنة، وتلزم بيتك ... هذا ما اجتمع عليه السلف من العلماء في الآفاق"②۔

...فتنہ میں لڑائی نہ کرو بلکہ اپنے گھر میں بیٹھے رہو ...اس پر تمام علاقوں کے علماء سلف کا اجماع ہے۔

[۹٦] ابو الحارث الصائغ احمد بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ - أحمدَ بنَ حنبلٍ - : مَا تَقُولُ فِي الْخُرُوجِ مَعَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، وَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ!! الدِّمَاءَ، الدِّمَاءَ، لَا أَرَى ذَلِكَ، وَلَا آمُرُ بِهِ. الصَّبْرُ عَلَى مَا نَحْنُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْفِتْنَةِ، يُسْفَكُ فِيهَا الدِّمَاءُ، وَيُسْتَبَاحُ فِيهَا الْأَمْوَالُ، وَيُنْتَهَكُ فِيهَا الْمَحَارِمُ، أَمَا عَلِمْتَ مَا كَانَ النَّاسُ فِيهِ - يَعْنِي أَيَّامَ الْفِتْنَةِ؟ - قُلْتُ: وَالنَّاسُ الْيَوْمَ، أَلَيْسَ هُمْ فِي فِتْنَةٍ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ:

---

① الآداب الشرعية، (۱/۷٦)۔

② مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (١٦٦)۔

وَإِنْ كَانَ، فَإِنَّمَا هِيَ فِتْنَةٌ خَاصَّةٌ، فَإِذَا وَقَعَ السَّيْفُ عَمَّتِ الْفِتْنَةُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ. الصَّبْرَ عَلَى هَذَا، وَيَسْلَمُ لَكَ دِينُكَ خَيْرٌ لَكَ. وَرَأَيْتُهُ يُنْكِرُ الْخُرُوجَ عَلَى الْأَئِمَّةِ، وَقَالَ: الدِّمَاءَ!! لَا أَرَى ذَلِكَ، وَلَا آمُرُ بِهِ"[1]۔

میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ ان لوگوں کے ساتھ بغاوت کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے اُن کے اس عمل پر نکیر فرمائی اور کہنے لگے: اللہ کی ذات پاک ہے!! یہ لوگ خونریزی کریں گے اور لوگوں کا خون بہائیں گے، میں اس کا قائل نہیں ہوں نہ ہی اس کا حکم دیتا ہوں۔ ہم جن حالات میں ہیں اُس پر صبر کرنا اس فتنہ سے بہتر ہے جس میں خون بہایا جائے، لوگوں کے اموال برباد کیئے جائیں اور محرمات کو پامال کیا جائے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ- فتنے کے زمانہ میں- لوگوں کی کیا حالت تھی؟ میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! کیا آج لوگ فتنہ میں نہیں ہیں؟ فرمایا: اگر فتنہ میں ہوں بھی تو یہ خاص فتنہ ہے، مگر جب تلوار نکل جائے گی تو فتنہ عام ہوجائے گا اور اسباب زندگی تباہ ہوجائیں گے، اس لئے اسی حالت پر صبر کرو، تمہارا دین محفوظ رہے یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اور میں نے دیکھا کہ آپ حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنے پر نکیر کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ: اس سے خونریزی ہوگی، میں اس کا قائل نہیں ہوں نہ اس کا حکم دے سکتا ہوں۔

[۹۷] حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اجْتَمَعَ فُقَهَاءُ بَغْدَادَ - فِي وِلَايَةِ الْوَاثِقِ - إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، ... فَجَاءُوا، فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُمْ، فَقَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، هَذَا الْأَمْرُ قَدْ تَفَاقَمَ وَفَشَا، - يَعْنُونَ

[1] السنۃ، ابوبکر بن الخلال (۸۹)۔

إِظْهَارَهُ لِخَلْقِ الْقُرْآنِ وَغَيْرِ ذَلِكَ - فَقَالَ لَهُمْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: فَمَا تُرِيدُونَ؟ قَالُوا: أَنْ نُشَاوِرَكَ فِي أَنَّا لَسْنَا نَرْضَى بِإِمْرَتِهِ وَلَا سُلْطَانِهِ، فَنَاظَرَهُمْ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَاعَةً، وَقَالَ لَهُمْ: عَلَيْكُمْ بِالنَّكِرَةِ بِقُلُوبِكُمْ، وَلَا تَخْلَعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، وَلَا تَشُقُّوا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَسْفِكُوا دِمَاءَكُمْ وَدِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ مَعَكُمْ، انْظُرُوا فِي عَاقِبَةِ أَمْرِكُمْ، وَاصْبِرُوا حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ، أَوْ يُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ"[1]۔

واثق کے دورِ حکومت میں بغداد کے فقہاء ابوعبداللہ کے پاس اکٹھا ہو کر آئے، میں نے ان کے لئے اجازت مانگی، انہوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ معاملہ -یعنی واثق کا خلق قرآن وغیرہ کے مسئلہ کا اعلان واظہار- بہت بڑھ چکا ہے اور عام ہو چکا ہے۔ تو ابوعبداللہ نے ان سے کہا: تو آپ حضرات کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم آپ سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس کی امارت وحکومت سے راضی نہیں ہیں، تو ابوعبداللہ نے کچھ دیر تک ان سے مناظرہ کیا، اور کہا: آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے دل سے انکار کریں، اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچیں، مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ نہ کریں اور اپنا اور اپنے ساتھ مسلمانوں کا خون نہ بہائیں، اور اپنے انجام کار کی فکر کریں، اور صبر کا دامن تھامے رہیں، یہاں تک کہ نیک کار کو راحت ملے یا بدعمل سے لوگوں کو راحت ملے۔

[۹۸] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَوْ أَدْرَكْتُ عَلِيًّا مَا خَرَجْتُ مَعَهُ"[2]۔

اگر میں علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو اُن کے ساتھ جنگ میں نہیں نکلتا۔

---

[1] السنۃ، ابوبکر بن الخلال (۹۰)، ومسائل الامام احمد فی العقیدۃ (۲/۵)۔

[2] السنۃ، ابوبکر بن الخلال (۹۹)۔

[۹۹] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ابْنُ عُمَرَ، وَسَعْدٌ، وَمَنْ كَفَّ عَنْ تِلْكَ الْفِتْنَةِ، أَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ بَعْضِ النَّاسِ أَحْمَدَ؟ ثُمَّ قَالَ: هَذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَضْبِطِ النَّاسَ، فَكَيْفَ الْيَوْمَ وَالنَّاسُ عَلَى هَذَا الْحَالِ وَنَحْوِهِ، وَالسَّيْفُ لَا يُعْجِبُنِي أَصْلاً“[۱]۔

ابن عمر وسعد رضی اللہ عنہما اور جو لوگ بھی اس فتنہ سے دور رہے، کیا یہ کچھ لوگوں کے یہاں قابل ستائش چیز نہیں ہے؟ پھر فرمایا: جب علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نہ جان سکے اور انہیں قابو میں نہ کر سکے تو آج کی اس نازک صورتحال میں یہ کیسے ممکن ہے؟ اور تلوار تو مجھے سرے سے ناپسند ہے۔

[۱۰۰] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”نهى النَّبِي ﷺ عَن الْقِتَال فِي الْفِتْنَة، وَكَانَ ذَلِك من أصُول السّنة. وَهَذَا مَذْهَب أهل السّنة والْحَدِيث، وأئمة اهل الْمَدِينَة من فقهائهم وَغَيرهم“[۲]۔

نبی کریم ﷺ نے فتنہ میں لڑنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ چیز سنت کے اصولوں میں سے ہے۔ اور یہی اہل سنت، محدثین کرام اور مدینہ کے ائمہ فقہاء اور دیگر لوگوں کا مذہب ہے۔

○ ○ ○

---

[1] مسائل الامام احمد، ابن ہانئ (۲/ ۱۶۹)، والسنۃ، ابو بکر بن الخلال (۱۳۹-۱۴۰)۔

[2] الاستقامۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۱/ ۳۲)۔

فصل ⑨:

خوارج کی نشانیاں

[۱۰۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قَوْم يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ''[1]۔

کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے نرخرے سے اوپر نہیں جائے گا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

[۱۰۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ، وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ...''[2]۔

میری امت میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے، ان کی تلاوت کے

---

[1] صحیح بخاری (۳۱۶۶، ۶۹۹۵)، وصحیح مسلم (۱۰۶۴)۔

[2] صحیح مسلم (۱۰۶۶)، السنۃ، ابن ابی عاصم (۹۱۷)۔

مقابل تمہاری تلاوت کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، نہ ان کی نماز کے مقابل تمہاری نماز کی کوئی حیثیت ہوگی، نہ ہی ان کے روزے کے مقابل تمہارے روزے کی کوئی اہمیت ہوگی، وہ قرآن پڑھیں گے، گمان کریں گے کہ وہ ان کے لئے حجت ہوگا جبکہ وہ ان کے خلاف حجت ہوگا، ان کی نماز ان کے نرخرے کے آگے نہ جائے گی۔

[١٠٣] رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ..."[1]۔

آخری زمانہ میں کچھ ایسے کم عمر اور بے وقوف لوگ نکلیں گے جو (بظاہر) دنیا کی سب سے عمدہ اور بہتر بات بولیں گے....۔

[١٠٤] ابوغالب نے فرمایا:

"كُنْتُ عِنْدَ أَبِي أُسَامَةَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ مِنْهُ ءَايَٰتٌ مُّحْكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلْكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٌ ۖ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ﴾ [آل عمران:7] مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هُمُ الْخَوَارِجُ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ تَزِيدُ عَلَيْهَا فِرْقَةً؛ وَهِيَ فِي الْجَنَّةِ، فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ [آل عمران:١٠٦] تَلَا إِلَى قَوْلِهِ: ﴿هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿١٠٧﴾﴾ [آل عمران:١٠٧]، فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فَقَالَ: الْخَوَارِجُ، فَقُلْتُ: أَسَمِعْتَ ذَلِكَ

[1] صحیح بخاری (٦٥٣١)، وصحیح مسلم (١٠٦٦)۔

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ "[1]۔

میں ابو اسامہ کے پاس تھا، اُن سے ایک شخص نے کہا: مجھے اللہ کے فرمان: (وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں) [آل عمران: ۷] کے بارے میں بتائیے کہ اس سے کون مراد ہیں؟ فرمایا: "اس سے خوارج مراد ہیں"۔ پھر کہا: "بیشک بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے، سب کے سب جہنمی ہوں گے، اور یہ امت ان سے ایک فرقہ مزید آگے رہے گی، وہ جنتی ہوگا" یہی بات اللہ کے اس فرمان میں بیان کی گئی ہے: (جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ) انہوں نے یہاں تک تلاوت کیا: (اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) تو میں نے ان سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: خواج۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

[۱۰۵] محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا يَنْبَغِي لِمَنْ رَأَى اجْتِهَادَ خَارِجِيٍّ قَدْ خَرَجَ عَلَى إِمَامٍ، عَدْلًا كَانَ الْإِمَامُ أَوْ جَائِرًا، فَخَرَجَ وَجَمَعَ جَمَاعَةً وَسَلَّ سَيْفَهُ، وَاسْتَحَلَّ قِتَالَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَغْتَرَّ بِقِرَاءَتِهِ لِلْقُرْآنِ، وَلَا بِطُولِ قِيَامِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا بِدَوَامِ صِيَامِهِ، وَلَا بِحُسْنِ أَلْفَاظِهِ فِي الْعِلْمِ إِذَا كَانَ مَذْهَبُهُ مَذْهَبَ الْخَوَارِجِ"[2]۔

---

[1] السنة، ابن نصر (۵۵)، اس کی حسن ہے جیسا کہ اس کے محقق نے فرمایا ہے۔

[2] الشريعة، امام آجری (۳۸)۔

جو شخص (عبادات میں) کسی خارجی کی محنت دیکھے جس نے امام وقت کے خلاف بغاوت کی ہو اُس سے قطع نظر کہ وہ امام عادل ہے یا ظالم، اور اس کے خلاف بغاوت کر کے ایک جتھہ بنا لیا ہو، تلوار سونت لیا ہو اور مسلمانوں سے مارھاڑ حلال سمجھ رکھا ہو اُس کے لئے روا نہیں کہ اُس کی تلاوت قرآن سے، نماز میں لمبے قیام سے، ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور علم کی بابت اچھی اچھی باتوں سے دھوکہ کھائے، جبکہ اُس کا مذہب خوارج کا مذہب ہو۔

[١٠٦] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"القعد: الخوارج كانوا لا يرون بالحرب، بل ينكرون على أمراء الجور حسب الطاقة، ويدعون إلى رأيهم، ويزينون مع ذلك الخروج ويحسنونه"[1]۔

"القعد" خوارج ہیں' یہ جنگ نہیں کرتے تھے' بلکہ ظالم حکمرانوں کے خلاف حسب استطاعت انکار کرتے تھے، اور اپنی رائے کی دعوت دیتے تھے' اور ساتھ ہی ساتھ بغاوت کو مزین اور آراستہ کرتے تھے۔

[١٠٧] نیز فرمایا:

"القعدية: الَّذين يزينون الْخُرُوج على الْأَئِمَّة وَلَا يباشرون ذَلِك"[2]۔

"القعدیۃ" وہ لوگ ہیں جو براہ راست علم بغاوت بلند نہیں کرتے ہیں بلکہ امراء کے خلاف لوگوں کے بغاوت کرنے کو آراستہ کرتے ہیں۔

[١٠٨] محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّ الْخَوَارِجَ قَوْمُ سُوءٍ عُصَاةٌ لِلَّهِ تَعَالَى

[1] تہذیب التہذیب، حافظ ابن حجر (۸ / ۱۱۴)۔

[2] ھدی الساری، حافظ ابن حجر (۴۵۹)۔

وَلِرَسُولِهِ ﷺ، وَإِنْ صَلَّوْا وَصَامُوا، وَاجْتَهَدُوا فِي الْعِبَادَةِ، ... وَالْخَوَارِجُ هُمُ الشُّرَاةُ الْأَنْجَاسُ الْأَرْجَاسُ، وَمَنْ كَانَ عَلَى مَذْهَبِهِمْ مِنْ سَائِرِ الْخَوَارِجِ يَتَوَارَثُونَ هَذَا الْمَذْهَبَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا، وَيَخْرُجُونَ عَلَى الْأَئِمَّةِ وَالْأُمَرَاءِ وَيَسْتَحِلُّونَ قَتْلَ الْمُسْلِمِينَ''[1]۔

زمانۂ قدیم سے لے کر موجودہ دور تک کے علماء کے درمیان اس بارے میں اختلاف نہیں کہ خوارج ایک بدترین قوم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والے لوگ ہیں، گرچہ وہ نماز پڑھیں، روزہ رکھیں اور خوب عبادت کریں... نیز خوارج اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کے عوض فروخت کرنے کا دعویٰ کرنے والے ناپاک اور پلید لوگ ہیں، اور ان کے مذہب ونظریہ پر قائم دیگر تمام خوارج پچھلے زمانے سے لے کر اب تک اس مذہب کے وارث ہوتے ہیں، ائمہ وحکمرانوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو قتل کرنا حلال سمجھتے ہیں۔

[۱۰۹] امام محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''... الخروج اليوم لا يجوز إطلاقاً، لذلك نحن نرى هؤلاء الخارجين أو الداعين إلى الخروج...''[2]۔

...آج بغاوت کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، اسی لئے ہم ان بغاوت کرنے والوں یا بغاوت کی دعوت دینے والوں کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ...

نوٹ: علامہ البانی کے قول سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے بغاوت کرنے والے

---

[1] الشریعة (۳۲)۔

[2] فتاوی العلماء الأکابر (۹۶)۔

اور بغاوت کی دعوت دینے والے دونوں یکساں قرار دیا ہے۔(جمال)

[۱۱۰] علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”بل العجب أنه وجه الطعن إلى رسول الله ﷺ، قيل له: اعدل، وقيل له: هذه قسمة ما أريد بها وجه الله. وقال الرسول ﷺ: **”يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا الرَّجُلِ مَنْ يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاتَهُ عِنْدَ صَلاتِهِ“**. وهذا أكبر دليل على أن الخروج على الإمام يكون بالسيف ويكون بالقول والكلام، يعني: هذا ما أخذ السيف على الرسول، لكنه أنكر عليه. وما يوجد في بعض كتب أهل السنة من أن الخروج على الإمام هو الخروج عليه بالسيف؛ فمرادهم بذلك الخروج النهائي الأكبر، كما ذكر النبي ﷺ، الزنا يكون بالعين، يكون بالأذن، يكون باليد، يكون بالرجل، لكن الزنا الأعظم - الذي هو الزنا على الحقيقة — هو زنا الفرج، فهذه العبارة من بعض العلماء، هذا هو مرادهم.

ونحن نعلم علم اليقين بمقتضى طبيعة الحال أنه لا يمكن خروج بالسيف إلا وقد سبقه خروج باللسان والقول.

الناس لا يمكن أن يأخذوا سيوفهم يحاربون الإمام بدون شيء يثيرهم، لابد أن يكون هناك شيء يثيرهم وهو الكلام؛ فيكون الخروج على الأئمة بالكلام خروجا حقيقة، دلت عليه السنة ودل عليه الواقع.

أما السنة فعرفتموها، وأما الواقع فإننا نعلم علم اليقين أن الخروج بالسيف فرع عن الخروج باللسان والقول؛ لأن الناس لن يخرجوا على الإمام بس مجرد؛... امشي خذ السيف، لابد أن يكون هناك توطئة وتمهيد، قدح في الأئمة وستر

لمحاسنهم، ثم تمتلئ القلوب غيظاً وحقداً وحينئذ يحصل البلاء "[۱]۔

بلکہ حیرت تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی طعنہ زنی کی گئی، آپ سے کہا گیا: کہ انصاف کیجئے، اسی طرح کہا گیا کہ: اس تقسیم سے اللہ کی رضا جوئی مقصود نہیں نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جن کی نماز کے سامنے تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے''۔ یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ حاکم وقت کے خلاف بغاوت تلوار سے بھی ہوتی ہے اور قول وگفتار سے بھی ہوتی ہے، مقصد یہ ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار نہیں اٹھایا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر اعتراض کیا تھا۔ اور اہل سنت کی بعض کتابوں میں جو یہ بات ملتی ہے کہ حاکم وقت کے خلاف بغاوت کا معنیٰ تلوار کے ذریعہ بغاوت ہے؛ تو اس سے ان کا مقصد بغاوت کا آخری مرحلہ ہے جو سب سے بڑا ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے کہ زنا کاری آنکھ سے ہوتی ہے، کان سے ہوتی ہے، ہاتھ سے ہوتی ہے، پیر سے ہوتی ہے، لیکن سب سے بڑی زنا کاری -جو حقیقی زنا کاری ہے- شرمگاہ کی زنا کاری ہے، لہٰذا بعض علماء کی مذکورہ تعبیر سے یہی مراد ہے۔

ورنہ ہم صورتحال کے تقاضہ سے یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تلوار کے ذریعہ بغاوت اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ اس سے پہلے زبان وگفتار کے ذریعہ بغاوت نہ ہو۔

یہ چیز ناممکن ہے کہ لوگ اکسانے، بھڑکانے اور برانگیختہ کرنے والی کسی چیز کے بغیر یکا یک تلوار لے کر اپنے امام وقت سے جنگ کرنے لگیں، بلکہ بھڑکانے اکسانے والی چیز کا ہونا ناگزیر ہے، اور وہ گفتگو اور بات چیت ہے؛ اس لئے حکمرانوں کے خلاف زبان و کلام کے ذریعہ بغاوت کرنا حقیقی بغاوت ہے، جس پر سنت رسول اور واقعی صورتحال دونوں

---

[۱] فتاوی العلماء الأکابر (۹۴)۔

دلالت کناں ہیں۔

سنت تو آپ نے جان لی، رہا واقعی صورتحال کا معاملہ تو ہم یقینی طور جانتے ہیں کہ تلوار کے ذریعہ بغاوت زبان وگفتار کے ذریعہ بغاوت کی فرع ہے؛ کیونکہ لوگ اپنے حکمرانوں کے خلاف ہرگز یونہی بغاوت نہیں کرسکتے' کہ بس چلو تلوار لو اور بغاوت شروع کردو، بلکہ لازمی طور پر اس سے پہلے تمہید اور ماحول سازی ہوتی ہے، حکمرانوں کی برائی اور عیب جوئی کرنا اور ان کی خوبیوں کو چھپانا وغیرہ، جس کے سبب دلوں میں غیظ وغضب اور نفرت بھر جاتی ہے' اور پھر مصیبت رونما ہوتی ہے۔

[۱۱۱] حسن بصری رحمہ اللہ نے خوارج کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"حَيَارَى سُكَارَى، لَيْسَ بِيَهُودٍ وَلَا نَصَارَى، وَلَا مَجُوسٍ فَيُعْذَرُونَ"[1]۔

یہ حیران و بدمست لوگ ہیں، نہ یہودی ہیں، نہ نصاریٰ ہیں نہ مجوسی ہیں کہ انہیں معذور قرار دیا جائے۔

[۱۱۲] معلی بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قِيلَ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، خَرَجَ خَارِجِيٌّ بِالْخُرَيْبَةِ - محلة عند البصرة - فَقَالَ: "الْمِسْكِينُ رَأَى مُنْكَرًا فَأَنْكَرَهُ، فَوَقَعَ فِيمَا هُوَ أَنْكَرُ مِنْهُ"[2]۔

حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا گیا: اے ابوسعید! خریبہ (بصرہ کے پاس واقع ایک محلہ) میں ایک خارجی نے بغاوت کردیا ہے، تو انہوں نے فرمایا: مسکین ہے، برائی دیکھ کر اس پر نکیر کیا، تو اس سے بڑے کر منکر میں پڑ گیا۔

---

[1] الشریعۃ، آجری (۳۸)۔

[2] الشریعۃ، آجری (۳۸)۔

نوٹ: آج شب اور گزشتہ شب میں کیا خوب مشابہت ہے!! ہمارے دور کے بہت سے نوجوانوں کا بھی یہی حال ہے، کہ وہ بڑی جلدی سے جذبات کے پیچھے بہہ جاتے ہیں اور اہل علم کو چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ [النساء: ٨٣]۔

اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ (جمال)

[١١٣] ہلال بن ابوحمید رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُكَيْمٍ يَقُولُ: لَا أُعِينُ عَلَى دَمِ خَلِيفَةٍ أَبَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ، قَالَ: فَيُقَالُ لَهُ: يَا أَبَا مَعْبَدٍ أَوَ أَعَنْتَ عَلَى دَمِهِ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعُدُّ ذِكْرَ مَسَاوِيهِ عَوْنًا عَلَى دَمِهِ"[1]۔

میں نے عبداللہ بن عکیم کو کہتے ہوئے سنا: میں عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد آئندہ کبھی کسی خلیفہ کے خون میں تعاون نہیں کروں گا! کہتے ہیں: ان سے کہا گیا: اے ابومعبد! کیا آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں حصہ لیا تھا؟ فرمایا: میں اُن کی برائیاں ذکر کرنے کو ان کے خون میں تعاون شمار کرتا ہوں۔

[١١٤] ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صَحِبْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ، فَقَالَ: يَا أَبَا قِلَابَةَ، إِنِّي أَحْمَدُ اللهَ إِلَيْكَ أَنِّي لَمْ

---

[1] طبقات ابن سعد (٣/ ٨٠، ٦/ ١١٥)، والمعرفة والتاريخ (١/ ٢٣١)، سير أعلام النبلاء (٣/ ٥١٢)۔

أَطْعَنْ فِيهَا بِرُمْحٍ، وَلَمْ أَضْرِبْ فِيهَا بِسَيْفٍ، وَلَمْ أَرْمِ فِيهَا بِسَهْمٍ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، كَيْفَ بِمَنْ رَآكَ وَاقِفًا ''فِي الصَّفِّ؟'' فَقَالَ: هَذَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ؛ وَاللَّهِ مَا وَقَفْتُ هَذَا الْمَوْقِفَ إِلَّا وَهُوَ عَلَى الْحَقِّ، فَتَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ؟ قَالَ: فَبَكَى، وَبَكَى حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَقُلْ شَيْئًا''[1]۔

میں مسلم بن یسار کے ساتھ تھا، انہوں نے کہا: اے ابوقلابہ! میں تمہارے سامنے اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے (ابن الاشعث کے فتنہ میں) کوئی نیزہ مارا، نہ تلوار چلائی، نہ کوئی تیر پھینکا۔ تو میں نے اُن سے کہا: اے ابوعبداللہ! مگر آپ اس شخص کو کیا کریں گے جس نے آپ کو صف میں کھڑا دیکھا، اور کہا: یہ ابوعبداللہ (مسلم بن یسار) ہیں، اللہ کی قسم! میں اس مقام پر اسی لئے کھڑا ہوں کہ وہ حق پر ہیں، چنانچہ آگے بڑھا اور لڑتا رہا یہاں تک مارا گیا؟ کہتے ہیں: یہ سن کر وہ زاروقطار رونے لگے، حتیٰ میں نے تمنا کی کہ کاش میں نے کچھ نہ کہا ہوتا۔

[۱۱۵] نیز فرمایا:

''مَا ابْتَدَعَ رَجُلٌ بِدْعَةً إِلَّا اسْتَحَلَّ السَّيْفَ''[2]۔

جو بھی شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے، وہ تلوار کو ضرور حلال سمجھتا ہے۔

[۱۱٦] ایوب سختیانی رحمہ اللہ بدعتیوں کو خوارج کہتے تھے اور فرماتے تھے:

''إِنَّ الْخَوَارِجَ اخْتَلَفُوا فِي الِاسْمِ، وَاجْتَمَعُوا عَلَى السَّيْفِ''[3]۔

---

[1] التاریخ الکبیر، بخاری (۲/ ۳۰۲)، وطبقات ابن سعد (۷/ ۱۸۸)، والمعرفۃ والتاریخ (۲/ ۸٦)، سیر أعلام النبلاء (۴/ ۵۱۳)۔

[2] سنن دارمی (۹۹)، والاعتصام شاطبی (۱/ ۱۱۳)، فقرہ (۵٦۴) کے تحت اس کی مزید تخریج آئے گی۔

[3] الاعتصام شاطبی (۱/ ۱۱۳)۔

یقیناً خوارج نام میں مختلف ہیں، مگر تلوار میں سب متفق ہیں۔

[۱۱۷] ابو امامہ رحمہ اللہ نے فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ﴾ [آل عمران: ۷] (وہ اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں) کے بارے میں فرمایا:

"الْخَوَارِجُ وَأَهْلُ الْبِدَعِ"[۱]۔

اس سے مراد خوارج اور بدعتی حضرات ہیں۔

[۱۱۸] قتادہ رحمہ اللہ نے فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ﴾ [آل عمران: ۷]۔ (پس جن کے دلوں میں کجی ہے) کے بارے میں فرمایا: "إِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَرُورِيَّةُ وَالسَّبَائِيَّةُ فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ؟"[۲]۔

اگر یہ لوگ حروریہ اور سبائیہ (خوارج) نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون ہیں؟

[۱۱۹] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِنَّ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ أَهْلُ الضَّلَالَةِ، وَلَا أَرَى مَصِيرَهُمْ إِلَّا إِلَى النَّارِ، فَجَرِّبْهُمْ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَنْتَحِلُ قَوْلًا أَوْ قَالَ: حَدِيثًا فَيَتَنَاهَى بِهِ الْأَمْرُ دُونَ السَّيْفِ...وإِنَّ هَؤُلَاءِ اخْتَلَفَ قَوْلُهُمْ وَاجْتَمَعُوا فِي السَّيْفِ"[۳]۔

یقیناً نفس پرست (بدعتی) حضرات گمراہ ہیں، میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہی سمجھتا ہوں، چنانچہ آپ ان کی بابت تجربہ کر کے دیکھ لیں، ان میں سے کوئی بھی شخص کسی بات کا دعویٰ کرتا ہے یا کوئی بات کہتا ہے تو اس کا معاملہ تلوار کے قریب پہنچ جاتا ہے... یقیناً ان لوگوں کی بات

---

1. الابانۃ الکبری، ابن بطہ (۷۸۳)۔
2. الابانۃ لکبری، ابن بطہ (۷۸۵)۔
3. سنن دارمی (۱۰۰)۔

مختلف ہے مگر یہ تلوار میں متفق ہیں۔

[۱۲۰] امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الْحَرُورِيَّةُ، وَالْخَوَارِجُ، وَالسَّبَائِيَّةُ، وَالرَّوَافِضُ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَأٍ"[1]۔

حروریہ، خوارج، سبائیہ اور روافض سب عبداللہ بن سبا کے ساتھی ہیں۔

[1] الابانۃ الکبری، ابن بطہ (۲/ ۶۰۸)۔

فصل ⑩:

حاکم وقت سے اجازت لینا اور منع کرنے پر باز رہنا واجب ہے

[١٢١] عبدالرحمن بن ابزیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً، فَقَالَ: لَا تُصَلِّ. فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''**إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ، وَكَفَّيْكَ**''. فَقَالَ عُمَرُ: اتَّقِ اللهَ يَا عَمَّارُ. قَالَ عَمَّارٌ: إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: ''نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ''[1]۔

ایک شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، کہنے لگا: میں جنبی ہوگیا ہوں اور پانی میسر نہیں ہے، کیا کروں؟ فرمایا: نماز نہ پڑھو۔ تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین اس واقعہ کو یاد کیجئے جب میں اور آپ ایک سریہ میں تھے اور جنبی

[1] صحیح مسلم (٣٦٨)، وسنن نسائی۔المجتبیٰ۔(٣١٥)، والمنتقیٰ ابن جارود (١٢٥)۔

ہو گئے تھے اور ہمیں پانی نہ مل سکا تھا۔ چنانچہ آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی، مگر میں نے مٹی میں لت پت ہو کر نماز پڑھ لی تھی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ''تمہارے لئے بس اتنا کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارتے، پھر اس میں پھونک لیتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیر لیتے''۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمار! اللہ کے ڈرو (یہ کیا بیان کر رہے ہو؟)۔ عمار نے فرمایا: اگر آپ چاہیں تو میں اسے نہ بیان کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تمہاری بات کو تمہارے ہی حوالہ کر رہے ہیں۔

نوٹ: بتانا یہ ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ کو منع کر دیتے تو وہ فتویٰ دینے سے باز آجاتے، حالانکہ یہ علم ہے!! اس لئے اے مسلمان! ذرا غور کرو اور آگاہ رہو، اور امام وقت کی اجازت کے بغیر نمازوں میں قنوت پڑھنے والو اللہ سے ڈرو۔ (جمال)

[۱۲۲] تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا:

''دَعْنِي أَدْعُ اللهَ وَأَقُصُّ وَأُذَكِّرُ النَّاسَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: **لَا**''[1]۔

مجھے اجازت دیجئے کہ اللہ سے دعا کروں، قصے بیان کروں اور لوگوں کو نصیحت کروں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں!

[۱۲۳] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

''أَنْ لَا يُجَالِسَهُ - يعني: صَبِيغَ بنَ عسل - أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الرَّجُلِ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ: أَنْ قَدْ حَسُنَتْ تَوْبَتُهُ، فَكَتَبَ

[1] الحوادث والبدع، طرطوشی (۱۰۹)، والذخیرۃ فی محاسن أھل الجزیرۃ (۱۳/ ۷ ۳۴)۔

عُمَرُ: أَنِ ائْذَنْ لِلنَّاسِ بِمُجَالَسَتِهِ"[1]۔

کہ کوئی مسلمان اس-صبیغ بن عسل- کے ساتھ نہ بیٹھے، یہ چیز اس شخص پر بڑی گراں گزری، بالآخر ابوموسیٰ اشعری نے عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ وہ شخص اچھی توبہ کر چکا ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دیدو۔

نوٹ: دیکھئے کس طرح صبیغ سے قطع کلامی اور عدم تعلق کی بابت لوگوں نے حاکم وقت کے اوامر کو تسلیم کیا، یہاں تک خلیفہ نے اس کی اجازت ی۔ (جمال)

[١٢٤] ذوالکلاع ابوشراحیل رحمہ اللہ سے مروی ہے:

"كَانَ كَعْبٌ - بن عياض - يَقُصُّ فِي إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ، فَقال عَوْفُ بن مَالِكٍ لِذِي الْكِلاعِ: يَا أَبَا شُرَاحِيلَ، أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمِّكَ - يعني: كعباً - أَبِأَمْرِ الأَمِيرِ يَقُصُّ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "**الْقُصَّاصُ ثَلاثَةٌ**:....". فَمَكَثَ كعب سنة لايقص حتى أَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُهُ أَنْ يَقُصَّ"[2]۔

کعب بن عیاض معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں لوگوں کو قصہ بیان کرتے (وعظ ونصیحت کرتے) تھے، تو عوف بن مالک نے ذوالکلاع سے کہا: اے ابوشراحیل! ذرا مجھے بتاؤ کہ کیا تمہارے چچازاد بھائی -یعنی کعب بن عیاض- امیر المؤمنین کی اجازت سے قصہ بیان کرتے (وعظ ونصیحت کرتے) ہیں؟ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "قصہ بیان کرنے (وعظ ونصیحت) کرنے والے تین ہیں: ..."۔ چنانچہ کعب بن عیاض ایک سال تک وعظ ونصیحت کرنے سے باز رہے، یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ

---

[1] یہ قول فقرہ (٤٢١) میں اس سے زیادہ تفصیل سے آئے گا۔

[2] التاریخ الکبیر، بخاری (٣/ ٢٦٦)، حدیث کی تخریج فقرہ (٦٣٩، ٦٤٧) کے تحت آئے گی۔

نے انہیں خط لکھ کر قصہ بیان کرنے (وعظ ونصیحت کرنے) کا حکم دیا۔

نوٹ: لہٰذا ان بھائیوں کو آگاہ ہونا چاہیئے جو مسلم حاکم کی اجازت کے بغیر نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھتے ہیں اور جو اپنے خطبات، تقاریر اور دروس میں ایسے موضوعات چھیڑتے ہیں جن میں گفتگو کرنے کی بابت حاکم وقت کی اجازت نہیں ہوتی؛ کیونکہ حاکم وقت عام مصلحت وفساد کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہے۔

اور اگر وہ اللہ اور دار آخرت چاہتے ہیں تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالحین کے منہج وڈگر کی خلاف ورزی کرنے سے ڈریں، اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ہر خیر کی توفیق بخشے۔ (جمال)

○ ○ ○

فصل (۱۱):

علم اور علماء کا اہتمام اور ان کی فضیلت کی معرفت

[۱۲۵] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد:۱۹]۔

سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔

[۱۲۶] نیز ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر:۹]۔

بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟

[۱۲۷] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ"[1]۔

علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔

---

[1] مستدرک حاکم (۱/ ۹۳)، والفردوس، دیلمی (۴۳۴۳)، نیز دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب، البانی (۶۵)۔

[۱۲۸] رسول گرامی ﷺ کا ارشاد ہے:

”مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا...“[۱]۔

خوش آمدید ہو طالب علم کو، بیشک طالب علم کو فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور ان پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں...۔

[۱۲۹] نیز ارشاد نبوی ہے:

”فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ“[۲]۔

عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی معمولی شخص پر۔

[۱۳۰] معاذ بن جبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ، فَإِنَّ طَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَتَعَلُّمَهُ لِلَّهِ حَسَنَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ“[۳]۔

علم کو لازم پکڑو، کیونکہ طلب علم عبادت ہے، اللہ کے لئے اسے سیکھنا نیکی ہے، اس کے مستحقین کے لئے اُسے خرچ کرنا قربت الٰہی کا ذریعہ ہے، بے علم کو تعلیم دینا صدقہ ہے، اُس کی بحث وجستجو کرنا جہاد ہے اور اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح خوانی ہے۔

---

1. مسند احمد (۱۸۰۸۹)، وسنن دارمی (۳۵۷)، وترمذی (۳۵۳۵)، ونسائی (۱۵۸)، ومعجم کبیر طبرانی (۷۳۴۷، ۷۳۵۳)، الفاظ اسی کے ہیں، نیز دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب، البانی (۶۸)۔
2. سنن ابو داود (۳۶۴۱)، وابن ماجہ (۲۲۳) وترمذی (۲۶۸۵)، الفاظ اسی کے ہیں، نیز دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب، البانی (۷۷)۔
3. مسند دیلمی (۲۲۳۷)، وتذکرۃ السامع (۳۵)، ومجموع فتاوی ابن تیمیہ (۴/ ۴۲)۔

[۱۳۱] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَقَبْضُهُ ذِهَابُ أَهْلِهِ، عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ؛ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَتَى يُفْتَقَرُ إِلَى مَا عِنْدَهُ، وَإِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ أَقْوَامًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَكُمْ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ، وَقَدْ نَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ...“[۱]۔

علم سے وابستہ ہو جاؤ قبل از یں کہ اُسے اٹھالیا جائے اور علم کا اٹھایا جانا علماء کا ختم ہو جانا ہے، اس لئے علم کو لازم پکڑلو؛ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ کب لوگوں کو اس کے علم کی ضرورت پڑ جائے گی، اور عنقریب تم کچھ ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو اس بات کا دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ انہوں نے اُسے پس پشت ڈال رکھا ہوگا، لہٰذا علم کو لازم پکڑو....۔

[۱۳۲] ابو ذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”باب من العلم نتعلمه أحب إلينا من ألف ركعة تطوّعاً، وباب من العلم نتعلمه؛ عمل به أو لم يعمل أحب إلينا من مائة ركعة تطوّعاً“[۲]۔

علم کا ایک باب جسے ہم سیکھتے ہیں ہمیں ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، اور علم کا ایک باب جسے ہم سکھاتے ہیں؛ خواہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے ہمیں سو رکعتیں نفل پڑھنے سے زیادہ عزیز ہے۔

[۱۳۳] مطرف بن الشخیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] سنن دارمی (۱۴۳)، البدع والنہی عنہا (۳۲)، والابانۃ (۱/ ۳۲۴)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (۱/ ۸۷)، ومسند الفردوس دیلمی (۲۲۳۶)، وذم التاویل (۶۰)، والاعتصام (۱/ ۱۰۷)۔

[2] جامع بیان العلم، ابن عبدالبر (۷۹)، وتذکرۃ السامع (۳۶، ۳۷)، وتخریج إحیاء علوم الدین (۱/ ۵۳)۔

''فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ الْعَمَلِ''[1]۔

علم کی فضیلت عمل کی فضیلت سے بہتر ہے۔

[١٣٤] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لَأَنْ أَجْلِسَ مَجْلِسَ فِقْهٍ سَاعَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ صِيَامِ يَوْمٍ وَقِيَامِ لَيْلَةٍ''[2]۔

کچھ دیر علم کی مجلس میں بیٹھنا مجھے ایک دن کے روزے اور ایک رات کے قیام سے زیادہ عزیز ہے۔

[١٣٥] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''مُذَاكَرَةُ الْعِلْمِ سَاعَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ إِحْيَاءِ لَيْلَةٍ''[3]۔

تھوڑی دیر علمی مذاکرہ کرنا مجھے ایک رات شب بیداری سے زیادہ محبوب ہے۔

[١٣٦] سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَا يزَال الرجل عَالما مَا تعلم، فَإِذا ترك الْعلم وَظن أَنه قد اسْتغنى وَاكْتفى بِمَا عِنْده فَهُوَ أَجْهَل مَا يكون''[4]۔

آدمی جب تک علم حاصل کرتا رہتا ہے عالم ہوتا ہے، مگر جب علم حاصل کرنا چھوڑ دے اور یہ سوچ لے کہ اب وہ علم سے بے نیاز ہو چکا ہے اور اپنی معلومات پر اکتفا کر لے تو وہ بہت بڑا جاہل ہے۔

---

[1] علل الترمذی (٦٣٣)، والمعرفۃ والتاریخ (٣/ ٣٧٩) بتحقیق خلیل، و(٣/ ٤٩٩) بتحقیق أکرم ضیاء، وجامع بیان العلم، ابن عبدالبر (٧٩)، وتاریخ دمشق، ابن عساکر (٥٨/ ٣٠٦)۔

[2] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (٢/ ٤١)۔

[3] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (٢/ ٤١)۔

[4] الفوائد المنتقاۃ (٢٩)، نیز دیکھئے: مختصر نصیحۃ أھل الحدیث (٩١) حاشیہ۔

[۱۳۷] امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إنَّ أقوامًا ابتغوا العبادةَ، وأضاعوا العلم، فخرجوا على أمَّة محمدٍ ﷺ بأسيافهم، ولو ابتغوا العلمَ لحَجَزهم عن ذلك''①۔

یقینا کچھ لوگ عبادت میں منہمک ہو گئے اور علم ضائع کر دیا، جس کے نتیجے میں امت محمد ﷺ کے خلاف اپنی تلواروں سے بغاوت کر بیٹھے، حالانکہ اگر وہ علم حاصل کرتے تو علم انہیں اس کام سے روکتا۔

[۱۳۸] ابو الأسود الدؤلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ليس شيء أعز من العلم، الملوك حكام على الناس، والعلماء حكام على الملوك''②۔

علم سے زیادہ عزیز چیز کچھ بھی نہیں، بادشاہان لوگوں پر حاکم ہیں اور علماء بادشاہوں پر حاکم ہیں۔

[۱۳۹] یحییٰ بن معاذ الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''العلماء أرحم بأمة محمد ﷺ من آبائهم وأمهاتهم. قيل له: كيف ذلک؟ قال: لأن آباءهم وأمهاتهم يحفظونهم من نار الدنيا، والعلماء يحفظونهم من نار الآخرة''③۔

علماء کرام امت محمد ﷺ پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں۔ ان سے پوچھا

---

① مفتاح دار السعادۃ، ابن القیم (۱ / ۱۱۹)، نیز فقرہ (۱۴۹) کے تحت حسن بصری کے قول میں آئے گا۔
② تذکرۃ السامع (۳۴)۔
③ مختصر نصیحۃ أهل الحدیث (۱۶۷)۔

گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: کیونکہ ان کے ماں باپ انہیں دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں جبکہ علماء انہیں آخرت کی آگ (جہنم) سے بچاتے ہیں۔

[١٤٠] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لولا العلماء لصار الناس مثل البهائم“[١]۔

اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ چوپایوں کے مثل ہو جاتے۔

[١٤١] ابومسلم خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مثل العلماء في الأرض مثل النجوم في السماء، إذا بدت للناس؛ اهتدوا بها، وإذا خفيت عليهم؛ تحيروا“[٢]۔

روئے زمین پر علماء کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے، جب وہ لوگوں کے لئے ظاہر ہوتے ہیں تو انہیں راستہ ملتا ہے، اور جب ان سے اوجھل ہو جاتے ہیں تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔

[١٤٢] وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”يتشعب من العلم: الشرف وإن كان صاحبه دنيئاً، والعز وإن كان مهيناً، والقرب وإن كان قصياً، والغنى وإن كان فقيراً، والمهابة وإن كان وضيعاً“[٣]۔

علم سے کئی اہم گوشے حاصل ہوتے ہیں: اگر انسان معمولی ہو تو اُسے شرف حاصل ہوتا ہے،

---

① مختصر نصیحۃ أھل الحدیث (١٦٧)۔

② تاریخ دمشق (٢٢٦/٢٧)، وتذکرۃ السامع (٣٤)۔

③ تذکرۃ السامع (٣٤)۔

حقیر ہو تو اُسے عزت ملتی ہے، دور دراز کا ہو تو اسے قربت حاصل ہوتی ہے، فقیر ومحتاج ہو تو اُسے بے نیازی حاصل ہوتی ہے، اور اگر بے حیثیت ہو تو اُسے رعب و ہیبت ملتی ہے۔

[١٤٣] سفیان بن سعید ثوری اور محمد بن ادریس شافعی رحمہما اللہ نے فرمایا:

"ليس بعد الفرائض أفضل من العلم"[1]۔

فرائض کے بعد علم سے افضل کوئی چیز نہیں۔

[١٤٤] مروذی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا:

"قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: رَجُلٌ لَهُ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ تَرَى أَنْ يَصْرِفَهُ فِي الْغَزْوِ وَالْجِهَادِ أَوْ يَطْلُبَ الْعِلْمَ؟ قَالَ: إِذَا كَانَ جَاهِلًا يَطْلُبُ الْعِلْمَ أَحَبَّ إِلَيَّ"[2]۔

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آپ کا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے پاس پانچ سو درہم ہوں تو وہ اُسے غزوہ اور جہاد میں خرچ کرے یا اُس سے علم حاصل کرے؟ فرمایا: اگر وہ جاہل ہو اُس سے علم حاصل کرے، مجھے یہ زیادہ محبوب ہے۔

[١٤٥] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ"[3]۔

علم حاصل کرنا نفل نماز سے افضل ہے۔

---

1. تذکرۃ السامع (٣٦)۔
2. الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (٢ / ٤٠)۔
3. مسند الشافعی (٢٤٩)، وحلیۃ الاولیاء (٩ / ١١٩)، والمدخل بیہقی (٤٧٤)، وشرف أصحاب الحدیث (٢٣٠)، وسیر أعلام النبلاء (١٠ / ٥٣)، وفیض القدیر (٤ / ٢٦٩)، وشفاء العی (٢١)۔

[١٤٦] وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے محدثین کرام سے کہا:

”لَوْ أَنَّكُمْ تَفَقَّهْتُمُ الْحَدِيثَ وَتَعَلَّمْتُمُوهُ مَا غَلَبَكُمْ أَصْحَابُ الرَّأْيِ، مَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ شَيْءٌ يُحْتَاجُ إِلَيْهِ إِلَّا وَنَحْنُ نَرْوِي فِيهِ بَابًا، وَلَا بُد لِلْمُتَفَقِّهِ مِنْ أُسْتَاذٍ يَدْرُسُ عَلَيْهِ، وَيَرْجِعُ فِي تَفْسِيرِ مَا أَشْكَلَ إِلَيْهِ، ويتعرف مِنْهُ طرق الِاجْتِهَادِ، وَمَا يُفَرِّقُ بِهِ بَيْنَ الصِّحَّةِ وَالْفَسَادِ“[1]۔

اگر تم حدیث کا گہرا علم حاصل کرتے اور اُسے سیکھتے تو اہل الرائے تم پر غالب نہ ہوتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی بھی ضروری مسئلہ میں اپنی رائے سے جو کچھ کہا ہے، ہم اُس میں پورا ایک باب روایت کرتے ہیں، اور علم وفقہ حاصل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی استاذ ہو جس سے وہ علم حاصل کرے اور دشوار گذار مسائل میں اُس سے رجوع کرے، نیز اُس سے اجتہاد کے طریقے اور صحت وفساد کی معرفت کے اصولوں کا علم حاصل کرے۔

[١٤٧] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَيْحَكُمْ!! اطْلُبُوا الْعِلْمَ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُخْرُجَ مِنْ عِنْدِكُمْ فَيَصِيرَ فِي غَيْرِكُمْ فتذلون، اطْلُبُوهُ فَإِنَّهُ عِزٌّ فِي الدُّنْيَا وَشَرَفٌ وَالْآخِرَةِ“[2]۔

تمہارا برا ہو!! علم حاصل کرو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ علم تمہارے پاس سے نکل دوسروں کے پاس چلا جائے تو تم ذلیل ہو جاؤ گے، علم حاصل کرو، کیونکہ علم دنیا میں عزت اور آخرت میں شرف وسعادت کا باعث ہے۔

---

[1] نصیحۃ أھل الحدیث (١٩)۔

[2] حلیۃ الأولیاء (٦ / ٣٦٨)، وجامع بیان العلم (٩٦)۔

[۱۴۸] نیز فرمایا:

''الْأَعْمَالُ السَّيِّئَةُ دَاءٌ، وَالْعُلَمَاءُ دَوَاءٌ، فَإِذَا فَسَدَ الْعُلَمَاءُ فَمَنْ يَشْفِي الدَّاءَ؟''[۱]۔

بداعمالیاں بیماری ہیں اور علماء علاج ہیں، جب علماء بگڑ جائیں گے تو بیماری کا علاج کون کرے گا؟

[۱۴۹] نیز فرمایا:

'' مَثَلُ الْعَالِمِ مَثَلُ الطَّبِيبِ لَا يَضَعُ الدَّوَاءَ إِلَّا عَلَى مَوْضِعِ الدَّاءِ''[۲]۔

عالم کی مثال ڈاکٹر جیسی ہے وہ بیماری کی جگہ پر ہی دوا رکھتا ہے۔

[۱۵۰] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''العاملُ على غير علمٍ كالسالك على غير طريق، والعاملُ على غير علمٍ يُفْسِدُ أكثرَ مما يُصْلِح، فاطلبوا العلمَ طلبًا لا تُضِرُّوا بالعبادة، واطلبوا العبادةَ طلبًا لا تُضِرُّوا بالعلم؛ فإنَّ قومًا طلبوا العبادة وتركوا العلم حتى خرجوا بأسيافهم على أمَّة محمَّد ﷺ ، ولو طلبوا العلمَ لم يدلَّهم على ما فعلوا''[۳]۔

علم کے بغیر عمل کرنے والا غلط راستے پر چلنے والے کی طرح ہے، اور علم کے بغیر عمل کرنے والا اصلاح سے زیادہ بگاڑ پیدا کرتا ہے، لہٰذا علم ایسے حاصل کرو کہ عبادت کو نقصان

---

① حلیۃ الاولیاء (۶/ ۳۶۱)۔

② حلیۃ الاولیاء (۶/ ۳۶۸)۔

③ مفتاح دار السعادۃ، ابن القیم (۱/ ۸۳)، مختصر نصیحۃ أھل الحدیث (۱۵۵)، اس کا آخری جملہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے بھی آیا ہے، جو فقرہ (۱۳۶) میں گزر چکا ہے۔

نہ پہنچاؤ اور عبادت ایسے کرو کہ علم کو نقصان نہ پہنچاؤ، کیونکہ کچھ لوگوں نے عبادت کی جستجو کی اور علم چھوڑ دیا، یہاں تک کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اپنی تلواروں سے بغاوت کر بیٹھے، جبکہ اگر علم حاصل کرتے تو علم انہیں اس کام کی رہنمائی نہ کرتا۔

نوٹ: یہی حال ہمارے دور کے بھڑکانے والوں کا بھی ہے،علم ترک کر دیا اور یہاں وہاں حکمرانوں کے خلاف بغاوت کر بیٹھے، کبھی بم دھماکوں کے ذریعہ، کبھی قتل وخونریزی کے ذریعہ اور کبھی بھڑکاؤ باتوں کے ذریعہ تاکہ عوام الناس کو برانگیختہ کریں اور حکمرانوں کے خلاف ان کے سینوں میں نفرت وعداوت کی بیج بوئیں، تاکہ فتنہ رونما ہو، اور ان سب کا سبب سنت سے جہالت ولاعلمی، یا اس کی صحیح تطبیق کا فقدان یا شارع حکیم کے مراد ومقصود کو ناسمجھنا ہے۔ (جمال)

[۱۵۱] زریک بن ابوزریک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ هَذِهِ الْفِتْنَةَ إِذَا أَقْبَلَتْ عَرَفَهَا كُلُّ عَالِمٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ عَرَفَهَا كُلُّ جَاهِلٍ“[۱]۔

یقیناً یہ فتنہ جب آتا ہے تو اسے ہر (صاحب بصیرت) عالم جان لیتا ہے، اور جب چلا جاتا ہے تو ہر جاہل جان لیتا ہے۔

○ ○ ○

[۱] طبقات ابن سعد (۷/۱۶۶)۔

فصل ⑫:

طلب علم سے پہلے اچھے عالم کا انتخاب کرنا، اُس کا ادب واحترام بجالانا، اوراس کے اخلاق کونمونہ بنانا

[۱۵۲] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ**''[1]۔

جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑے کا احترام نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

[۱۵۳] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''فَسَادُ الدِّينِ إِذَا جَاءَ الْعِلْمُ مِنْ قِبَلِ الصَّغِيرِ اسْتَعْصَى عَلَيْهِ الْكَبِيرُ، وَصَلَاحُ النَّاسِ إِذَا جَاءَ الْعِلْمُ مِنْ قِبَلِ الْكَبِيرِ تَابَعَهُ عَلَيْهِ الصَّغِيرُ''[2]۔

---

[1] مسند احمد (۲۲۷۵۵)، ومستدرک حاکم (۴۲۱)۔

[2] فتح الباری (۱۳/ ۳۰۱)، وفیض القدیر (۲/ ۵۳۳)، نیز دیکھئے: الصحیحۃ، علامہ البانی (۶/ ۱۰۰۳)، یہ قول مزید تخریج کے ساتھ فقرہ (۲۶۷) میں بھی آئے گا۔

دین کا فساد و بگاڑ اس وقت ہوتا ہے، جب علم چھوٹے کی طرف سے آئے بڑا اُسے تسلیم نہ کرے، اور لوگوں کی بھلائی اس وقت ہوتی ہے جب علم بڑے کی جانب سے آئے اور چھوٹا اُس کی تابعداری کرلے۔

[١٥٤] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تَوَاضَعُوا لِمَنْ عَلَّمَكُمْ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تُعَلِّمُونَ"[1]۔

تواضع اختیار کرو ان کے لئے جو تمہیں علم سکھائیں اور ان کے لئے بھی جنہیں تم علم سکھاؤ۔

[١٥٥] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَخَذُوا الْعِلْمَ عَنْ أَكَابِرِهِمْ وَعَنْ أُمَنَائِهِمْ وَعُلَمَائِهِمْ؛ فَإِذَا أَخَذُوهُ عَنْ صِغَارِهِمْ وَشِرَارِهِمْ هَلَكُوا"[2]۔

لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی میں رہیں گے، جب تک علم اپنے بڑوں، اپنے امانتداروں اور اپنے علماء سے لیتے رہیں گے؛ اور جب اپنے چھوٹوں اور بُرے لوگوں سے علم لیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔

[١٥٦] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"طَلَبْتُ الْعِلْمَ، فَلَمْ أَجِدْهُ أَكْثَرَ مِنْهُ فِي الْأَنْصَارِ، فَكُنْتُ آتِي الرَّجُلَ، فَأَسْأَلُ عَنْهُ، فَيُقَالُ لِي: نَائِمٌ، فَأَتَوَسَّدُ رِدَائِي، ثُمَّ أَضْطَجِعُ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى الظُّهْرِ، فَيَقُولُ: مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَأَقُولُ: "مُنْذُ طَوِيلٍ"،

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١ / ٢٢٤)۔

[2] المدخل، بیہقی (٢٧٥)، نصیحۃ أھل الحدیث (٧)، وفیض القدیر (٦ / ١٠)، ان کے یہاں "عبداللہ بن عمر" آیا ہے جو شاید غلط ہے۔

فَيَقُولُ: بِئْسَ مَا صَنَعْتَ. هَلَّا أَعْلَمْتَنِي؟ فَأَقُولُ: ''أَرَدْتُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيَّ، وَقَدْ قَضَيْتَ حَاجَتَكَ''[1]۔

میں نے علم تلاش کیا تو انصاریوں سے زیادہ کسی کے یہاں نہ پایا، چنانچہ میں آدمی کے پاس آتا اور اس کے بارے میں پوچھتا تو مجھے بتایا جاتا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں، چنانچہ میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر وہیں لیٹ جاتا، یہاں تک کہ وہ ظہر کی نماز کے لئے نکلتا تو کہتا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد! آپ یہاں کب سے ہیں؟ تو میں کہتا: بہت دیر سے! تو وہ کہتا: آپ نے بہت بُرا کیا، بھلا آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ تو میں کہتا: میں نے چاہا کہ آپ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر باہر نکلیں (تب ہی آپ سے ملاقات کروں)۔

[۱۵۷] نیز فرمایا:

''وَجَدْتُ أَكْثَرُ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ. وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَآتِي الرَّجُلَ مِنْهُمْ - أَي: الْأَنْصَارِ - فَيُقَالُ: هُوَ نَائِمٌ، فَلَوْ شِئْتُ أَنْ يُوقَظَ لِي، فَأَدَعُهُ حَتَّى يَخْرُجَ لِأَسْتَطِيبَ بِذَلِكَ حَدِيثَهُ''[2]۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر حدیثیں اس انصاری قبیلہ کے پاس ملیں۔ اللہ کی قسم! میں انصاریوں میں کسی کے پاس آتا، تو مجھے بتایا جاتا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں! اگر میں چاہتا کہ اُنہیں میرے لئے جگایا جائے تو جگایا بھی جاتا، مگر میں اُسے چھوڑ دیتا یہاں تک کہ وہ خود ہی باہر آئے، تاکہ اس کے ذریعہ میں اُن سے بطیب خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں حاصل کرسکوں۔

---

1. سنن دارمی (۵۶۶)۔
2. سنن دارمی (۵۶۷)۔

[۱۵۸] محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ''[1]۔

یقیناً یہ علم دین ہے، لہٰذا دیکھو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔

[۱۵۹] ابن وہب رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا تَعَلَّمْتُ مِنْ أَدَبِ مَالِكٍ أَفْضل مِنْ عِلْمِهِ''[2]۔

میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے جو ادب سیکھا ہے، وہ اُن کے علم سے افضل ہے۔

[۱۶۰] ادریس بن عبد الکریم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ خلف نے فرمایا:

''جاءَني أَحمد بن حنبل يسمع حديث أَبي عَوانَة، فاجتهدت أَن أَرفعه فأَبى، وقال: لا أَجلس إلا بين يديك، أُمِرْنا أَن نَتواضع لمن نتعلم منه''[3]۔

میرے پاس امام احمد رحمہ اللہ ابو عوانہ کی حدیثیں سننے کے لئے آئے، میں نے کوشش کی کہ اُنہیں اوپر بٹھا دوں، مگر انہوں نے انکار کر دیا اور فرمایا: میں آپ کے سامنے ہی بیٹھوں گا، ہمیں اپنے اساتذہ کے سامنے تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

[۱۶۱] ابو بکر بن المطوعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اختلفتُ إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل، ثِنتي عَشرة سنة؛ وهو يَقرأ

---

[1] سنن دارمی (۱/ ۱۲۵)، و الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۹۶)، وأدب الاملاء والاستملاء (۱۵۰)، وتاریخ دمشق (۵۵/ ۳۵۱)، ومعجم المحدثین (۲۷۶)، وتدریب الراوی (۱/ ۳۰۱)، وکشف الخفاء (۷۹۶)، یہ قول فقرہ (۲۹۵) کے تحت مزید تخریج کے ساتھ آئے گا۔

[2] مختصر نصیحۃ أھل الحدیث (۱۰۵)۔

[3] تاریخ دمشق (۵۲/ ۳۲۴)، ومناقب الامام احمد (۵۸)، وصفوۃ الصفوۃ (۲/ ۳۳۷)۔

المسند على أولاده، فَما كتبتُ منه حديثاً واحداً؛ إنما كنتُ أنظر إلى هَديه؛ وأخلاقِه، وآدابه"[1]۔

میں امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے یہاں بارہ سالوں تک آتا جاتا رہا، آپ اس عرصہ میں اپنی اولاد کو مسند پڑھ کر سناتے تھے، مگر میں نے آپ سے ایک بھی حدیث نہیں لکھی، میں صرف آپ کے طور طریقہ اور اخلاق وآداب کو دیکھتا تھا۔

[١٦٢] حسن بن اسماعیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا:

"كان يجتمع في مجلس أحمد زُهاء خمسة آلاف أو يزيدون، أقل من خمس مئة يكتبون، والباقون يتعلمون منه حُسن الأدب وحُسن السَّمْت"[2]۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں تقریباً پانچ ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوتے تھے، مگر پانچ سو سے بھی کم لوگ حدیثیں لکھتے تھے، بقیہ لوگ آپ سے حسن ادب اور عمدہ اخلاق و وقار سیکھتے تھے۔

[١٦٣] قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قدمت بغداد وما كانت لي هِمَّة إلا أَن أَلقى أَحمد بن حنبل، فإِذا هو قد جاءَني مع يحيى بن معين، فتذاكرنا، فقام أَحمد بن حنبل وجلس بين يديّ، وقال: أَمْلِ عليَّ هذا، ثم تذاكرنا، فقام أَيضاً وجلس بين يدي، فقلت: يا أَبا عبد الله، اجلس مكانك، فقال: لا تشتغل بي، إنما أُريد أَن آخذ العلم على

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (٢١٠)۔

[2] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (٢١٠)۔

وجهه‘‘[1]۔

میں بغداد آیا، میرا ارادہ صرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات کرنا تھا، اتنے میں وہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ساتھ تشریف لائے، چنانچہ ہم نے مذاکرہ کیا، تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اُٹھے اور میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا: یہ حدیثیں مجھے املا کرا دیجئے! پھر ہم نے دوبارہ مذاکرہ کیا تو وہ پھر اُٹھے اور میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے! میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! آپ اپنی جگہ پر بیٹھئے۔ انہوں نے کہا: آپ میرے بارے میں مشغول نہ ہوں، دراصل میں چاہتا ہوں کہ علم کو اُس کے اپنے طریقہ سے حاصل کروں۔

[١٦٤] شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’صلى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ على جنازة، ثم قربت له بغلة ليركبها، فجاء ابْنُ عَبَّاسٍ فأخذ بركابه توقيراً وتعظيماً لعلمه وفضله، فقال له زيد: خل عنك يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فقال ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا، هَكَذَا نَفْعَلُ بِالْعُلَمَاءِ وَالْكُبَرَاءِ‘‘[2]۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک نماز جنازہ پڑھی، پھر ایک خچر قریب لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں، اتنے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور آپ کے علم و فضل کی تعظیم اور عزت و احترام میں آپ کی سواری کی مہار تھام لی! یہ دیکھ کر زید بن ثابت نے ان سے کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد آپ چھوڑ دیئے! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۵۷)۔

[2] المعرفة والتاریخ (۱/۲۶۱)، والمدخل، بیہقی (۹۳)، وتاریخ دمشق (۱۹/۳۲۶)، والمغنی عن حمل الاسفار، حدیث (۱۲۷)، والاصابة فی تمییز الصحابة (۲/۵۹۴)۔

نہیں، ہم اپنے علماء اور بڑوں کے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں۔

[١٦٥] امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كُنْتُ آتِي بَابَ عُرْوَةَ، فَأَجْلِسُ بِالْبَابِ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَدْخُلَ، لَدَخَلْتُ، وَلَكِنْ إِجْلَالًا لَهُ"[①]۔

میں عروہ کے دروازے پر آتا تھا اور باہر ہی بیٹھ جاتا تھا، میں اندر داخل ہونا چاہتا تو داخل ہو جاتا لیکن ان کی تعظیم وتکریم کے لئے ایسا نہیں کرتا تھا۔

[١٦٦] اسحاق بن ابراہیم القزاز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اسحاق شہیدی رحمہ اللہ نے بیان کیا:

"كنت أرى يحيى القطان يُصلي العصر، ثم يُستند إلى أَصل منارة مسجده، فيقف بين يديه علي بن المديني، والشاذكوني، وعمرو بن علي، وأَحمد بن حَنبل، ويحيى ابن معين، وغيرهم، يسألونه عن الحديث؛ وهم قيام على أَرجلهم، إِلى أَن تحين صلاةُ المغرب؛ لا يجلسون هَيبة وإِعظاماً"[②]۔

میں یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کو دیکھتا تھا کہ آپ نماز عصر پڑھتے تھے پھر آپ کی مسجد کے منارہ کے بالکل پاس مسند لگایا جاتا تھا، اور امام علی بن المدینی، شاذکونی، عمرو بن علی، احمد بن حنبل، اور یحییٰ بن معین وغیرہ ائمہ کرام رحمہم اللہ آپ کے سامنے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر حدیثوں کے بارے میں سوال کرتے تھے، یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت ہو جاتا تھا؛ اُن کی ہیبت وتعظیم کے سبب بیٹھتے نہیں تھے۔

---

① سنن دارمی (٥٦٩)، والمدخل، بیہقی (٦٧٥)، وتاریخ دمشق (٣١٥/٥٥)۔

② مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (٥٧)۔

[١٦٧] مخلد بن الحسین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”نَحْنُ إِلَى قَلِيلٍ مِنَ الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَى كَثِيرٍ مِنَ الْحَدِيثِ“[1]۔

ہمیں جتنا زیادہ حدیثوں کی ضرورت ہے اُس سے زیادہ تھوڑے سے ادب کی ضرورت ہے۔

[١٦٨] ابوزکریا یحییٰ بن محمد العنبری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عِلْمٌ بِلا أَدَبٍ كَنَارٍ بِلا حَطَبٍ، وَأَدَبٌ بِلا عِلْمٍ كَرُوحٍ بِلا جِسْمٍ“[2]۔

ادب کے بغیر علم لکڑی کے بغیر آگ کی طرح ہے، اور علم کے بغیر ادب بے جسم روح کی طرح ہے۔

[١٦٩] عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے فرمایا:

”قُلْتُ لأَبِي: مَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، وَقَدْ نَزَلَ بَغْدَادَ فِي جِوَارِكَ، فَقَالَ: اعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ جَلَسَ مَجْلِسًا وَاحِدًا، وَأَمْلَى عَلَيْنَا، فَلَمَّا كَانَ بعد ذَلِك خَرَجَ وَقَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ، فَرَأَى الشَّبَابَ تَقَدَّمُوا بَيْنَ يَدَيِ الْمَشَايِخِ، فَقَالَ: مَا أَسْوَأَ آدَابِكُمْ؛ تَتَقَدَّمُونَ بَيْنَ يَدَيِ الْمَشَايِخِ، لَا أُحَدِّثُكُمْ سَنَةً، فَمَاتَ وَلَمْ يُحَدِّثْ“[3]۔

میں نے اپنے والد سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ نے ابراہیم بن سعد سے حدیثیں نہیں سنیں، حالانکہ وہ بغداد میں آپ کے پڑوس ہی میں قیام پذیر تھے؟ آپ نے فرمایا: میرے بیٹے!

---

[1] المحدث الفاصل، رامہرمزی (٥٥٩)، والجامع لاخلاق الراوی (١١) بتحقیق محمود طحان، (١٢) بتحقیق عجاج۔
[2] الجامع لاخلاق الراوی (١٢) بتحقیق محمود طحان، (١٣) بتحقیق عجاج، وأدب الاملاء والاستملاء (٤)۔
[3] أدب الاملاء والاستملاء (٣٥٥)۔

اس کی وجہ جان لو کہ اُنہوں نے ایک مجلس منعقد کی اور ہمیں املا کرایا اُس کے بعد چلے گئے حالانکہ لوگ اکٹھا ہو گئے تھے، چنانچہ انہوں نے نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ بزرگوں (بڑے محدثین) کے آگے بڑھ گئے ہیں، تو فرمایا: تم کس قدر بے ادب اور بدسلیقہ ہو؛ مشائخ کے آگے بڑھتے ہو، میں تمہیں ایک سال تک حدیثیں بیان نہ کروں گا، چنانچہ ان کی وفات ہوگئی اور انہوں نے حدیثیں بیان نہیں کی۔

[۱۷۰] حسین بن منصور ابو علی نیسا بوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كُنْتُ مَعَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى، وَإِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوَيْهِ يَوْمًا نَعُودُ مَرِيضًا، فَلَمَّا حَاذَيْنَا الْبَابَ تَأَخَّرَ إِسْحَاقُ، وقَالَ لِيَحْيَى: تَقَدَّمْ، فَقَالَ يَحْيَى لِإِسْحَاقَ: تَقَدَّمْ أَنْتَ، فَقَالَ: يابا زَكَرِيَّا أَنْتَ أَكْبَرُ مِنِّي، قَالَ: نَعَمْ، أَنَا أَكْبَرُ مِنْكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ مِنِّي، فَتَقَدَّمَ إِسْحَاقُ''[1]۔

میں ایک دن یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کے ساتھ تھا، ہم ایک مریض کی عیادت کے لئے گئے، چنانچہ جب دروازے کے قریب پہنچے تو اسحاق پیچھے ہو گئے اور یحییٰ سے کہا: آپ آگے بڑھئے، تو یحییٰ نے اسحاق سے کہا: آپ آگے بڑھئے، تو انہوں نے کہا: اے ابو زکریا! آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں، انہوں نے کہا: سہی ہے کہ میں آپ سے عمر میں بڑا ہوں، مگر آپ مجھ سے زیادہ علم والے ہیں، بالآخر اسحاق آگے بڑھے۔

[۱۷۱] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ الْحَدِيثَ تَأَدَّبَ وَتَعَبَّدَ قَبْلَ ذَلِكَ بِعِشْرِينَ

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (۲۵۲)، وأدب الاملاء والاستملاء (۲/ ۴۷۵)، وتاریخ دمشق، ابن عساکر (۸/ ۱۲۸)۔

سَنَةً ''[1]۔

آدمی جب حدیثیں لکھنے کا ارادہ کرتا تھا تو اس سے پہلے بیس سالوں تک ادب سیکھتا تھا اور عبادت و بندگی کرتا تھا۔

[١٧٢] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''تَعَلَّمُوا هَذَا الْعِلْمَ، وَاكْظِمُوا، وَأَفْرِغُوا عَلَيْهِ، وَلَا تَخْلِطُوهُ بِضِحْكٍ وَلَا لَعِبٍ، فَتَجْمَدَ - أَوْ فَتَمُجَّهُ - الْقُلُوبُ ''[2]۔

یہ علم حاصل کرو، صبر وضبط سے کام لو، اس میں پوری طاقت انڈیل دو، اور اُسے ہنسی مذاق اور کھیل تماشہ سے گڈ مڈ نہ کرو، ورنہ تمہارے دل جم جائیں گے،- یا تمہارے دل اُسے باہر پھینک دیں گے (قبول نہ کریں گے)-

[١٧٣] نیز فرمایا:

''كَانَ يُقَالُ: أَوَّلُ الْعِلْمِ الصَّمْتُ، وَالثَّانِي الِاسْتِمَاعُ لَهُ وَحِفْظُهُ، وَالثَّالِثُ الْعَمَلُ بِهِ، وَالرَّابِعُ: نَشْرُهُ وَتَعْلِيمُهُ ''[3]۔

کہا جاتا تھا: سب سے پہلا علم خاموشی ہے، دوسرا بغور سننا اور یاد کرنا ہے، تیسرا اُس پر عمل کرنا ہے، اور چوتھا اُس کی نشر واشاعت کرنا اور دوسروں کو سکھانا ہے۔

[١٧٤] امام لیث بن سعد رحمہ اللہ نے محدثین سے کہا:

---

[1] حلیۃ الاولیاء، ابونعیم (٦ / ٣٦١)۔

[2] حلیۃ الاولیاء (٦ / ٣٦٢، ٣٦٣)۔

[3] حلیۃ الاولیاء (٦ / ٣٦٢)، یہ قول ابوعمرو بن العلاء سے آیا ہے، جیسا کہ شذرات الذہب (١ / ٢٣٨) میں ہے، اور محمد بن نضر حارثی سے بھی آیا ہے جیسا کہ الحلیۃ (٨ / ٢١٨) میں ہے۔

’’تَعَلَّمُوا الْحِلْمَ قَبْلَ الْعِلْمِ‘‘①۔

علم سیکھنے سے پہلے حلم و بردباری سیکھو۔

[۱۷۵] خالد بن صفوان رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’إِذَا رَأَيْتَ مُحَدِّثًا يُحَدِّثُ حَدِيثًا قَدْ سَمِعْتَهُ، أَوْ يُخْبِرُ خَبَرًا قَدْ عَلِمْتَهُ، فَلَا تُشَارِكْهُ فِيهِ، حِرْصًا عَلَى أَنْ تُعْلِمَ مَنْ حَضَرَكَ أَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ خِفَّةٌ وَسُوءُ أَدَبٍ‘‘②۔

جب آپ کسی محدث کو کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے دیکھیں جسے آپ نے سن رکھا ہو، یا کوئی خبر دیتے ہوئے سنیں جو آپ کو معلوم ہو، تو آپ اُس میں اس کے ساتھ شریک نہ ہوں، تاکہ اپنے حاضرین کو بتاسکیں کہ وہ چیز آپ کو پہلے سے معلوم ہے؛ کیونکہ یہ ہلکا پن اور بے ادبی ہے۔

[۱۷۶] حجاج بن ارطاۃ رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’إِنَّ أَحَدَكُمْ إِلَى أَدَبٍ حَسَنٍ أَحْوَجُ مِنْهُ إِلَى خَمْسِينَ حَدِيثًا‘‘③۔

یقیناً تم میں سے ایک شخص کو پچاس حدیثوں سے زیادہ اچھے ادب و اخلاق کی ضرورت ہے۔

○ ○ ○

---

① تاریخ دمشق (۵۰ / ۳۵۴)۔

② الجامع لاخلاق الراوی (۳۵۳) بتحقیق محمود طحان، (۳۵۶) بتحقیق عجاج۔

③ الجامع لاخلاق الراوی (۳۵۳)، (۳۵۶)۔

فصل ⑬:

علم سیکھنے سکھانے کی بابت سلفِ امت کا وقت سے فائدہ اٹھانا

[١٧٧] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالفَرَاغُ''[1]۔

دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں زیادہ تر لوگ خسارہ میں پڑے ہیں: تندرستی اور خالی وقت۔

[١٧٨] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هِرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ''[2]۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے،

---

[1] صحیح بخاری (٦٠٤٩)، وترمذی (٢٣٠٤)، وغیرہما۔

[2] مصنف ابن ابی شیبہ (١٦١٦٦)، ومستدرک حاکم (٣٠٦/٤)، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کے موافقت فرمائی ہے، ومسند الشہاب، قضاعی (٧٢٩)، وشعب الایمان، بیہقی (١٠٢٤٨، ١٠٢٥٠)۔

اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو محتاجگی سے پہلے، اپنے خالی وقت کو مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔

[۱۷۹] معافی بن زکریا رحمہ اللہ نے امام ابوجعفر طبری رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں سے روایت کیا ہے جو امام طبری رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ دیر پہلے ان کے پاس موجود تھے، کہ اُنہوں نے امام طبری کے سامنے جعفر بن محمد کے حوالہ سے دعاء ذکر کی، تو اُنہوں نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور اُسے لکھا، تو اُن سے کہا گیا: کیا اس حالت میں بھی؟ تو انہوں نے فرمایا: ”يَنْبَغِي لِلْإِنْسَانِ أَنْ لَا يَدَعَ اقتباسَ العلمِ حتى يموْتَ“ (انسان کو چاہئے کہ مرتے دم میں علم حاصل کرنا نہ چھوڑے)[۱]۔

[۱۸۰] ابراہیم بن الجراح کوفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مرض أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم، فأتيته أعوده، فوجدته مغمى عليه، فلما أفاق، قال لي: يا إبراهيم، ما تقول في مسألة؟ قلت: في مثل هذه الحال؟ قال: لا بأس بذلك، ندرس لعله ينجو به ناج“[۲]۔

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ بیمار ہوئے، میں ان کی عیادت کے لئے آیا، دیکھا تو وہ بیہوش تھے، جب انہیں ہوش آیا، تو مجھ سے کہا: اے ابراہیم، اس مسئلہ میں آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: ایسی حالت میں بھی؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، ہم مذاکرہ کر لیتے ہیں شاید کوئی نجات پانے والا نجات پالے۔

○ ○ ○

---

[۱] تاریخ دمشق (۵۲/ ۱۹۹)، ومختصر نصیحۃ أھل الحدیث (۴۹)۔

[۲] مناقب الامام ابی حنیفۃ (۱/ ۴۸۱) تحقیق مکی، و(۲/ ۴۰۵) تحقیق کردی، والجواہر المضیۃ (۱/ ۷۶)۔

فصل (۱۴):

اہل سنت کی علامت

[۱۸۱] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِيَّ ٱلْأُمِّيَّ ٱلَّذِي يَجِدُونَهُۥ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَىٰهُمْ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَٱلْأَغْلَٰلَ ٱلَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُوا۟ ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾﴾ [الأعراف:۱۵۷]۔

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

[۱۸۲] اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٠٧﴾﴾ [آل عمران: ۱۰۶-۱۰۷]۔

جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں (سے کہا جائے گا) کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو۔اور سفید چہرے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

[۱۸۳] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”حِينَ تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأُولِي الْعِلْمِ“ يَعْنِي: يَوْمَ الْقِيَامَةِ“[۱]۔

یعنی قیامت کے دن: اہل سنت و جماعت اور علماء کے چہرے روشن ہوں گے۔

[۱۸٤] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ“[۲]۔

---

[1] شرح الاعتقاد، لالکائی (۷۴)، وتفسیر ابن کثیر (۲/ ۷۶)، ومفتاح الجنۃ، سیوطی (۶۵)، والدر المنثور سیوطی (۲/ ۱۱۱)، اور امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ: اسے ابن ابوحاتم نے، ابونصر نے الابانۃ میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے۔

[2] مسند دیلمی (۸۹۸۶)، والدر المنثور (۲/ ۱۱۲)، امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ: اسے خطیب بغدادی نے رواۃ امام مالک میں اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔

اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے۔

[۱۸۵] امام ابوعثمان اسماعیل صابونی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وإحدى علامات أهل السنة: حبهم لأئمة السنة وعلمائها، وأنصارها وأوليائها، وبغضهم لأئمة البدع، الذين يدعون إلى النار“[1]۔

اہل سنت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ائمۂ سنت، علماء سنت، اس کے مددگاروں اور محبت رکھنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور بدعت کے سرغنوں سے نفرت کرتے ہیں جولوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

[۱۸۶] امام حسن بن علی بر بہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إذا رأيت الرجل يحب أبا هريرة، وأنس بن مالك، وأسيد بن حضير، فاعلم أنه صاحب سنة – إن شاء الله –، وإذا رأيت الرجل يحب أيوب، وابن عون، ويونس بن عبيد، وعبد الله بن إدريس الأودي، والشعبي، ومالك بن مغول، ويزيد بن زريع، ومعاذ بن معاذ، ووهب بن جرير، وحماد بن سلمة، وحماد بن زيد، ومالك بن أنس، والأوزاعي، وزائدة بن قدامة، فاعلم أنه صاحب سنة. وإذا رأيت الرجل يحب أحمد بن حنبل، والحجاج بن المنهال، وأحمد بن نصر، فاعلم أنه صاحب سنة – إن شاء الله – إذا ذكرهم بخير، وقال بقولهم“[2]۔

جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ ابوہریرہ، انس بن مالک اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم سے محبت

---

[1] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۷۱) پہلا ایڈیشن۔

[2] شرح السنۃ، امام بربہاری (۱۴۳)۔

کرتا ہے تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ متبع سنت ہے، اور جب آدمی کو دیکھو کہ وہ ایوب، ابن عون، یونس بن عبید، عبد اللہ بن ادریس اودی، شعبی، مالک بن مغول، یزید بن زریع، معاذ بن معاذ، وہب بن جریر، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، مالک بن انس، اوزاعی اور زائدہ بن قدامہ رحمہم اللہ سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ متبع سنت ہے۔ اور جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ احمد بن حنبل، حجاج بن منہال اور احمد بن نصر رحمہم اللہ سے محبت کرتا ہے، ان کا ذکر خیر کرتا ہے اور ان کا عقیدہ ومنہج رکھتا ہے تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ متبع سنت ہے۔

[۱۸۷] نیز فرمایا:

”ومن عرف ما ترك أصحاب البدع من السنة، وما فارقوا فيه؛ فتمسك به فهو صاحب سنة، وصاحب جماعة، وحقيق أن يتبع، وأن يعان، وأن يحفظ، وهو ممن أوصى به رسول الله ﷺ“[۱]۔

اور جو ان سنتوں کو جانے جنہیں بدعتیوں نے چھوڑ دیا ہے اور جن میں وہ الگ تھلگ ہو گئے ہیں اور اس پر مضبوطی سے کار بند رہے، وہ صاحب سنت اور صاحب جماعت ہے، اور اس بات کا مستحق ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے، اُس کی مدد کی جائے اور اس کی حفاظت کی جائے، نیز وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی بابت رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے۔

[۱۸۸] نیز فرمایا:

”وإذا رأيت الرجل يدعو للسلطان بالصلاح، فاعلم أنه صاحب سنة - إن شاء الله -“[۲]۔

---

① شرح السنۃ، امام بربہاری (۱۰۸)۔

② شرح السنۃ، امام بربہاری (۱۳۶)۔

اور جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ حاکم وقت کی بھلائی کے لئے دعا کر رہا ہے تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ متبع سنت ہے۔

[۱۸۹] امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

"إِذَا رَأَيْتَ مَنْ يُحِبُّ أَحْمَدَ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ"[1]۔

جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ امام احمد رحمہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ ان شاء اللہ متبع سنت ہے۔

[۱۹۰] زکریا بن یحییٰ بن صبیح رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سمعت أبا بكر بن عياش، قال له رجل: يا أبا بكر، مَنِ السُّنِّي؟ قال: "الذي إذا ذُكِرَتِ الأهواء لم يتعصبْ إلى شيءٍ منها"[2]۔

میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا، ان سے کسی آدمی نے پوچھا: اے ابوبکر! سُنّی کون ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جو بدعات وخواہشات کا ذکر کیا جائے تو ان میں سے کسی چیز کے لئے تعصب نہ کرے۔

[۱۹۱] وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَنْ طَلَبَ الْحَدِيثَ كَمَا جَاءَ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ"[3]۔

جو حدیث کو ویسے حاصل کرے جیسی وہ آئی ہے تو وہ متبع سنت ہے۔

[۱۹۲] نیز فرمایا:

---

[1] سیر أعلام النبلاء (۱۱ / ۱۹۸)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۵۳)، والاعتصام، شاطبی (۱ / ۱۱۴)۔

[3] قرۃ العینین (۴۴)، وذم الکلام وأھلہ (۳۳۷)، وسیر أعلام النبلاء (۹ / ۱۴۴)۔

”إِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْتُبُونَ مَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ“[1]۔

بیشک اہل علم (سنت) تمام باتوں کو لکھتے ہیں جو ان کے موافق ہیں اُسے بھی اور جو ان کے خلاف ہیں اُسے بھی۔

[١٩٣] شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطْ يَعْدُو إِلا قُلْتُ: مَجْنُونٌ أَوْ صَاحِبُ الْحَدِيثِ“[2]۔

میں نے جب بھی کسی کو دوڑتے ہوئے دیکھا یہی کہا کہ: یا تو یہ کوئی پاگل ہے یا کوئی صاحب حدیث۔

[١٩٤] اسحاق بن ابراہیم حنینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ثَلاثَةُ أَشْيَاءٍ لَا يَسْتَغْنِي عَنْهَا أَصْحَابُ الْحَدِيثِ: سُرْعَةُ الْمَشْيِ، وَسُرْعَةُ الأَكْلِ، وَسُرْعَةُ الْخَطِّ“[3]۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے محدثین بے نیاز نہیں ہو سکتے: تیز چلنا، تیز کھانا اور تیز لکھنا۔

[١٩٥] قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذا رأَيتَ الرجُلَ يُحبُّ أَهلَ الحديثِ فإِنَّهُ على السنة“[4]۔

جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ سنت پر گامزن ہے۔

---

[1] ذم الکلام وأهله (٣٣٨)۔

[2] الجامع لاخلاق الراوی (١٩٧)، وأدب الاملاء والاستملاء (٣٣٨)۔

[3] أدب الاملاء والاستملاء (٣٣٩)۔

[4] شرح أصول الاعتقاد، لالکائی (٥٩)، وعقیدۃ السلف (١٧٢)، وشرف أصحاب الحدیث (١٤٣)۔

[۱۹۶] ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے فرمایا:

”السُّنِّيُّ؛ الَّذِي إِذَا ذُكِرَتِ الْأَهْوَاءُ لَمْ يَغْضَبْ لِشَيْءٍ مِنْهَا“[۱]۔

سنی وہ ہے کہ جس کے سامنے بدعات وخواہشات کا ذکر کیا جائے تو ان میں سے کسی بھی چیز کے لئے غضبناک نہ ہو (اس کا دفاع نہ کرے)۔

[۱۹۷] امام ابوعثمان صابونی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وإحدى علامات أهل السنة: حبهم لأئمة السنة وعلمائها، وأنصارها وأوليائها، وبغضهم لأئمة البدع، الذين يدعون إلى النار، ويدلون أصحابهم على دار البوار. وقد زين الله سبحانه قلوب أهل السنة، ونورها بحب علماء السنة، فضلا منه ﷻ ومنة“[۲]۔

اہل سنت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ائمۂ سنت، علماء سنت، اس کے مددگاروں اور محبت رکھنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور بدعت کے سرغنوں سے نفرت کرتے ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو ہلاکت کے گھر کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل سنت کے دلوں کو اپنے فضل وکرم سے علماء سنت کی محبت سے مزین ومنور فرمایا ہے۔

[۱۹۸] سہل بن عبد اللہ تستری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ”متى يعلم الرجل أنه على السنة والجماعة؟“ آدمی کب جانے کہ وہ سنت وجماعت پر قائم ہے؟ انھوں نے فرمایا:

”إذا عرف من نفسه عشر خصال: لا يترك الجماعة، لا يسب أصحاب

---

[۱] یہ قول فقرہ (۱۸۷) کے تحت گزر چکا ہے۔

[۲] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۷۱)۔

النبي ﷺ، لا يخرج على هذه الأمة بالسيف، ولا يكذب بالقدر، لا يشك في الإيمان، لا يماري في الدين، لا يترك الصلاة على من يموت من أهل القبلة بالذنب، لايترك المسح على الخفين، لا يترك الجمعة، خلف كل وال جار أوعدل"①۔

جب وہ اپنے اندر دس خوبیاں پیدا کرلے: جماعت نہ چھوڑے، نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا نہ کہے، اس امت کے خلاف تلوار سے بغاوت نہ کرے، تقدیر کو نہ جھٹلائے، ایمان میں شک نہ کرے، دین میں جھگڑا نہ کرے، اہل قبلہ میں سے مرنے والے پر اُس کے گناہ کے سبب نماز جنازہ ترک نہ کرے، دونوں موزوں پر مسح کرنا نہ چھوڑے، کسی حکمراں کے پیچھے نماز جمعہ نہ چھوڑے خواہ وہ انصاف سے کام لے یا ظلم وزیادتی کرے۔

[۱۹۹] ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أهل الحَدِيث أخذُوا الدّين من الْكتاب وَالسّنة، وَطَرِيق النَّقْل، فأورثهم الاِتِّفَاق والائتلاف"②۔

اہل الحدیث نے دین کو کتاب وسنت اور نقل (سند) کے راستے سے لیا، جس کے نتیجہ میں ان کے درمیان اتحاد و یگانگت اور باہمی الفت قائم ہے۔

[۲۰۰] امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَصْحَابُ الْحَدِيثِ خَيْرُ النَّاسِ، وَكَيْفَ لَا يَكُونُونَ كَذَلِكَ، وَقَدْ نَبَذُوا الدُّنْيَا بِأَسْرِهَا وَرَاءَهُمْ، وَجَعَلُوا غِذَاءَهُمُ الْكِتَابَةَ وَسَمَرَهُمُ الْمُعَارَضَةَ وَاسْتِرْوَاحَهُمُ

① شرح أصول الاعتقاد، لالکائی (۳۲۴)۔
② الحجۃ فی بیان المحجۃ (۲/۲۲۶)۔

الْمُذَاكَرَةَ، وَخَلُوقَهُمُ الْمِدَادَ، وَنَوْمَهُمُ السُّهَادَ، وَاصْطِلَاءَهُمُ الضِّيَاءَ، وَتَوَسُّدَهُمُ الْحَصَى فَالشَّدَائِدُ مَعَ وُجُودِ الْأَسَانِيدِ الْعَالِيَةِ عِنْدَهُمْ رَخَاءٌ، وَوُجُودُ الرَّخَاءِ مَعَ فَقْدِ مَا طَلَبُوهُ عِنْدَهُمْ بُؤْسٌ فَعُقُولُهُمْ بِلَذَاذَةِ السُّنَّةِ غَامِرَةٌ، قُلُوبُهُمْ بِالرِّضَاءِ فِي الْأَحْوَالِ عَامِرَةٌ، تَعَلُّمُ السُّنَنِ سُرُورُهُمْ، وَمَجَالِسُ الْعِلْمِ حُبُورُهُمْ، وَأَهْلُ السُّنَّةِ قَاطِبَةً إِخْوَانُهُمْ، وَأَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ بِأَسْرِهَا أَعْدَاؤُهُمْ"[1]۔

اہل الحدیث انسانیت کے سب سے بہتر لوگ ہیں، اور ایسے کیوں نہ ہوں گے جبکہ انہوں نے دنیا کو اس کے ساز وسامان سمیت پس پشت ڈال دیا، حدیث لکھنا اپنی غذا بنالیا، حدیثوں کے دور کو اپنی شب کلامی بنالیا، حدیثوں کے مذاکرہ کو اپنی تفریح کا ذریعہ بنالیا، روشنائی کو اپنی خوشبو بنالیا، بے خوابی کو اپنی نیند بنالیا، روشنی کو گرمی کے حصول کا ذریعہ بنالیا اور کنکریوں کو اپنا تکیہ بنالیا، حاصل کلام یہ کہ عالی سندوں کی موجودگی میں مشکلیں ان کے لئے آسان ہوگئیں، اور مطلوبہ مراد کے فقدان کی صورت میں آسانیاں مشقت بن گئیں، چنانچہ ان کی عقلیں سنت کی لذت وشیرینی سے سرشار تھیں، ان کے دل تمام احوال میں خوشی و رضامندی سے آباد تھے، سنت سیکھنا اُن کا سرور تھا، علمی مجلسیں ان کی خوشی کا سامان تھیں، اور تمام اہل سنت ان کے بھائی ہیں اور تمام الحاد پرست اور اہل بدعت ان کے دشمن ہیں۔

○ ○ ○

[1] معرفۃ علوم الحدیث (۳)۔

فصل ⑮:

اہل بدعت کی علامت

[۲۰۱] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٠٦﴾﴾ [آل عمران:۱۰۶]۔

جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ، سیاہ چہرے والوں (سے کہا جائے گا) کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ اب اپنے کفر کا عذاب چکھو۔

[۲۰۲] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''حِينَ تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ البِدْعَةِ [وَالضَّلَالَةِ] وَالْفُرْقَةِ'' يَعْنِي: يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]۔

یعنی قیامت کے دن اہل بدعت وضلالت اور فرقہ پرستوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

[۲۰۳] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

[1] شرح الاعتقاد، لالکائی (۷۴)، وتفسیر ابن کثیر (۲/۷۶)، ومفتاح الجنۃ، سیوطی (۶۵)، والدر المنثور سیوطی (۲/۱۱۱-۱۱۲)، اور امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ: اسے ابن ابو حاتم نے، ابونصر نے الابانۃ میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے۔

”تَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ البِدَعِ“[1]۔

اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

[۲۰٤] امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عَلامَةُ أَهْلِ الْبِدَعِ: الوَقِيْعَةُ فِي أَهْلِ الأَثَرِ“[2]۔

بدعتیوں کی علامت اہل الاثر (الحدیث) کی غیبت کرنا ہے۔

[۲۰۵] احمد بن سنان القطان رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مُبْتَدِعٌ إِلَا وَهُوَ يُبْغِضُ أَهْلَ الْحَدِيثِ، وَإِذَا ابْتَدَعَ الرَّجُلُ بِدْعَةً نُزِعَتْ حَلَاوَةُ الْحَدِيثِ مِنْ قَلْبِهِ“[3]۔

دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں ہے جو اہل الحدیث سے نفرت نہ کرتا ہو اور جب آدمی بدعت ایجاد کرتا ہے تو اس کے دل سے حدیث کی مٹھاس سلب کر لی جاتی ہے۔

[۲۰٦] قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَن خَالفَ هؤلاء - يعني: أَهلَ الحديثِ - فاعلَم أَنَّه مُبْتَدِع“[4]۔

جو اِن کی -یعنی اہل الحدیث کی- مخالفت کرے، جان لو کہ وہ بدعتی ہے۔

[۲۰۷] امام ابو عثمان اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

1. مسند دیلمی (۸۹۸٦)، والدر المنثور (۲/ ۱۱۲)، امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ: اسے خطیب بغدادی نے رواۃ امام مالک میں اور دیلمی نے روایت کیا ہے۔
2. شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱/ ۱۷۹)، وعقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۰۵)، وقواعد التحدیث (۵۸)۔
3. معرفۃ علوم الحدیث (۴)، وعقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۰۲)، وشرف أصحاب الحدیث (۱۴۵)، تذکرۃ الحفاظ (۲/ ۵۲۱)، وسیر أعلام النبلاء (۱۲/ ۲۴۵)، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ، سبکی (۲/ ٦)۔
4. شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۵۹)۔

”وعَلاماتُ أَهلِ البدَعِ عَلى أَهلها بادية ظاهرة، وأَظهرُ آياتهم وعَلاماتهم شدَةُ مُعاداتهم لحمَلة أَخبار النبِيّ –ﷺ– واحتقارهم لهُم، واستخفافهم بهم“[1]۔

بدعتیوں کی نشانیاں ان کے چہروں پر عیاں ہوتی ہیں، ان کی سب سے نمایاں علامت یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کے حاملین سے سخت عداوت رکھتے ہیں، انہیں حقیر جانتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں۔

[۲۰۸] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لا أعلم اليوم أحدا من أهل الأهواء يخاصم إلا بالمتشابه“[2]۔

آج میں جس بدعتی کو بھی جانتا ہوں وہ متشابہ ہی کے ذریعہ جھگڑتا ہے۔

[۲۰۹] علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لأهل البدع علامات منها:

● أنهم يتصفون بغير الإسلام والسنة بما يحدثونه من البدع القولية والفعلية والعقائدية.

● أنهم يتعصبون لآرائهم فلا يرجعون إلى الحق وإن تبين لهم.

● أنهم يكرهون أئمة الإسلام والدين“[3]۔

بدعتیوں کی کئی نشانیاں ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ وہ اپنی ایجاد کردہ قولی، فعلی اور اعتقادی بدعتوں کے سبب اسلام اور سنت کے علاوہ

---

[1] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۰۱)، وشرف أصحاب الحدیث (۱۴۳)۔

[2] الابانۃ الکبریٰ، ابن بطہ (۲/ ۵۰۱، ۶۰۵، ۶۰۹)۔

[3] لمعۃ الاعتقاد (۳۴) حاشیہ، وشرح لمعۃ الاعتقاد (۱۶۱)۔

صفات سے متصف ہوتے ہیں۔

۲۔ وہ اپنی آراء کے لئے تعصب کرتے ہیں، لہٰذا حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اس کی طرف نہیں لوٹتے۔

۳۔ وہ اسلام اور دین کے ائمہ وعلماء کو ناپسند کرتے ہیں۔

[۲۱۰] امام وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَنْ طَلَبَ الْحَدِيثَ لِيُقَوِيَّ بِهِ رَأْيَهُ فَهُوَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ"[1]۔

جو اپنی رائے کو تقویت پہنچانے کے لئے حدیث حاصل کرے، وہ بدعتی ہے۔

[۲۱۱] نیز فرمایا:

"أَهْلُ الْأَهْوَاءِ لَا يَكْتُبُونَ إِلَّا مَا لَهُمْ"[2]۔

بدعتی اور نفس پرست لوگ صرف اپنے موافق باتیں لکھتے ہیں۔

[۲۱۲] ابو القاسم اسماعیل الاصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وَأما إِذا نظرتَ إِلَى أهلِ الْأَهْوَاءِ والبدعِ، رَأَيْتهمْ مُتَفَرِّقين مُخْتَلفين، أَو شيعًا وأحزاباً، لَا تكَاد تَجِدُ اثْنَيْنِ مِنْهُم عَلَى طَرِيقَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الِاعْتِقَاد، يُبَدِّع بَعضهم بَعْضًا، بل يرتقون إِلَى التفكير ... تراهم أبداً فِي تنَازعٍ وتباغضٍ، وَاخْتِلَافٍ، تَنْقَضِي أعمارهم وَلما تتفق كلماتهم: ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾﴾[الحشر:۱۴] ... وَأهل الْبدَعِ أخذُوا الدّين من المعقولات والآراء، فأورثهم الِافْتِرَاق وَالِاخْتِلَاف"[3]۔

---

[1] ذم الکلام وأهله (۳۳۷)۔

[2] ذم الکلام وأهله (۳۳۸)۔

[3] الحجة فی بیان المحجة (۲/ ۲۲۵-۲۲۶)۔

اور جب آپ اہل بدعت وخواہشات کو دیکھیں گے تو انہیں متفرق ومنتشر پائیں گے، یا مختلف ٹولیوں اور گروہوں میں بکھرا ہوا پائیں گے، ان میں سے دو لوگوں کو بھی عقیدہ میں ایک طریقہ پر نہ پاسکیں گے، وہ ایک دوسرے کو بدعتی ٹھہراتے ہیں، بلکہ تکفیر تک پہنچ جاتے ہیں... آپ انہیں ہمیشہ باہمی تنازع، آپسی بغض ونفرت اور اختلاف میں دیکھیں گے ان کی عمریں ختم ہو جاتی ہیں مگر باتیں ایک نہیں ہوتی ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ترجمہ: گو آپ انہیں متحد سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل دراصل ایک دوسرے سے جدا ہیں، اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

...اور چونکہ بدعتیوں نے دین کو اپنی عقول وآراء سے لیا، اس لئے ان کے درمیان اختلاف اور تفرقہ پیدا ہو گیا۔

[٢١٣] امام احمد رحمہ اللہ نے بدعتیوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"هُمْ مُخْتَلِفُونَ فِي الْكِتَابِ مُخَالِفُونَ لِلْكِتَابِ، مُتَّفِقُونَ عَلَى مُخَالَفَةِ الْكِتَابِ، يَتَكَلَّمُونَ بِالْمُتَشَابِهِ مِنْ الْكَلَامِ، وَيُلْبِسُونَ عَلَى جُهَّالِ النَّاسِ بِمَا يَتَكَلَّمُونَ بِهِ مِنْ الْمُتَشَابِهِ"[1]۔

اہل بدعت کتاب اللہ میں مختلف ہیں، کتاب اللہ کے مخالف ہیں، کتاب اللہ کی مخالفت پر متفق ہیں، متشابہ کلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور اپنی متشابہ باتوں کے ذریعہ جاہلوں کو شک وشبہہ میں ڈالتے ہیں۔

[٢١٤] نیز فرمایا:

"إِذَا أَرَدْت أَنْ تَعْلَمَ مَحَلَّ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الزَّمَانِ؛ فَلَا تَنْظُرْ إِلَى زِحَامِهِمْ

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/۲۰۹)۔

فِي أَبْوَابِ الْجَوَامِعِ، وَلَا ضَجِيجِهِمْ فِي الْمَوْقِفِ بِلَبَّيْكَ، وَإِنَّمَا انْظُرْ إِلَى مُوَاطَأَتِهِمْ أَعْدَاءَ الشَّرِيعَةِ"[1]۔

جب تم زمانہ کے لوگوں میں اسلام کی حیثیت و مقام جاننا چاہو تو جامع مسجدوں کے دروازوں پر ان کی بھیڑ اور میدان عرفہ میں لبیک کی گونج نہ دیکھو، بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کس طرح شریعت کے دشمنوں کی موافقت کر رہے ہیں۔

○ ○ ○

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۳۷)۔

فصل ⑯:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت، آپ کے لئے تعصب اور آپ کے صحابہ اور محدثین کے لئے غیرت

[۲۱۵] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ [آل عمران:۳۱]۔

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

[۲۱٦] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“[1]۔

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اُس کے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

---

① صحیح بخاری (۱۵)، وصحیح مسلم (٦۷)۔

[۲۱۷] سلیمان بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا:

”بَيْنَا أَنَا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، فَدَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الصَّيَارِفَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا تَرَى صَرْفَ الذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْوَرَق بِالْوَرَقِ زِيَادَةٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَيْسَ بِذَلِكَ بَأْسٌ، إِذَا كَانَ يَدًا يَدًا، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَيْسَ كَذَلِكَ؛ نَهَى عَنْ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِهَذَا مِنْكَ؛ إِنَّمَا كَانَ الرِّبَا لَنَا. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتُحَدِّثْنِي عَنْ نَفْسِكَ؟! لَا يَجْمَعْنِي وَإِيَّاكَ سَقْفُ بَيْتٍ أَبَدًا“[1]۔

میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا، اتنے میں ہمارے پاس ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تشریف لائے، پھر ایک کرنسی تبدیل کرنے والا آدمی آیا، اور کہنے لگا: اے ابوعباس! سونے کو ہم وزن سونے سے اور چاندی کو زیادہ چاندی سے تبدیل کرنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر نقد لین دین ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں! یہ سن کر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم اس بارے میں آپ سے زیادہ جانتے ہیں، کیونکہ سود کا معاملہ ہمارا ہی تھا۔ تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں اور آپ مجھے اپنی بات بتا رہے ہیں؟!

[1] الرسالۃ (۷۴۴)، والابانۃ الکبری (۱ / ۲۵۸) مختصراً، وذم الکلام وأھلہ (۲ / ۱۳۲)۔

تنبیہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ٹوکنے کے بعد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اس قول سے رجوع کرنا ثابت ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ (میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں) اور اُس کے بعد وہ اس سے سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (دیکھئے: فتح الباری: ۴ / ۳۸۲)۔

میں اور آپ ایک چھت کے نیچے کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: اللہ اکبر! یہ سنت کے لئے کیسا تعصب اور کیسی سچی اتباع ہے؟! اے کاش! ہمارے دور کے -شخصیتوں کے لئے- تعصب کرنے والے اس چیز کو سمجھ لیتے۔ اور یہ دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے، ہمیں چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تعصب کریں، اور اس دور کے فرقوں -مختلف جماعتوں- کی روش چھوڑ دیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پستی اور ذلت گوارا نہ کریں، کیونکہ آج کل سنت اور حاملین سنت سے کہیں زیادہ اپنے رہنماؤں کے لئے تعصب اور یارانہ ہو گیا ہے، فاللہ المستعان۔ (جمال)

[۲۱۸] امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مِنَ اللَّهِ عز وجل الرِّسَالَةُ، وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ البَلاَغُ، وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ“[1]۔

اللہ عزوجل کی جانب سے رسالت ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذمہ تبلیغ ہے اور ہم پر تسلیم کرنا واجب ہے۔

[۲۱۹] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا صَحِيحًا فَلَمْ آخُذْ بِهِ، فَأُشْهِدُكُمْ أَنَّ عَقْلِي قَدْ ذَهَبَ“[2]۔

اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث روایت کروں اور اسے نہ لوں، تو میں تمہیں

---

(1) صحیح بخاری (۶/ ۲۷۳۸)۔

(2) آداب الشافعی (۹۳)، وحلیۃ الأولیاء (۹/ ۱۰۶)، وعقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۳۲)، والفقیہ والمتفقہ (۱/ ۱۵۰)، وتاریخ دمشق (۵۱/ ۳۸۷)، ومختصر العلو (۱۷۶)۔

گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل ضائع ہو چکی ہے۔

[۲۲۰] زبیر بن عربی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الحَجَرِ، فَقَالَ: ”رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ“ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ، قَالَ: ”اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِاليَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ““[1]۔

ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو چھونے کے بارے میں پوچھا، توانہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اُسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔ اُس شخص نے کہا: اگر میں بھیڑ کے سبب نہ پہنچ سکوں تو آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: یہ اپنا ’کیا خیال ہے، کیا رائے ہے؟‘ یمن میں رکھ کے آؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اُسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے“۔

[۲۲۱] محمد بن اسماعیل ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كُنْتُ أَنَا وَأَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ التِّرْمِذِيُّ عِنْدَ إِمَامِ الدِّيْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، فَقَالَ لَهُ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، ذَكَرُوا لِابْنِ أَبِي قُتَيلَةَ بِمَكَّةَ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ، فَقَالَ: أَصْحَابُ الْحَدِيثِ قَوْمُ سُوءٍ، فَقَامَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَنْفُضُ ثَوْبَهُ، فَقَالَ: ”زِنْدِيقٌ، زِنْدِيقٌ، زِنْدِيقٌ، وَدَخَلَ الْبَيْتَ““[2]۔

---

[1] صحیح بخاری (۱۵۳۳)، وترمذی (۸۶۱)۔

[2] معرفة علوم الحدیث (۴)، وعقیدة السلف أصحاب الحدیث (۱۶۴)، وذم الکلام وأھلہ (۲/ ۷۴)، وشرف أصحاب الحدیث (۱۴۷)، وطبقات الحنابلہ (۱/ ۳۸، ۲۸۰)۔

میں اور احمد بن حسن ترمذی دین کے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس تھے تو احمد بن حسن نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! لوگوں نے مکہ میں ابن ابوقتیلہ کے پاس محدثین کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے کہا: محدثین بہت بُرے لوگ ہیں! اتنا سننا تھا امام احمد رحمہ اللہ اپنا کپڑا جھاڑتے ہوئے اُٹھے، اور فرمایا: ایسا شخص زندیق (کافر، بے دین) ہے، زندیق ہے، زندیق ہے، اور گھر میں داخل ہو گئے۔

[۲۲۲] عمرو بن محمد رحمہ اللہ عنہ فرمایا:

"كان أبو معاوية الضرير -مُحَمَّد بن خازم- يحدث هارون الرشيد، فحدثه بحديث أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "**احتج آدم وموسى**"، فقال علي بن جعفر: كيف هذا وبين آدم وموسى ما بينهما؟ قال: فوثب به هارون وقال: يحدثك عن الرسول ﷺ وتعارضه بكيف؟ قال: فما زال يقول حتى سكت عنه"[1]۔

ابومعاویہ -محمد بن خازم- الضریر رحمہ اللہ خلیفہ ہارون رشید کو حدیثیں بیان کر رہے تھے، چنانچہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی بیان فرمائی کہ: "آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان مباحثہ ہوا" تو علی بن جعفر نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مابین کافی فاصلہ ہے؟ کہتے ہیں: یہ سن کر ہارون رشید اچھل پڑے اور کہا: یہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کر رہے ہیں اور تم "کیسے ہو سکتا ہے؟" کہہ کر اس کا معارضہ کر رہے ہو؟ بار بار یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ خاموش ہوئے۔

---

[1] المعرفة والتاريخ (۲ / ۱۸۱) اس میں لمبا واقعہ ہے، جس میں ہے کہ ہارون رشید نے علی بن جعفر کو کو قید کر دیا، یہاں تک کہ انہوں نے توبہ کیا اور معذرت کی۔ وعقيدة السلف أصحاب الحديث (۱۱۶-۱۱۷)، وتاريخ بغداد (۵ / ۲۴۳)، وسير أعلام النبلاء (۹ / ۲۸۸)۔

[۲۲۳] ابو عثمان صابونی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''هكذا ينبغي للمرء أن يعظم أخبار رسول الله ﷺ، ويقابلها بالقبول والتسليم والتصديق. وينكر أشد الإنكار على من يسلك فيها غير هذا الطريق الذي سلكه هارون الرشيد رحمه الله، مع من اعترض على الخبر الصحيح الذي سمعه بـ''كيف؟'' على طريق الإنكار له، والابتعاد عنه، ولم يتلقه بالقبول كما يجب أن يتلقى جميع ما يرد من الرسول ﷺ''[1]۔

آدمی کو چاہئے کہ احادیث رسول ﷺ کی اسی طرح تعظیم کرے' اسے فوراً قبول کرلے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کردے اور اس کی تصدیق کرلے۔ اور احادیث رسول ﷺ کے بارے میں قبول وتسلیم کے علاوہ طریقہ اختیار کرنے والے پر سخت نکیر کرتے ہوئے وہی سلوک کرے جو سلوک ہارون رشید رحمہ اللہ نے اس آدمی کے ساتھ کیا تھا جس نے حدیث صحیح کو سن کر اُس پر اَز راہ انکار واستبعاد ''کیسے ہوسکتا ہے؟'' کہہ کر اعتراض کیا تھا، اور اسے اس طرح قبول نہیں کیا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے آنے والی تمام احادیث کو قبول کرنا واجب ہے۔

○ ○ ○

[1] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۱۷)۔

فصل ⑰:

صحابہ رضی اللہ عنہم یا ان میں سے کسی کو برا بھلا کہنے اور ان سے بغض رکھنے سے انتباہ، نیز ان کی قدر شناسی، ان کی برائیاں ذکر کرنے سے احتراز اور ان کی تنقیص کرنے والوں کی گوش مالی

[٢٢٤] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٠٠﴾ ﴾

[التوبۃ: ١٠٠]۔

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

[٢٢٥] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَوْ كَانُوٓا۟ ءَابَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ أَوْ إِخْوَٰنَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُو۟لَـٰٓئِكَ كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ ٱلْإِيمَـٰنَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ أُو۟لَـٰٓئِكَ حِزْبُ ٱللَّهِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾﴾ [المجادلۃ:٢٢]۔

اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب ہیں۔

[٢٢٦] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ ٱلْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَآؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّـٰتُ عَدْنٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِىَ رَبَّهُۥ ﴿٨﴾﴾ [البینۃ: ٧-٨]۔

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔

[۲۲۷] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ سَبَقَتۡ لَهُم مِّنَّا ٱلۡحُسۡنَىٰٓ أُوْلَٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُونَ ۝١٠١ لَا يَسۡمَعُونَ حَسِيسَهَاۖ وَهُمۡ فِي مَا ٱشۡتَهَتۡ أَنفُسُهُمۡ خَٰلِدُونَ ۝١٠٢﴾ [الأنبياء:۱۰۱-۱۰۲]۔

البتہ بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے۔وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔وہ تو دوزخ کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی من بھاتی چیزوں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

[۲۲۸] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَسۡتَوِي مِنكُم مَّنۡ أَنفَقَ مِن قَبۡلِ ٱلۡفَتۡحِ وَقَٰتَلَۚ أُوْلَٰٓئِكَ أَعۡظَمُ دَرَجَةٗ مِّنَ ٱلَّذِينَ أَنفَقُواْ مِنۢ بَعۡدُ وَقَٰتَلُواْۚ وَكُلّٗا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلۡحُسۡنَىٰۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرٞ ۝١٠﴾ [الحدید:۱۰]۔

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے۔

[۲۲۹] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ"[۱]۔

میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی شخص کوہ احد کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو اُن میں سے کسی کے مد یا آدھے مد کے برابر نہ پہنچے گا۔

[۲۳۰] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ"[۲]۔

ستارے آسمان کی حفاظت کا ذریعہ ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ حالات آئیں گے جن کا اُس سے وعدہ کیا جا رہا ہے، اور میں اپنے صحابہ کے امن وامان کا سبب ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ حالات آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے، اور میرے صحابہ میری امت کے امن وامان کا سبب ہیں، جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ حالات آئیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

---

① صحیح بخاری (۳۶۷۳)، وصحیح مسلم (۲۵۴۰)۔

② مسند احمد (۱۹۵۶۶)، مسند عبد بن حمید (۱/۱۹۰)، وصحیح مسلم (۲۵۳۱)، والبیان والتعریف (۲/۲۵۱)۔

[۲۳۱] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا''[1]۔

جب میرے صحابہ کا تذکرہ کیا جائے تو اپنی زبانیں بند کرلو۔

[۲۳۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ''[2]۔

جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

[۲۳۳] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ومن الحجة الواضحة الثابتة البينة المعروفة ذكر محاسن أصحاب رَسُول اللّهِ ﷺ كلهم أجمعين، والكف عَنْ ذكر مساويهم والخلاف الذي شجر بينهم، فمن سب أصحاب رَسُول اللّهِ ﷺ أو أحدًا منهم، أو تنقصه أو طعن عليهم أو عرض بعيبهم أو عاب أحدًا منهم فهو مبتدع رافضي خبيث مخالف، لا يقبل اللّٰه منه صرفا ولا عدلا، بل حبهم سنة، والدعاء لهم قربة، والاقتداء بهم وسيلة، والأخذ بآثارهم فضيلة.

... وَأصحابُ رَسُول اللّٰهِ ﷺ هم خير الناس، لا يجوز لأحد أن يذكر شيئا من مساويهم، ولا يطعن عَلَى أحد منهم بعيب ولا بنقص''[3]۔

---

[1] دیکھئے: الصحیحۃ (۳۴)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے شواہد کی بنیاد پر حسن قرار دیا ہے۔

[2] السنۃ، ابن ابی عاصم (۱۰۰۱)، نیز دیکھئے: الصحیحۃ (۲۳۴۰)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے شواہد کی بنیاد پر حسن قرار دیا ہے۔

[3] السنۃ، امام احمد (۷۸)۔

واضح ثابت روشن معروف حجت و دلیل میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوبیوں کا ذکر کیا جائے، ان کی برائیاں نیز ان کے مابین رونما ہونے والے اختلافات کا ذکر کرنے سے باز رہا جائے، کیونکہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو یا ان میں سے کسی کو برُا بھلا کہے، یا ان کی تنقیص کرے، یا ان پر طعن و تشنیع کرے، اور ان کی عیب جوئی میں پڑے، یا ان میں سے کسی پر عیب لگائے وہ بدعتی، رافضی، پلید، مخالف کتاب وسنت ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی فرض و نفل عبادت قبول نہ فرمائے گا، بلکہ اُن سے محبت کرنا سنت ہے، ان کے لئے دعا کرنا اللہ کی قربت کا باعث ہے، ان کی اقتدا کرنا خیر کا ذریعہ ہے، اور ان کے نقش قدم پر چلنا فضیلت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ انسانیت میں سب سے بہتر لوگ ہیں، کسی کے لئے ان کی کچھ بھی برائی ذکر کرنا جائز نہیں، نہ ہی ان میں سے کسی کی عیب جوئی یا تنقیص کرنا جائز ہے۔

[۲۳٤] امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَنُحِبُّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا نُفَرِّطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَلَا نَتَبَرَّأُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ. وَنُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ، وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ. وَلَا نَذْكُرُهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ. وَحُبُّهُمْ دِينٌ وَإِيمَانٌ وَإِحْسَانٌ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ“[1]۔

اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، ان میں سے کسی سے محبت کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے، نہ ان میں سے کسی سے اظہار بیزاری کرتے ہیں۔ اور جو ان سے نفرت کرتے ہیں اور بھلائی کے علاوہ ان کا ذکر کرتے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں، ہم ان کا ذکر خیر ہی کرتے ہیں۔ ان سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے نفرت کرنا

---

[1] العقیدۃ الطحاویۃ (۲٦٧)۔

کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔

[۲۳۵] عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے جنگ جمل و جنگ صفین کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ اس بارے میں اپنی رائے سے کچھ کیوں نہیں کہتے؟ تو انہوں نے فرمایا:

”دِمَاء لم أغمس فِيهَا يَدي أغمس فِيهَا لساني؟!“[۱]۔

جن خونوں میں میں نے اپنا ہاتھ لت پت نہیں کیا' ان میں اپنی زبان لت پت کروں؟!

[۲۳۶] امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ومن السنة تولي أصحاب رسول الله ﷺ ومحبتهم، وذكر محاسنهم، والترحم عليهم، والاستغفار لهم، والكف عن ذكر مساوئهم وما شجر بينهم، واعتقاد فضلهم ومعرفة سابقتهم“[۲]۔

سنت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے ولایت ومحبت رکھی جائے، ان کی خوبیاں ذکر کی جائیں، اُن کے لئے دعاء رحمت ومغفرت کی جائے، اور ان کی برائیاں اور ان کے درمیان رونما ہونے والے اختلاف کا ذکر کرنے سے گریز کیا جائے، اُن کی فضیلت کا عقیدہ اور ان کی سبقت کا علم رکھا جائے۔

[۲۳۷] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَمِنْ أُصُولِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ: سَلَامَةُ قُلُوبِهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَتَبَرَّءُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يُبْغِضُونَ الصَّحَابَةَ وَيَسُبُّونَهُمْ. وَيُمْسِكُونَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ. وَيَقُولُونَ: إنَّ هَذِهِ الْآثَارَ

---

[۱] الحجۃ فی بیان المحجۃ (۲/۵۲۱)۔

[۲] لمعۃ الاعتقاد (۳۲)۔

الْمَرْوِيَّةَ فِي مساويهم مِنْهَا مَا هُوَ كَذِبٌ وَمِنْهَا مَا قَدْ زِيدَ فِيهِ وَنُقِصَ وَغُيِّرَ عَنْ وَجْهِهِ، وَلَهُمْ مِنْ السَّوَابِقِ وَالْفَضَائِلِ مَا يُوجِبُ مَغْفِرَةَ مَا يَصْدُرُ مِنْهُمْ إنْ صَدَرَ، حَتَّى إنَّهُ يُغْفَرُ لَهُمْ مِنْ السَّيِّئَاتِ مَا لَا يُغْفَرُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ، ثُمَّ إذَا كَانَ قَدْ صَدَرَ مِنْ أَحَدٍ منهمْ ذَنْبٌ فَيَكُونُ قَدْ تَابَ مِنْهُ، أَوْ أَتَى بِحَسَنَاتٍ تَمْحُوهُ، أَوْ غُفِرَ لَهُ بِفَضْلِ سَابِقَتِهِ أَوْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ الَّذِي هُمْ أَحَقُّ النَّاسِ بِشَفَاعَتِهِ، أَوْ اُبْتُلِيَ بِبَلَاءٍ فِي الدُّنْيَا كُفِّرَ بِهِ عَنْهُ. فَإِذَا كَانَ هَذَا فِي الذُّنُوبِ الْمُحَقَّقَةِ فَكَيْفَ بِالْأُمُورِ الَّتِي كَانُوا فِيهَا مُجْتَهِدِينَ: إنْ أَصَابُوا فَلَهُمْ أَجْرَانِ وَإِنْ أَخْطَئُوا فَلَهُمْ أَجْرٌ وَاحِدٌ وَالْخَطَأُ مَغْفُورٌ لَهُمْ''[1]۔

اہل سنت و جماعت کے اصولوں میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے محفوظ رکھتے ہیں، اور روافض (شیعوں) کے طریقہ سے براءت کرتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض ونفرت رکھتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے ہیں، اور صحابہ کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات کی بابت اپنی زبانیں بند رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ: ان کی برائیوں کے بارے میں مروی ان آثار میں سے کچھ باتیں سراسر جھوٹی ہیں، اور ان میں سے کچھ میں کمی بیشی کر دی گئی ہے اور اس کی اصل صورت بدل دی گئی ہے، اور اگر ان سے کچھ نامناسب چیزیں سرزد بھی ہوئی ہوں تو ان کے پاس ایسی پیشگی نیکیاں اور فضائل ہیں جو ان کی مغفرت کی موجب ہیں، حتیٰ کہ اُن کی وہ خطائیں بھی بخش دی جائیں گی جو ان کے بعد والوں کی نہیں بخشی جائیں گی، پھر اگر ان میں سے کسی سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو تو ہوسکتا ہے وہ اس سے توبہ کر چکا ہو، یا ایسی نیکیاں کر چکا ہو جو اس گناہ کو مٹادیں، یا اس کی سبقت کی

[1] العقیدۃ الواسطیۃ (۲۶-۲۸)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳/ ۱۵۲-۱۵۵) باختصار۔

فضیلت اور محمد ﷺ کی سفارش کے ذریعہ اُس کی بخشش ہو جائے' کیونکہ وہ آپ ﷺ کی سفارش کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، یا وہ دنیا میں کسی آزمائش میں مبتلا ہوا ہو جس کے ذریعہ اُس کا کفارہ ہو گیا ہو۔ اور جب یہ یقینی طور پر سرزد ہوئے گناہوں کا معاملہ ہے تو ان امور کی بابت کیا کہنا جن میں وہ مجتہد تھے؛ کہ اگر ان کا اجتہاد درست ہے تو انہیں دو اجر ملے گا اور اگر غلط ہے تو ایک اجر ملے گا اور غلطی معاف ہے۔

[۲۳۸] نیز فرمایا:

”فَمَنْ تَكَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ - أي مدح الصحابة أو ذمٍ فيهم - بِجَهْلٍ أَوْ بِخِلَافِ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْحَقِّ كَانَ مُسْتَوْجِبًا لِلْوَعِيدِ، وَلَوْ تَكَلَّمَ بِحَقٍّ لِقَصْدِ اتِّبَاعِ الْهَوَى لَا لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى، أَوْ لِيُعَارِضَ بِهِ حَقًّا آخَرَ، لَكَانَ أَيْضًا مُسْتَوْجِبًا لِلذَّمِّ وَالْعِقَابِ. وَمَنْ عَلِمَ مَا دَلَّ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ مِنَ الثَّنَاءِ عَلَى الْقَوْمِ، وَرِضَا اللَّهِ عَنْهُمْ، وَاسْتِحْقَاقِهِمُ الْجَنَّةَ، وَأَنَّهُمْ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّتِي هِيَ خَيْرُ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - لَمْ يُعَارِضْ هَذَا الْمُتَيَقَّنُ الْمَعْلُومُ بِأُمُورٍ مُشْتَبِهَةٍ، مِنْهَا مَا لَا يُعْلَمُ صِحَّتُهُ، وَمِنْهَا مَا يَتَبَيَّنُ كَذِبُهُ، وَمِنْهَا مَا لَا يُعْلَمُ كَيْفَ وَقَعَ، وَمِنْهَا مَا يُعْلَمُ عُذْرُ الْقَوْمِ فِيهِ، وَمِنْهَا مَا يُعْلَمُ تَوْبَتُهُمْ مِنْهُ، وَمِنْهَا مَا يُعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنَاتِ مَا يَغْمُرُهُ.

فَمَنْ سَلَكَ سَبِيلَ أَهْلِ السُّنَّةِ اسْتَقَامَ قَوْلُهُ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَالِاسْتِقَامَةِ وَالِاعْتِدَالِ، وَإِلَّا حَصَلَ فِي جَهْلٍ وَكَذِبٍ وَتَنَاقُضٍ كَحَالِ هَؤُلَاءِ الرَّافِضَةِ الضُّلَّالِ“[1]۔

---

[1] طریق الوصول إلی العلم المأمول (۸۹-۹۰)۔

جو اس بارے میں -یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح وثنا یا ان کی عیب جوئی کے بارے میں- جہالت کی بنیاد پر یا علم کے خلاف گفتگو کرے گا وہ وعید کا مستحق ہوگا، اور اگر اللہ کی رضا جوئی کے بجائے نفس پرستی کے ارادے سے حق بولے گا، یا اس غرض سے کہ اس کے ذریعہ دوسرے حق کا معارضہ کرے، تو بھی وہ مذمت اور سزا کا مستحق ہوگا۔

اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح وثنا، ان سے اللہ کی رضامندی، جنت کے استحقاق نیز یہ کہ وہ امت کے سب سے بہتر لوگ ہیں جسے لوگوں کے لئے برپا کیا گیا ہے، کی بابت قرآن وسنت کے دلائل کو جانے گا اِس یقینی طور پر معلوم چیز کا معارضہ اُن مشتبہ امور کے ذریعہ نہیں کرے گا جن میں سے کچھ باتوں کی صحت نامعلوم ہے، کچھ باتیں سراسر جھوٹ ہیں، اور کچھ چیزوں کے وقوع کی کیفیت نامعلوم ہے، اور کچھ باتوں کے سلسلہ میں صحابہ کا عذر معلوم ہے، اور کچھ چیزوں سے ان کا توبہ کرلینا معلوم ہے، اور کچھ چیزوں کے بارے میں معلوم ہے کہ ان کے پاس اتنی نیکیاں ہیں جو اُسے ڈھانپ لیں گی۔

اس لئے جو اہل سنت کے راستے پر چلے گا اس کی بات درست ہوگی اور وہ حق واستقامت اور اعتدال پسندوں میں سے ہوگا، ورنہ جہالت، جھوٹ اور تناقض میں پڑا رہے گا، جیسے ان گمراہ رافضیوں کی حالت ہے۔

[۲۳۹] امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ ... وَإِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ يُجَرِّحُوا شُهُودَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلَى، وَهُمْ زَنَادِقَةٌ"[1]۔

---

[1] الکفایۃ (۹۷)، وتاریخ دمشق (۳۸/۳۲)، وتہذیب الکمال (۱۹/۹۶)۔

جب تم کسی شخص کو رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق (کافر) ہے، درحقیقت یہ لوگ ہمارے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کتاب وسنت کو مجروح ومطعون کر دیں، جبکہ جرح انہی کو سزاوار ہے، یہ لوگ زندیق ہیں۔

[۲۴۰] عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُلْتُ لأَبِي: مَنِ الرَّافِضِيُّ؟ قَالَ: الَّذِي يَشْتِمُ وَيَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ، وَسَأَلْتُ أَبِي: عَنْ رَجُلٍ يَشْتِمُ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا أُرَاهُ عَلَى الإِسْلاَمِ“[1]۔

میں نے اپنے والد سے پوچھا: رافضی کون ہے؟ فرمایا: جو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتا ہو۔ اور میں نے اپنے والد سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو گالی دیتا ہو؟ تو فرمایا: میں اُسے مسلمان نہیں سمجھتا۔

[۲۴۱] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”صفة المؤمن من أهل السنة والجماعة ... من عرف حقَّ السلف الذين اختارهم الله لصحبة نبيه ﷺ، ... وترحم على جميع أصحاب محمَّد ﷺ صغيرهم وكبيرهم، وحدث بفضائلهم، وأمسك عما شجر بينهم ... هذا ما اجتمع عليه السلف من العلماء في الآفاق“[2]۔

اہل سنت وجماعت کے مومن کی صفت یہ ہے کہ ... وہ سلف صالحین (صحابہ رضی اللہ عنہم) کا حق پہچانے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لئے منتخب فرمایا ہے...

---

[1] مناقب الامام احمد بن حنبل، ابن الجوزی (۱۶۵)۔

[2] مناقب الامام احمد بن حنبل (۱۶۶)۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چھوٹے بڑے صحابہ کے لئے دعاء رحمت کرے اور ان کے فضائل بیان کرے، اور ان کے مابین رونما ہونے والے اختلافات کی بابت اپنی زبان بند رکھے... یہ وہ چیز ہے جس پر ساری دنیا کے علماء سلف کا اتفاق ہے۔

[٢٤٢] ابوعثمان الصابونی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ويرى أصحاب الحديث الكف عما شجر بين أصحاب رسول الله ﷺ، وتطهير الألسنة عن ذكر ما يتضمن عيبا لهم ونقصا فيهم، ويرون الترحم على جميعهم والموالاة لكافتهم“[1]۔

اہل الحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات سے باز رہنا نیز ایسی باتیں ذکر کرنے سے اپنی زبانیں پاک رکھنا ضروری سمجھتے ہیں جن میں اُن کی عیب جوئی اور تنقیص شامل ہو، اسی طرح وہ تمام صحابہ کے لئے دعا رحمت کرنے اور سبھوں سے محبت وولایت رکھنے کے قائل ہیں۔

[٢٤٣] امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وقد اتفق أهل السنة على أن جميع الصّحابة عدول، ولم يخالف في ذلك إلا شذوذ من المبتدعة“[2]۔

اہل سنت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں، اس میں چند شاذ بدعتیوں کے سوا کوئی مخالف نہیں ہے۔

[٢٤٤] محمد بن علی رحمہ اللہ نے فرمایا:

[1] عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث (۱۴۴)۔

[2] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (۱/۱۰)۔

”حدثَنَا مُهَنَّا، قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُوسَى الْعَبْسِيِّ؟ فَقَالَ: كُوفِيٌّ، فَقُلْتُ: فَكَيْفَ هُوَ؟ قَالَ: كَمَا شَاءَ اللَّهُ، قُلْتُ: كَيْفَ هُوَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا يُعْجِبُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْهُ، قُلْتُ: لِمَ؟ قَالَ: يُحَدِّثُ بِأَحَادِيثَ فِيهَا تَنَقُّصٌ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“[1]۔

ہم سے مہنا نے بیان کیا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے عبید اللہ بن موسیٰ عبسی کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ کوفی ہیں، میں نے کہا: وہ کیسے ہیں؟ فرمایا: جیسے اللہ چاہتا ہے، میں نے عرض کیا: اے ابوعبد اللہ وہ کیسے ہیں؟ فرمایا: مجھے ان سے حدیث لینا پسند نہیں، میں نے کہا: کیوں؟ فرمایا: کیونکہ وہ چند ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تنقیص پائی جاتی ہے!

[۲۴۵] امام حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا غُنْدَرٌ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كُتُبَهُ عَنْ شُعْبَةَ، فَكَتَبْنَا مِنْهَا: كُنْتُ أَنَا وَخَلَفُ بْنُ سَالِمٍ المخرمي، وَكَانَ فِيهَا تِلْكَ الْأَحَادِيثُ - يعني التي فيها ذكر أصحاب النبي ﷺ - فَأَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكْتُبْهَا، وَأَمَّا خَلَفٌ فَكَتَبَهَا عَلَى الْوَجْهِ كُلِّهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كُنْتُ أَكْتُبُ الْأَسَانِيدَ وَأَدَعُ الْكَلَامَ، قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: لِمَ؟ قَالَ: لِأَعْرِفَ مَا رَوَى شُعْبَةُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَا أُحِبُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْتُبَ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ الَّتِي فِيهَا ذِكْرُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، لَا حَلَالٌ، وَلَا حَرَامٌ، وَلَا سُنَنٌ، قُلْتُ: أَكْتُبُهَا؟ قَالَ: لَا تَنْظُرْ فِيهَا، وَأَيُّ شَيْءٍ فِي تِلْكَ مِنَ الْعِلْمِ، عَلَيْكُمْ بِالسُّنَنِ

[1] السنۃ، خلال (۸۰۷)۔

وَالْفِقْهِ، وَمَا يَنْفَعُكُمْ"[1]۔

میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: غندر یعنی محمد بن جعفر ہمارے پاس شعبہ سے روایت کردہ اپنی کتابیں لے کر آئے، چنانچہ میں اور خلف بن سالم نے ان میں سے کچھ حدیثیں لکھا، اُن میں وہ حدیثیں بھی تھیں۔یعنی جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ذکر تھا۔ لہٰذا میں نے اُسے نہیں لکھا، مگر خلف بن سالم نے تمام حدیثیں من وعن لکھ لیں۔ امام ابوعبداللہ کہتے ہیں: میں سندیں لکھتا اور باتیں چھوڑ دیتا تھا، میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا: ایسا کیوں؟ فرمایا: تاکہ میں جان سکوں کہ شعبہ نے کیا روایت کیا ہے، امام ابوعبداللہ نے کہا: میں پسند نہیں کرتا کہ یہ حدیثیں لکھی جائیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ذکر ہے، نہ اس میں حلال ہے، نہ حرام ہے نہ سنتیں ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا میں اُسے لکھوں؟ فرمایا: اسے دیکھنا بھی نہیں، ان کتابوں میں کونسی علم کی بات ہے، تم سنن، فقہ اور اپنے لئے نفع بخش چیزوں کو لازم پکڑو۔

[٢٤٦] احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ أَخَذَ كِتَابَ أَبِي عَوَانَةَ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَحْرَقَ أَحَادِيثَ الْأَعْمَشِ تِلْكَ"[2]۔

سلام بن ابو مطیع نے ابوعوانہ کی کتاب لی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ (کی تنقیص) کا ذکر تھا، اور اعمش کی ان تمام حدیثوں کو جلا دیا۔

[٢٤٧] فضل بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] السنۃ، خلال (٨١١، ٧٢٣)۔

[2] السنۃ، خلال (٨١٨، ٨٢٠)۔

”سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ - أحمد بن حنبل - وَدَفَعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ كِتَابًا فِيهِ أَحَادِيثُ مُجْتَمِعَةٌ، مَا يُنْكَرُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْوَهُ، فَنَظَرَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: ”مَا يَجْمَعُ هَذِهِ إِلَّا رَجُلُ سُوءٍ“. وَسَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: بَلَغَنِي عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى أَبِي عَوَانَةَ، فَاسْتَعَارَ مِنْهُ كِتَابًا كَانَ عِنْدَهُ فِيهِ بَلَايَا، مِمَّا رَوَاهُ الْأَعْمَشُ، فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَوَانَةَ - يعني: الْأَعْمَشَ -، فَذَهَبَ سَلَّامٌ بِهِ فَأَحْرَقَهُ. فَقَالَ رَجُلٌ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ: أَرْجُو أَنْ لَا يَضُرَّهُ ذَلِكَ شَيْئًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: يَضُرُّهُ؟ بَلْ يُؤْجَرُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ“[1]۔

میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہیں ایک شخص نے کوئی کتاب دی جس میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ پر اعتراضات کی حدیثیں اکٹھا تھیں، آپ نے اُسے دیکھا تو فرمایا: ان چیزوں کو ایک بُرا آدمی ہی اکٹھا کرسکتا ہے۔ اور میں نے ابوعبداللہ کو فرماتے ہوئے سنا: سلام بن ابومطیع کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ ابوعوانہ کے پاس آئے اور اُن سے ان کے پاس موجود وہ کتاب از راہ استعارہ مانگی جس میں اعمش کی وہ روایتیں تھیں جن میں مصیبتیں (یعنی صحابہ پر اعتراضات کی باتیں) تھیں، چنانچہ اعمش نے وہ کتاب ابوعوانہ کو دیدی، اور سلام نے اُسے لے جا کر جلا دیا۔ تو ایک شخص نے ابوعبداللہ سے کہا: مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس کام سے اُنہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا؟ تو ابوعبداللہ نے کہا: انہیں نقصان نہیں بلکہ ان شاء اللہ اجر وثواب ملے گا۔

[۲۴۸] ابوالحارث محمد بن احمد الصائغ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جَاءَنَا عَدَدٌ وَمَعَهُمْ ذَكَرُوا أَنَّهُمْ مِنَ الرَّقَّةِ، فَوَجَّهْنَا بِهَا إِلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، مَا

[1] السنۃ، خلال (۸۲۲)۔

تَقُولُ فِيمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ مُبَاحٌ لَهُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي مَسَاوِئِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: "هَذَا كَلَامُ سُوءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَيُبَيَّنُ أَمْرُهُمْ لِلنَّاسِ"[1]۔

ہمارے پاس کچھ لوگ آئے اور بتایا کہ وہ رقہ سے آئے ہیں، تو ہم نے انہیں ابوعبداللہ احمد بن حنبل کے پاس بھیج دیا، انہوں نے آپ سے پوچھا: جو اس بات کا قائل ہو کہ اُس کے لئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی برائیوں کے بارے میں گفتگو کرنا مباح ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو ابوعبداللہ نے فرمایا: یہ نہایت بُری اور گھٹیا بات ہے، ان لوگوں سے دور رہا جائے، ان کے ساتھ نہ بیٹھا جائے اور لوگوں کے سامنے ان کا معاملہ واضح کیا جائے۔

[۲۴۹] عوام بن حوشب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اذْكُرُوا مَحَاسِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ الْقُلُوبُ، وَلَا تَذْكُرُوا مَسَاوِيَهُمْ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ"[2]۔

محمد ﷺ کے صحابہ کی خوبیاں ذکر کرو تا کہ دلوں میں الفت پیدا ہو، ان کی برائیاں نہ ذکر کرو کہ لوگوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت وعداوت پیدا کرو۔

نوٹ: حرش، کھردرے پن کو کہتے ہیں، اور احترش القوم: یعنی لوگوں نے جتھہ بندی کر لی، معنیٰ یہ ہے کہ تم لوگوں کے دلوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نفرت وعداوت نہ پیدا کرو۔ (جمال)

---

[1] السنۃ، خلال (۸۲۵)۔

[2] السنۃ، خلال (۸۲۹)۔

[۲۵۰] امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَاعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهُ''[۱]۔

جان لو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا نہایت گھناؤنا حرام کام ہے' اس میں وہ صحابہ جو فتنوں میں پڑے اور دیگر صحابہ سب یکساں ہیں۔

[۲۵۱] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إنه يجب عَلَى السُّلْطَانِ تأديب مَنْ سَبَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وعقوبته، ليس له أن يعفو عنه، بل يعاقبه ويستتيبهُ''[۲]۔

حاکم وقت پر واجب ہے کہ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے والے کی تادیب کرے اور اُسے سزا دے' اُس کے لئے ایسے شخص کو معاف کرنا جائز نہیں، بلکہ اُسے سزا دے اور توبہ کروائے۔

[۲۵۲] اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''من شتم أصحاب النبي ﷺ يعاقب ويحبس، وهذا قول كثير من أصحابنا''[۳]۔

جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو گالی دے اُسے سزا دی جائے گی اور قید کر دیا جائے گا، ہمارے زیادہ تر ساتھی اسی بات کے قائل ہیں۔

[۲۵۳] امام شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] شرح صحیح مسلم، نووی (۱۶ / ۹۳)۔

[2] السنۃ، امام احمد (۷۸)۔

[3] حکم سب الصحابۃ (۳۳)، بحوالہ: تحقیق مواقف الصحابۃ (۱۱۳۸)۔

”وَأَصْلُ هَذَا الْفَسَادِ – يعني: سب السلف – مِنْ قِبَلِ الْخَوَارِجِ، فَهُمْ أول من أفشا لَعْنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ، وَتَكْفِيرَ الصَّحَابَةِ – رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الصَّحَابَةِ – وَمِثْلُ هَذَا كُلِّهِ يُورِثُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ“[1]۔

اس فساد –یعنی سلف کو برا بھلا کہنے– کی جڑ خوارج کی جانب سے ہے، کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے سلف صالحین پر لعنت کرنے اور صحابہ کو کافر قرار دینے کا برملا اظہار کیا –اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہو– اور اس طرح کی تمام چیزیں صحابہ سے نفرت اور دشمنی پیدا کرتی ہیں۔

[٢٥٤] حفص بن عمر بن رفیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ رحمه الله، فَإِذَا بِرَجُلٍ مِنْ آلِ بَاذَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ؛ أَتَاهُ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ، مَنِ الرَّافِضِيُّ مِنَ النَّاسِ؟ قَالَ: ”مَنْ يَرْفُضُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَكَرِهَهُ“[2]۔

ہم ابوالولید عبدالملک بن جریج رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آل باذان کا ایک شخص آیا، اُس کا نام فلاں تھا؛ اُس نے کہا: اے ابوالولید لوگوں میں رافضی کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: جو محمد ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو ٹھکرائے اور اُسے ناپسند کرے۔

[٢٥٥] ابوعبدالمجید عبدالعزیز بن ابوداود رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ”رافضی کون ہے؟“ تو انہوں نے فرمایا:

”الرَّافِضِيُّ مَنْ كَرِهَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ عَيْبٌ

---

[1] الاعتصام، شاطبی (١/ ١٥٨)۔

[2] أخبار مكة (١٣٦٣)۔

سَوْءٍ“[۱]۔

رافضی وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو ناپسند کرے یا اُن پر کسی برائی کا عیب لگائے۔

[٢٥٦] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَأَمْسِكْ“[۲]۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو اپنی زبان بند کرلو۔

○ ○ ○

---

1. أخبار مکۃ (۱۳۶۳)، وتھذیب التھذیب (۶ / ۳۰۲)۔
2. الابانۃ، ابن بطہ (۳۹۷)، وشرح أصول الاعتقاد، لالکائی (۱۲۷۴، ۲۴۶)۔

فصل ⑱:

اہل سنت اصحاب حدیث کا بلند مقام اور دیگر لوگوں پر ان کی فضیلت کا بیان

[۲۵۷] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ يَرْفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾ ﴾ [المجادلہ:۱۱]۔

اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔

[۲۵۸] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"**إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ...**"[1]۔

یقیناً علماء انبیاء کے وارث ہیں...۔

[۲۵۹] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَن عَظّم أصحاب الحديث تعظم في عين رسول الله ﷺ، ومن حقرهم

---

[1] سنن ابوداود (۳۶۴۱)، وترمذی (۲۶۸۲)، وابن حبان (۸)، یہ حدیث حسن ہے۔

سقط من عين رسول الله ﷺ"[1]۔

جو اہل الحدیث تعظیم کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں باعظمت والا ہو جائے گا، اور جو ان کی تحقیر کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ سے گر جائے گا۔

[۲۶۰] موسیٰ بن ہارون البزاز رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سُئِلَ أَحْمَدُ بن حنبل فقيل له: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَيْنَ نَطلُبُ البُدلاَءَ؟ قال: فَسَكَتَ ساعةً حتّى ظننّا أنّه لا يجيب، ثُمَّ قَالَ: إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصْحَاب الحَدِيْثِ، فَلاَ أَدرِي"[2]۔

امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: اے ابوعبداللہ ہم ابدال کہاں تلاش کریں؟ کہتے ہیں: آپ دیر تک خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے سوچا آپ جواب نہیں دیں گے، پھر آپ نے فرمایا: اگر اہل الحدیث ابدال نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا پھر کون ہیں؟

نوٹ: البدلاء کا واحد بدیل ہے اور جمع ابدال ہے، یہ کچھ نیک لوگ ہیں۔ (جمال)

[۲۶۱] فضل بن احمد زبیدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سمعت أحمد بن حنبل يقول:- وقد أقبل أصحاب الحديث بأيديهم المحابر فأومأ إليها وقال -: هذه سُرج الإسلام"[3]۔

میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: - درانحالیکہ اہل الحدیث آئے

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۸۰)۔

[2] شرف أصحاب الحدیث (۹۶)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۸۱)، والآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۱۱)، آنے والا اثر (۲۶۲) اس کا شاہد ہے۔

[3] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۸۱)۔

اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات تھے، تو اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا-: یہ اسلام کے چراغ ہیں۔

[٢٦٢] ابوبکر محمد العباس بن الولید بن مہدی الصائغ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِذَا لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ هُمُ الْأَبْدَالُ فَلَا أَدْرِي مَنِ الْأَبْدَالُ“[1]۔

ہم سے صالح بن محمد رازی رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے ایک شخص نے (ابدال کے بارے میں) پوچھا: تو انہوں نے فرمایا: اگر اہل الحدیث ابدال نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ ابدال کون ہیں۔

[٢٦٣] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُبُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ رَوْضَةٌ، وَقُبُورُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ مِنَ الزُّهَّادِ حُفْرَةٌ. فُسَّاقُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، وَزُهَّادُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ أَعْدَاءُ اللّٰهِ“[2]۔

کبیرہ گناہوں کے مرتکب اہل سنت کی قبریں باغ ہیں، اور زاہد بدعتیوں کی قبریں گڑھے ہیں۔ اہل سنت کے بدعمل اللہ کے اولیاء ہیں اور بدعتیوں کے زاہدان اللہ کے دشمن ہیں۔

[٢٦٤] عثمان بن ابوشیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”فُسَّاقُ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ عُبَّادِ غَيْرِهِمْ“[3]۔

---

[1] شرف أصحاب الحدیث (٩٥)۔
[2] طبقات الحنابلہ (١/ ١٨٤)، والمنہج الاحمد (١/ ٢٩٦)۔
[3] ذم الکلام (٩٦)، وشرف أصحاب الحدیث (٩٣)۔

بدعمل اہل الحدیث غیر اہل الحدیث کے عبادت گزاروں سے بہتر ہیں۔

[۲۶۵] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِذَا رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ، فَكَأَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَيًّا''[۱]۔

جب میں اہل الحدیث کے کسی فرد کو دیکھتا ہوں تو گویا رسول اللہ ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔

[۲۶۶] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَيْسَ قَوْمٌ عِنْدِي خَيْرًا مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لَيْسَ يَعْرِفُونَ إِلَّا الْحَدِيثَ''[۲]۔

میرے نزدیک اہل الحدیث سے بہتر کوئی نہیں، کیونکہ وہ حدیث رسول ﷺ کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔

[۲۶۷] نیز فرمایا:

''أَهْلُ الْحَدِيثِ أَفْضَلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْعِلْمِ''[۳]۔

اہل الحدیث علم کی بات کرنے والوں میں سب سے افضل لوگ ہیں۔

[۲۶۸] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنِّي لَأُخْبَرُ بِمَوْتِ الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ، فَكَأَنَّمَا أَفْقِدُ بَعْضَ أَعْضَائِي''[۴]۔

یقیناً مجھے اہل سنت میں سے کسی شخص کی موت کی خبر دی جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے

---

1. شرف أصحاب الحدیث (۸۵)، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱/۱۱)، وسیر أعلام النبلاء (۱۰/۵۹-۶۰)۔
2. شرف أصحاب الحدیث (۹۰)۔
3. شرف أصحاب الحدیث (۹۰)، وتہذیب الکمال (۱۷/۴۳۷)۔
4. شرح السنۃ، بربہاری (۱۲۷)۔

گویا میرے جسم کا کوئی عضو کھو گیا ہے۔

[٢٦٩] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رأيت رجلا من أهل السنة فكأنما رأيت رجلا من أصحاب رَسُول اللّٰهِ ﷺ“[1]۔

جب میں اہل سنت کے کسی آدمی کو دیکھتا ہوں تو گویا رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کو دیکھتا ہوں۔

[٢٧٠] امام حسن بن علی بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْت الرَّجُلَ رَدِيءَ الطَّرِيقِ وَالْمَذْهَبِ، فَاسِقًا فَاجِرًا صَاحِبَ مَعَاصٍ ظَالِمًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فَاصْحَبْهُ وَاجْلِسْ مَعَهُ، فَإِنَّك لَنْ تَضُرَّك مَعْصِيَتُهُ“[2]۔

جب تم کسی شخص کو دیکھو جس کا طور طریقہ اور رہن سہن گھٹیا ہو، فاسق و فاجر گناہگار ظالم ہو، مگر وہ اہل سنت میں سے ہو تو اس کے ساتھ رہو اور اس کی ہم نشینی اختیار کرو، کیونکہ اس کا گناہ تمہیں ہرگز نقصان نہ پہنچائے گا۔

نوٹ: بشرطیکہ یہ صحبت و ہم نشینی دعوت کی نیت سے ہو، اور وہ اپنی ذات پر دین میں شر وفتنہ سے مامون ہو، نیز بھلائی کا حکم دینے والا برائی سے منع کرنے والا ہو، برائی سے راضی اور اس میں ساتھ دینے والا نہ ہو، امام بربہاری رحمہ اللہ کی بات اسی صورت پر محمول کی جائے گی۔ (جمال)

---

1. شرح السنۃ، بربہاری (١٢٧)۔
2. شرح السنۃ، بربہاری (١١٦)، والآداب الشرعیۃ (٣/ ٥٧٧)۔

[۲۷۱] ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ خَيْرَ النَّاسِ، يُقِيمُ أَحَدُهُمْ بِبَابِي وَقَدْ كَتَبَ عَنِّي، فَلَوْ شَاءَ أَنْ يَرْجِعَ وَيَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ جَمِيعَ حَدِيثِهِ فَعَلَ، إِلَّا أَنَّهُمْ لَا يَكْذِبُونَ''[1]۔

یقیناً مجھے امید ہے کہ اہل الحدیث سب سے بہتر لوگ ہیں، ان میں سے ایک شخص میرے دروازے پر کھڑا ہو کر مجھ سے حدیث لکھتا ہے، اگر وہ چاہے تو واپس جا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ: ابوبکر نے اپنی تمام حدیثیں بیان کی ہے، مگر معاملہ یہ ہے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔

○ ○ ○

[1] معرفۃ علوم الحدیث (۳)، وشرف أصحاب الحدیث (۸۷)۔

فصل ⑲:

بلندی اور نجات حصول سنت اور طلب حدیث میں ہے

[٢٧٢] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي ...“[1]۔

میری سنت کو لازم پکڑو۔

[٢٧٣] امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَانَ مَنْ مَضَى مِنْ عُلَمَائِنَا يَقُولُونَ: الِاعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ“[2]۔

ہمارے علماء جو گزر چکے ہیں کہا کرتے تھے: سنت پر مضبوطی سے کاربند رہنا نجات ہے۔

[٢٧٤] مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا:

”السُّنَّةُ سَفِينَةُ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ“[3]۔

---

① یہ حدیث فقرہ (٣٢٧) کے تحت آئے گی۔

② سنن دارمی (٩٦)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (١٥، ١٣٦، ١٣٧)، والحلیۃ (٣/ ٣٦٩، و ٥/ ٣٤٦)، وتاریخ دمشق (٥٥/ ٣٥٩)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (٤/ ٥٧)، وسیر أعلام النبلاء (٥/ ٣٣٧، و١٨/ ٣٤٣)۔

③ تاریخ بغداد (٧/ ٣٣٦)، وتاریخ دمشق (١٤/ ٩)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (٤/ ٥٧)، ومفتاح الجنۃ (٧٦)۔

سنت کشتئ نوح ہے جو اس میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو اس سے پیچھے رہ جائے گا ڈوب جائے گا۔

[۲۷۵] ابوبکر مروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قُلْتُ لأَبِي عَبْدِ اللهِ: مَنْ مَاتَ عَلَى الإِسْلاَمِ وَالسُّنَّةِ مَاتَ عَلَى خَيْرٍ؟ فَقَالَ: اسكتْ، بَلْ مَنْ مَاتَ عَلَى الإِسْلاَمِ وَالسُّنَّةِ مَاتَ عَلَى الخَيْرِ كُلِّهِ"[1]۔

میں نے ابوعبداللہ سے کہا: جو اسلام اور سنت پر مرے گا بھلائی پر مرے گا؟ انہوں نے کہا: چپ رہو، جو اسلام اور سنت پر مرے گا وہ ساری بھلائی پر مرے گا۔

[۲۷۶] امام زہری رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا:

"يَا هُذَلِيُّ! أَيُعْجِبُكَ الْحَدِيثُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَا يُعْجِبُ إِلَّا الْفُحُوْل مِنَ الرِّجَالِ وَلايَكْرَهُهُ إِلَّا إِنَاثُهَا"[2]۔

اے ہذلی! کیا تجھے حدیث اچھی لگتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: سن لے! حدیث مردوں ہی کو اچھی لگتی ہے اور اس سے عورتیں ہی نفرت کرتی ہیں۔

[۲۷۷] نیز ایک مرتبہ فرمایا:

"لَا يُحِبُّ الْحَدِيثَ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا ذُكْرَانُهَا وَلايَكْرَهُهُ إِلَّا إِنَاثُهَا"[3]۔

حدیث سے مردوں میں سے مذکر لوگ ہی محبت کرتے ہیں اور اسے عورتیں ہی ناپسند

---

[1] مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۸۰)۔

[2] ابن قتیبہ (۴۱)، و(۷۵) بتحقیق عطا، والمحدث الفاصل، رامہرمزی (۳۴۳)، وجامع بیان العلم، ابن عبد البر (۳۲۸) غیر محقق، والحلیۃ، ابونعیم (۳/ ۳۶۵)، وشرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۴۱)۔

[3] الحلیۃ، ابونعیم (۳/ ۳۶۵)، وشرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۴۲)، وذم الکلام (۲۳۴)۔

کرتی ہیں۔

[۲۷۸] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا شَيْءٌ أَخْوَفُ عِنْدِي مِنَ الْحَدِيثِ، وَلَا شَيْءَ أَفْضَلُ مِنْهُ - يعني: طلب الحديث - لِمَنْ أَرَادَ بِهِ مَا عِنْدَ اللَّهِ''①۔

میرے نزدیک اس سے -یعنی طلب حدیث سے- زیادہ خوفناک کوئی چیز ہے نہ طلب حدیث سے افضل کوئی چیز، اس شخص کے لئے جسے اس کے ذریعہ اللہ کی رضا مقصود ہو۔

[۲۷۹] وکیع بن جراح رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا عُبِدَ اللَّهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنَ الْحَدِيثِ''②۔

حدیث سے افضل کسی چیز کے ذریعہ اللہ کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔

[۲۸۰] بشر بن الحارث الحافی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَا أَعْلَمُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ عَمَلًا أَفْضَلَ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَالْحَدِيثِ لِمَنِ اتَّقَى اللَّهَ، وَحَسُنَتْ نِيَّتُهُ فِيهِ''③۔

میں روئے زمین پر طلب علم وحدیث سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں جانتا، اس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈرے اور اس میں اس کی نیت اچھی ہو۔

[۲۸۱] وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

① المحدث الفاصل، رامہرمزی (۲۵)، وشرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۶۰)، اور اس کا دوسرا جملہ قریب قریب الفاظ میں دارمی میں ہے (۳۲۶)۔

② شرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۶۲)۔

③ شرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۶۳)، وتاریخ دمشق (۱۰/ ۱۸۶)۔

"لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ الصَّلَاةَ أَفْضَلَ مِنَ الْحَدِيثِ، مَا حَدَّثْتُ"[1]۔

میں اگر جانتا کہ (نفلی) نماز حدیث سے افضل ہے، تو حدیث بیان نہ کرتا۔

نوٹ: ان کا مقصد نفلی نماز ہے، فرض نہیں۔ (جمال)

[۲۸۲] محمد بن مخلد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ الرَّمَادِيُّ إِذَا اشْتَكَى شَيْئًا قَالَ: هَاتُوا أَصْحَابَ الْحَدِيثِ، فَإِذَا حَضَرُوا عِنْدَهُ قَالَ: اقْرَءُوا عَلَيَّ الْحَدِيثَ"[2]۔

رمادی کو جب کوئی تکلیف ہوتی (طبیعت ناساز ہوتی) تو کہتے: اہل الحدیث کو بلاؤ، اور جب وہ آجاتے تو کہتے: مجھے حدیث پڑھ کر سناؤ۔

[۲۸۳] امام بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"واعلم أن العلم ليس بكثرة الرواية والكتب، ولكن العالم من اتبع الكتاب والسنة وإن كان قليل العلم والكتب، ومن خالف الكتاب والسنة فهو صاحب بدعة، وإن كان كثير الرواية والكتب"[3]۔

جان لو کہ علم روایت اور کتابوں کی کثرت کا نام نہیں، بلکہ عالم وہ ہے جو کتاب وسنت کی پیروی کرے، گرچہ کم علم اور کم کتاب والا ہو، اور جو کتاب وسنت کی مخالفت کرے وہ بدعتی ہے اگرچہ بہت زیادہ روایت اور کتابوں والا ہو۔

[۲۸٤] محمد بن احمد بن ابو الثلج رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

1. شرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱٦۷)۔
2. العلل، دارقطنی (٦ / ۲۹)، وشرف أصحاب الحدیث (۱۷۳)، وتاریخ دمشق (٦ / ۲۷)۔
3. شرح السنة، بربہاری (۸۱)۔

’’حَدَّثَنِي جَدِّي؛ قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ: الرَّجُلُ يَكْتُبُ الْحَدِيثَ أَوْ يَصُومُ وَيُصَلِّي؟ قَالَ: يَكْتُبُ الْحَدِيثَ. قُلْتُ: فَمِنْ أَيْنَ فَضَّلْتَ كِتَابَةَ الْحَدِيثِ عَلَى الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ؟ قَالَ: لِئَلَّا يَقُولَ قَائِلٌ: إِنِّي رَأَيْتُ قَوْمًا عَلَى شَيْءٍ فَأَتَّبِعُهُمْ‘‘[1]۔

مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ کو دونوں میں کیا پسند ہے، آدمی حدیث لکھے یا روزہ رکھے اور نماز پڑھے؟ فرمایا: حدیث لکھے۔ میں نے عرض کیا: آپ نے حدیث لکھنے کو روزہ اور نماز پر کہاں سے فضیلت دیدی؟ فرمایا: تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے کہ: میں لوگوں کو کسی چیز پر دیکھتا ہوں تو اُنہی کی پیروی کرتا ہوں۔

[۲۸۵] خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’طَلَبُ الْحَدِيثِ فِي هَذَا الزَّمَانِ أَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ أَنْوَاعِ التَّطَوُّعِ لِأَجَلِ دُرُوسِ السُّنَنِ وَخُمُولِهَا، وَظُهُورِ الْبِدَعِ وَاسْتِعْلَاءِ أَهْلِهَا‘‘[2]۔

اس زمانہ میں طلب حدیث تمام قسم کے نوافل سے افضل ہے، کیونکہ سنتیں مٹ رہی ہیں اور گوشۂ گمنامی میں جارہی ہیں، اور بدعتیں ظاہر ہورہی ہیں اور بدعتیوں کا غلبہ ہورہا ہے۔

نوٹ: آج ہمیں خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے دور سے زیادہ اس کی ضرورت ہے۔ (جمال)

○ ○ ○

---

1. شرف أصحاب الحدیث، خطیب بغدادی (۱۷۱)۔
2. شرف أصحاب الحدیث (۱۷۱)۔

فصل ⑳:

تحقیق وطلب اسناد اور اس کا مقام نیز اللہ نے اس امت کو یہ خصوصیت بخشی ہے

[۲۸۶] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمًۢا بِجَهَـٰلَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَـٰدِمِينَ ۝٦﴾ [الحجرات:٦]۔

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

[۲۸۷] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَوْ أَثَـٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ [الأحقاف:۴]۔

یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو۔

[۲۸۸] مطر الوراق رحمہ اللہ نے سابقہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

''إسناد الحدیث'' (اس سے مراد حدیث کی سند ہے)[1]۔

---

[1] المحدث الفاصل (۲۱۰)، وشرف أصحاب الحدیث (۶۸)، والتدوین فی أخبار قزوین (۴/ ۱۲۹)، وشرح العلل (۱/ ۳۶۳)، وتدریب الراوی (۲/ ۱۶۰)، وقواعد التحدیث (۲۰۱)، والحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ (۴۱)۔

[۲۸۹] ابوبکر محمد بن احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''بَلَغَنِي أَنَّ اللَّهَ خَصَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ، لَمْ يُعْطِهَا مَنْ قَبْلَهَا: الْإِسْنَادِ وَالْأَنْسَابِ وَالْإِعْرَابِ''[۱]۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین خصوصیات سے نوازا ہے، جنہیں اِس سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں فرمایا: سند، نسب اور اعراب۔

[۲۹۰] یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قلت ليحيى بن معين: تعرف أحداً من التابعين كان ينتقي الرجال كما كان ابن سيرين ينتقيهم؟ فقال - برأسه -: أي: لا''[۲]۔

میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: کیا آپ تابعین میں سے کسی کو جانتے ہیں جو راویوں کی ایسی چھان بین کرتا ہو جیسی ابن سیرین کیا کرتے تھے؟ انہوں نے سر کے اشارہ سے فرمایا: نہیں۔

[۲۹۱] علی بن المدینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كان ممن ينظر في الحديث ويفتش عن الإسناد، ولا نعرف أحداً أول منه، مُحَمَّد بن سيرين ثم كان أيوب وابن عون، ثم كان شعبة، ثم كان يحيى بن سعيد، وعبد الرحمن''[۳]۔

---

[1] شرف أصحاب الحدیث (۷۰)، وفتح المغیث (۳/ ۳۳۲) ایڈیشن ہند، وتدریب الراوی (۲/ ۲۹۰)، یہ قول اس میں ابوعلی جیانی کے سے منسوب ہے۔

[2] شرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۵)۔

[3] شرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۵)۔

جولوگ حدیث میں غور کرتے تھے اور سند کی جانچ پڑتال کرتے تھے ان میں سب سے پہلے محمد بن سیرین تھے، ہم ان سے پہلے کسی کو نہیں جانتے، پھر ان کے بعد ایوب اور ابن عون آئے، پھر شعبہ آئے، پھر یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمن آئے۔

[۲۹۲] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الإِسْنَاد عِنْدِي مِنَ الدِّينِ، لَوْلاَ الإِسْنَادُ لقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ، فَإِذَا قِيْلَ لَهُ: مِنْ حَدَّثَكَ؟ بَقِيَ [اتقىٰ]!!"①۔

میرے نزدیک سند دین کا حصہ ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جو بھی شخص چاہتا دین میں من مانی بولتا، مگر جب اُس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم سے کس نے بیان کیا؟ تو وہ حیران اور بھوچکا رہ جاتا ہے [یا جھوٹ بولنے سے ڈرتا ہے]۔

[۲۹۳] نیز فرمایا:

"طلب الإسناد المتصل من الدين"②۔

متصل سند طلب کرنا دین کا حصہ ہے۔

[۲۹٤] نیز فرمایا:

"إن الله حفظ الأسانيد على أمة محمد ﷺ"③۔

---

① صحیح مسلم (۱/ ۱۵)، والضعفاء، عقیلی (۱/ ۱۲)، والمحدث الفاصل (۹۶)، ومعرفۃ علوم الحدیث (٦)، والقراءۃ خلف الامام (۴۴۲)، وشرف أصحاب الحدیث (۷۳)، وأدب الاملاء والاستملاء (۱٦)، وشرح العلل (۱/ ۳۵۹)، وجامع التحصیل (۵۹)، وطبقات الشافعیۃ (۱/ ۳۲۴)، وفتح المغیث (۳/ ۳۳۲) ایڈیشن ہندوستان، و(۳/ ۴) ایڈیشن قاہرہ، وتدریب الراوی (۲/ ۱٦۰)۔

② الکفایۃ، خطیب بغدادی (۵۵۷)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳٦۱)۔

③ شرح علل الترمذی (۱/ ۳٦۰)۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سندوں کی حفاظت فرمائی ہے۔

[۲۹۵] محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ – الحديث – دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ“[1]۔

یقیناً یہ علم- حدیث- دین ہے، اس لئے دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔

[۲۹۶] محمد بن حاتم المظفر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَ هَذِهِ الْأُمَّةَ وَشَرَّفَهَا وَفَضَّلَهَا بِالْإِسْنَادِ، وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ كُلِّهَا، قَدِيمِهِمْ وَحَدِيثِهِمْ إِسْنَادٌ“[2]۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سند کے ذریعہ عزت وشرافت اور فضیلت بخشی ہے، تمام قدیم وجدید امتوں میں سند کسی کے پاس نہیں ہے۔

[۲۹۷] ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَانَ فِي الزَّمَنِ الأَوَّلِ لَا يَسْأَلُونَ عَنِ الإِسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ سَأَلُوا عَنِ الإِسْنَادِ لِكَيْ يَأْخُذُوا حَدِيثَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَيَدَعُوا حَدِيثَ أَهْلِ الْبِدْعَةِ“[3]۔

---

[1] صحیح مسلم (۱/ ۱۴)، والضعفاء، عقیلی (۱/ ۷)، وتاریخ جرجان (۹۴۴)، وحلیۃ الاولیاء (۲/ ۲۷۸)، والکفایۃ (۱۹۶، ۱۹۷)، والتعدیل والتجریح (۵٦۵)، وسیر أعلام النبلاء (۴/ ٦۱۱، ۵/ ۳۴۳)، وجامع التحصیل (۷۹)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۵، ۳٦۱)، یہ قول فقرہ (۱۵۸) کے تحت مزید تخریج کے ساتھ گزر چکا ہے۔

[2] شرف أصحاب الحدیث (۷۱)۔

[3] أحوال الرجال (۳٦)، وصحیح مسلم (۱/ ۱۵)، والعلل الصغیر (۷۳۹)، والمحدث الفاصل (۲۰۹)، والقراءۃ خلف الامام (۴۴۲)، والکفایۃ (۱۹۷)، وأدب الاملاء (۱۰)، وجامع التحصیل (۵۹)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۴)، وضعفاء العقیلی (۱/ ۱۱)، وتدریب الراوی (۱/ ۲۰۳)، ومفتاح الجنۃ (۴۰)۔

پہلے دور میں لوگ سند کے بارے میں نہیں پوچھا کرتے تھے، مگر جب فتنہ رونما ہوا تو سند کے بارے میں پوچھنے لگے، تاکہ اہل سنت کی حدیثیں لے لیں اور بدعتیوں کی حدیثیں چھوڑ دیں۔

[۲۹۸] اور فرمایا:

''لَمَّا وَقَعَتِ الفِتْنَةُ قَالُوا: سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ...''[1]۔

جب فتنہ رونما ہوا تو کہنے لگے: ہمیں اپنے راویوں کے نام بتلاؤ....۔

[۲۹۹] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ أَمْرَ دِينِهِ بِلا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ الَّذِي يَرْتَقِي السَّطْحَ بِلا سُلَّمٍ''[2]۔

جو اپنے دین کا مسئلہ بلا سند حاصل کرتا ہے، اُس کی مثال اس جیسی ہے جو سیڑھی کے بغیر چھت پر چڑھنا چاہتا ہے۔

نیز فرمایا:

''بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ'' يَعْنِي: الْإِسْنَادَ''۔

ہمارے اور دیگر لوگوں کے درمیان ستونوں کا فرق ہے۔ یعنی سند کا امتیاز ہے۔

---

[1] العلل ومعرفة الرجال (۳۶۴۰)، وصحیح مسلم (۱/ ۱۵)، وضعفاء العقیلی (۱/ ۱۰)، والحلیة (۲/ ۲۷۸)، وجامع التحصیل (۵۹، ۴۷)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۴)۔

[2] ضعفاء العقیلی (۱/ ۱۲)، والکفایة (۵۵۸)، وشرف أصحاب الحدیث (۴۷)، وأدب الاملاء (۱۴)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۴)، وجامع التحصیل (۵۹)، وفتح المغیث (۳/ ۳۳۲)، ایڈیشن ہندوستان، و(۳/ ۴) ایڈیشن قاہرہ۔

[۳۰۰] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَثَلُ الَّذِي يَطْلُبُ الْحَدِيثَ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ“①۔

جو شخص بلا سند حدیث حاصل کرتا ہے، اُس کی مثال رات کی تاریکی میں لکڑیاں جمع کرنے والے جیسی ہے۔

[۳۰۱] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَ، لِأَنَّ أَصْحَابَ عَبْدِ اللَّهِ -يعني: ابن عباس- كَانُوا يَرْحَلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْ عُمَرَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ“②۔

عالی سند حاصل کرنا سلف صالحین کی سنت ہے، کیونکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردان کوفہ سے مدینہ کا سفر کرتے تھے، وہاں جا کر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے علم حاصل کرتے تھے اور ان سے حدیثیں سنتے تھے۔

نوٹ: امام احمد رحمہ اللہ نے (علم حدیث کے لئے سفر کرنے پر) انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو اس شخص کے بارے میں ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہا تھا: ”أَتَانَا رَسُولُكَ فَزَعَمَ ...“ (ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اور ہمیں بتلایا...) [دیکھئے: صحیح مسلم، حدیث: ۱۲، وغیرہ] (جمال)

---

① فتح المغیث (۳/ ۳۳۳) ایڈیشن ہندوستان، والحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ (۴۲)۔

② معرفۃ علوم الحدیث (۵)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۲۰۳)، وتدریب الراوی (۲/ ۱۶۰)، وقواعد التحدیث (۲۰۲)۔

[۳۰۲] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الْإِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ؟"[1]

سند مومن کا ہتھیار ہے، اگر اس کے پاس ہتھیار نہ ہوگا تو وہ کس چیز سے لڑے گا۔

○ ○ ○

[1] شرف أصحاب الحديث (٦٧)، وأدب الاملاء والاستملاء (٢٠)، وسير أعلام النبلاء (٢ / ٢٧٣-٢٧٤)، وطبقات الشافعية (١ / ٣١٤)، وجامع التحصيل (٥٩)، وشرح علل الترمذی (١ / ٣٦٠)، وفتح المغيث (٣ / ٣٣٣)، ایڈیشن ہندوستان، و(٣ / ٤) ایڈیشن قاہرہ، وتدریب الراوی (٢ / ١٦٠)، والحطة فی ذکر الصحاح الستة (٤٢)۔

فصل (۲۱):

بچپن میں حفظ کرنے کی ترغیب، حفظ کے معاون اسباب اور اس کے افضل اوقات

[۳۰۳] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا شَابًّا، وَمَا [لا] أُوتِيَ الْعِلْمَ [عَالِمٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْهُ وَهُوَ شَابٌّ] إِلَّا شَابًّا. وَقَرَأَ: ﴿قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝٦٠﴾ [الأنبياء:٦٠]، وَقَرَأَ: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ﴾ [الكهف:٦٠]، وَقَرَأَ: ﴿إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ﴾ [الكهف:١٣]“(۱)۔

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جوانی ہی میں مبعوث فرمایا، اور جسے بھی علم دیا گیا جوانی میں دیا گیا، اور کسی بھی عالم کے لئے جوانی میں عطا کردہ علم سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اور اللہ کا یہ فرمان پڑھا: (بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم (علیہ السلام) کہا جاتا ہے)[الأنبياء:٦٠]، نیز پڑھا: (جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان سے کہا)[الكهف:٦٠]، نیز پڑھا: (یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی)[الكهف:١٣]۔

---

(۱) الفقیہ والمتفقہ (۲/۸۹)، والاحادیث المختارۃ (۱۰/۱۵)، وتفسیر ابن کثیر (۵/۳۴۳)، وکشف الخفاء (۱۷۵۷)۔

[٣٠٤] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَهُوَ شَابٌّ كَانَ كَوَشْمٍ فِي حَجَرٍ، وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ بَعْدَ مَا يَدْخُلُ فِي السِّنِّ كَانَ كَالْكَاتِبِ عَلَى ظَهْرِ الْمَاءِ“[1]۔

جو جوانی میں علم حاصل کرے گا وہ پتھر کی لکیر کی طرح ہوگا، اور جو پیرانہ سالی میں علم حاصل کرے گا اُس کی مثال پانی کی سطح پر لکھنے والے جیسی ہوگی۔

[٣٠٥] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”الْعِلْمُ - الْحِفْظُ - فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ“[2]۔

بچپن کا علم یا بچپن کا حفظ پتھر کی لکیر جیسا ہوتا ہے۔

[٣٠٦] عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں سے کہا:

”يَا بَنِيَّ إِنَّ أَزْهَدَ النَّاسِ فِي عَالِمٍ أَهْلُهُ، فَهَلُمُّوا إِلَيَّ فَتَعَلَّمُوا مِنِّي؛ فَإِنَّكُمْ تُوشِكُونَ أَنْ تَكُونُوا كِبَارَ قَوْمٍ، إِنِّي كُنْتُ صَغِيرًا لَا يُنْظَرُ إِلَيَّ، فَلَمَّا أَدْرَكْتُ مِنَ السِّنِّ مَا أَدْرَكْتُ جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَنِي، وَمَا شَيْءٌ أَشَدُّ عَلَى امْرِئٍ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِينِهِ فَيَجْهَلَهُ“[3]۔

اے میرے بچو! یقیناً ایک عالم کی بابت سب سے زیادہ بے رغبت اُس کے گھر والے

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ (١٣٥)، یہ قول الفقیہ والمتفقہ (٢/ ٩١) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی آیا ہے، اور امام حاکم کی مدخل (٦٤١) میں اسماعیل بن رافع سے مرفوعاً آیا ہے، مگر وہ منقطع ہے۔ دیکھئے: کشف الخفاء (١٧٥٧)۔

[2] الفقیہ والمتفقہ (٢/ ٩١)، وکشف الخفاء (١٧٥٧)، امام عجلونی نے فرمایا ہے کہ: اسے امام بیہقی نے حسن بصری کے اپنے قول کے طور پر روایت کیا ہے، اور امام ابن عبدالبر نے اسے ”طلب الحدیث فی...“ کے الفاظ میں نقل کیا ہے۔

[3] عیون الاخبار (٢/ ١٢٣)، وجامع بیان العلم وفضلہ (١٣٦، ١٨٨)، اسی سے ملتی جلتی بات عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے امام بیہقی کے المدخل (٦٣١) میں آئی ہے۔

ہوتے ہیں، اس لئے میرے پاس آؤ اور مجھ سے علم حاصل کرو؛ کیونکہ قریب ہے کہ تم اپنی قوم کے بڑے ہو گے، یقیناً جب میں چھوٹا تھا تو مجھے کوئی نہ دیکھتا تھا، مگر میں عمر رسیدہ ہوگیا تو لوگ مجھ سے مسائل پوچھنے لگے، اور کسی آدمی کے لئے اس سے زیادہ تکلیف دہ کچھ نہیں کہ اُس سے اس کے دین کی بابت کوئی سوال کیا جائے اور اُسے اس کا علم نہ ہو۔

[۳۰۷] شرحبیل بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”دَعَا الْحَسَنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَنِيهِ، وَبَنِي أَخِيهِ، فَقَالَ: يَا بَنِيَّ، وَبَنِي أَخِي، إِنَّكُمْ صِغَارُ قَوْمٍ، يُوشِكُ أَنْ تَكُونُوا كِبَارَ آخَرِينَ، فَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ أَنْ يَرْوِيَهُ - أَوْ قَالَ: يَحْفَظَهُ - فَلْيَكْتُبْهُ، وَلْيَضَعْهُ فِي بَيْتِهِ“[1]۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بلایا، اور کہا: اے میرے بیٹو اور بھتیجو! یقیناً تم اپنی قوم کے چھوٹے ہو، مگر جلد ہی دوسرے لوگوں کے بڑے ہو گے، اس لئے علم حاصل کرو، اور تم میں سے جسے علم روایت کرنے یا یاد کرنے کی استطاعت نہ ہو، وہ اُسے لکھ لے اور اپنے گھر میں رکھ لے۔

[۳۰۸] امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اعْلَمْ أَنَّ لِلْحِفْظِ سَاعَاتٍ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ التَّحَفُّظَ أَنْ يُرَاعِيَهَا، وَلِلْحِفْظِ أَمَاكِنُ يَنْبَغِي لِلْمُتَحَفِّظِ أَنْ يَلْزَمَهَا، فَأَجْوَدُ الْأَوْقَاتِ: الْأَسْحَارُ، ثُمَّ بَعْدَهَا وَقْتُ انْتِصَافِ النَّهَارِ، وَبَعْدَهَا الْغَدَوَاتُ دُونَ الْعَشِيَّاتِ، وَحِفْظُ اللَّيْلِ أَصْلَحُ

---

[1] سنن دارمی (۵۱۱)، و المدخل (۶۳۲)، و جامع بیان العلم وفضلہ (۱۳۶)، وتقیید العلم (۹۰)، وتاریخ بغداد (۶/ ۳۹۹)، وموضح أوهام الجمع والتفریق (۲/ ۵۵۴)، وتاریخ دمشق (۱۳/ ۲۵۹)، وتہذیب الکمال (۶/ ۲۴۲)، وتاریخ الیعقوبی (۲/ ۲۲۷)۔

مِنْ حِفْظِ النَّهَارِ، قِيلَ لِبَعْضِهِمْ: بِمَ أَدْرَكْتَ الْعِلْمَ؟ فَقَالَ: بِالْمِصْبَاحِ، وَالْجُلُوسِ إِلَى الصَّبَاحِ. وَقِيلَ لِآخَرَ، فَقَالَ: بِالسَّفَرِ، وَالسَّهَرِ، وَالْبُكُورِ فِي السَّحَرِ"[1]۔

جان لو کہ حفظ کرنے کی چند خاص گھڑیاں ہیں جن کی یاد کرنے والے کو رعایت کرنی چاہئے، اور حفظ کے لئے چند خاص جگہیں ہیں جن کا التزام کرنا چاہئے۔ چنانچہ سب سے بہتر وقت سحر کا وقت ہے، پھر اس کے بعد نصف نہار کا اور اس کے بعد شام کے بجائے صبح کے اوقات، اور رات کا حفظ دن کے حفظ سے زیادہ بہتر ہے۔ کسی سے پوچھا گیا کہ آپ نے علم کیسے حاصل کیا؟ انہوں نے کہا: چراغ کے ذریعہ اور صبح تک بیٹھ کر (شب بیداری کر کے)۔ اور کسی اور سے یہی سوال کیا گیا، تو انہوں نے کہا: سفر، شب بیداری اور بالکل صبح کے وقت کا استعمال کر کے۔

[۳۰۹] نیز فرمایا:

"وَأَجْوَدُ أَمَاكِنِ الْحِفْظِ: الْغُرَفُ دُونَ السُّفْلِ، وَكُلُّ مَوْضِعٍ بَعُدَ مِمَّا يُلْهِي، وَخَلَا الْقَلْبُ فِيهِ مِمَّا يُفْزِعُهُ فَيُشْغِلُهُ، أَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ فَيَمْنَعُهُ، وَلَيْسَ بِالْمَحْمُودِ أَنْ يَتَحَفَّظَ الرَّجُلُ بِحَضْرَةِ النَّبَاتِ وَالْخُضْرَةِ، وَلَا عَلَى شُطُوطِ الْأَنْهَارِ، وَلَا عَلَى قَوَارِعِ الطُّرُقِ"[2]۔

حفظ کے لئے سب سے عمدہ جگہ: نیچی جگہوں (بیسمینٹ وغیرہ) کے بجائے بالائی منزلیں ہیں، اور ہر وہ جگہ جو لہو لعب سے دور ہو، اور جہاں دل میں الجھن پیدا کرنے والی چیزیں نہ ہوں کہ اُسے مشغول کر دیں، یا اُس پر حاوی ہو کر اُچاٹ کر دیں، اور یہ قابل ستائش نہیں کہ آدمی پیڑ پودوں اور ہریالیوں کے پاس، یا نہروں کے کنارے یا بیچ راستوں

---

[1] الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۱۰۳)۔

[2] الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۱۰۴)۔

پر بیٹھ کر حفظ کرے۔

نوٹ: الغرف: غرفۃ کی جمع ہے، یعنی بالائی کمرے اور منزلیں۔ (جمال)

[۳۱۰] نیز فرمایا:

”وَأَوْقَاتُ الْجُوعِ أَحْمَدُ لِلتَّحَفُّظِ مِنْ أَوْقَاتِ الشِّبَعِ، وَيَنْبَغِي لِلْمُتَحَفِّظِ أَنْ يَتَفَقَّدَ مِنْ نَفْسِهِ حَالَ الْجُوعِ، فَإِنَّ بَعْضَ النَّاسِ إِذَا أَصَابَهُ شِدَّةُ الْجُوعِ وَالْتِهَابُهُ لَمْ يَحْفَظْ، فَلْيُطْفِئْ ذَلِكَ عَنْ نَفْسِهِ بِالشَّيْءِ الْخَفِيفِ الْيَسِيرِ“[1]۔

حفظ کرنے کے لئے آسودگی کے اوقات کے مقابل بھوک کے اوقات زیادہ قابل ستائش ہیں، اور یاد کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے لئے بھوک کی حالت تلاش کرے، کیونکہ بعض لوگوں کو جب تیز بھوک اور اس کی سوزش لگ جاتی ہے تو اُنہیں یاد نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اُنہیں اس بھوک کو کسی ہلکی پھلکی معمولی چیز کے ذریعہ مٹا لینی چاہئے۔

[۳۱۱] یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَأَلَ رَجُلٌ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ يَصْلُحُ لِهَذَا الْحِفْظِ شَيْءٌ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ يَصْلُحُ لَهُ شَيْءٌ فَتَرْكُ الْمَعَاصِي“[2]۔

ایک شخص نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابو عبد اللہ! کیا یاد داشت بڑھانے کے لئے کوئی مناسب چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر اس کے لئے کوئی مناسب چیز ہے تو وہ گناہوں کو ترک کرنا ہے۔

[۳۱۲] علی بن خشرم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَأَلْتُ وَكِيعًا قُلْتُ: يَا أَبَا سُفْيَانَ تَعْلَمُ شَيْئًا لِلْحِفْظِ؟ قَالَ: أَرَاكَ وَافِدًا،

---

[1] الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۱۰۴)۔

[2] الجامع لاخلاق الراوی (۱۷۸۳)۔

ثُمَّ قَالَ: تَرْكُ الْمَعَاصِي عَوْنٌ عَلَى الْحِفْظِ"[1]۔

میں نے وکیع سے پوچھا: اے ابوسفیان! کیا آپ یادداشت کے لئے کوئی چیز جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے تم کہیں باہر سے آئے ہو، پھر فرمایا: گناہوں کا چھوڑنا یادداشت کے لئے بڑا معاون ہے۔

[۳۱۳] وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

" إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَحْفَظَ الْحَدِيثَ فَاعْمَلْ بِهِ"[2]۔

جب تم حدیث یاد کرنا چاہو تو اُس پر عمل کرو۔

[۳۱٤] بزرجمہر نے فرمایا:

"إِنَّمَا أَدْرَكْتُ مَا أَدْرَكْتُ مِنَ الْعِلْمِ بِبُكُورٍ كَبُكُورِ الْغُرَابِ، وَصَبْرٍ كَصَبْرِ الْحِمَارِ، وَحِرْصٍ كحرص الخنزير. وزاد في أخرى: وتملق كتملق الكلب، وتضرع كتضرع السنور"[3]۔

مجھے جو بھی علم حاصل ہوا ہے، کوے کی طرح بالکل صبح اٹھنے کے ذریعہ، گدھے کی طرح صبر وتحمل کرنے کے ذریعہ اور سور کی طرح حریص ہونے کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ اور دوسری روایت میں اضافہ ہے: کہ کُتے کی طرح خوشامد کرنے اور بلی کی طرح گریہ وزاری کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

○ ○ ○

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (۱۷۸۵)۔

[2] تدریب الراوی (۲/ ۱۴۴)۔

[3] عیون الاخبار (۲/ ۱۲۳)، وأدب الاملاء (۲۳۳)، وفیض القدیر (۳/ ۱۹۶)، علامہ مناوی نے اس پر "طس، عد" کا رمزاستعمال کیا ہے اور اسے مسند بزار کی طرف منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۲:

پڑھنے اور لکھنے کی اہمیت اور کتابوں کے مطالعہ کی وصیت

[۳۱۵] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ٱقۡرَأۡ بِٱسۡمِ رَبِّكَ ٱلَّذِي خَلَقَ ۝١ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِنۡ عَلَقٍ ۝٢ ٱقۡرَأۡ وَرَبُّكَ ٱلۡأَكۡرَمُ ۝٣﴾ [العلق:۱-۳]۔

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔

[۳۱٦] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’أنا أذهب فأجالس الصحابة والتابعين - وأشار بذلک إلی أنه ینظر في کتبه -‘‘[1]۔

میں جا کر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم کی ہم نشینی اختیار کرتا ہوں- ان کا اشارہ یہ تھا کہ ان کی کتابوں کو بغور پڑھتا اور اس کا مطالعہ کرتا ہوں-۔

[۳۱۷] محمد بن بکر بن عبدالرزاق رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] وصایا ونصائح لطالب العلم، بدر البدر (۵۵)۔

"كَانَ لأَبِي دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيِّ كُمٌّ وَاسِعٌ وَكُمٌّ ضَيِّقٌ، فَقِيلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، مَا هَذَا؟ قَالَ: الْوَاسِعُ للكتبِ وَالْآخرُ لَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ"①۔

امام ابو داود سجستانی رحمہ اللہ کی ایک آستین کشادہ اور ایک آستین تنگ تھی، تو ان سے کسی نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، یہ کیا ہے؟ فرمایا: کشادہ آستین کتابوں کے لئے ہے اور دوسری آستین کی ضرورت نہیں پڑتی۔

[۳۱۸] ابو مسعود احمد بن الفرات رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَجْمَعُوا أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَبْلَغَ فِي الْحِفْظِ إِلَّا كَثْرَةُ النَّظَرِ"②۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ حفظ میں سب سے زیادہ موثر چیز کثرت مطالعہ ہے۔

[۳۱۹] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِذَا اخْتَلَفَ وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ مَهْدِيٍّ فَعَبْدُ الرَّحْمَنِ أَثْبَتُ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ عَهْدًا بِالْكِتَابِ"③۔

جب وکیع اور عبدالرحمن بن مہدی میں اختلاف ہو تو عبدالرحمن زیادہ معتبر ہیں، کیونکہ وہ کتاب سے زیادہ قربت والے ہیں (یعنی انہوں نے جلد ہی کتاب سے رجوع کیا ہے)۔

[۳۲۰] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

① تاریخ بغداد (۹/ ۵۸)، وأدب الاملاء (۲/ ۴۶۶)، وتاریخ دمشق (۲۲/ ۱۹۹-۲۰۰)، ووفیات الاعیان (۲/ ۴۰۵)، وتذکرۃ الحفاظ (۲/ ۵۹۲)، وسیر أعلام النبلاء (۱۳/ ۲۱۷)، والبدایۃ والنھایۃ (۱۱/ ۵۹)، والوافی بالوفیات (۱۵/ ۲۱۹)، وتھذیب تاریخ دمشق (۶/ ۲۴۷)۔

② الجامع لاخلاق الراوی (۱۸۱۰)۔

③ تاریخ بغداد (۱۰/ ۲۴۳)، والجامع لاخلاق الراوی (۱۰۲۵)، وتاریخ دمشق (۵۸/ ۶۱)، وتھذیب الکمال (۱۷/ ۴۳۶)، وتھذیب التھذیب (۶/ ۲۵۱)۔

”حديث عبد الرزاق عن معمر أحب إلي من حديث هؤلاء البصريين، وكان معمر يتعاهد كتبه، وينظر فيها باليمن“[1]۔

مجھے امام عبدالرزاق کی حدیث بواسطہ معمر اِن بصریوں کی حدیث سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ معمر یمن میں اپنی کتابوں کی خوب حفاظت کرتے تھے اور ان کا بغور مطالعہ کیا کرتے تھے۔

[۳۲۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ سے حافظہ کا علاج پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”إِدْمَانُ النَّظَرِ فِي الْكُتُبِ“[2]۔

کتابوں کا ہمیشہ گہرائی سے مطالعہ کرنا۔

[۳۲۲] احمد بن عمران نے فرمایا:

”كُنْتُ عِنْدَ أَبِي أَيُّوبَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ وَقَدْ تَخَلَّفَ فِي مَنْزِلِهِ، فَبَعَثَ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِهِ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَعْرَابِيِّ صَاحِبِ الْغَرِيبِ يَسْأَلُهُ الْمَجِيءَ إِلَيْهِ، فَعَادَ إِلَيْهِ الْغُلَامُ فَقَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ ذَلِكَ، فَقَالَ لِي: عِنْدِي قَوْمٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَإِذَا قَضَيْتُ أَرَبِي مِنهُمْ أَتَيْتُ، قَالَ الْغُلَامُ: وَمَا رَأَيْتُ عِنْدَهُ أَحَدًا إِلَّا أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ كُتُبًا يَنْظُرُ فِيهَا، فَيَنْظُرُ فِي هَذَا مَرَّةً وَفِي هَذَا مَرَّةً، ثُمَّ مَا شَعَرْنَا حَتَّى جَاءَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو أَيُّوبَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ!! تَخَلَّفْتَ عَنَّا وَحَرَمْتَنَا الْأُنْسَ بِكَ، وَلَقَدْ قَالَ لِيَ الْغُلَامُ: إِنَّهُ مَا رَأَى عِنْدَكَ أَحَدًا، وَقُلْتَ:

---

1. تھذیب التھذیب (۶/ ۲۷۹)۔
2. جامع بیان العلم وفضلہ (۵۸۳)۔

أَنَا مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَإِذَا قَضَيْتُ أَرَبِي مَعَهُمْ أَتَيْتُ، فَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ:

لَنَا جُلَسَاءُ مَا نَمَلُّ حَدِيثَهُمْ أَلِبَّاءُ مَأْمُونُونَ غَيْبًا وَمَشْهَدَا

يُفِيدُونَنَا مِنْ عِلْمِهِمْ عِلْمَ مَا مَضَى وَعَقْلًا وَتَأْدِيبًا وَرَأْيًا مُسَدَّدَا

بِلَا فِتْنَةٍ تُخْشَى وَلَا سُوءِ عِشْرَةٍ وَلَا يُتَّقَى مِنْهُمْ لِسَانًا وَلَا يَدَا

فَإِنْ قُلْتَ أَمْوَاتٌ فَلَا أَنْتَ كَاذِبٌ فَإِنْ قُلْتَ أَحْيَاءٌ فَلَسْتَ مُفَنَّدَا[1]

میں ابوایوب احمد بن محمد بن شجاع کے پاس تھا، وہ اپنے گھر میں تھے، چنانچہ انہوں نے اپنے بچوں میں سے ایک بچے کو ابوعبداللہ بن الاعرابی ’’صاحب غریب‘‘ کے پاس انہیں بلانے کے بھیجا، بچہ ان کے پاس جا کر واپس آیا اور کہا: میں نے انہیں آپ کے پاس آنے کے لئے کہا، تو انہوں نے مجھ سے کہا: میرے پاس کچھ دیہاتی لوگ ہیں، جب میں ان سے اپنی ضرورت پوری کرلوں گا تو آؤں گا۔ بچے نے بتلایا: کہ میں نے ان کے پاس کسی کو نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ ان کے سامنے کچھ کتابیں موجود تھیں، وہ ایک مرتبہ اس میں دیکھتے تھے اور ایک مرتبہ اس میں دیکھتے تھے، پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ تشریف لائے، تو ابوایوب نے ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! سبحان اللہ العظیم!! آپ ہمارے پاس نہیں آئے، ہمیں اپنی انسیت سے محروم رکھا، نیز بچے نے مجھے بتلایا کہ: اُس نے آپ کے پاس کسی کو نہیں دیکھا! جبکہ آپ نے فرمایا کہ میں کچھ دیہادیوں کے ساتھ ہوں، جب ان کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرلوں تو آؤں گا! تو ابن الاعرابی نے کہا:

ترجمہ: ہمارے کچھ ایسے ہم نشیں ہیں جن کی گفتگو سے ہم اکتاتے نہیں ہیں، وہ بڑے دانا اور موجودگی اور عدم موجودگی میں امان کا باعث ہیں، وہ ہمیں اپنے علم سے ماضی کا علم، عقل

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ (۵۷۹-۵۸۰)۔

ودانش، ادب واخلاق اور درست سوجھ بوجھ پہنچاتے ہیں۔ان سے کسی فتنہ یا بدسلوکی کا اندیشہ نہیں ہے، نہ ہی ہم ان کی زبان وہاتھ سے کسی تکلیف سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں، اگر آپ انہیں مردہ کہیں تو بھی جھوٹے نہ ہوں گے اور اگر انہیں زندہ کہیں تب بھی غلط نہ ہوں گے۔

[۳۲۳] امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لولا الكتابة لما حفظنا“[1]۔

اگر تحریر نہ ہوتی تو ہم حفظ نہ کر پاتے۔

[۳۲٤] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”الكتابة أحب إلي من النسيان“[2]۔

لکھ لینا مجھے بھول جانے سے زیادہ محبوب ہے۔

[۳۲٥] سقراط سے کہا گیا:

”أما تخاف على عينيك من إدامة النظر في الكتب؟ فقال: إذا سلمت البصيرة لم أحفل بسقام البصر“[3]۔

کیا آپ کو ہمیشہ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے اپنی آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا ڈر نہیں لگتا؟ انہوں نے فرمایا: اگر علم وبصیرت محفوظ رہے تو مجھے نگاہ کی بیماری کی کوئی پروا نہیں۔

[۳۲٦] نطاحہ-ابوعلی احمد بن اسماعیل- رحمہ اللہ نے فرمایا:

”الكتاب هو المسامر الذي لا يبتدئك في حال شغلك، ولا يدعوك في

---

1. شرح علل الترمذی (۱/ ۳۴۶)۔
2. شرح علل الترمذی (۱/ ۳۴۶)۔
3. الفهرست (۱٦) قدیم نسخہ، و(۲۲) جدید نسخہ، والتدوین فی أخبار قزوین (۲/ ۴۸۲)۔

وقت نشاطك، ولا يحوجك إلى التجمل له، والكتاب هو الجليس الذي لا يطربك، والصديق الذي لا يغريك، والرفيق الذي لا يملك، والناصح الذي لا يستزلك''[1]۔

کتاب وہ شب گوئی کرنے والا ساتھی ہے جو آپ کی مشغولیت کی حالت میں آپ سے گفتگو میں پہل نہیں کرتا، نہ آپ کی نشاط کے وقت آپ کو بلاتا ہے، نہ آپ کو اپنے لئے سنورنے پر مجبور کرتا ہے، اور کتاب وہ ہم نشین ہے جو آپ کو ہلکا نہیں سمجھتا، وہ دوست ہے جو آپ کو برانگیختہ نہیں کرتا، وہ یار ہے جو آپ کو اکتاہٹ میں نہیں ڈالتا اور وہ خیر خواہ ہے جو آپ کو لغزش میں ڈالنے کے لئے نہیں ورغلاتا۔

○ ○ ○

[1] الفہرست (۱۶) قدیم نسخہ، و (۲۲) جدید نسخہ، والتدوین فی أخبار قزوین (۲ / ۴۸۲)۔

فصل ㉓:

آثار سلف کی پیروی اور بدعت گری سے اجتناب

[۳۲۷] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي ...''[①]۔

تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے رہنا۔

[۳۲۸] عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إِيَّاكُمْ وَأَصْحَابَ الرَّأْيِ؛ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ السُّنَنِ، أَعْيَتْهُمُ الْأَحَادِيثُ أَنْ يَحْفَظُوهَا، فَقَالُوا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا''[②]۔

اہل رائے سے بچ کر رہنا؛ کیونکہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں، ان سے حدیثیں یاد نہ ہوسکیں تو

---

① سنن ابوداود (۴۶۰۷)، وترمذی (۲۸۱۶)۔

② سنن دارقطنی (۴/۱۴۶)، والمدخل بیہقی (۲۱۳)، وشرح الاعتقاد، لالکائی (۲۰۱)، والاحکام (۲/۱۳۲، ۴/۴۸،۶/۲۱۳)، وفتح الباری (۱۳/۲۸۹)۔

رائے سے فتویٰ دینے لگے، لہٰذا خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

[۳۲۹] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”إِنَّا نَقْتَدِي وَلَا نَبْتَدِئُ، وَنَتَّبِعُ وَلَا نَبْتَدِعُ، وَلَنْ نَضِلَّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالْأَثَرِ“[۱]۔

یقیناً ہم سنت کی اقتدا کرتے ہیں پہل نہیں کرتے، اور اتباع کرتے ہیں بدعت ایجاد نہیں کرتے، اور ہم جب تک اثر (سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مضبوطی سے کاربند رہیں گے ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔

[۳۳۰] اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عَلَيْكَ بِاٰثَارِ مَنْ سَلَفَ، وَإِيَّاكَ وَاٰرَاءَ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوهَا بِالْقَوْلِ، فَإِنَّ الأَمْرَ يَنْجَلِي حِينَ يَنْجَلِي وَأَنْتَ مِنْهُ عَلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ“[۲]۔

آثار سلف کو لازم پکڑے رہو، اور لوگوں کی رایوں سے بچو، اگرچہ وہ اُسے چکنی چپڑی باتوں سے آراستہ کریں، کیونکہ معاملہ جب بھی واضح ہوگا تم اس میں صراط مستقیم پر قائم ہوگے۔

[۳۳۱] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّمَا الدِّينُ بِالْاٰثَارِ“[۳]۔

---

[۱] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱/۸۶)، والفقیہ والمتفقہ (۱/۱۴۷)، وذم الکلام (۳۳۰)، وذم التاویل (۵۹)، ومفتاح الجنۃ (۶۵)۔

[۲] الشریعۃ، آجری (۶۳)، وجامع بیان العلم (۳۹۱)، وشرف أصحاب الحدیث (۶)، وذم الکلام (۱۱۶، ۳۱۷)۔

[۳] حلیۃ الاولیاء (۶/۳۶۷)، وجامع بیان العلم (۳۲۷، ۴۸۰)، وشرف أصحاب الحدیث (۳، ۱۲۸، ۱۳۰)، وذم الکلام (۳۲۷)، وتاریخ دمشق (۲۸/۲۵)، وتذکرۃ الحفاظ (۱/۳۳۸)، وسیر اعلام النبلاء (۹/۳۴۹)، وتہذیب الکمال (۱۴/۴۶۳)۔

درحقیقت دین احادیث وآثار پر مبنی ہے۔

[٣٣٢] نیز فرمایا:

”ينبغي للرجل ألا يحك رأسه إلا بأثر“[١]۔

آدمی کو چاہیئے کہ حدیث کے بغیر اپنا سر بھی نہ کھجلائے۔

[٣٣٣] محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كانوا يقولون: إذا كان الرجل عَلَى الْأَثَرِ فَهُوَ عَلَى الطَّرِيقِ“[٢]۔

سلف امت کہا کرتے تھے: جب آدمی حدیث رسول ﷺ پر قائم ہو تو وہ راہ راست پر ہے۔

[٣٣٤] عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لِيَكُنِ الَّذِي تَعْتَمِدُ عَلَيْهِ هُوَ الْأَثَرُ، وَخُذْ مِنَ الرَّأْيِ مَا يُفَسِّرُ لَكَ الْحَدِيثَ“[٣]۔

تمہارا اصل اعتماد حدیث پر ہونا چاہیے، عقل و رائے کا استعمال بس اتنا ہی کرو جتنے سے حدیث کی وضاحت ہو جائے۔

[٣٣٥] عثمان بن حاضر اسدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

(1) الجامع لاخلاق الراوی (۱۷۴)، وذم الکلام (۳۲۸)، وأدب الاملاء (۳۲۰)، یہ قول دوسرے الفاظ کے ساتھ فقرہ (۱۹) میں گذر چکا ہے۔

(2) سنن دارمی (۱۴۰، ۱۴۱)، والسنۃ، خلال (۱۱۰۲)، والشریعۃ، آجری (۲۸)، والابانۃ الکبری (۲۴۱، ۲۴۲)، والابانۃ الصغری (۱۳۰)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۰۹، ۱۱۰)، وجامع بیان العلم (۳۲۸، ۴۸۰)، وذم الکلام (۳۳۱)۔

(3) حلیۃ الاولیاء (۸/ ۱۶۵)، وجامع بیان العلم (۳۲۷، ۴۸۰)، والفقیہ والمتفقہ (۲/ ۲۶۴)، وذم الکلام (۳۳۵)۔

''دَخَلْتَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقُلْتُ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: عَلَيْكَ بِالِاسْتِقَامَةِ، اتَّبِعْ وَلَا تَبْتَدِعْ، اتَّبِعِ الْأَثَرَ الْأَوَّلَ، وَلَا تَبْتَدِعْ''①۔

میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اُن سے کہا: مجھے وصیت کیجئے، توانہوں نے فرمایا: راہ استقامت پر قائم رہو، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو بدعت ایجاد نہ کرو، پہلے اثر کی پیروی کرواور بدعت ایجاد نہ کرو۔

[۳۳۶] عصام بن یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عَلَيْكُمْ بِالْآثَارِ، وَإِيَّاكُمْ وَالرَّأْيَ، فَإِنَّ أَصْحَابَ الرَّأْيِ أَعْدَاءُ السُّنَّةِ، أَعْيَتْهُمُ الْأَحَادِيثُ أَنْ يَحْفَظُوهَا، ''فَإِنْ''، ''وَإِنْ''، وَ''أَرَأَيْتَ'' لَايَكُونُ عِلْمًا''②۔

آثار رسول کو لازم پکڑو اور رائے سے بچو، کیونکہ اہل الرائے سنت کے دشمن ہیں، ان سے حدیثیں یاد نہ ہوسکیں، ''تو اگر''، ''اور اگر''، اور ''آپ کا کیا خیال ہے'' علم نہیں ہوسکتا۔

[۳۳۷] شریک بن عبد اللہ نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَثَرٌ فِيهِ بَعْضُ الضَّعْفِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ رَأْيِهِمْ''③۔

اثر (حدیث) جس میں کچھ ضعف ہو وہ بھی مجھے ان کی رائے سے زیادہ عزیز ہے۔

[۳۳۸] عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے فرمایا:

''قُلْتُ لِأَبِي: رَجُلٌ وَقَعَتْ لَهُ مَسْأَلَةٌ، وَفِي الْبَلَدِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِيهِ

---

① السنۃ، ابن نصر (۲۹)، والابانۃ (۱۵۷، ۱۵۸، ۲۰۰، ۲۰۶، ۲۳۳)، وذم الکلام وأھلہ (۳۳۴)۔

② ذم الکلام وأھلہ (۳۲۴)۔

③ مسند ابن الجعد (۲۵۳۹) تحقیق عبد المھدی، و(۲۴۴۶) تحقیق حیدر، و ذم الکلام (۳۲۵)، وسیر أعلام النبلاء (۸/۲۰۷)۔

ضَعْفٌ، وَفَقِيهٌ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ، أَيُّهُمَا يَسْأَلُ؟ قَالَ: لَا يَسْأَلُ أَهْلَ الرَّأْيِ، ضَعِيفُ الْحَدِيثِ خَيْرٌ مِنْ قَوِيِّ الرَّأْيِ''[1]۔

میں نے اپنے والد سے کہا: ایک آدمی کے ساتھ کوئی مسئلہ پیش آجائے، اور شہر میں ایک شخص اہل الحدیث میں سے ہو جس میں کچھ ضعف ہو، اور دوسرا فقیہ ہو جو اہل الرائے میں سے ہو، تو وہ شخص کس سے مسئلہ پوچھے؟ فرمایا: اہل الرائے سے نہ پوچھے، حدیث میں ضعیف قوی رائے والے سے بہتر ہے۔

[۳۳۹] امام بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عَلَيْكَ بِالْآثَارِ، وَأَهْلِ الْآثَارِ؛ وَإِيَّاهُمْ فَاسْأَلْ، وَمَعَهُمْ فَاجْلِسْ، وَمِنْهُمْ فَاقْتَبِسْ''[2]۔

آثار اور اہل آثار کو لازم پکڑو؛ انہی سے پوچھو، انہی کے ساتھ رہو اور انہیں سے کسب فیض کرو۔

[۳۴۰] شاذ بن یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَيْسَ طَرِيْقٌ أَقْصَدَ إِلَى الْجَنَّةِ مِنْ طَرِيقِ مَنْ سَلَكَ الْآثَارَ''[3]۔

جنت کے لئے آثار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے والوں کے راستے سے زیادہ سیدھا راستہ کوئی نہیں۔

[۳۴۱] حسن بن علی بن خلف بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] ذم الکلام وأهله (۳۲۶)۔

[2] شرح السنۃ، بربہاری (۹۱)۔

[3] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۱۲)، ومفتاح الجنۃ (۶۵)۔

”اللہ؛ اللہ في نفسك، وعليك بالأثر وأصحاب الأثر والتقليد؛ فإن الدين إنما هو التقليد، يعني: للنبي ﷺ وأصحابه رضوان الله عليهم، ومن قبلنا لم يدعونا في لبس، فقلدهم واسترح، ولا تجاوز الأثر وأهل الأثر“①۔

اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو، اثر، اہل اثر اور تقلید کو لازم پکڑو، کیونکہ دین دراصل تقلید کا نام ہے، یعنی: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید، اور چونکہ ہم سے پہلے والوں نے ہمیں اشتباہ میں نہیں چھوڑا ہے، اس لئے ان کی تقلید کرو اور راحت میں رہو، اور اثر اور اہل اثر (حدیث و اہل الحدیث) سے تجاوز نہ کرو۔

[۳۴۲] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”عليك بأصحاب الآثار والسنن“②۔

آثار وسنن والوں کو لازم پکڑو۔

[۳۴۳] ابوسلیمان الدارانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”رُبَّمَا تَقَعُ فِي قَلْبِي النُّكْتَةُ مِنْ نُكَتِ الْقَوْمِ أَيَّامًا، فَلَا أَقْبَلُ مِنْهُ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ: الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ“③۔

بسا اوقات میرے دل میں لوگوں کے نکتوں میں سے کوئی نکتہ کئی دنوں تک پڑا رہتا ہے، مگر میں اُسے دو عادل گواہوں یعنی: کتاب وسنت کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

---

① شرح السنة، بربہاری (۱۲۰)۔

② سیر أعلام النبلاء (۱۱/۲۳۱)۔

③ الاعتصام، شاطبی (۱/۱۲۶۔۱۲۷)، وطبقات الصوفیة، ازدی (۷۶)، وتاریخ دمشق، ابن عساکر (۳۴/۱۲۷)، وصفة الصفوة، ابن الجوزی (۴/۲۲۹)۔

[٣٤٤] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"السُّنَّةُ عِنْدَنَا آثَارُ"[1]۔

سنت ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کا نام ہے۔

○ ○ ○

[1] مفتاح الجنۃ، سیوطی (٦٥)، امام سیوطی نے اسے لالکائی کی طرف منسوب کیا ہے۔

فصل (۲۴):

دین کے خاتمہ اور تباہی کے اسباب

[۳٤٥] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا﴾ [الرعد:۴۱]۔

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں؟

[۳٤٦] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک روایت میں فرمایا، اور یہی بات مجاہد نے بھی فرمائی ہے:

"ذهابُ علمائها وفقهائِها وخيار أهلِها"[1]۔

یعنی اس سے مراد روئے زمین سے علماء، فقہاء، اور نیک کاروں کا چلے جانا ہے۔

[۳٤٧] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"**لَتُنْقَضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً، فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِي تَلِيهَا، فَأَوَّلُهُنَّ نَقْضًا: الْحُكْمُ، وَآخِرُهُنَّ: الصَّلَاةُ**"[2]۔

اسلام کی کڑیاں ضرور بالضرور ایک ایک کر کے توڑی جائیں گی، چنانچہ جب کوئی

---

(1) تفسیر طبری (۱۳/ ۴۰۸)، وتفسیر ابن کثیر (۲/ ۵۰۲)۔

(2) مسند احمد (۲۲۱۶۰)، وابن حبان (۶۷۱۵) تحقیق ارناؤوط، و(۶۶۸۰) تحقیق الحوت۔ بروایت ابوامامہ باہلی، اور مسند احمد (۱۸۰۳۹) میں فیروز دیلمی سے صرف پہلا جملہ مروی ہے، بقیہ حصہ مختلف ہے۔

کڑی ٹوٹے گی لوگ اس کے بعد والی کڑی کو پکڑ لیں گے، چنانچہ سب سے پہلے حکم ٹوٹے گا اور سب سے اخیر میں نماز۔

[٣٤٨] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العُلَمَاءَ بِعِلْمِهِمْ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤَساءَ جُهَّالًا، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا''[1]۔

یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں (کے دلوں) سے کھینچ کر علم نہیں اٹھائے گا، بلکہ علماء کو ان کے علم کے ساتھ اٹھالے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، اُن سے سوال کیا جائے گا اور وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، چنانچہ وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

[٣٤٩] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''أَوَّلُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الْخُشُوعُ - وفي رواية: الأمانةُ - وَآخِرُ مَا تَفْقِدُونَ مِنْ دِينِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَتُنْقَضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً، وَلَيُصَلِّيَنَّ النِّسَاءُ وَهُنَّ حُيَّضٌ، وَلَتَسْلُكُنَّ طَرِيقَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ، وَحَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، لَا تُخْطِئُونَ طَرِيقَهُمْ، وَلَا يُخْطِأَنَّكُمْ؛ حَتَّى تَبْقَى فِرْقَتَانِ مِنْ فِرَقٍ كَثِيرَةٍ، فَتَقُولُ إِحْدَاهُمَا: مَا بَالُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، لَقَدْ ضَلَّ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا؛ إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ﴾ [هود: ١١٤] لَا تُصَلُّوا إِلَّا ثَلَاثًا، وَتَقُولُ الْأُخْرَى: إِيمَانُ الْمُؤْمِنِينَ بِاللّٰهِ كَإِيمَانِ

---

[1] صحیح بخاری (١٠٠، ٧٢٨٧)، وصحیح مسلم (٢٦٧٣)۔

الْمَلَائِكَةِ مَا فِينَا كَافِرٌ وَلَا مُنَافِقٌ، حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَحْشُرَهُمَا مَعَ الدَّجَّالِ“[1]۔

تم اپنے دین کی سب سے پہلی چیز جو کھوؤ گے وہ خشوع ہے-اور ایک روایت میں: امانت ہے-اور اپنے دین کی آخری چیز جو کھوؤ گے وہ نماز ہے، اور ضرور بالضرور اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے توڑ دی جائیں گی، اور عورتیں حالت حیض میں نماز پڑھیں گی، اور تم ضرور اپنے سے پیشتر لوگوں کے راستے پر بالکل ویسے چلو گے جیسے تیر دوسرے تیر کے برابر ہوتا ہے اور جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے، نہ تم ان کا راستہ چھوڑو گے اور نہ وہ تمہارا راستہ چھوڑیں گے؛ یہاں تک کہ بہت سارے فرقوں میں سے دو فرقے باقی بچیں گے، تو ان میں سے ایک فرقہ کہے گا: پانچ نمازوں کا کیا معاملہ ہے، یقیناً ہم سے پہلے والے گمراہ تھے؛ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: (دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کرو اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی) اس لئے صرف تین نمازیں پڑھو، اور دوسرا فرقہ کہے گا: اللہ پر ایمان لانے والوں کا ایمان فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے، ہم میں کوئی کافر اور منافق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان دونوں فرقوں کا حشر دجال کے ساتھ فرمائے۔

[۳۵۰] ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”أَلَا لَا يُقَلِّدَنَّ أَحَدُكُمْ دِينَهُ رَجُلًا، فَإِنْ آمَنَ آمَنَ وَإِنْ كَفَرَ كَفَرَ، وَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ مُقْتَدِينَ فَاقْتَدُوا بِالْمَيِّتِ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا يُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ“[2]۔

---

[1] معجم کبیر، طبرانی (۸۶۹۹)، ومستدرک حاکم (۴/ ۴۶۹، ۵۰۴)، انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، وتاریخ بغداد (۱۲/ ۷۹)، اور حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۸۱) میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور (۶/ ۲۶۵) میں انس بن مالک سے مروی ہے، اور اسی طرح تاریخ اصبہان (۲/ ۱۸۳) میں بھی ہے۔

[2] معجم کبیر طبرانی (۸۷۶۴)، وحلیۃ الاولیاء (۱/ ۱۳۶)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۳۰)، والاحکام (۶/ ۲۵۵)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۱/ ۱۸۰)۔

خبردار! تم میں سے کوئی اپنے دین کوکسی آدمی کا مقلد نہ بنائے اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی لائے اگر وہ کفر کرے تو یہ بھی کفر کرے، اگر تمہیں اقتداء ہی کرنی ہے تو فوت شدہ کی اقتداء کرو، کیونکہ زندہ کی بابت فتنہ سے بے خوف نہیں ہوا جاسکتا۔

[۳۵۱] عبداللہ دیلمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَوَّلُ ذَهَابِ الدِّينِ تَرْكُ السُّنَّةِ، يَذْهَبُ الدِّينُ سُنَّةً سُنَّةً، كَمَا يَذْهَبُ الْحَبْلُ قُوَّةً قُوَّةً''[۱]۔

دین کے خاتمہ کا آغاز ترک سنت ہے، ایک ایک سنت چھوٹ کر دین ختم ہو جائے گا، جیسے رفتہ رفتہ رسی کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔

[۳۵۲] نیز فرمایا میں نے ابن عمر و رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

''مَا ابْتُدِعَتْ بِدْعَةٌ؛ إِلا زَادَتْ مُضِيًّا، وَلاَ تُرِكَتْ سُنَّةٌ؛ إِلَّا زَادَتْ هوِيًّا''[۲]۔

جب بھی کوئی بدعت ایجاد ہوتی ہے آگے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے، اور جب بھی کوئی سنت چھوڑی جاتی ہے، گرتی ہی چلی جاتی ہے۔

[۳۵۳] امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَانَ مَنْ مَضَى مِنْ عُلَمَائِنَا يَقُولُونَ: الِاعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ، وَالْعِلْمُ يُقْبَضُ قَبْضًا سَرِيعًا، فَنَعْشُ الْعِلْمِ ثَبَاتُ الدِّينِ وَالدُّنْيَا، وَفِي ذَهَابِ الْعِلْمِ ذَهَابُ ذَلِكَ كُلِّهِ''[۳]۔

---

[1] المعرفۃ والتاریخ (۳/ ۳۷۲)، وسنن دارمی (۹۷)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۷۳)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۲۷)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۲۸)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۴۴)۔

[3] اس کی تخریج فقرہ (۱۲) میں گزر چکی ہے۔

ہمارے پیش روعلماء کہا کرتے تھے: سنت پر مضبوطی سے قائم رہنا نجات ہے، اور علم بہت تیزی سے اٹھالیا جائے گا، اس لئے علم کی بلندی دین و دنیا کے بقا کا ذریعہ ہے اور علم ختم ہونے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

[٣٥٤] حسان بن عطیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا ابتدع قوم بِدعَة فِي دينهم إِلَّا نزع الله من سنتهمْ مثلهَا، ثمَّ لَا يُعِيدهَا إِلَيْهِم إِلَى يَوْم الْقِيَامَة''[1]۔

جوقوم بھی اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کی سنت میں سے اسی کے مثل کھینچ لیتا ہے، پھر اُسے قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا ہے۔

[٣٥٥] امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَمَا إِنَّه مَا يَذْهَبُ الإسلامُ، وَلَكِنْ يَذْهَبُ أَهْلُ السُّنَةِ، حَتَّى مَا يَبْقَى فِي الْبَلَدِ مِنْهُم إِلاّ رَجُلٌ وَاحِدٌ''[2]۔

واضح رہے کہ اسلام نہیں ختم ہوگا، بلکہ اہل سنت ختم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ شہر میں اہل سنت کا صرف ایک شخص باقی بچے گا۔

○ ○ ○

---

[1] سنن دارمی (٩٨)، والمعرفۃ والتاریخ (٣ / ٣٧٣)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٩٤)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (١٢٩)، والحلیۃ (٦ / ٧٣)۔

[2] کشف الکربۃ فی وصف حال أھل الغربۃ (١٩)۔

فصل ۲۵:

بدعات وخواہشات اور بدعتیوں کی مذمت

[۳۵٦] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ''[1]۔

آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے فریبی لوگ ہوں گے، تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جنہیں تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادوں نے، لہٰذا ان سے چوکنا رہنا اور اپنے آپ کو ان سے بچانا، کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

[۳۵۷] معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكْثُرُ فِيهَا الْمَالُ، وَيُفْتَحُ فِيهَا الْقُرْآنُ، فيقرأُهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ، وَالْمَرْأَةُ وَالرَّجُلُ، وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ، حَتَّى يَقُولَ الرجلُ: لَقَدْ قَرَأْنا الْقُرْآنَ ولا أَرَى النَّاسَ يَتَّبِعُونِي، أفَلا أَقْرَأُهُ عليهم عَلَانِيَةً؟ قال: فيقرأه عَلانِيَةً فَلا يَتَّبِعُهُ أحد، فَيَقُولُ: قد قرأت عليهم عَلَانِيَةً فلا أَرَاهُمْ يَتَّبِعُونِي. فيتخذُ مَسْجِدًا فِي دَارِهِ – أو قال: في بيته –، فَيَبْتَدِعُ فيهِ قَوْلاً – أو قال:

[1] صحیح مسلم (۷)، والجرح والتعدیل (۲ / ۱۴)، وتذکرۃ المحتاج إلی أحادیث المنهاج (۴۹)۔

حديثاً - لَيْسَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلا مِنْ سنة رَسُوله ﷺ، فَإِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ، فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ"[1]۔

اے لوگو! عنقریب فتنہ رونما ہوگا جس میں مال کی کثرت ہو جائے گی، اور قرآن کھول دیا جائے گا بایں طور کہ اُسے مومن منافق، عورت مرد اور چھوٹے بڑے سب پڑھیں گے، یہاں تک کہ آدمی کہے گا: یقیناً ہم نے قرآن پڑھا ہے مگر مجھے نہیں لگتا کہ لوگ ہماری پیروی کریں گے، تو کیا میں اُنہیں علانیہ پڑھ کر نہ سناؤں؟ چنانچہ وہ انہیں علانیہ پڑھ کر سنائے گا تو بھی کوئی اس کی پیروی نہ کرے گا، تو وہ کہے گا: میں نے انہیں علانیہ بھی پڑھ کر سنایا، پھر بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ میری پیروی نہیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے گھر میں ایک مسجد بنالے گا اور اُس میں نئی بات ایجاد کرے گا، جو نہ اللہ کی کتاب میں ہوگی نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں، اس لئے تم نئی ایجاد کردہ بدعت سے بچ کر رہنا، کیونکہ دین میں نئی ایجاد کردہ بدعت گمراہی ہے۔

[۳۵۸] خالد بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَنَّ حُذَيْفَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، اعْهَدْ إِلَيْنَا. فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَوَلَم يَأْتِكَ الْيَقِينُ؟ اعْلَمْ أَنَّ الضَّلالَةَ حَقَّ الضَّلالَةِ أَنْ تَعْرِفَ مَا كُنْتَ تُنْكِرُ، وَأَنْ

[1] مصنف عبد الرزاق (۲۰۷۵۰)، وسنن دارمی (۱۹۹)، وسنن ابوداود (۴۶۱۱)، والمعرفۃ والتاریخ، فسوی (۲/۱۸۶)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۳۳)، وصفۃ المنافقین (۴۱)، ومستدرک حاکم (۴/۴۶۰)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۱۷)، والسنن الواردۃ فی الفتن، دانی (۲۷، ۲۸۴)، والسنن الکبری، بیہقی (۱۰/۲۱۰)، والمدخل، بیہقی (۸۳۴)، وتالی تلخیص المتشابہ (۳۰۰)، والحجۃ فی بیان المحجۃ، قوام السنۃ (۱/۳۰۳)، وتاریخ دمشق، ابن عساکر (۶۵/۳۳۷)۔

تُنْكِرَ مَا كُنْتَ تَعْرِفُ، وَإِيَّاكَ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللّٰهِ؛ فَإِنَّ دِينَ اللّٰهِ وَاحِدٌ"①۔

جب حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اُن کے پاس آئے اور کہا: اے ابوعبداللہ! ہمیں کسی اہم بات کی نصیحت کیجئے۔ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا: کیا تمہیں یقین نہیں آیا، جان لو کہ حقیقی معنیٰ میں گمراہی یہ ہے کہ جس چیز کو تم منکر سمجھتے تھے اُسے معروف سمجھو اور جس چیز کو تم معروف سمجھتے تھے اُسے منکر اور گناہ سمجھو، اور دیکھنا اللہ کے دین میں رنگ بدلنے سے بچنا؛ کیونکہ اللہ کا دین ایک ہے۔

[۳۵۹] سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

"أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ، يُكْثِرُ فِيهَا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ يُعَذِّبُنِي اللّٰهُ عَلَى الصَّلَاةِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ يُعَذِّبُكَ عَلَى خِلَافِ السُّنَّةِ"②۔

کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صبح صادق کے بعد دو رکعت سے زیادہ پڑھ رہا ہے اور اس میں بکثرت رکوع اور سجدے کر رہا ہے، تو اُسے منع فرمایا، تو اُس شخص نے کہا: اے ابومحمد! کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا؟ فرمایا: نہیں، بلکہ تمہیں سنت کی خلاف ورزی کرنے پر عذاب دے گا۔

[۳۶۰] علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

① مصنف ابن ابی شیبہ (۳۷۶۶۵)، ومکارم الاخلاق (۶۲۷)، ومسند الحارث (۴۰۷)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۲۰)، والاحکام فی اُصول الاحکام، ابن حزم (۵/۸۱)، والحجۃ فی بیان المحجۃ (۱/۳۰۳)۔

② مصنف عبدالرزاق (۲۷۵۵)، والسنن الکبریٰ، بیہقی (۲/۴۶۶)، والتمہید، ابن عبدالبر (۲۰/۱۰۵)، والفقیہ والمتفقہ، خطیب بغدادی (۱/۱۴۷)، نیز دیکھئے: إرواء الغلیل، البانی (۲/۲۳۶)۔

”وهذا من بدائع أجوبة سعيد بن المسيب رحمه الله، وهو سلاح قوى على المبتدعة الذين يستحسنون كثيراً من البدع باسم أنها ذكر وصلاة، ثم ينكرون على أهل السنة إنكار ذلك عليهم، ويتهمونهم بأنهم ينكرون الذكر والصلاة!! وهم فى الحقيقة إنما ينكرون خلافهم للسنة فى الذكر والصلاة ونحو ذلك“[1]۔

یہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے انوکھے جوابات میں سے ہے، جو بدعتیوں کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار ہے جو ذکر و دعا اور نماز کے نام پر بہت ساری بدعات کو اچھا سمجھتے ہیں، پھر اس پر اہل سنت کے نکیر کرنے پر نکیر کرتے ہیں اور ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ذکر و دعا اور نماز سے روکتے اور اس پر نکیر کرتے ہیں!! جبکہ درحقیقت وہ ان پر ذکر و دعا اور نماز وغیرہ میں سنت کی خلاف ورزی کرنے پر نکیر کرتے ہیں۔

[٣٦١] ابو العالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”تَعَلَّمُوا الْإِسْلَامَ، فَإِذَا تَعَلَّمْتُمُوهُ فَلَا تَرْغَبُوا عَنْهُ، وَعَلَيْكُمْ بِالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ فَإِنَّهُ الْإِسْلَامُ، وَلَا تُحَرِّفُوا الصِّرَاطَ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَعَلَيْكُمْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ ، وَالَّذِي كَانُوا عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقْتُلُوا صَاحِبَهُمْ، وَيَفْعَلُوا الَّذِي فَعَلُوا، فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقْتُلُوا صَاحِبَهُمْ، وَمِنْ قَبْلِ أَنْ يَفْعَلُوا الَّذِي فَعَلُوا بِخَمْسَةَ عَشَرَ سَنَةً، وَإِيَّاكُمْ وَهَذِهِ الْأَهْوَاءَ الَّتِي تُلْقِي بَيْنَ النَّاسِ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ. قال عَاصِم الْأَحْوَلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ، فَقَالَ: صَدَقَ وَنَصَحَ. فَحَدَّثْتُ بِهِ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ، فَقَالَتْ لِي: يَا بُنَيَّ أَنْتَ حَدَّثْتَ بِهَذَا مُحَمَّدًا؟

[1] إرواء الغليل، البانی (٢/٢٣٦)۔

قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: فَحَدِّثْهُ بِهِ"[1]۔

اسلام سیکھو، اور جب سیکھ لو تو اس سے اعراض نہ کرو، اور صراط مستقیم کو لازم پکڑے رہو کیونکہ وہی اسلام ہے، صراط مستقیم سے دائیں بائیں انحراف نہ کرو، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑو اور اُس راہ پر کار بند رہو جس پر لوگ تھے قبل ازیں کہ اپنے ساتھی کو قتل کریں اور جو کچھ کرنا تھا کریں، کیونکہ ہم نے قرآن کریم اُن کے اپنے ساتھی کو قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ کیا اُسے کرنے سے پندرہ سال پہلے پڑھا ہے اور دیکھنا ان بدعات وخواہشات سے بچ کر رہنا جو لوگوں کے درمیان بغض وعداوت ڈالتی ہیں۔ عاصم الأحول کہتے ہیں: میں نے حسن بصری سے بیان کیا تو فرمایا: انہوں نے سچ کہا اور خیر خواہی کی۔

پھر میں نے اسے حفصہ بنت سیرین سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! کیا تم نے یہ بات محمد سے بیان کی؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے کہا: ان سے بھی بیان کر دو۔

[٣٦٢] وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْتُبُونَ مَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ، وَأَهْلَ الْأَهْوَاءِ لَا يَكْتُبُونَ إِلَّا مَا لَهُمْ"[2]۔

بیشک اہل علم (سنت) اپنے موافق ومخالف تمام باتیں لکھتے ہیں، اور نفس پرست بدعتی حضرات صرف اپنے موافق باتیں لکھتے ہیں۔

---

[1] مصنف عبد الرزاق (٢٠٧٥٨)، والبدع والنهي عنها، ابن وضاح (٣٩)، والسنة، ابن نصر (٢٦)، والشريعة، آجری (٢٤)، والكامل في الضعفاء (٣/ ١٦٣)، والابانة، ابن بطة (١٣٦)، وشرح اصول الاعتقاد، لالكائی (١٧، ٢١٤)، والحلية، ابونعيم (٢/ ٢١٨)۔

[2] ذم الكلام، ہروی (٣٣٨)۔

[٣٦٣] ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أُولَئِكَ يَتَعَلَّمُونَ الْوَرَعَ، أَمَا إِنَّهُ سَيَأْتِي عَلِيكُمْ زَمَانٌ يَتَعَلَّمُونَ فِيهِ الْكَلَامَ“[1]۔

وہ (اسلاف) ورع سیکھتے تھے، مگر سن لو تم پر ایک ایسا دور آئے گا جس میں لوگ کلام (عقلانیت، لاجک) سیکھیں گے۔

[٣٦٤] حسان بن عطیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ما من قوم يحدثون في دينهم بدعة؛ إلا نزع الله من دينهم من السنة مثلها، ثم لا يعيدها عليهم إلى يوم القيامة“[2]۔

جو لوگ بھی اپنے دین میں کوئی نئی بدعت ایجاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے دین میں سے اسی جیسی سنت کھینچ لیتا ہے، پھر اُسے قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا ہے۔

[٣٦٥] امام مالک کے شاگرد ابو مصعب رحمہما اللہ نے فرمایا:

”قَدِمَ عَلَيْنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ - يَعْنِي: الْمَدِينَةَ - فَصَلَّى وَوَضَعَ رِدَاءَهُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ، فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ؛ رَمَقَهُ النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ وَرَمَقُوا مَالِكًا، وَكَانَ قَدْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ، فَلَمَّا سَلَّمَ؛ قَالَ: مَنْ هَاهُنَا مِنَ الْحَرَسِ؟ فَجَاءَهُ نَفْسَانِ، فَقَالَ: خُذَا صَاحِبَ هَذَا الثَّوْبِ، فَاحْبِسَاهُ، فَحُبِسَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ ابْنُ

---

[1] الزھد، ابن المبارک (٤٠)، والورع (٢٦)، والابانۃ، ابن بطہ (٦٤٧)، والزھد الکبیر، بیہقی (٨٣٢)، وذم الکلام (١١٤)۔

[2] سنن دارمی (٩٨)، والجزء الثانی من حدیث یحییٰ بن معین (١١١)، والبدع والنھی عنھا، ابن وضاح (٤٤)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (١٢٩)، والحوادث والبدع، طرطوشی (١٤٦)۔

مَهْدِيٍّ!! فَوَجَّهَ إِلَيْهِ، وَقَالَ لَهُ: أَمَا خِفْتَ اللَّهَ وَاتَّقَيْتَهُ أَنْ وَضَعْتَ ثَوْبَكَ بَيْنَ يَدَيْكَ فِي الصَّفِّ، وَشَغَلْتَ الْمُصَلِّينَ بِالنَّظَرِ إِلَيْهِ، وَأَحْدَثْتَ فِي مَسْجِدِنَا شَيْئًا مَا كُنَّا نَعْرِفُهُ، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''**مَنْ أَحْدَثَ فِي مَسْجِدِنَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ**''! فَبَكَى ابْنُ مَهْدِيٍّ، وَآلَى عَلَى نَفْسِهِ أَنْ لَا يَفْعَلَ ذَلِكَ أَبَدًا فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا فِي غَيْرِهِ''۔

ہمارے پاس ابن مہدی تشریف لائے -یعنی مدینہ آئے- اور اپنی چادر صف کے آگے رکھ کر نماز پڑھی، جب امام نے سلام پھیرا؛ تو لوگ اُنہیں تیکھی نگاہوں سے دیکھنے لگے، اور امام مالک کو بھی دیکھا، وہ بھی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب سلام پھیرا تو فرمایا: یہاں چوکیداروں میں سے کون ہے؟ چنانچہ ان کے پاس دو چوکیدار آئے، انہوں نے کہا: تم دونوں اس کپڑے والے کو لے جا کر قید کر دو، چنانچہ انہیں لے جا کر قید کر دیا گیا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ ہیں!! اور انہیں اُن کے پاس بھیجا گیا، تو انہوں نے ابن مہدی سے کہا: کیا تمہیں اللہ کا خوف و ڈر نہیں' کہ تم نے اپنا کپڑا صف کے آگے رکھ کر نماز پڑھی، لوگوں کی نگاہوں کو اس میں مشغول کر دیا، اور ہماری مسجد میں ایک نئی چیز ایجاد کر دی جسے ہم نہیں جانتے تھے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''**جس نے ہماری مسجد میں کوئی نئی چیز ایجاد کی، اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے**''یہ سن کر ابن مہدی رونے لگے' اور اپنی ذات پر قسم کھائی کہ اب مسجد نبوی ﷺ یا کسی دوسری مسجد میں یہ کام کبھی نہ کریں گے۔

امام ابو اسحاق شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَهَذَا غَايَةٌ فِي التَّوَقِّي وَالتَّحَفُّظِ فِي تَرْكِ إِحْدَاثِ مَا لَمْ يَكُنْ؛ خَوْفًا مِنْ

تِلْكَ اللَّعْنَةِ، فَمَا ظَنُّكَ بِمَا سِوَى وَضْعِ الثَّوْبِ؟!'' ①۔

یہ کوئی نئی چیز ایجاد کرنے سے بچنے کی بابت حد درجہ احتیاط ہے؛ اس ڈر سے کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کے مستحق نہ ہو جائیں!! تو بھلا کپڑا رکھنے کے علاوہ دیگر بدعات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟؟

[٣٦٦] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''صَاحِبُ الْبِدْعَةِ؛ مَا يَزْدَادُ مِنَ اللَّهِ اجْتِهَادًا صِيَامًا وَصَلَاةً، إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللَّهِ بُعْدًا'' ②۔

بدعتی نماز روزہ کرنے میں جتنی زیادہ محنت کرتا ہے اللہ سے اتنا ہی زیادہ دور ہوتا ہے۔

[٣٦٧] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا ازْدَادَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ اجْتِهَادًا، إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللَّهِ بُعْدًا''۔

بدعتی عبادت میں جتنی زیادہ محنت کرتا ہے اللہ سے اتنا ہی زیادہ دور ہوتا ہے۔

امام ابو اسحاق شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَيُصَحِّحُ هَذَا النَّقْلَ مَا أَشَارَ إِلَيْهِ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الْخَوَارِجِ: **''يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ''** إِلَى أَنْ قَالَ: **''يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ''**. فَبَيَّنَ أَوَّلًا اجْتِهَادَهُمْ، ثُمَّ بَيَّنَ آخِرًا بُعْدَهُمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى.

وَهُوَ بَيِّنٌ أَيْضًا مِنْ جِهَةِ أَنَّهُ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ، فَكُلُّ عَمَلٍ

① الاعتصام، شاطبی (١/ ١٥٤-١٥٥)، والفتاویٰ الکبریٰ (٢/ ٦٠)۔

② الاعتصام، شاطبی (١/ ١٥٥)۔

يَعْمَلُهُ عَلَى الْبِدْعَةِ، فَكَمَا لَوْ لَمْ يَعْمَلْهُ.

وَيَزِيدُ عَلَى تَارِكِ الْعَمَلِ بِالْعِنَادِ الَّذِي تَضَمَّنَهُ ابْتِدَاعُهُ، وَالْفَسَادِ الدَّاخِلِ عَلَى النَّاسِ بِهِ فِي أَصْلِ الشَّرِيعَةِ وَفِي فُرُوعِ الْأَعْمَالِ وَالِاعْتِقَادَاتِ، وَهُوَ يَظُنُّ مَعَ ذَلِكَ أَنَّ بِدْعَتَهُ تُقَرِّبُهُ مِنَ اللَّهِ وَتُوَصِّلُهُ إِلَى الْجَنَّةِ.

وَقَدْ ثَبَتَ بِالنَّقْلِ الصَّحِيحِ الصَّرِيحِ بِأَنَّهُ لَا يُقَرِّبُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الْعَمَلُ بِمَا شَرَعَ، وَعَلَى الْوَجْهِ الَّذِي شَرَعَ، وَأَنَّ الْبِدَعَ تُحْبِطُ الْأَعْمَالَ"[1]۔

اس بات کی تصحیح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات سے بھی ہوتی ہے جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج کے بارے میں صحیح حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ: **"اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جن کی نماز کے مقابل تم اپنی نماز کو، اور ان کے روزے کے مقابل اپنے روزے کو حقیر سمجھو گے"** اور آگے فرمایا: **"وہ اسلام سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے"**۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے عبادات میں اُن کی جد و جہد بیان کی، پھر بعد میں اُن کی اللہ سے دوری بیان فرمائی۔

یہ اس اعتبار سے بھی دوٹوک ہے کہ بدعتی کی کوئی فرض ونفل عبادت قبول نہ ہوگی، چنانچہ بدعت کی بنیاد پر جو بھی عمل کرے گا وہ ایسے ہی ہوگا گویا عمل کیا ہی نہیں۔ بلکہ بدعتی شخص عمل نہ کرنے والے کے جرم پر مزید اپنی سرکشی کے جرم کا اضافہ کرتا ہے جو اس کے بدعت ایجاد کرنے میں پائی جاتی ہے، اور اس کے ذریعہ شریعت کے اصول اور اعمال وعقائد کے فروع کی بابت لوگوں میں فساد و بگاڑ پیدا کرتا ہے، اور اس کے باوجود سمجھتا ہے کہ اُس کی

[1] حلیۃ الأولیاء، ابونعیم (۳/ ۹)، والاعتصام، شاطبی (۱/ ۱۵۵-۱۵۶)۔

بدعت اُسے اللہ سے قریب کرے گی اور اُسے جنت تک پہنچائے گی۔

جبکہ صحیح صریح دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ کی قربت' اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اُس کی شریعت پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے، بدعتیں نیک اعمال کو اکارت کر دیتی ہیں۔

○ ○ ○

فصل ⑳:

اہل بدعات وخواہشات کی ہم نشینی، ان کے ساتھ رہن سہن اور چلنے پھرنے سے تنبیہ

[٣٦٨] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمۡ وَكَانُواْ شِيَعٗا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِي شَيۡءٍۚ﴾ [الأنعام: ١٥٩]۔

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

[٣٦٩] اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَكُونُواْ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ۝٣١ مِنَ ٱلَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمۡ وَكَانُواْ شِيَعٗاۖ كُلُّ حِزۡبِۭ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُونَ ۝٣٢﴾ [الروم: ٣١-٣٢]۔

اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

[٣٧٠] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَنْ جَلَسَ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ فَاحْذَرْهُ، وَمَنْ جَلَسَ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ لَمْ يُعْطَ الْحِكْمَةَ، أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حِصْنٌ مِنْ حَدِيدٍ، لَأَنْ آكُلَ عِنْدَ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ آكُلَ عِنْدَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ"[1]۔

جو بدعتی کے ساتھ بیٹھے اُس سے بچ کر رہو، جو بدعتی کے ساتھ بیٹھے گا اُسے حکمت نہیں ملے گی، اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور بدعتی کے درمیان لوہے کا قلعہ حائل ہو، مجھے یہودی اور نصرانی کے پاس کھانا بدعتی کے پاس کھانے سے زیادہ عزیز ہے۔

[۳۷۱] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَهْلُ الْبِدَعِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَالِسَهُمْ، وَلَا يُخَالِطَهُمْ، وَلَا يَأْنَسَ بِهِمْ"[2]۔

کسی کے لئے مناسب نہیں کہ بدعتیوں کے ساتھ بیٹھے ان سے میل جول رکھے اور ان سے انسیت اور لگاؤ رکھے۔

[۳۷۲] حبیب بن ابی الزبرقان رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ إِذَا سَمِعَ كَلِمَةً مِنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ وَضَعَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِي أَنْ أُكَلِّمَهُ حَتَّى يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ"[3]۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ جب بدعتی کی کوئی بات سنتے تھے تو اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے، پھر کہتے تھے: میرے لئے اُس سے بات کرنا حلال نہیں تا آنکہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء، ابونعیم (۸ / ۱۰۳)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۱۱۴۹)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۹۵)۔

[3] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۸۴)۔

[۳۷۳] سلام بن ابو مطیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ قَالَ لِأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ، قَالَ أَيُّوبُ - وَجَعَلَ يُشِيرُ بِإِصْبَعَيْهِ -: وَلَا نِصْفَ كَلِمَةٍ، وَلَا نِصْفَ كَلِمَةٍ“[۱]۔

ایک بدعتی نے ایوب سختیانی سے کہا: اے ابوبکر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، تو ایوب نے -اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے- کہا: آدھی بات بھی نہیں، آدھی بات بھی نہیں!!

[۳۷٤] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسدد کے نام اپنے خط میں لکھا:

”وَلَا تُشَاوِرْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي دِينِك، وَلَا تُرَافِقْهُ فِي سَفَرِك“[۲]۔

اپنے دین کے بارے میں کسی بدعتی سے مشورہ نہ کرو، نہ اُس سے ساتھ سفر کرو۔

[۳۷۵] امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اللّٰهَ اللّٰهَ مِنْ مُصَاحَبَةِ هَؤُلَاءِ - يعني أَصْحَابَ الْبِدَعِ -، وَيَجِبُ مَنْعُ الصِّبْيَانِ مِنْ مُخَالَطَتِهِمْ، لِئَلَّا يَثْبُتَ فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، وَاشْغَلُوهُمْ بِأَحَادِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِتُعْجَنَ بِهَا طَبَائِعُهُمْ“[۳]۔

ان بدعتیوں کی صحبت کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور بچوں کو بھی ان کے ساتھ میل

---

[۱] مسند ابن الجعد (۱۲۳۷) تحقیق عامر، و(۱۲۷٦) تحقیق عبدالمھدی، وسنن دارمی (۳۹۸)، والإبانۃ، ابن بطہ (۴۰۲)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۹۱)، وتاریخ جرجان (٦٦۲)، وحلیۃ الاولیاء (۳/۹، ۹/۲۱۸)، وسیر أعلام النبلاء (٦/۲۱، ۱۱/۲۸۵)، یہ قول فقرہ (۴۳۵) کے تحت مزید تخریج کے ساتھ آئے گا۔

[۲] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/۵۷۸)۔

[۳] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/۵۷۸)۔

جول رکھنے سے منع کرنا واجب ہے، تاکہ ان کے دلوں میں کوئی بات بیٹھ نہ جائے، اور انہیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشغول رکھو، تاکہ اُن کی طبیعتوں کو اُسی میں گوندھ دیا جائے۔

[٣٧٦] امام ابومحمد حسن بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إذا ظهر لك من إنسان شيء من البدع، فاحذره، فإن الذي أخفى عنك أكثر مما أظهر"[1]۔

اگر تمہارے سامنے کسی انسان کی جانب سے کوئی بدعت ظاہر ہو جائے، تو (سمجھ لو کہ) جو چیز اُس نے تم سے پوشیدہ رکھی ہے وہ اُسے کہیں زیادہ ہے جو اس نے ظاہر کیا ہے۔

[٣٧٧] نیز فرمایا:

"مثل أصحاب البدع مثل العقارب، يدفنون رؤوسهم وأبدانهم في التراب، ويخرجون أذنابهم، فإذا تمكنوا لدغوا، وكذلك أهل البدع، هم مختفون بين الناس، فإذا تمكنوا بلغوا ما يريدون"[2]۔

بدعتیوں کی مثال بچھوؤں جیسی ہے، اپنے سروں اور جسموں کو مٹی میں چھپائے رہتے ہیں اور اپنی دُمیں باہر نکالے رہتے ہیں، اور جونہی کہ موقع پاتے ہیں ڈس لیتے ہیں، یہی حال بدعتیوں کا بھی ہے، یہ لوگوں کے درمیان چھپے رہتے ہیں اور جونہی موقع پاتے ہیں اپنا کام کر دیتے ہیں۔

[٣٧٨] امام ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"فأما أهل البدع والضلال ومن تشبه بالعلماء وليس منهم؛ فيجوز بيان

---

① شرح السنة، بربہاری (١٤٨)۔

② طبقات الحنابلة (٢/ ٤٤)۔

جهلهم، وإظهار عيوبهم، تحذيراً من الاقتداء بهم"[1]۔

رہا مسئلہ بدعتیوں، گمراہوں اور ان لوگوں کا جو علماء کی مشابہت اختیار کرتے ہیں حالانکہ اُن میں سے نہیں ہیں، تو لوگوں کو اُن کی پیروی سے آگاہ کرنے کے لئے اُن کی جہالت واضح کرنا اور ان کے عیوب نمایاں کرنا جائز ہے۔

○ ○ ○

[1] الفرق بین النصیحۃ والتعییر (۳۶)۔

فصل ۲۷:

سلف صالحین کا بدعتیوں اور نام لے کر معین اشخاص کی ہم نشینی سے تنبیہ کرنا اور اسے غیبت نہ سمجھنا

[۳۷۹] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا الرَّجُلِ ...''[۱]۔

اس آدمی کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے...۔

[۳۸۰] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ...''[۲]۔

قبیلہ کا آدمی (عیینہ بن حصن الفزاری) بڑا برا شخص ہے۔

[۳۸۱] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُكْرِمَ دِينَهُ فَلْيَعْتَزِلْ مُجَالَسَةَ أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّ

---

[۱] صحیح بخاری (۳۱۶۶، ۴۰۹۴، ۴۳۹۰، ۶۹۹۵، ۷۱۲۳)۔

[۲] صحیح بخاری (۵۶۸۵، ۵۷۰۷، ۵۷۸۰)۔

مُجَالَسَتَهُمْ أَلْصَقُ مِنَ الْجَرَبِ"[1]۔

جسے اپنا دین بچانا پسند ہو وہ نفس پرستوں، بدعتیوں کی ہم نشینی سے دور رہے، کیونکہ ان کی ہم نشینی خارش کے مرض سے بھی زیادہ پکڑنے والی ہوتی ہے۔

[۳۸۲] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"لا تجالسْ أصحاب الأهواء؛ فإن مجالستهم ممرضة للقلوب"[2]۔

بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو؛ کیونکہ ان کی ہم نشینی دلوں کو بیمار کرنے والی ہے۔

[۳۸۳] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا تُجَالِسْ صَاحِبَ هَوًى فَيَقْذِفَ فِي قَلْبِكَ مَا تَتَّبِعُهُ عَلَيْهِ فتهلك، أو تُخالفهُ فَيمرضَ قلبكَ"[3]۔

کسی بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھو، کہ وہ تمہارے دل میں ایسا شبہہ ڈال دے جس کے سبب تم اس کی پیروی کرو تو ہلاک ہو جاؤ، یا اس کی مخالفت کرو تو وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے۔

[۳۸۴] حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ نے فرمایا:

"لَا تُجَالِسُوا أَصْحَابَ الْأَهْوَاءِ، وَلَا تُجَادِلُوهُمْ، وَلَا تَسْمَعُوْا مِنْهُمْ"[4]۔

بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو، نہ ان سے بحث ومناظرہ کرو اور نہ ان کی باتیں سنو۔

---

[1] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۵۶)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (۱/۳، ۲/۳۷) عبداللہ الملائی کا قول ہے، اور (۳/۳۷) حسن بصری کا قول ہے، اور البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۵۴) میں بھی ایسا ہی ہے۔

[3] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۵۷)۔

[4] طبقات ابن سعد (۷/۱۷۲)، وسنن دارمی (۴۰۱)، والابانۃ، ابن بطۃ (۳۹۵)، و شعب الایمان، بیہقی (۹۴۶۷)، وتہذیب الکمال، مزی (۶/۱۱۱)۔

[۳۸۵] عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تُجَالِسْ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّهُمْ يُحْدِثُونَ فِي قَلْبِكَ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ''①۔

اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ: بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو، کیونکہ وہ تمہارے دل میں وہ باتیں پیدا کردیں گے جو اس میں نہ تھیں۔

[۳۸٦] مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّ لَهُمْ عُرَّةً كَعُرَّةِ الْجَرَبِ''②۔

بدعتیوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرو، کیونکہ ان کے پاس خارش کے مرض کی پھوڑی جیسی پھوڑی (زخم) ہے۔

نوٹ: ''عرۃ'' پیش کے ساتھ، اونٹنی یا گائے کے بچوں کی گردنوں میں نکلنے والے زخم کو کہتے ہیں؛ اور کہا گیا ہے کہ ''فتحہ کے ساتھ ہو تو خارش کے معنیٰ میں آتا ہے۔

''الجرب'' فتحہ کے ساتھ، ایک جلدی بیماری کو کہتے ہیں۔ اور ''الجرب'' انسانوں اور اونٹوں کے جسموں میں نکلنے والی پھوڑیوں کو کہا جاتا ہے۔ (جمال)

[۳۸۷] عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک شخص کے پاس کچھ نوعمر بچے اکٹھا ہوتے ہیں تو آپ نے اُس کی ہم نشینی سے منع فرمادیا③۔

[۳۸۸] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

① الابانۃ، ابن بطۃ (۳۵۸)۔

② الابانۃ، ابن بطۃ (۳۸۲)۔

③ مجموع فتاویٰ ابن تیمیۃ (۳۵/ ۴۱۴)۔

”فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُخَالِطًا فِي السَّيْرِ لِأَهْلِ الشَّرِّ يُحَذَّرُ عَنْهُ“[1]۔

اگر آدمی برے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے والا ہو تو اُس سے ڈرایا جائے گا۔

[۳۸۹] ابونعیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”دَخَلَ الثَّوْرِيُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ فَإِذَا الحَسَنُ بنُ صَالِحِ بن حي يُصَلِّي، فَقَالَ: نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ، وَأَخَذَ نَعْلَيْهِ، فَتَحوَّلَ إِلَى سَارِيَةٍ أُخْرَى“[2]۔

امام ثوری جمعہ کے دن آئے تو حسن بن صالح بن حیی نماز پڑھ رہے تھے، انہیں دیکھ کر فرمایا: ہم منافقانہ خشوع سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور اپنے جوتے اٹھا کر دوسرے ستون کی جانب مڑ گئے۔

[۳۹۰] ابونعیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ذُكِرَ الحَسَنُ بنُ صَالِحٍ عِنْدَ الثَّوْرِيِّ، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ يَرَى السَّيْفَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ“[3]۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس حسن بن صالح کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: وہ شخص محمد ﷺ کی امت کے خلاف تلوار اٹھانے کا قائل ہے۔

[۳۹۱] بشر بن الحارث الحافی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَانَ زَائِدَةُ يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ يُحَذِّرُ النَّاسَ مِنِ ابْنِ حَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، قَالَ:

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیۃ (۳۵/ ۴۱۴)۔

[2] الکامل فی الضعفاء (۲/ ۳۰۹)، وتہذیب الکمال، مزی (۶/ ۱۸۰)، وسیر أعلام النبلاء (۷/ ۳۶۳)، والمیزان (۱۸۶۹)، وتہذیب التہذیب، ابن حجر (۲/ ۲۴۹)۔

[3] مسند ابن الجعد (۲۱۴۲)، وطبقات الحنابلۃ (۱/ ۴۲۳)، وتہذیب الکمال (۶/ ۱۸۱)، وسیر أعلام النبلاء (۷/ ۳۶۳)، وتہذیب التہذیب (۵۱۶)۔

وَكَانُوا يَرَوْنَ السَّيْفَ"[1]۔

زائدہ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کو ابن حیی اور اس کے ساتھیوں سے آگاہ کرتے تھے، نیز فرمایا: یہ لوگ تلوار کے قائل تھے۔

[۳۹۲] ابوصالح الفراء رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ذكرتُ لِيُوسُفَ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ وَكِيعٍ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْفِتَنِ، فَقَالَ: ذَاكَ يُشْبِهُ أُسْتَاذَهُ - يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ حُيَيٍّ - فَقَالَ: قُلْتُ لِيُوسُفَ: أَمَا تَخَافُ أَنْ تَكُونَ هَذِهِ غِيبَةٌ؟ فَقَالَ: لِمَ يَا أَحْمَقُ، أَنَا خَيْرٌ لِهَؤُلَاءِ مِنْ أُمَّهَاتِهِمْ وَآبَائِهِمْ، أَنَا أَنْهَى النَّاسَ أَنْ يَعْمَلُوا بِمَا أَحْدَثُوا فَتَتبِعُهُمْ أَوْزَارُهُمْ، وَمَنْ أَطْرَاهُمْ كَانَ أَضَرَّ عَلَيْهِمْ"[2]۔

میں نے یوسف بن اسباط سے وکیع کے بارے میں فتنوں کے بابت کوئی چیز ذکر کی، تو انہوں نے کہا: یہ بھی اپنے استاذ -یعنی حسن بن حیی- کے مشابہ ہے، کہتے ہیں: میں نے یوسف سے کہا: کیا آپ ڈرتے نہیں کہ یہ بات غیبت ہو؟ فرمایا: بے وقوف کہیں کے، غیبت کیوں ہوگی؟ میں ان لوگوں کے لئے ان کے ماں باپ سے بہتر ہوں، میں لوگوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات پر عمل کرنے سے منع کرتا ہوں تاکہ ان کے گناہ ان پر نہ لدیں، جو انہیں بڑھاوا دیتا ہے وہ ان کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے۔

[۳۹۳] عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے فرمایا:

---

[1] ضعفاء العقیلی (۱/۲۳۱)، وتہذیب الکمال (۶/۱۸۲)، وسیر اعلام النبلاء (۷/۳۶۳)، وتہذیب التہذیب (۵۱۶)۔

[2] ضعفاء العقیلی (۱/۲۳۲)، وتہذیب الکمال (۶/۱۸۲)، والمیزان (۱۸۶۹)، وسیر اعلام النبلاء (۷/۳۶۴)، وتہذیب التہذیب (۵۱۶)۔

’’سَمِعْتُ أَبِيَ يَقُولُ: مَنْ قَالَ لَفظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ؛ هَذَا كَلَامُ سُوءٍ رَدِيءٌ وَهُوَ كَلَامُ الْجَهْمِيَّةِ. قُلْتُ لَهُ: إِنَّ الْكَرَابِيسِيَّ حُسَيْنٌ يَقُولُ هَذَا، فَقَالَ: كَذَبَ، - هَتَكَهُ اللَّهُ - الْخَبِيثُ، وَقَالَ: قَدْ خَلَفَ هَذَا بِشْرًا الْمَرِيسِيَّ‘‘[1]۔

میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: جو کہے: ’’میرا قرآن کو بولنا مخلوق ہے‘‘ یہ بڑی بُری اور گھٹیا بات ہے‘ یہ جہمیہ کی بات ہے۔ میں نے ان سے کہا: یقیناً حسین کرابیسی بھی یہی کہتا ہے، انہوں نے کہا: پلید جھوٹ بولتا ہے- اللہ اُسے رسوا کرے- اور فرمایا: یہ بشر مریسی کا جانشین ہوا ہے۔

[۳۹٤] عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’سَأَلْتُ أَبَا ثَوْرٍ إِبْرَاهِيمَ بْنَ خَالِدٍ الْكَلْبِيَّ عَنْ حُسَيْنٍ الْكَرَابِيسِيِّ، فَتَكَلَّمَ فِيهِ بِكَلَامٍ سُوءٍ رَدِيءٍ‘‘[2]۔

میں نے ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی سے حسین کرابیسی کے بارے میں پوچھا، تو اُنہوں نے اُس کے بارے بُری اور گھٹیا بات کہی۔

[۳۹۵] محمد بن حسن بن ہارون موصلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’سألت أبا عَبْد اللَّهِ أَحْمَد بْنِ حنبل عن قول الكرابيسي: نطقي بالقرآن مخلوق؟ فَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إياكَ إياكَ؛ وهذا الكرابيسي لا تكلمه، ولا تكلم من يكلمه، أربع مرات أو خمس مرات‘‘[3]۔

---

[1] السنة، عبداللہ بن احمد بن حنبل (۱۸٦)، وتھذیب التھذیب (۲/۳۱۰)۔

[2] السنة، عبداللہ بن احمد بن حنبل (۱۸۷)، وتھذیب التھذیب (۲/۳۰۰)۔

[3] تاریخ بغداد (۸/٦۵)، وطبقات الحنابلة (۱/۲۸۸)، والمقصد الارشد (۳۹٦)، و تھذیب التھذیب (۲/۳۱۰)۔

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کرابیسی کے قول ''میرا قرآن کو بولنا مخلوق ہے'' کے بارے میں پوچھا؟ تو ابوعبداللہ نے مجھ سے کہا: دیکھو، اس کرابیسی سے آگاہ رہو، اس سے بات نہ کرو، نہ اس سے بات کرنے والوں سے بات کرو، یہ بات چار یا پانچ مرتبہ دہرائی۔

[۳۹۶] ایوب سختیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا:

''لَا تُمَكِّنْ أَصْحَابَ الأَهْوَاءِ مِنْ سَمْعِكَ فَينفِذُوا فِيهِ مَا شَاءُوا [فيغيروا قلبک]''[1]۔

اپنا کان بدعتیوں کے حوالہ نہ کرو، کہ وہ اس میں جو چاہیں داخل کر دیں، اور پھر تمہارا دل ہی بدل دیں۔

[۳۹۷] عثمان بن زائدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے سفیان نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''لَا تُخَالِطْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ''[2]۔

بدعتی کے ساتھ میل جول نہ رکھو۔

[۳۹۸] احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مات بشر المريسي وخلفه حسين الكرابيسي''[3]۔

بشر مریسی کی موت ہوئی اور حسین کرابیسی اُس کا جانشین بنا۔

[۳۹۹] فریابی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے سفیان ثوری رحمہ اللہ فلاں کی ہم نشینی سے منع

---

(1) الابانۃ، ابن بطۃ (۳۹۷)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۴۶، ۲۷۴، ۱۲)۔

(2) الابانۃ، ابن بطۃ (۴۵۳)۔

(3) تاریخ بغداد (۸/ ۶۶)۔

کرتے تھے-یعنی ایک بدعتی شخص کی صحبت سے-[1]۔

[٤٠٠] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَدْرَكْتُ خِيَارَ النَّاسِ كُلُّهُمْ أَصْحَابُ سُنَّةٍ، وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْ أَصْحَابِ الْبِدَعِ''[2]۔

میں نے نیک لوگوں کو پایا،سب کے سب اہل سنت تھے،وہ بدعتیوں سے منع کرتے تھے۔

[٤٠١] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَإِيَّاكَ أَنْ تَجْلِسَ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ''[3]۔

خبردار!کسی بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

[٤٠٢] یحییٰ بن ابوکثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِذَا لَقِيتَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي طَرِيقٍ؛ فَخُذْ فِي طَرِيقٍ آخَرَ''[4]۔

اگر راستے میں کسی بدعتی سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو تم دوسرے راستے سے نکل جاؤ۔

اسی طرح فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے۔

[٤٠٣] مقاتل بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قَالَ لِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: يَا أَبَا الْحَسَنِ، لَا تُجَالِسْ هَؤُلَاءِ أَصْحَابَ

---

[1] الابانۃ،ابن بطۃ (۴۵۴)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۶۷)۔

[3] الابانۃ،ابن بطۃ (۴۵۲)۔

[4] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۵۵)، والشریعۃ، آجری (۶۷)، والابانۃ، ابن بطۃ (۴۹۰، ۴۹۳)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۵۹۷)،وحلیۃ الاولیاء (۳/۶۹)،وشعب الایمان، بیہقی (۹۴۶۳،۹۴۶۶)، والاعتصام،شاطبی (۱/۱۷۲)۔

الْبِدَعِ، إِنَّ هَؤُلَاءِ يُفْتُونَ فِيمَا تَعْجَزُ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ"[1]۔

مجھ سے عبدالرحمن بن مہدی نے کہا: اے ابوالحسن! ان بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، یقیناً یہ لوگ ایسے مسائل میں فتویٰ دیتے ہیں جن سے فرشتے بھی عاجز ہیں۔

[٤٠٤] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْأَهْوَاءِ، وَلَا تُخَالِطُوهُمْ؛ فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَغْمِسُوكُمْ فِي ضَلَالَتِهِمْ، أَو يُلَبِّسُوا عَلَيْكُمْ مَا كنتم تَعْرِفُونَ"[2]۔

بدعتیوں کی مجلسوں میں نہ بیٹھو، ان سے میل جول نہ رکھو، کیونکہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں اپنی گمراہی میں ڈبو دیں گے یا جو باتیں تم پہلے سے جانتے تھے ان میں تمہیں شبہہ میں ڈال دیں گے۔

[٤٠٥] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا تَجْلِسْ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكَ [عَلَيْهِ] اللَّعْنَةُ"[3]۔

کسی بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر -اُس پر- لعنت نازل

---

[1] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۵۶)۔

[2] القدر (۳۷۰)، وطبقات ابن سعد (۷/ ۱۸۴)، وسنن دارمی (۳۹۱)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۵۵)، والشریعۃ، آجری (۶۱)، والابانۃ، ابن بطۃ (۳۶۷، ۳۶۹)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۴۴)، وحلیۃ الاولیاء (۲/ ۲۸۷، ۹/ ۲۱۷)، و الاعتقاد (۲۳۸)، و شعب الایمان، بیہقی (۹۴۶۱)، وسیر أعلام النبلاء (۱۱/ ۲۸۵)، والاعتصام (۱/ ۱۷۲)۔

[3] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۴۱)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۶۲)، وشعب الایمان، بیہقی (۹۴۷۲)، وتاریخ دمشق (۴۸/ ۳۹۸)۔

ہو جائے۔

[٤٠٦] نیز فرمایا:

’’احذروا الدخول على أصحاب البدع؛ فإنهم يصدون عن الحق‘‘[١]۔

بدعتیوں کے پاس نہ جاؤ؛ کیونکہ وہ حق سے روکتے ہیں۔

[٤٠٧] **محمد بن مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:**

’’أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عليه السلام: أَلَّا تُجَالِسْ أَصْحَابَ الْأَهْوَاءِ؛ فَتَسْمَعَ مِنْهُمْ كَلِمَةً فَتُرْدِيَكَ، فَتُضِلَّكَ، فَتُدْخِلَكَ النَّارَ‘‘[٢]۔

اللہ عزوجل نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی جانب وحی فرمائی کہ: بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو، ورنہ اُن سے کوئی بات سن لوگے جو تمہیں ہلاک کردے گی، پھر تمہیں گمراہ کردے گی اور جہنم میں داخل کردے گی۔

[٤٠٨] **ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:**

’’لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنَّ مُجَالَسَتَهُمْ تَذْهَبُ بِنُورِ الْإِيمَانِ مِنَ الْقُلُوبِ، وَتُسْلِبُ مَحَاسِنَ الْوُجُوهِ، وَتُورِثُ الْبِغْضَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ‘‘[٣]۔

بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو، کیونکہ ان کی صحبت دلوں سے ایمان کا نور ختم کردیتی ہے، چہروں کا حسن سلب کرلیتی ہے اور مومنوں کے دلوں میں بغض ونفرت ڈال دیتی ہے۔

[٤٠٩] **سلمہ بن علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا:**

---

[1] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢٦١)۔

[2] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٥٦)۔

[3] الابانۃ، ابن بطۃ (٣٧٥)۔

”كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ يَنْهَى عَنِ الْكَلَامِ وَمُجَالَسَةِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ“[1]۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ علم کلام اور بدعتیوں کی ہم نشینی سے منع کرتے تھے۔

[٤١٠] ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَا تُجَالِسُوا أَصْحَابَ الْأَهْوَاءِ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَرْتَدَّ قُلُوبُكُمْ“[2]۔

بدعتیوں کی صحبت میں نہ رہو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے دل پلٹ جائیں۔

[٤١١] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

”صَاحِبُ بِدْعَةٍ لَا تَأْمَنْهُ عَلَى دِينِكَ، وَلَا تُشَاوِرْهُ فِي أَمْرِكَ، وَلَا تَجْلِسْ إِلَيْهِ، وَمَنْ جَلَسَ إِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ أَوْرَثَهُ اللَّهُ الْعَمَى - يَعْنِي فِي قَلْبِهِ -“[3]۔

اپنے دین کی بابت کسی بدعتی سے بے خوف نہ ہو، نہ اپنے معاملے میں اس سے مشورہ کرو، نہ اس کے پاس بیٹھو، جو کسی بدعتی کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اندھاپن ڈال دے گا۔

[٤١٢] ابومزاحم موسیٰ بن عبید اللہ بن خاقان رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ لِي عمي وسألته - يعني: أحمد بن حنبل - عَنِ الكرابيسي، فَقَالَ: مبتدع“[4]۔

مجھ سے میرے چچا نے کہا: کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کرابیسی کے

---

[1] الابانۃ، ابن بطۃ (٦٢٤)۔

[2] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٥٦)، والابانۃ، ابن بطۃ (٣٧٤)، والاعتصام (١/ ١٧٢)۔

[3] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢٦٤)۔

[4] تاریخ بغداد (٨/ ٦٦)۔

بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: وہ بدعتی ہے۔

[٤١٣] عبدالقدوس بن مالک العطار رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أصول السنة عندنا ... - وذكر منها - وترك الجلوس مع أصحاب الأهواء“[1]۔

ہمارے نزدیک سنت کے اصول یہ ہیں: اور اس میں یہ بھی ذکر کیا کہ بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھا جائے۔

[٤١٤] یوسف بن اسباط رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كان أبي قدريا، وأخوالي روافض، فأنقذني الله بسفيان“[2]۔

میرے والد قدری (تقدیر کے منکر) تھے، اور میرے ماموں حضرات رافضی تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سفیان کے ذریعہ ان سے بچالیا۔

[٤١٥] جعفر بن ابوعثمان طیالسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سمعت يَحْيَى ابن معين، وقيل لَهُ: إن حسينا الكرابيسي يتكلم فِي أَحْمَدَ بنِ حنبل، فَقَالَ: ومن حسين الكرابيسي؟ لعنه اللّه، إنما يتكلم فِي الناس أشكالهم، ينطل حسين ويرتفع أَحْمَد.

قَالَ جَعْفَر: ينطل يعني ينزل، وهو الدردي الذي فِي أسفل الدن“[3]۔

---

(1) شرح اصول الاعتقاد، لا لکائی (٣١٧)، وطبقات الحنابلة (٣٣٨)۔

(2) مسند ابن الجعد (١٨٧٩) تحقیق عبدالمهدی و (١٨٠٣) تحقیق حیدر، والعلل ومعرفة الرجال (٢ / ١٠) تحقیق طلعت واسماعیل، و (٢ / ٤٣٤) تحقیق وصی اللہ عباس، وشرح اصول الاعتقاد، لا لکائی (٣٢)، وتاریخ دمشق (٨ / ٩٦)۔

(3) تاریخ بغداد (٨ / ٦٥)، وطبقات الحنابلة (١ / ١٢٤)۔

میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا، ان سے کہا گیا کہ حسین کرابیسی احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں نازیبا باتیں کرتا ہے، تو انہوں نے فرمایا: حسین کرابیسی کون ہے؟ اُس پر اللہ کی لعنت ہو، درحقیقت وہ لوگوں کی ظاہری شکلوں کے بارے میں کلام کررہا ہے، حسین پست ہوجائے گا اور احمد بن حنبل بلند ہوں گے۔

جعفر نے فرمایا: ینطل یعنی پست ہو جائے گا، یہ خمیرہ کو کہتے ہیں جو شراب وغیرہ کے بڑے برتن کی تہ میں ہوتا ہے۔

نوٹ: دُردی، اس خمیرہ کو کہتے ہیں جسے، جوس اور شربت وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے تاکہ اس میں نشہ پیدا ہو، یہ دراصل اس چیز کو کہا جاتا ہے جسے ہر سائل مادہ کے نیچے چھوڑا جاتا ہے جیسے پینے کی چیزیں اور تیل وغیرہ۔ (جمال)

[٤١٦] علی بن شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ عَبْدَ اللهُ بْنَ الْمُبَارَكِ رحمه الله، يَقُولُ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ: دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبَّ السَّلَفَ“[1]۔

میں نے عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ کو علی رؤوس الأشہاد کہتے ہوئے سنا: عمرو بن ثابت کی حدیث چھوڑ دو، کیونکہ وہ سلف کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

نوٹ: بھلا اگر عبد اللہ بن مبارک ہمارے درمیان آجائیں تو ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور ان کے بارے میں بدزبانی کرتے ہیں، جیسے: ابو الاعلیٰ مودودی، سید قطب، طارق سویدان، حسن بن فرحان مالکی، ابو الحسن ماربی مصری اور ان کا دفاع کرنے والے یا ان کے بارے میں

[1] صحیح مسلم (١/ ١٦)، وضعفاء العقیلی (١/ ١٣)۔

خاموشی برتنے والے!! (جمال)

[٤١٧] ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَانَ الْحَسَنُ وَمُحَمَّد بن سيرين يَقُولَانِ: لَا تُجَالِسُوا أَصْحَابَ الْأَهْوَاءِ، وَلَا تُجَادِلُوهُمْ، وَلَا تَسْمَعُوا مِنْهُمْ''[1]۔

حسن بصری اور محمد بن سیرین رحمہما اللہ کہا کرتے تھے: بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ ان سے بحث ومناظرہ کرو، اور نہ ان کی باتیں سنو۔

[٤١٨] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''رَآنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، جَلَسْتُ إِلَى طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ، فَقَالَ لِي: أَلَمْ أَرَكَ جَلَسْتَ إِلَى طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ؟ لَا تُجَالِسَنَّهُ. قَالَ أَيُّوبُ : وَمَا شَاوَرْتُهُ فِي ذَلِكَ، وَلَكِنْ يَحِقُّ لِلْمُسْلِمِ إِذَا رَأَى مِنْ أَخِيهِ شيئاً يَكْرَهُه أَنْ يَنْصَحَهُ''[2]۔

سعید بن جبیر نے مجھے طلق بن حبیب کے پاس بیٹھتے ہوئے دیکھا، تو مجھ سے کہا: کیا میں نے تمہیں طلق بن حبیب کے پاس بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے؟ اُس کے پاس ہرگز نہ بیٹھو۔ ایوب کہتے ہیں: میں نے اس بارے میں اُن سے مشورہ نہیں کیا تھا، مگر مسلمان کو چاہئے کہ جب اپنے بھائی کی جانب سے کوئی نامناسب چیز دیکھے تو اُسے نصیحت کرے۔

[٤١٩] علی بن ابو خالد رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] طبقات ابن سعد (٧/ ١٢٧)، وسنن دارمی (٤٠١)، و أحوال الرجال (١/ ٣٦)، و الابانۃ، ابن بطۃ (٣٩٥)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢٤٠)، وشعب الایمان، بیہقی (٩٤٦٧)، وتھذیب الکمال (٦/ ١١١)، والمیزان (١/ ١١٤)، واللسان (١/ ٧)۔

[2] طبقات ابن سعد (٧/ ٢٢٧)، وسنن دارمی (٣٩٢)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٥٩)، والشریعۃ، آجری (١٣٧)، وتاریخ بغداد (١٣/ ٣٧٩)، وشرح علل الترمذی (١/ ٣٥٢)، وتہذیب الکمال (١٣/ ٤٥٢)۔

”قلت: لأحمد – يعني ابن حنبل – إن هذا الشيخ – لشيخ حضر معنا – هو جاري، وقد نهيته عَنْ رجل، ويحب أن يسمع قولك فيه: حارث القصير – يعني: حارثاً المحاسبي –؛ وكنت رأيتني معه منذ سنين كثيرة، فقلت لي: لا تجالسه، ولا تكلمه. فلم أكلمه حتى الساعة، وهذا الشيخ يجالسه، فما تقول فيه؟ فرأيت أَحْمَد قد أحمر لونه، وانتفخت أوداجه وعيناه، وما رأيته هكذا قط، ثم جعل ينتفض ويقول: ذاك !! فعل اللَّه به وفعل، ليس يعرف ذاك إلا من خبره وعرفه، أوّيه، أوّيه، أوّيه، ذاك لا يعرفه إلا من قد خبره وعرفه، ذاك جالسه المغازلي، ويعقوب، وفلان؛ فأخرجهم إلى رأي جهم، هلكوا بسببه“.

فقال له الشيخ: يا أبا عَبْد اللَّه، يروي الحديث، ساكن، خاشع، من قصته، ومن قصته. فغضب أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، وجعل يقول: لا يغرك خشوعه ولينه، ويقول أيضاً: لا تغتر بتنكيس رأسه فإنه رجل سوء، ذاك لا يعرفه إلا من قد خبره، لا تكلمه، لا كرامة له، كل من حدث بأحاديث رَسُول اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وكان مبتدعا تجلس إليه؟ لا، ولا كرامة، ولا نعمى عين، وجعل يقول: ذاك ذاك“[1]۔

میں نے امام احمد سے کہا: یہ شیخ - ایک صاحب جو ہمارے ساتھ موجود تھے - میرے پڑوسی ہیں، میں نے انہیں ایک شخص سے منع کر چکا ہوں، مگر یہ چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ کی بات سن لیں: یعنی حارث قصیر - حارث محاسبی - کے بارے میں؛ آپ نے مجھے اُس کے ساتھ بہت سالوں سے دیکھا تھا، تو مجھ سے کہا تھا: ”اس کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ اُس سے بات کرو“۔

[1] طبقات الحنابلة (٣٢٥)، والمقصد الارشد فی ذکر أصحاب الامام احمد (٧١٤)۔

تب سے آج تک میں نے اس سے بات نہیں کی، لیکن یہ شیخ اس کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

اتنا سننا تھا کہ میں نے دیکھا کہ امام احمد رحمہ اللہ کا چہرہ سرخ ہوگیا، ان کی رگیں اور آنکھیں پھول گئیں، میں نے انہیں ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ جھڑک کر کہنے لگے: ''وہ شخص!! اللہ تعالیٰ اُسے کیفر کردار تک پہنچائے، اُسے وہی جانتا ہے جو اس کے اندرونی حقائق سے واقف اور آگاہ ہے، اسے چھوڑ دو، اس سے باز رہو، اس سے دوری اختیار کرو، اُسے وہی جانتا ہے جو اس کے اندرونی حقائق سے واقف اور آگاہ ہے، مغازلی، یعقوب اور فلاں فلاں اس کے ہم نشین تھے؛ چنانچہ اس نے انہیں جہم بن صفوان کی رائے کا دلدادہ بنا دیا، جس کے سبب وہ ہلاک و برباد ہو گئے''۔

تو اس شیخ نے کہا: اے ابوعبداللہ! وہ حدیث روایت کرتے ہیں، بڑے سنجیدہ اور خشوع اختیار کرنے والے ہیں، ان کی حالت ایسی ہے، ان کی حالت ایسی ہے؟؟ یہ سن کر ابوعبداللہ سخت غصہ ہوئے اور کہنے لگے: ''اس کا خشوع اور نرم مزاجی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے''، نیز کہنے لگے: ''اس کے سر جھکائے رہنے سے دھوکہ نہ کھانا، کیونکہ وہ بڑا بُرا آدمی ہے، اُسے وہی جانتا ہے جو اس کے حقائق سے واقف ہے، اس سے بات نہ کرو، اس کی کوئی عزت نہیں ہے، کیا ہر شخص جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرے، جبکہ وہ بدعتی ہو، تم اس کے پاس بیٹھو گے؟ نہیں، بالکل نہیں، وہ کسی عزت وتکریم کا مستحق نہیں ہے، نہ اس سے آنکھ کو ٹھنڈک مل سکتی ہے'' اور کہنے لگے: ''وہ ایسا ایسا ہے''۔

[٤٢٠] ابن ابوزمنین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ السُّنَّةِ يَعِيبُونَ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ الْمُضِلَّةِ، وَيَنْهَوْنَ عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ

وَيُخَوِّفُونَ فِتْنَتَهُمْ، وَيُخْبِرُونَ بِخَلَاقِهِمْ، وَلَا يَرَوْنَ ذَلِكَ غِيبَةً لَهُمْ، وَلَا طَعْنًا عَلَيْهِمْ ''[1]۔

اہل سنت ہمیشہ گمراہ کن بدعات وخواہشات والوں کی عیب جوئی کرتے رہے ہیں، ان کی صحبت میں رہنے سے منع کرتے رہے ہیں، ان کے فتنہ سے ڈراتے رہے ہیں اور لوگوں کو ان کی حرکت وکردار کی خبر دیتے رہے ہیں، اور وہ اسے ان کی غیبت یا طعنہ زنی نہیں سمجھتے تھے۔

○ ○ ○

[1] اصول السنۃ، ابن ابوزمنین (۲۹۳)۔

فصل ۲۸:

سلف صالحین کا بعض معین بدعتیوں سے قطع تعلق کرنا، لوگوں کو ان سے نفرت دلانا اور اُن سے اور ان کے ساتھ چلنے والوں کی باتیں سننے سے منع کرنا

[٤٢١] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَنَّ صَبِيغًا – ابن عسلٍ – الْعِرَاقِيَّ جَعَلَ يَسْأَلُ عَنْ أَشْيَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ فِي أَجْنَادِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى قَدِمَ مِصْرَ، فَبَعَثَ بِهِ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا أَتَاهُ الرَّسُولُ بِالْكِتَابِ، فَقَرَأَهُ قَالَ: أَيْنَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: فِي الرَّحْلِ، قَالَ عُمَرُ: أَبْصِرْ أَنْ يكونَ ذَهَبَ فَتُصِيبَكَ مِنِّي بِهِ الْعُقُوبَةُ الْمُوجِعَةُ. فَأَتَاهُ بِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: ''تَسْأَلُ مُحْدَثَةً''، فأَرْسلَ عُمَرُ إِلَى رَطَائِبَ مِنْ جَرِيدٍ، فَضَرَبَهُ بِهَا حَتَّى تَرَكَ ظَهْرَهُ دَبِرَةً، ثُمَّ تَرَكَهُ حَتَّى بَرَأَ، ثُمَّ عَادَ لَهُ، ثُمَّ تَرَكَهُ حَتَّى بَرَأَ، فَدَعَا بِهِ لِيَعُودَ لَهُ، قَالَ: فقالَ صَبِيغٌ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ

قَتْلِي، فَاقْتُلْنِي قَتْلًا جَمِيلًا، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُدَاوِيَنِي، فَقَدْ وَاللَّهِ بَرَأْتُ، فَأَذِنَ لَهُ إِلَى أَرْضِهِ، وَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ لَا يُجَالِسَهُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الرَّجُلِ، فَكَتَبَ أَبُو مُوسَى إِلَى عُمَرَ: أَنْ قَدْ حَسُنَتْ تَوْبَتُهُ، فَكَتَبَ إليه عُمَرُ: أَنْ يأْذَنَ لِلنَّاسِ بِمُجَالَسَتِهِ"[1]۔

کہ صبیغ بن عسل عراقی مسلمانوں کے لشکروں میں قرآن کی کچھ (متشابہ) چیزوں کے بارے میں سوال کرنے لگا یہاں تک مصر آیا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اُس کے بارے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا، جب قاصد ان کے پاس خط لے کر پہنچا، اور انہوں نے پڑھا تو فرمایا: وہ شخص کہاں ہے؟ اس نے کہا: قیام گاہ میں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُسے دیکھو، اگر وہ چلا گیا تو تمہیں میری جانب سے دردناک سزا ملے گی، چنانچہ وہ اُسے لے کر آیا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: "تم نئی نئی بات پوچھتے ہو"، اور عمر رضی اللہ عنہ نے کھجور کی گیلی ٹہنیاں منگوائی اور اُسے اس سے مار مار کر اس کی پیٹھ ٹیڑھی کر دی، پھر اُسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا، پھر دوبارہ اس کی پٹائی کی اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ ٹھیک ہو گیا، اس کے بعد پھر اسے پٹائی کے لئے بلایا گیا، تو صبیغ نے اُن سے کہا: اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو بحسن وخوبی قتل کر دیں، اور اگر آپ میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی قسم میں ٹھیک ہو چکا ہوں، لہٰذا اُسے اپنے علاقہ میں جانے کی اجازت دی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا: کہ کوئی مسلمان اس - صبیغ بن عسل - کے ساتھ نہ بیٹھے، یہ چیز اس شخص پر بڑی گراں گزری، بالآخر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ شخص اچھی توبہ کر چکا ہے، تو عمر رضی اللہ نے جواب میں لکھا کہ لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دیدیں۔

---

[1] سنن دارمی (۱۴۸)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۶۳)، والحجۃ فی بیان المحجۃ (۱ / ۱۹۴)۔

[٤٢٢] ایک شخص نے ابن سیرین سے کہا:

''إِنَّ فُلَانًا يُرِيدُ أَنْ يَأْتِيَكَ وَلَا يَتَكَلَّمُ بِشَيْءٍ، قَالَ: قُلْ لِفُلَانٍ: لَا؛ مَا يَأْتِينِي، فَإِنَّ قَلْبَ ابْنِ آدَمَ ضَعِيفٌ، وَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أَسْمَعَ مِنْهُ كَلِمَةً، فَلَا يَرْجِعُ قَلْبِي إِلَى مَا كَانَ''[1]۔

فلاں شخص چاہتا ہے کہ آپ کے پاس آئے اور کوئی بات نہ کرے، انھوں نے کہا: فلاں سے کہہ دو: نہیں، میرے پاس نہ آئے، کیونکہ ابن آدم کا دل کمزور ہے، مجھے ڈر ہے کہ اس کی کوئی بات سن لوں، تو میرا دل پہلی حالت پر واپس نہ آسکے۔

[٤٢٣] اسماء بن عبید ضبعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ عَلَى ابْنِ سِيرِينَ فَقَالَا: يَا أَبَا بَكْرٍ نُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ؟ قَالَ: ''لَا''. قَالَا: فَنَقْرَأُ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ قَالَ: ''لَا، لَتَقُومَانِ عَنِّي أَوْ لَأَقُومَنَّ''، قَالَ: فَخَرَجَا، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا أَبَا بَكْرٍ، وَمَا كَانَ عَلَيْكَ أَنْ يَقْرَآ عَلَيْكَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى؟ قَالَ: ''إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْرَآ عَلَيَّ آيَةً، فَيُحَرِّفَانِهَا فَيَقِرُّ ذٰلِكَ فِي قَلْبِي''[2]۔

دو بدعتی ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوبکر! ہم آپ کو ایک حدیث بیان کریں؟ انھوں نے کہا: نہیں، ان دونوں نے کہا: تو آپ کو کتاب اللہ کی ایک آیت سنا دیں؟

---

[1] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٦٠)، والابانۃ، ابن بطۃ (٣٩٩)۔

[2] سنن دارمی (٣٩٧)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٦٠)، والسنۃ، عبداللہ بن احمد (١٠٠)، والشریعۃ، آجری (٦٢) والابانۃ، ابن بطۃ (٣٩٨)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢٤٢)، والحلیۃ (٩/ ٢١٨)، والحجۃ فی بیان المحجۃ (٢/ ٥١٦)، وسیر أعلام النبلاء (١١/ ٢٨٥)۔

فرمایا: نہیں، کوئی ضرورت نہیں، تم دونوں میرے پاس سے چلے جاؤ، ورنہ میں چلا جاؤں گا۔ کہتے ہیں: بالآخر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ بعد میں کچھ لوگوں نے کہا: اے ابوبکر! آپ کو کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھ کر سنانے میں کیا حرج تھا؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے ایک آیت پڑھ کر سنائیں اور اس میں تحریف کر دیں اور وہی چیز میرے دل میں بیٹھ جائے!

[٤٢٤] عبداللہ بن عمر سرخسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَكَلْتُ عِنْدَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ أَكْلَةً، فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ الْمُبَارَكَ فَقَالَ: لَا كَلَّمْتُهُ ثَلَاثِينَ يَوْمًا“[1]۔

ایک دن میں نے ایک بدعتی کے یہاں کھانا کھالیا، اس بات کا پتہ ابن المبارک رحمہ اللہ کو چلا، تو انہوں نے کہا: میں اُن سے تیس دنوں تک بات نہیں کروں گا۔

[٤٢٥] معمر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ طَاوُوسٍ، وَعِنْدَهُ ابْنٌ لَهُ، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: صَالِحٌ، يَتَكَلَّمُ فِي الْقَدَرِ، فَتَكَلَّمَ بِشَيْءٍ فَتَنَبَّهَ، فَأَدْخَلَ ابْنُ طَاوُسٍ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ لِابْنِهِ: أَدْخِلْ أَصَابِعَكَ فِي أُذُنَيْكَ وَاشْدُدْ، فَلَا تَسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ شَيْئًا فَإِنَّ الْقَلْبَ ضَعِيفٌ“[2]۔

میں ابن طاوس کے پاس تھا، اُن کے پاس ان کا ایک بیٹا بھی تھا، اسی دوران صالح نامی ایک شخص آیا جو تقدیر کے بارے میں (انکار کی) بات کرتا تھا، چنانچہ اس نے کچھ کہا تو وہ چونک گئے، یہ سن کر ابن طاوس نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں،

---

[1] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۷۴)۔

[2] مصنف عبدالرزاق (۲۰۰۹۹)، والابانۃ، ابن بطۃ (۴۰۰)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۴۸)۔

اور اپنے بیٹے سے کہا: تم بھی اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لو اور خوب اچھی طرح بند کرلو، اس کی کوئی بات نہ سنو، کیونکہ دل کمزور ہے۔

[٤٢٦] امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي يَحْيَى – وكان معتزلياً –: إِنِّي أَرَى الْمُعْتَزِلَةَ عِنْدَكُمْ كَثِيرًا !! قُلْتُ: نَعَمْ، وَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ مِنْهُمْ، قَالَ: أَفَلَا تَدْخُلُ مَعِي هَذَا الْحَانُوتَ حَتَّى أُكَلِّمَكَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ الْقَلْبَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّ الدِّينَ لَيْسَ لِمَنْ غَلَبَ“[1]۔

مجھ سے ابراہیم بن محمد بن ابو یحییٰ نے کہا – جو معتزلی تھا –: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے یہاں معتزلہ بہت ہیں!! میں نے کہا: ہاں، اور ان کا خیال ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہو! اس نے کہا: کیا آپ میرے ساتھ اس دوکان میں چلیں گے تاکہ میں آپ سے کچھ بات کروں؟ میں نے کہا: نہیں! کہا: کیوں؟ میں نے کہا: اس لئے کہ دل کمزور ہے اور دین اس کا نہیں ہے جو بات کرنے میں غالب آجائے۔

[٤٢٧] اسماعیل طوسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ: يَكُونُ مَجْلِسُكَ مَعَ الْمَسَاكِينِ، وَإِيَّاكَ أَنْ تَجْلِسَ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ“[2]۔

---

[1] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۰۱)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۴۹)، وتاریخ دمشق (۱۸۶/۳۶)، وسیر أعلام النبلاء (۲۸۵/۱۱)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۵۲)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۶۰)، والحلیۃ (۱۶۸/۸)، وشعب الایمان، بیہقی (۶۴/۷)۔

مجھ سے امام ابن المبارک نے کہا: تم مساکین کے ساتھ بیٹھا کرو، کسی بدعتی کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو۔

[٤٢٨] فریابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: مجھے سفیان ثوری رحمہ اللہ فلاں کی ہم نشینی سے منع کرتے تھے۔یعنی ایک بدعتی شخص کی صحبت سے۔[1]

[٤٢٩] فروہ بن یحییٰ عبدالکریم خصیف کی مجلس میں رہتے تھے، تو ان کے پاس عراق سے سالم افطس آ گئے اور انہوں نے کچھ اِرجاء (ایمان سے عمل کو خارج کرنے) کی بات کر دی، لہٰذا وہ ان کی مجلس سے اٹھ گئے! راوی کہتے ہیں: بسا اوقات میں نے انہیں دیکھا کہ وہ تنہا بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے پاس کوئی نہیں بیٹھتا تھا[2]۔

[٤٣٠] ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے محمد بن السائب سے کہا:

''لَا تَقْرَبَنَّا مَا دُمْتَ عَلَى رَأْيِكَ هَذَا، وَكَانَ مُرْجِئًا''[3]۔

جب تک تم اپنی اس رائے پر قائم ہو ہمارے قریب نہ آنا، وہ مرجی تھے۔

[٤٣١] ابوالقاسم نصرآباذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''بلغني أن الحارث المحاسبي تكلم فِي شيء من الكلام، فهجره أَحْمَد بْن حَنْبَل، فاختفى فِي دار بِبَغْدَادَ، فلما مات لم يصل عَلَيْهِ إلا أربعة نفر''[4]۔

مجھے پتہ چلا کہ حارث محاسبی نے کچھ کلام کی (عقلانی) بات کی، تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

---

[1] الابانۃ، ابن بطۃ (٤٥٤)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (٤١٨)۔

[3] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٥٨)۔

[4] تاریخ بغداد (٨/ ٢١٥، ٢١٦)، والانساب (٥/ ٢٠٨)، والمیزان (٢/ ١٦٥)، وتہذیب التہذیب (٢/ ١١٧)۔

نے اُس سے قطع تعلق کرلیا، چنانچہ وہ بغداد میں ایک گھر میں روپوش ہوگیا، اور جب اس کی موت ہوئی تو صرف چار لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

[٤٣٢] امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ سے حارث محاسبی اور اس کی کتابوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''إِيّاكَ وَهذِهِ الكُتُب، هذِهِ كُتُبُ بِدعٍ وَضَلالاتٍ، عَليكَ بالأثرِ فَإنّكَ تجدُ فيهِ مَا يُغْنيكَ عَنْ هذِهِ الكُتُب، قيلَ لَهُ: فِي هذِهِ الكُتُبِ عِبْرَةٌ، قَالَ: مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي كتابِ اللهِ عِبْرَةٌ فَليسَ لَهُ فِي هذِهِ عِبْرَةٌ. ثم قَالَ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إلى البِدَعِ''[1]۔

اِن کتابوں سے بچ کر رہنا! یہ بدعات اور گمراہیوں کی کتابیں ہیں، حدیث کو لازم پکڑو، کیونکہ تمہیں اس میں وہ باتیں ملیں گی جو ان کتابوں سے بے نیاز کردیں گی۔ ان سے کہا گیا: ان کتابوں میں عبرت ونصیحت کی باتیں ہیں! فرمایا: جسے اللہ کی کتاب میں عبرت نہ ملے اُسے ان کتابوں میں عبرت نہیں مل سکتی!! پھر فرمایا: لوگ کتنی جلدی بدعتوں کے خوگر ہوگئے!!

[٤٣٣] داود بن علی بن خلف اصبہانی بغداد آئے، ان کے اور صالح بن احمد بن حنبل کے درمیان اچھے تعلقات تھے، چنانچہ انہوں نے صالح سے بات کی کہ اُن کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتے ہوئے اپنے والد احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ملاقات کی اجازت طلب کرلیں، چنانچہ صالح اپنے والد کے پاس آئے اور ان سے کہا:

---

[1] سوالات البرذعی (٥٦١)، وتاریخ بغداد (٨ / ٢١٥)، وسیر أعلام النبلاء (١٢ / ١١٢)، والمیزان (٢ / ١٦٥)، و تہذیب التہذیب (٢ / ١١٧)، یہ قول مختصراً فقرہ (٤٥٢) میں بھی آئے گا۔

”رَجُلٌ سَأَلَنِي أَنْ يَأْتِيْكَ، فَقَالَ: مَا اسْمُهُ؟ قَالَ: دَاوُدُ. قَالَ: مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ أَصْبَهَانَ. قَالَ: أي شيء صناعته؟ قَالَ: وَكَانَ صَالِحٌ يَرُوْغُ عَنْ تَعْرِيْفِهِ إياه، فَمَا زَالَ أَبُو عَبْد اللّٰهِ يَفْحَصُ عنه حَتَّى فَطِنَ بِهِ، فَقَالَ: هَذَا قَدْ كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى النيسابوري فِي أَمْرِهِ أَنَّهُ زَعَمَ أَنَّ الْقُرَآنَ مُحْدَثٌ؛ فَلاَ يَقْرَبَنِّي، قَالَ: يَا أَبَتِ إِنَّهُ يَنْتَفِي مِنْ هَذَا وَيُنْكِرُهُ. فَقَالَ: مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى أَصدَقُ مِنْهُ، لاَ تَأْذَنْ لَهُ فِي المصير إلي“[1]۔

ایک شخص نے مجھ سے آپ کے پاس آنے کی درخواست کی ہے، کہا: اس کا کیا نام ہے؟ کہا: داود، پوچھا: کہاں کا آدمی ہے؟ کہا: اصبہان کا، کہا: اس کا کیا مشغلہ ہے؟ کہتے ہیں: صالح اُن کا پورا تعارف کرانے سے گریز کر رہے تھے، مگر ابوعبداللہ اُن کے بارے جانچ پڑتال کرتے رہے یہاں تک کہ سمجھ گئے، اور فرمایا: اس شخص کے بارے میں محمد بن یحییٰ نیسابوری نے مجھے خط لکھا ہے کہ وہ قرآن کے مُحدَث ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے! لہٰذا وہ میرے قریب نہیں آسکتا، انہوں نے کہا: اے اباجان! وہ اس بات کی نفی کرتا ہے اور اس کا انکاری ہے، تو ابوعبداللہ نے فرمایا: محمد بن یحییٰ اُس سے زیادہ سچے ہیں، اُسے میرے پاس آنے کی اجازت نہ دینا۔

[٤٣٤] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِيَّاكَ أَنْ تَجْلِسَ مَعَ مَنْ يُفْسِدُ عَلَيْكَ قَلْبَكَ، وَلَا تَجْلِسْ مَعَ صَاحِبِ هَوًى، فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ مَقْتَ اللّٰهِ“[2]۔

---

[1] سوالات البرذعی (۵۵۵)، وتاریخ بغداد (۸ / ۳۷۳-۳۷۴)، والانساب (۴ / ۹۹)، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ (۲ / ۲۸۶)، وسیر أعلام النبلاء (۱۳ / ۹۹)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (۴۵۱)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۶۲)۔

ایسے شخص کے ساتھ بیٹھنے سے بچنا جو تمہارے دل کو بگاڑ دے، اور نہ کسی بدعتی نفس پرست کے ساتھ بیٹھنا، کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی ناراضگی کا خوف ہے۔

[٤٣٥] سلام بن ابو مطیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَأَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ الْبِدَعِ لِأَيُّوبَ السختياني فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، أَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ؟ قَالَ: فَوَلَّى أَيُّوبُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا، وَلَا نِصْفُ كَلِمَةٍ، لَا، وَلَا نِصْفُ كَلِمَةٍ، يشير بإصبعه - بخنصره اليمنى -"[1]۔

ایک بدعتی نے ایوب سختیانی سے کہا: اے ابوبکر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں؟ کہتے ہیں: تو ایوب نے یہ کہتے ہوئے پیٹھ پھیر لیا، کہ: نہیں، آدھی بات بھی نہیں، نہیں، آدھی بات بھی نہیں، آپ اپنے دائیں ہاتھ کی کانی انگلی سے اشارہ کر رہے تھے۔

[٤٣٦] عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ أَبَا مَعْمَرٍ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ وَكِيعٍ، فَكَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ - ابن حيى - أَمْسَكْنَا أَيْدِيَنَا فَلَمْ نَكْتُبْ، فَقَالَ: مَا لَكُمْ لَا تَكْتُبُونَ حَدِيثَ حَسَنٍ؟ فَقَالَ لَهُ أَخِي بِيَدِهِ هَكَذَا - يَعْنِي: أَنَّهُ كَانَ يَرَى السَّيْفَ - فَسَكَتَ وَكِيعٌ"[2]۔

میں نے ابو معمر کو کہتے ہوئے سنا: ہم وکیع کے پاس تھے، چنانچہ جب وہ حسن بن صالح بن حیی (خارجی عقیدہ کے حامل) کے واسطے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو ہم اپنا ہاتھ روک

---

[1] القدر (٣٧٤)، والسنۃ، عبد اللہ بن احمد (١٠١)، والشریعۃ، آجری (٦٢)، وسیر أعلام النبلاء (٦/ ٢١، ١١/ ٢٨٥)، فقرہ (٣٧٣) کے تحت اس اثر کی اس سے زیادہ وسیع تخریج گزر چکی ہے۔

[2] ضعفاء العقیلی (١/ ٢٣٢)، وتہذیب الکمال (٦/ ١٨٢)، وسیر أعلام النبلاء (٧/ ٣٦٤)، والمیزان (٢/ ٢٤٧)۔

لیتے اور لکھنا بند کردیتے، تو انہوں نے فرمایا: کیا بات ہے تم حسن بن صالح کی حدیث نہیں لکھتے ہو؟ تو میرے بھائی نے اس طرح ہاتھ کے اشارے سے بتلایا -کہ وہ تلوار کے قائل ہیں- یہ سن کر وکیع خاموش ہوگئے۔

[٤٣٧] سعید الأشج رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ، وَذُكِرَ لَهُ صَعْقُ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ؛ فَقَالَ: تَبَسُّمُ سُفْيَانَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ صَعْقِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ''[1]۔

میں نے عبداللہ بن ادریس کو کہتے ہوئے سنا، ان سے حسن بن صالح کی بیہوشی کا ذکر کیا گیا؛ تو انہوں نے فرمایا: ہمیں سفیان کی مسکراہٹ حسن بن صالح کی بیہوشی سے زیادہ محبوب ہے۔

[٤٣٨] مفضل بن مہلہل سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَوْ كَانَ صَاحِبُ الْبِدْعَةِ إِذَا جَلَسْتَ إِلَيْهِ يُحَدِّثُكَ بِبِدْعَتِهِ؛ حَذَرْتَهُ وَفَرَرْتَ مِنْهُ، وَلَكِنَّهُ يُحَدِّثُكَ بِأَحَادِيثِ السُّنَّةِ فِي بُدُوِّ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يُدْخِلُ عَلَيْكَ بِدْعَتَهُ، فَلَعَلَّهَا تَلْزَمُ قَلْبَكَ، فَمَتَى تَخْرُجُ مِنْ قَلْبِكَ؟''[2]۔

اگر تم بدعتی کے ساتھ بیٹھو گے اور وہ تمہیں اپنی بدعت بیان کرے گا تو تم اس سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوگے، مگر وہ اپنی مجلس کے آغاز میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتا ہے، پھر بعد میں اپنی بدعت گھسیڑتا ہے، اب ممکن ہے کہ وہ بدعت تمہارے دل سے وابستہ ہوجائے تو پھر کب نکلے گی؟

○ ○ ○

[1] سابقہ مراجع، وتھذیب التھذیب (٢/٢٤٩)۔

[2] الابانۃ، ابن بطہ (٣٩٤)۔

فصل (۲۹):

بدعتیوں نفس پرستوں سے قطع تعلق کرنا سنت ہے

[۴۳۹] قاضی ابوالحسین رحمہ اللہ نے ''التمام'' میں فرمایا:

''لَا تَخْتَلِفُ الرِّوَايَةُ فِي وُجُوبِ هَجْرِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَفُسَّاقِ الْمِلَّةِ، ... وَلَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ ذِي الرَّحِمِ وَالْأَجْنَبِيِّ إِذَا كَانَ الْحَقُّ لِلَّهِ تَعَالَى، فَأَمَّا إِذَا كَانَ الْحَقُّ لِآدَمِيٍّ كَالْقَذْفِ وَالسَّبِّ وَالْغِيبَةِ وَأَخْذِ مَالٍ غَصْبًا وَنَحْوِ ذَلِكَ نَظَرْت، فَإِنْ كَانَ الْمُهَاجِرُ وَالْفَاعِلُ لِذَلِكَ مِنْ أَقَارِبِهِ وَأَرْحَامِهِ لَمْ تَجُزْ هِجْرَتُهُ''[1]۔

بدعتیوں اور ملت کے فاسق و بدعمل لوگوں سے قطع تعلق کے واجب ہونے میں روایت مختلف نہیں ہے،... اور جب معاملہ اللہ کے حق کا ہو تو اس میں رشتہ دار اور اجنبی میں کوئی فرق نہیں، البتہ جب حق آدمی کا ہو، جیسے تہمت لگانا، گالی دینا، غیبت کرنا، کسی کا مال غصب کرنا وغیرہ، تو غور کرنا چاہیے، جس سے قطع تعلق کیا جا رہا ہے اگر وہ اُس کے اقارب اور رشتہ داروں میں سے ہو تو اُس سے قطع تعلق کرنا جائز نہیں۔

[۴۴۰] ابن مفلح رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۳۸)۔

”يُسَنُّ هَجْرُ مَنْ جَهَرَ بِالْمَعَاصِي الْفِعْلِيَّةِ وَالْقَوْلِيَّةِ وَالِاعْتِقَادِيَّةِ“[1]۔

علانیہ قولی، عملی اور اعتقادی گناہ کرنے والوں سے قطع تعلق کرنا سنت ہے۔

[٤٤١] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ مُقِيمٌ عَلَى مَعْصِيَةٍ وَهُوَ يَعْلَمُ بِذَلِكَ لَمْ يَأْثَمْ إِنْ هُوَ جَفَاهُ حَتَّى يَرْجِعَ، وَإِلَّا كَيْفَ يَتَبَيَّنُ لِلرَّجُلِ مَا هُوَ عَلَيْهِ إِذَا لَمْ يَرَ مُنْكِرًا، وَلَا جَفْوَةً مِنْ صَدِيقٍ؟!“[2]۔

جب اُسے معلوم ہو کہ وہ گناہ پر قائم ہے، تو اس سے بے رُخی برتنے سے گنہگار نہ ہوگا یہاں تک وہ رجوع کر لے، ورنہ جب آدمی نہ کسی انکار کرنے والے کو دیکھے گا، نہ کسی دوست کی جانب سے بے رخی محسوس کرے گا، تو اُس کے سامنے اس کی بدعملی کیسے ظاہر ہوگی؟

[٤٤٢] امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”هِجْرَانُ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْفُسُوقِ وَمُنَابِذِي السُّنَّةِ مَعَ الْعِلْمِ؛ يَجُوزُ هِجْرَانُهُ دَائِمًا“[3]۔

بدعتیوں، فاسقوں اور علم کے باوجود سنت ٹھکرانے والوں سے ہمیشہ قطع تعلق کرنا جائز ہے۔

[٤٤٣] امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۲۹)۔

[2] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۲۹)۔

[3] شرح صحیح مسلم، نووی (۱۳/ ۱۰۶)، والدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج (۵/ ۲۲)، وشرح سنن ابن ماجہ (۱/ ۲۳۲)، وشرح الزرقانی (۴/ ۳۲۸)۔

''إِنَّ هِجْرَةَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ دَائِمَةٌ عَلَى مَرِّ الْأَوْقَاتِ؛ مَا لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُمُ التَّوْبَةُ وَالرُّجُوعُ إِلَى الْحَقِّ''[1]۔

یقیناً نفس پرستوں بدعتیوں سے ہمیشہ ہمیش قطع تعلق جائز ہے؛ جب تک ان کی جانب سے توبہ اور حق کی طرف رجوع ظاہر نہ ہو۔

[٤٤٤] امام ابن الأثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

''هَجْرُ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ مَطْلُوبٌ أَبَداً''[2]۔

نفس پرستوں بدعتیوں سے ہمیشہ قطع تعلق مطلوب ہے۔

[٤٤٥] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَيَجِبُ هَجْرُ مَنْ كَفَرَ، أَوْ فَسَقَ بِبِدْعَةٍ، أَوْ دَعَا إِلَى بِدْعَةٍ مُضِلَّةٍ، أَوْ مُفَسِّقَةٍ عَلَى مَنْ عَجَزَ عَنِ الرَّدِّ عَلَيْهِ، أَوْ خَافَ الِاغْتِرَارَ بِهِ، وَالتَّأَذِّي دُونَ غَيْرِهِ''[3]۔

اور جو کفر کرے، یا کسی بدعت کے ذریعہ فسق کرے، یا گمراہ کن بدعت کی طرف بلائے یا دوسروں کو چھوڑ کر کسی ایسے شخص کو فاسق بنانے والی بدعت کی طرف بلائے جو اس کی تردید کرنے سے عاجز ہو، یا اُس سے دھوکہ کھانے اور یا اذیت میں پڑنے سے ڈرے اُس سے قطع تعلق کرنا واجب ہے۔

[٤٤٦] نیز فرمایا:

---

[1] النہایۃ (٥/ ٢٤٥)، ولسان العرب، ابن منظور (٥/ ٢٥٠)، وعون المعبود، عظیم آبادی (٦/ ٤٥٧)۔
[2] فیض القدیر، مناوی (٦/ ٤٣٩)۔
[3] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١/ ٢٣٧)۔

”إِذَا أَرَدْت أَنْ تَعْلَمَ مَحَلَّ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الزَّمَانِ؛ فَلَا تَنْظُرْ إِلَى زِحَامِهِمْ فِي أَبْوَابِ الْجَوَامِعِ، وَلَا ضَجِيجِهِمْ فِي الْمَوْقِفِ بِلَبَّيْكَ، وَإِنَّمَا انْظُرْ إِلَى مُوَاطَأَتِهِمْ أَعْدَاءَ الشَّرِيعَةِ“[1]۔

جب تم زمانہ والوں کے یہاں اسلام کا مقام اور اس کی حیثیت جاننا چاہو؛ تو جامع مسجدوں کے دروازوں پر بھیڑ نہ دیکھو، نہ میدان عرفہ میں لبیک کی صدائیں دیکھو، بلکہ شریعت کے دشمنوں کے ساتھ ان کی موافقت اور ہمنوائی دیکھو۔

[٤٤٧] ابن تمیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَهِجْرَانُ أَهْلِ الْبِدَعِ: كَافِرِهِمْ وَفَاسِقِهِمْ الْمُتَظَاهِرِينَ بِالْمَعَاصِي، وَتَرْكُ السَّلَامِ عَلَيْهِمْ فَرْضُ كِفَايَةٍ، وَمَكْرُوهٌ لِسَائِرِ النَّاسِ، وَقِيلَ: لَا يُسَلِّمُ أَحَدٌ عَلَى فَاسِقٍ مُعْلِنٍ، وَلَا مُبْتَدِعٍ مُعْلِنٍ دَاعِيَةٍ، وَلَا يَهْجُرُ مُسْلِمٌ مَسْتُورٌ مِنْ السَّلَامِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ“[2]۔

اور اہل بدعت سے: خواہ کافر ہوں یا فاسق، جو علانیہ گناہ ومعاصی کرنے والے ہوں، قطع تعلق کرنا اور انہیں سلام نہ کرنا فرض کفایہ ہے، اور بقیہ لوگوں کے لئے مکروہ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ: کسی اعلانیہ فسق کرنے والے اور اعلانیہ بدعت کی دعوت دینے والے بدعتی کو سلام نہیں کیا جائے گا، اور نہ کسی غیر معلوم الحال مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کی جائے گی۔

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۳۷)۔

[2] الفروع (۲/ ۱۴۶) ایڈیشن دار الکتب العلمیۃ، و(۲/ ۱۸۵) ایڈیشن دار عالم الکتب، والآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۲۳۷)۔

[٤٤٨] امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”يُسْتَحَبُّ هِجْرَانُ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْمَعَاصِي الظَّاهِرَةِ، وَتَرْكُ السَّلَامِ عَلَيْهِمْ، وَمُقَاطَعَتُهُمْ تَحْقِيرًا لَهُمْ وَزَجْرًا“①۔

بدعتیوں اور اعلانیہ گناہ کرنے والوں سے قطع تعلق کرنا، اُنہیں سلام نہ کرنا اور ان کا بائیکاٹ کرنا مستحب ہے، تاکہ ان کی تحقیر اور زجر وتوبیخ ہو۔

[٤٤٩] ابو القاسم اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَترك مجالسة أهل الْبِدْعَة ومعاشرتهم سنة، لِئَلَّا تعلق بقلوب ضعفاء الْمُسلمين بعض بدعتهم، وَحَتَّى يعلم النَّاس أَنهم أهل الْبِدْعَة، وَلِئَلَّا يكون مجالستهم ذَرِيعَة إِلَى ظُهُور بدعتهم“②۔

بدعتیوں کی ہم نشینی اور ان کے ساتھ رہن سہن نہ رکھنا سنت ہے، تاکہ بعض کمزور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی کوئی بدعت جگہ نہ بنالے، اور تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ بدعتی ہیں، نیز اس لئے تاکہ ان کی ہم نشینی ان کی بدعت کے فروغ کا ذریعہ نہ بنے۔

[٤٥٠] علی بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَدِمَ ثَوْرٌ [ابن يزيد الكلاعي] الْمَدِينَةَ؛ فَقِيلَ لِمَالِكٍ: أَلَا تَأْتِيهِ؟. فَقَالَ: لَا يُجْتَمَعُ عِنْدَ رَجُلٍ مُبْتَدَعٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؛ وَقَالَ: لَا تَأْتُوهُ [وكان يرى القدرَ]“③۔

---

① شرح صحیح مسلم، نووی (١٧/ ١٠٠)۔

② الحجۃ فی بیان المحجۃ (٢/ ٥٠٩)۔

③ الابانۃ، ابن بطہ (٤٩٦، ٤٩٧)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (١٣٣٧)۔

میں نے ابو عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا: ثور [ابن یزید کلاعی] مدینہ آئے؛ تو امام مالک سے کہا گیا: کیا آپ اُن کے پاس نہیں جائیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں ایک بدعتی شخص کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوا جا سکتا؛ نیز فرمایا: تم بھی اُن کے پاس نہ جانا [وہ انکار تقدیر کا عقیدہ رکھتے تھے]۔

○ ○ ○

فصل ③⓪:

بعض سلف کا نفس پرستوں بدعتیوں کی کتابیں جلانے کی وصیت کرنا اور ان کی باتیں لینے نیز بدعتیوں کی باتیں لکھنے سے منع کرنا

[٤٥١] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِيَّاكُم أَنْ تَكْتُبُوا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ الأَهوَاءِ، قَلِيْلاً وَلاَ كَثِيْراً“[1]۔

خبردار! دیکھنا کسی بدعتی کی کوئی بات نہ لکھنا، نہ تھوڑا نہ زیادہ۔

[٤٥٢] سعید بن عمرو برذعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”شَهِدْتُ أَبَا زُرْعَةَ الرَّازِيَّ سُئِلَ عَنِ المُحَاسِبِيِّ وَكُتُبِهِ؛ فَقَالَ للسائل: إِيَّاكَ وَهَذِهِ الكُتُبَ، هَذِهِ كُتُبُ بِدَعٍ وضَلاَلاَتٍ“[2]۔

---

[1] سیر أعلام النبلاء (۱۱/ ۲۳۱)۔

[2] سوالات البرذعی (۵٦۱)، وتاریخ بغداد (۸/ ۲۱۵)، والانساب (۴/ ۹۹)، وتھذیب التھذیب (۲۲٦)، والمیزان (۲/ ۱٦۵)، وسیر أعلام النبلاء (۱۲/ ۱۱۲)، یہ قول فقرہ (۴۳۲) میں اس سے طویل تخریج کے ساتھ گزر چکا ہے۔

میں ابوزرعہ رازی کے پاس موجود تھا' آپ سے حارث محاسبی اور اس کی کتابوں کے بارے میں پوچھا گیا؛ تو آپ نے سوال کرنے والے سے کہا: ان کتابوں سے بچنا، یہ بدعات وضلالت کی کتابیں ہیں۔

[٤٥٣] عبداللطیف بن عبدالرحمن آل شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وقد حذر أهل العلم والبصيرة عن النظر فيها، ومطالعة خافيها وباديها – يعني: كتاب الإحياء للغزالي –، بل أفتى بتحريقها علماء المغرب ممن عرف بالسنة، وسماها كثير منهم: إماتة علوم الدين ...''[١]۔

اہل علم وبصیرت نے اس کتاب -یعنی امام غزالی کی ''اِحیاءعلوم الدین- کو پڑھنے، اور اس کے ظاہر و پوشیدہ کا مطالعہ کرنے سے آگاہ کیا ہے، بلکہ سنت سے معروف علماء مغرب نے اُسے جَلانے کا فتویٰ دیا ہے اور ان میں سے بہت سے علماء نے اُسے ''اِماتۃعلوم الدین'' یعنی دین کے علوم کو مار ڈالنے' کا نام دیا ہے۔

[٤٥٤] مروزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قُلْت لِأَحْمَدَ: اسْتَعَرْت مِنْ صَاحِبِ الْحَدِيثِ كِتَابًا؛ يَعْنِي: فِيهِ أَحَادِيثُ رَدِيئَةٌ، تَرَى أَنْ أُحْرِقَهُ أَوْ أَخْرِقَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ''[٢]۔

میں نے امام احمد سے کہا: میں نے ایک محدث سے ایک کتاب عاریۃً لی ہے؛ اس میں کچھ گھٹیا حدیثیں موجود ہیں، بتایئے میں اُسے جلادوں یا چیتھڑے بنا کر پھینک دوں؟ کہا: جی ہاں۔

---

[1] الدرر السنیۃ (١١/٢٣١)۔

[2] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١/٢١٠)۔

[٤٥٥] مروذی رحمہ اللہ نے کتاب ''القصص'' میں فرمایا:

''عزم حَسن بن البزّاز، وأبو نصر بن عبد المجيد وغيرهما على أن يجيئوا بكتاب ''المدلّسين'' الّذي وضعه الكرابيسيّ يطعن فيه على الأعمش، وسليمان التَّيْميّ. فمضيتُ إليه في سنة أربعٍ وثلاثينِ، فقلت: إنّ كتابك يريدُ قومٌ أن يعرضوه على أبي عبد الله، فأظْهِر أنّك قد ندِمتَ عليه. فقال: إنّ أبا عبد الله رجلٌ صالح، مثله يوفَّق لإصابة الحقّ، قد رضيتُ أن يُعرض عليه. لقد سألني أبو ثور أنْ أمحوَهُ، فأبيت. فجيء بالكتاب إلى أبي عبد الله، وهو لا يعلم لمن هو، فعلّموا على مُسْتَبْشَعات من الكتاب، وموضعٍ فيه وضْع على الأعمش، وفيه: إنْ زعمتم أنّ الحَسَن بن صالح كان يرى السّيف فهذا ابن الزُّبَير قد خَرَجَ. فقال أبو عبد الله: هذا أراد نُصْرة الحَسَن بن صالح، فوضع عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وقد جمع للرّوافض أحاديثَ في هذا الكتاب. فقال أبو نصْر: إنّ فتياننا يختلفون إلى صاحب هذا الكتاب. فقال: حذروا عنه''[1]۔

حسن بن بزاز اور ابونصر بن عبد المجید وغیرہ نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ کرابیسی کی لکھی ہوئی کتاب ''المدلسین''، جس میں اُس نے اعمش اور سلیمان تیمی پر طعنہ زنی کی ہے (امام احمد کے پاس) لے کر آئیں گے۔ لہٰذا میں سنہ چونتیس میں اُن کے پاس گیا اور اُن سے کہا: کچھ لوگ آپ کی کتاب ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کو پیش کرنا چاہتے ہیں، اس لئے آپ اس بات کا اظہار کریں کہ آپ اس پر نادم ہیں۔ تو انہوں نے کہا: یقیناً ابوعبداللہ نیک آدمی ہیں، ان کے

[1] تاریخ الاسلام، ذہبی (وفیات: ۲۴۱-۲۵۰ھ)، (۸۴)۔

جیسا آدمی حق کی صوابدید سے ہمکنار ہوگا، میں اس بات سے راضی ہوں کہ کتاب انہیں پیش کی جائے۔ مجھ سے ابوثور نے اُسے مٹانے کا مطالبہ کیا تھا مگر میں نے انکار کر دیا تھا۔ بہر کیف کتاب امام ابوعبداللہ کے پاس لائی گئی، وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کتاب کس کی ہے، چنانچہ لوگوں نے کتاب میں موجود چند گھناؤنی باتوں کی نشاندہی کی، نیز ایک جگہ اور بتائی جہاں اُنہوں نے اعمش پر زبان درازی کی تھی، اور اس میں یہ بھی لکھا تھا: کہ اگر تمہارا یہ کہنا ہے کہ حسن بن صالح تلوار کے قائل ہیں، تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی حاکم وقت کے خلاف بغاوت کی تھی۔ تو ابوعبداللہ نے فرمایا: اس کا مقصد حسن بن صالح کی حمایت کرنا ہے اس لئے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ پر بھی زبانی درازی کر دی۔ نیز اس نے اس کتاب میں روافض کے لئے بھی چند حدیثیں جمع کر دی ہیں۔

تو ابونصر نے کہا: یقیناً ہمارے نوجوان اس کتاب کے مولف کے پاس آتے جاتے ہیں۔

تو انہوں نے فرمایا: انہیں اس کتاب سے آگاہ کرو اور دور رکھو!!

نوٹ: بھلا اگر آج امام احمد رحمہ اللہ ''العدالۃ الاجتماعیۃ'' نامی کتاب دیکھتے جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کی گئی ہے، بلکہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، اور ''کتب و شخصیات'' نامی کتاب دیکھتے جس میں موسیٰ علیہ السلام پر طعنہ زنی اور ان کی تنقیص کی گئی ہے، اور ''فی ظلال القرآن'' نامی کتاب دیکھتے جس میں وحدۃ الوجود کا عقیدہ موجود ہے اور قرآنی آیات کو موسیقی کے نغمے اور تھاپ کہا گیا ہے، اور اس کے علاوہ دیگر آفتیں موجود ہیں، تو کیا کہتے؟؟!! (جمال)

[٤٥٦] ابن مفلح رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَيَحْرُم النَّظَر فِيمَا يُخْشَى مِنْهُ الضَّلَال وَالْوُقُوع فِي الشَّكِّ وَالشُّبْهَة. ثم قال: وَنَصَّ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى الْمَنْع مِنْ النَّظَر فِي كُتُبِ أَهْلِ الْكَلَام وَالْبِدَع الْمُضِلَّة وَقِرَاءَتِهَا وَرِوَايَتِهَا''[1]۔

اور اُن کتابوں کو دیکھنا حرام ہے جن سے گمراہی اور شک وشبہہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔ پھر فرمایا: امام احمد رحمہ اللہ نے اہل کلام کی کتابوں نیز گمراہ کن بدعات پر مشتمل تمام کتابوں کو دیکھنے، پڑھنے اور اسے روایت کرنے کے حرام ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔

نوٹ: اہل کلام کی کتابوں کی طرح اُن لوگوں کی بھی کتابیں ہیں جنہیں آج کل ''اسلامی مفکرین'' کہا جاتا ہے، یہ تمام گروہوں، فرقوں اور ہم پیالوں، ہم نوالوں سمیت ''فرقہ الاخوان المسلمون'' کی قیادتیں ہیں، گرچہ ان میں آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف ہو۔ اور ہم انہیں بھی بری نہیں سمجھتے جو اُن کی مدح وثنا کریں، ان کی بڑائی اور سراہنا کریں، ان کی جانب سے عذر پیش کریں اور ان کی گھٹیا باتوں پر سکوت اختیار کریں؛ حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہیں یا انہیں اُن کی حالت سے متعارف کرایا جا چکا ہے!! (جمال)۔

○ ○ ○

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۱۹۹)۔

فصل (۳۱):

دین میں بے جا بحث وتکرار اور جھگڑے کی مذمت

[٤٥٧] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُحِبُّ الْكَلَامَ فَاحْذَرْهُ“ [1]۔

جب تم آدمی کو دیکھو کہ وہ کلام (عقلانیت) سے دلچسپی رکھتا ہے تو اس سے بچو۔

[٤٥٨] نیز فرمایا:

”لَا تُجَالِسْ صَاحِبَ كَلَامٍ وَإِنْ ذَبَّ عَنِ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُ لَا يَئُولُ أَمْرُهُ إِلَى خَيْرٍ“ [2]۔

کسی کلام والے (عقل پرست) کی صحبت میں نہ رہو اگرچہ وہ سنت کا دفاع کرے، کیونکہ اس کا انجام بھلا نہیں ہو سکتا۔

[٤٥٩] وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”دَعِ الْمِرَاءَ وَالْجِدَالَ عَنْ أَمْرِكَ، فَإِنَّكَ لَا تُعْجِزُ أَحَدَ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ هُوَ أَعْلَمُ

---

[1] الابانۃ، ابن بطۃ (٦٧٩)۔

[2] الابانۃ، ابن بطۃ (٦٧٩)۔

مِنْكَ، فَكَيْفَ تُمَارِي وَتُجَادِلُ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ؟ وَرَجُلٍ أَنْتَ أَعْلَمُ مِنْهُ، فَكَيْفَ تُمَارِي وَتُجَادِلُ مَنْ أَنْتَ أَعْلَمُ مِنْهُ؟ وَلَا يُطِيعُكَ؛ فَاقْطَعْ ذَلِكَ عَلَيْكَ"[1]۔

اپنے دین کے معاملہ میں جھگڑا اور بے جا بحث ومناظرہ نہ کرو، کیونکہ تم دو میں سے ایک آدمی کو عاجز نہیں کر سکتے: ایک وہ شخص جو تم سے زیادہ علم والا ہو، کیونکہ جو تم سے زیادہ علم والا ہوگا تم اُس سے جھگڑا اور بحث ومناظرہ کیسے کروگے؟ اور دوسرا وہ شخص جس سے تم زیادہ علم والے ہو، کیونکہ تم جس سے زیادہ علم والے ہوگے اُس سے جھگڑا اور بحث و مناظرہ کیسے کروگے؟ وہ تمہاری بات نہیں مانے گا؛ اس لئے بے جا بحث ومناظرہ سے کنارہ کش رہو۔

[٤٦٠] معن بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"انْصَرَفَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رحمه الله يَوْمًا مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى يَدِي، فَلَحِقَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو الْحُورِيَّةِ، كَانَ يُتَّهَمُ بِالْإِرْجَاءِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، اسْمَعْ مِنِّي شَيْئًا أُكَلِّمُكَ بِهِ، وَأُحَاجُّكَ وَأُخْبِرُكَ بِرَأْيِي؛ قَالَ لَهُ مَالِكٌ: فَإِنْ غَلَبْتَنِي؟ قَالَ: إِنْ غَلَبْتُكَ اتَّبَعْتَنِي؛ قَالَ: فَإِنْ جَاءَنَا رَجُلٌ آخَرُ فَكَلَّمَنَا فَغَلَبَنَا؟ قَالَ: نَتَّبِعُهُ، فَقَالَ مَالِكٌ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، بَعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُحَمَّدًا ﷺ بِدِينٍ وَاحِدٍ، وَأَرَاكَ تَنْتَقِلُ مِنْ دِينٍ إِلَى دِينٍ"[2]۔

امام مالک رحمہ اللہ ایک دن مسجد سے نکلے درانحالیکہ آپ میرے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، اتنے میں ابو الحوریہ نامی ایک شخص آپ سے ملا' جو بدعت "اِرجاء" سے متہم تھا، کہنے لگا: اے اللہ کے بندے! ذرا میری ایک بات سنو جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں اور

---

[1] الشریعۃ، آجری (٦٤)۔

[2] الشریعۃ، آجری (٦٢)، وسیر أعلام النبلاء (٨/ ١٠٦)۔

بحث ومباحثہ کرکے تمہیں اپنی رائے بتانا چاہتا ہوں! انہوں نے کہا: **اگر تم مباحثہ میں مجھ پر غالب آگئے تو؟** اس نے کہا: اگر میں تم پر غالب آگیا تو تم میری پیروی کرنا، انہوں نے کہا: ''اور اگر کوئی تیسرا شخص آئے اور ہم دونوں سے بات کرکے ہم پر غالب آجائے تو؟'' کہا: تو ہم دونوں اُس کی پیروی کرلیں گے!! امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: **''اے اللہ کے بندے! اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو صرف ایک دین دے کر مبعوث فرمایا ہے، اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو رہے ہو''۔**

[٤٦١] عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَنْ جَعَلَ دِينَهُ غَرَضًا لِلْخُصُومَاتِ أَكْثَرَ التَّنَقُّلَ''[1]۔

جو اپنے دین کو جھگڑوں کی آماجگاہ بنالے گا بہت زیادہ ادھر اُدھر منتقل ہوگا۔

نوٹ: غرضاً: کا معنیٰ ہدف اور نشانہ ہے۔ (جمال)

[٤٦٢] حنبل بن اسحاق بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ كِتَابًا يَسْتَأْذِنُهُ فِيهِ أَنْ يَضَعَ كِتَابًا يَشْرَحُ فِيهِ الرَّدَّ عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ، وَأَنْ يَحْضُرَ مَعَ أَهْلِ الْكَلَامِ فَيُنَاظِرَهُمْ وَيَحْتَجَّ عَلَيْهِمْ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، أَحْسَنَ اللَّهُ عَاقِبَتَكَ، وَدَفَعَ عَنْكَ كُلَّ مَكْرُوهٍ

---

[1] طبقات ابن سعد (۵/ ۳۷۱)، وسنن دارمی (۳۰۴)، وتاویل مختلف الحدیث (۸۷) تحقیق عطا، و(۴۴) تحقیق المتنبی، والصمت وآداب اللسان (۱۶۱، ۶۷۴)، والشریعۃ، آجری (۶۲، ۶۶)، والابانۃ، ابن بطہ (۵۶۶، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۸۰)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۱۶)، وحلیۃ الاولیاء (۹/ ۲۱۸)، وجامع بیان العلم، ابن عبدالبر (۴۱۲)۔

وَمَحْذُورٍ، الَّذِي كُنَّا نَسْمَعُ وَأَدْرَكْنَا عَلَيْهِ مِنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْكَلَامَ وَالْجُلُوسَ مَعَ أَهْلِ الزَّيْغِ، وَإِنَّمَا الْأُمُورُ فِي التَّسْلِيمِ، وَالِانْتِهَاءِ إِلَى مَا كَانَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، أَوْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَا فِي الْجُلُوسِ مَعَ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالزَّيْغِ، لِتَرُدَّ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمْ يُلَبِّسُونَ عَلَيْكَ، وَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ. فَالسَّلَامَةُ – إِنْ شَاءَ اللَّهُ – فِي تَرْكِ مُجَالَسَتِهِمْ وَالْخَوْضِ مَعَهُمْ فِي بِدْعَتِهِمْ وَضَلَالَتِهِمْ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ امْرُؤٌ، وَلْيَصِرْ إِلَى مَا يَعُودُ عَلَيْهِ نَفْعُهُ غَدًا مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ يُقَدِّمُهُ لِنَفْسِهِ، وَلَا يَكُنْ مِمَّنْ يُحْدِثُ أَمْرًا، فَإِذَا هُوَ خَرَجَ مِنْهُ أَرَادَ الْحُجَّةَ فَيَحْمِلُ نَفْسَهُ عَلَى الْمُحَالِ فِيهِ، وَطَلَبِ الْحُجَّةِ لِمَا خَرَجَ مِنْهُ بِحَقٍّ أَوْ بِبَاطِلٍ لِيُزَيِّنَ بِهِ بِدْعَتَهُ وَمَا أَحْدَثَ، وَأَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ قَدْ وَضَعَهُ فِي كِتَابٍ قَدْ حُمِلَ عَنْهُ، فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُزَيِّنَ ذَلِكَ بِالْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَإِنْ وَضَحَ لَهُ الْحَقُّ فِي غَيْرِهِ. وَنَسْأَلُ اللَّهَ التَّوْفِيقَ لَنَا وَلَكَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ"[1]۔

ایک شخص نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) کو خط لکھ کر آپ سے اجازت چاہی کہ وہ ایک کتاب مرتب کر کے اُس میں بدعتیوں کی تردید کی شرح کرے، اور اہل کلام (عقلانیوں) کے ساتھ جا کر ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت قائم کرے، تو ابوعبداللہ نے اُسے جواب میں لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ تعالیٰ تمہیں نیک انجام سے نوازے، اور ہر ناگوار و نامناسب چیز تم سے دور فرمائے۔ ہم نے جن اہل علم کو پایا ہے اُن سے یہی سنتے آئے ہیں اور انہیں اسی طریقہ پر پایا ہے کہ وہ کلام (عقلانیت) اور اہل زیغ وضلالت کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسند کرتے

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۴۸۱)، والآداب الشرعیۃ (۱/ ۱۹۹)، الفاظ قریب قریب ہیں۔

تھے، درحقیقت معاملہ جو کچھ کتاب اللہ یا سنت رسول ﷺ میں ہے اُس پر سر تسلیم خم کرنے اور اُسی کو حتمی اور آخری سمجھنے کا ہے، نہ کہ اہل بدعت وضلالت کے ساتھ بیٹھنے کا، کہ تم اُن کی تردید کرو، کیونکہ وہ خود رجوع نہیں کریں گے بلکہ تمہیں شک وشبہہ میں ڈال دیں گے، اس لئے ان شاء اللہ سلامتی اسی میں ہے کہ اُن کی ہم نشینی اختیار کرنا اور ان کی بدعت وضلالت میں ان کے ساتھ بات چیت کرنا ترک کر دیا جائے، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اللہ سے ڈرے، اور وہ نیک کام کرے جو کل قیامت کے دن اس کے لئے نفع کا باعث ہو' جسے وہ اپنی ذات کے لئے پیش کرے، اور ایک نئی چیز پیدا کرنے والوں میں سے نہ ہو، کہ جب خود اس سے نکل جائے تو دوسروں پر حجت قائم کرنا چاہے' اور ایک محال کام' اور جس چیز سے نکلا ہے اُس کی خاطر حق یا باطل کے ذریعہ حجت و دلیل تلاش کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرے' تاکہ اس کے ذریعہ اپنی بدعت اور نئی ایجاد کردہ چیز کو مزین وآراستہ کرے، اور اس سے بھی زیادہ سنگین یہ ہے کہ اُسے کسی کتاب میں لکھ دے جسے اُس سے حاصل کیا جائے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ اُسے حق و باطل کے ذریعہ مزین کرنا چاہ رہا ہے' اگرچہ اُس کے سامنے دوسری جگہ حق واضح ہو چکا ہے۔ ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے توفیق کے خواستگار ہیں، تم پر سلامتی ہو۔

[٤٦٣] امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''**فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ:** قَدْ حُذِّرْنَا الْخُصُومَةَ وَالْمِرَاءَ وَالْجِدَالَ وَالْمُنَاظَرَةَ، وَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ هَذَا هُوَ الْحَقُّ، وَإِنَّ هَذِهِ سَبِيلُ الْعُلَمَاءِ وَطَرِيقُ الصَّحَابَةِ وَالْعُقَلَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْعُلَمَاءِ الْمُسْتَبْصِرِينَ، فَإِنْ جَاءَنِي رَجُلٌ يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْأَهْوَاءِ الَّتِي قَدْ ظَهَرَتْ، وَالْمَذَاهِبِ الْقَبِيحَةِ الَّتِي قَدِ انْتَشَرَتْ، وَيُخَاطِبُنِي مِنْهَا

بِأَشْيَاءَ يَلْتَمِسُ مِنِّي الْجَوَابَ عَلَيْهَا، وَأَنَا مِمَّنْ قَدْ وَهَبَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ لِي عِلْمًا بِهَا، وَبَصَرًا نَافِذًا فِي كَشْفِهَا، أَفَأَتْرُكُهُ يَتَكَلَّمُ بِمَا يُرِيدُ وَلَا أُجِيبُهُ، وَأُخَلِّيهِ وَهَوَاهُ وَبِدْعَتَهُ، وَلَا أَرُدُّ عَلَيْهِ قَبِيحَ مَقَالَتِهِ؟

فَإِنِّي أَقُولُ لَهُ: اعْلَمْ يَا أَخِي - رَحِمَكَ اللّٰهُ - أَنَّ الَّذِي تُبْلَى بِهِ مِنْ أَهْلِ هَذَا الشَّأْنِ لَنْ يَخْلُوَ أَنْ يَكُونَ وَاحِدًا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِمَّا رَجُلًا قَدْ عَرَفْتَ حُسْنَ طَرِيقَتِهِ، وَجَمِيلَ مَذْهَبِهِ، وَمَحَبَّتَهُ لِلسَّلَامَةِ، وَقَصْدَهُ طَرِيقَ الِاسْتِقَامَةِ، وَإِنَّمَا قَدْ طَرَقَ سَمْعَهُ مِنْ كَلَامِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ قَدْ سَكَنَتِ الشَّيَاطِينُ قُلُوبَهُمْ، فَهِيَ تَنْطِقُ بِأَنْوَاعِ الْكُفْرِ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، وَلَيْسَ يَعْرِفُ وَجْهَ الْمَخْرَجِ مِمَّا قَدْ بُلِيَ بِهِ؛ فَسُؤَالُهُ سُؤَالُ مُسْتَرْشِدٍ يَلْتَمِسُ الْمَخْرَجَ مِمَّا بُلِيَ بِهِ، وَالشِّفَا مِمَّا أُوذِيَ ... وَأَنْتَ قَدِ اسْتَشْعَرْتَ طَاعَتَهُ، وَأَمِنْتَ مُخَالَفَتَهُ، فَهَذَا الَّذِي قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكَ تَوْفِيقَهُ وَإِرْشَادَهُ مِنْ حَبَائِلِ كَيْدِ الشَّيَاطِينِ.

وَلْيَكُنْ مَا تُرْشِدُهُ بِهِ وَتُوقِفُهُ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْآثَارِ الصَّحِيحَةِ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، وَكُلُّ ذَلِكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، وَإِيَّاكَ وَالتَّكَلُّفَ لِمَا لَا تَعْرِفُهُ، وَتَمَحُّلَ الرَّأْيِ، وَالْغَوْصَ عَلَى دَقِيقِ الْكَلَامِ، فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِكَ بِدْعَةٌ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ بِهِ السُّنَّةَ، فَإِنَّ إِرَادَتَكَ لِلْحَقِّ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِ الْحَقِّ بَاطِلٌ، وَكَلَامَكَ عَلَى السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ السُّنَّةِ بِدْعَةٌ، وَلَا تَلْتَمِسْ لِصَاحِبِكَ الشِّفَاءَ بِسَقَمِ نَفْسِكَ، وَلَا تَطْلُبْ صَلَاحَهُ بِفَسَادِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَنْصَحُ النَّاسَ مَنْ غَشَّ نَفْسَهُ، وَمَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ لِنَفْسِهِ لَا خَيْرَ فِيهِ لِغَيْرِهِ، فَمَنْ أَرَادَ اللّٰهُ وَفَّقَهُ وَسَدَّدَهُ، وَمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ أَعَانَهُ وَنَصَرَهُ''[1]۔

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۶۷۹)۔

اگر کوئی کہے: کہ ہمیں جھگڑے تکرار اور بحث ومناظرہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور ہم خوب جان چکے ہیں کہ یقیناً یہی حق اور علماء کا راستہ ہے، نیز صحابہ کرام، عقلمند مومنوں اور بصیرت مند اہل علم کی ڈگر ہے، لیکن اگر میرے پاس کوئی شخص آ کر ان رائج بدعات وخواہشات اور پھیلے ہوئے مذاہب وافکار میں سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے اور ان میں سے کچھ باتوں کے ذریعہ مخاطب کر کے مجھ سے اس کا جواب چاہے؛ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں اللہ نے اس بارے میں علم اور اُسے بے نقاب کرنے کی گہری بصیرت سے نوازا ہے، تو کیا میں اُسے چھوڑ دوں کہ جو بھی بولنا چاہے بولے، اُس کا جواب نہ دوں، بلکہ اُسے اور اس کی بدعت وخواہشات کو یونہی رہنے دوں، اُس کی اُس بُری بات کی تردید نہ کروں؟

تو میں اُس سے کہوں گا: کہ اے میرے بھائی - اللہ تم پر رحم فرمائے - یقیناً تم اس قسم کے جن لوگوں کی آزمائش سے دوچار ہو گے، وہ تین لوگوں میں سے کوئی ایک ضرور ہو گا: یا تو وہ ایسا آمی ہو گا جس کے عمدہ رویہ، ستھرے موقف، سلامتی کی چاہت اور راہ استقامت کی جستجو سے تم واقف ہو گے، درحقیقت ان بدعتیوں کی کچھ باتیں اُس کے کان میں الجھن کا باعث ہو گئی ہوں گی، جن کے دلوں میں شیاطین کا بسیرا ہے، لہٰذا وہ ان کی زبانوں پر طرح طرح کے کفر بکتے ہیں، اور وہ اس آزمائش سے نکلنے کی سبیل نہیں جانتا ہے جس میں مبتلا ہو گیا ہے؛ تو ایسے شخص کا سوال رہنمائی کے متلاشی کا سوال ہے جو اپنی آزمائش سے نکلنے کی سبیل اور الجھن واذیت سے شفایابی کا خواہاں ہے نیز آپ نے اس کی فرمانبرداری محسوس کر لی ہے اور اس کی مخالفت سے مامون ہیں، تو یہ وہ شخص ہے جس نے آپ کے اوپر اپنی رہنمائی کرنا اور شیطانی چالوں کے تانے بانے سے خود کو نجات دلانا فرض کر دیا ہے۔

اور ضروری ہے کہ جس چیز کے ذریعہ تم اُس کی رہنمائی کرو وہ کتاب وسنت اور علماء

امت صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے صحیح آثار ہوں، اور یہ ساری چیزیں حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ ہونی چاہئیں، اور دیکھنا جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس میں بے جا گھس پیٹھ کرنے، عقلی داؤ پیچ کرنے اور باریک باتوں کی تہہ میں اترنے سے بچنا، کیونکہ تمہارا یہ فعل بدعت ہے اگرچہ اس کے ذریعہ تمہارا مقصد سنت ہو، کیونکہ تمہارا ناحق راستے سے حق چاہنا باطل ہے اور خلاف سنت طریقہ سے سنت کے بارے میں بات کرنا بدعت ہے، اور تم اپنے آپ کو بیمار کر کے اپنے ساتھی کی شفایابی کی جستجو نہ کرو، نہ ہی اپنے آپ کو بگاڑ کر اُس کی اصلاح کی کوشش کرو، کیونکہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے والا لوگوں کی خیر خواہی نہیں کرسکتا، اور جس میں خود اپنی ذات کے لئے خیر نہیں ہے اُس میں دوسرے کے لئے بھی خیر نہیں ہے، اللہ جسے چاہے گا توفیق وصوابدید سے نوازے گا اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اُس کی نصرت ومدد فرمائے گا۔

[٤٦٤] امام ابوبکر آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنْ قَالَ قَائِلٌ: إِنْ كَانَ رَجُلٌ قَدْ عَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عِلْمًا، فَجَاءَهُ رَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ فِي الدِّينِ، يُنَازِعُهُ فِيهَا وَيُخَاصِمُهُ، تَرَى لَهُ أَنْ يُنَاظِرَهُ، حَتَّى تَثْبُتَ عَلَيْهِ الْحُجَّةُ، وَيَرُدَّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ؟

قِيلَ لَهُ: هَذَا الَّذِي نُهِينَا عَنْهُ، وَهُوَ الَّذِي حَذَّرَنَاهُ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ.

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَمَاذَا نَصْنَعُ؟

قِيلَ لَهُ: إِنْ كَانَ الَّذِي يَسْأَلُكَ مَسْأَلَتَهُ مَسْأَلَةَ مُسْتَرْشِدٍ إِلَى طَرِيقِ الْحَقِّ لَا مُنَاظَرَةً، فَأَرْشِدْهُ بِأَلْطَفِ مَا يَكُونُ مِنَ الْبَيَانِ بِالْعِلْمِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَقَوْلِ

الصَّحَابَةِ، وَقَوْلِ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. وَإِنْ كَانَ يُرِيدُ مُنَاظَرَتَكَ، وَمُجَادَلَتَكَ، فَهَذَا الَّذِي كَرِهَ لَكَ الْعُلَمَاءُ، فَلَا تُنَاظِرْهُ، وَاحْذَرْهُ عَلَى دِينِكَ، كَمَا قَالَ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ إِنْ كُنْتَ لَهُمْ مُتَّبِعًا.

فَإِنْ قَالَ: فَنَدَعُهُمْ يَتَكَلَّمُونَ بِالْبَاطِلِ، وَنَسْكُتُ عَنْهُمْ؟

قِيلَ لَهُ: سُكُوتُكَ عَنْهُمْ وَهِجْرَتُكَ لِمَا تَكَلَّمُوا بِهِ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ مُنَاظَرَتِكَ لَهُمْ، كَذَا قَالَ مَنْ تَقَدَّمَ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ"[1]۔

اگر کوئی کہے: کہ اگر کسی شخص کو اللہ نے علم سے نوازا ہو، اور اس کے پاس کوئی شخص آ کر اُس سے دین کا کوئی مسئلہ پوچھے، اُسے لڑے جھگڑے، تو آپ کا کیا خیال ہے کیا وہ اُس سے مناظرہ کرے یہاں تک کہ اُس پر حجت قائم ہو جائے اور اُس کی بات کا جواب دے؟

تو اس سے کہا جائے گا: ہمیں اسی چیز سے منع کیا گیا ہے، اور اسی سے تمام ائمہ متقدمین نے ہمیں آگاہ کیا ہے۔

اور اگر کوئی کہے: کہ تب ہم کیا کریں؟

تو اس سے کہا جائے گا: جو شخص تم سے سوال کر رہا ہے اگر اس کا مسئلہ واقعی راہ حق کی رہنمائی چاہنے والے کا مسئلہ ہو' بطور مناظرہ نہ ہو، تو اُسے کتاب وسنت، اقوال صحابہ اور ائمہ مسلمین کے فرمودات کی روشنی میں اچھی طرح وضاحت کے ساتھ رہنمائی کر دو، اور اگر وہ تم سے مناظرہ اور بے جا بحث ومجادلہ کرنا چاہتا ہو' تو اس چیز کو علماء نے تمہارے لئے ناپسند کیا ہے، اور اپنے دین کی بابت اس سے بچ کر رہو۔

اور اگر کوئی کہے: کہ کیا ہم انہیں چھوڑ دیں' باطل کے ذریعہ بات کرنے دیں' بالکل

[1] الشریعۃ، آجری (۶۴)۔

خاموشی اختیار کر لیں؟

تو اس سے کہا جائے گا: تمہارا اُن سے سکوت اختیار کرنا اور جو کچھ وہ کہیں اُس سے بے تعلق رہنا اُن سے مناظرہ کرنے سے کہیں زیادہ سخت ہے، علماء مسلمین میں سے پیش رو سلف صالحین نے یہی کہا ہے۔

[٤٦٥] عبداللہ البسری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَيْسَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنْ تَرُدَّ عَلَى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَلَكِنَّ السُّنَّةَ عِنْدَنَا أَنْ لَا تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنْهُمْ“[1]۔

ہمارے یہاں سنت یہ نہیں کہ تم بدعتیوں کی تردید کرو، بلکہ ہمارے یہاں سنت یہ ہے کہ تم ان میں سے کسی سے بات نہ کرو۔

[٤٦٦] ہیثم بن جمیل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُلْتُ لِمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، الرَّجُلُ يَكُونُ عَالِمًا بِالسُّنَّةِ أَيُجَادِلُ عَنْهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ يُخْبِرُ بِالسُّنَّةِ؛ فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ وَإِلَّا سَكَتَ“[2]۔

میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے پوچھا: اے ابوعبداللہ! جو شخص سنت کا علم رکھنے والا ہو کیا وہ بدعات کے بارے میں بحث ومباحثہ کرسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ سنت کے ذریعہ بتلائے؛ اگر سنت قبول کی جائے تو ٹھیک ورنہ خاموش ہو جائے۔

[٤٦٧] عباس بن غالب وراق رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُلْت لِأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، أَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ لَيْسَ فِيهِ مَنْ

---

[1] الابانۃ (٤٧٨)۔

[2] جامع بیان العلم، ابن عبدالبر (٤١٤)۔

يَعْرِفُ السُّنَّةَ غَيْرِي، فَيَتَكَلَّمُ مُتَكَلِّمٌ مُبْتَدِعٌ؛ أَرُدُّ عَلَيْهِ؟ قَالَ: لَا تَنْصِبْ نَفْسَكَ لِهَذَا، أَخْبِرْ بِالسُّنَّةِ وَلَا تُخَاصِمْ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْقَوْلَ، فَقَالَ: مَا أَرَاكَ إِلَّا مُخَاصِمًا‘‘[1]۔

میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا: اے ابوعبداللہ! اگر میں کسی مجلس رہوں جہاں میرے سوا کوئی سنت کا جاننے والا نہ ہو وہاں کوئی بدعتی شخص بات کرے، تو کیا میں اُس کی تردید کروں؟ فرمایا: تم اپنے آپ کو اس کے لئے کھڑا نہ کرو، بس سنت بتلادو، جھگڑا اور بحث ومباحثہ نہ کرو، میں نے پھر یہی سوال دہرایا، تو فرمایا: میں تمہیں جھگڑنے والا ہی سمجھتا ہوں۔

[٤٦٨] ہشام بن حسان رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ البصري؛ فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، تَعَالَ أُخَاصِمُكَ فِي الدِّينِ؛ فَقَالَ الْحَسَنُ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ أَبْصَرْتُ دِينِي؛ فَإِنْ كُنْتَ أَضْلَلْتَ دِينَكَ فَالْتَمِسْهُ‘‘[2]۔

ایک شخص حسن بصری کے پاس آیا؛ کہا: اے ابوسعید! آیئے میں دین کے معاملہ میں آپ سے بحث ومناظرہ کروں۔ تو حسن بصری نے کہا: میں تو اپنا دین دیکھ چکا ہوں، اگر تم اپنا دین کھو چکے ہو تو جاؤ اُسے ڈھونڈو۔

○ ○ ○

---

[1] طبقات الحنابلة (١/٢٣٦)، والآداب الشرعية (١/٢٠١، ٢٨٧)، والمقصد الارشد (٢/٢٧٨)۔

[2] الشريعة، آجری (٦٦)، والابانة (٥٨٦)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢١٥)۔

فصل ۳۲:

بدعتیوں کی تحقیر کرنا اُن کی تعظیم نہ کرنا

[٤٦٩] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

"من عظم صاحب بدعة، فقد أعان على هدم الإسلام، ومن تبسم في وجه مبتدع فقد استخف بما أنزل الله عز وجل على محمد ﷺ، ومن زوج كريمته من مبتدع فقد قطع رحمها، ومن تبع جنازة مبتدع لم يزل في سخط الله حتى يرجع"[۱]۔

جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی، اور جو کسی بدعتی کے سامنے مسکرایا اُس نے محمد ﷺ پر اللہ کی نازل کردہ شریعت کا استخفاف کیا، اور جس نے اپنی لاڈلی (بہن، بیٹی) کا نکاح کسی بدعتی سے کردیا اُس نے اُس کا رشتہ کاٹ دیا، اور جو کسی بدعتی کے جنازہ میں شریک ہوا مسلسل اللہ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ لوٹ آئے۔

[٤٧٠] نیز فرمایا:

"آكل مع يهودي ونصراني، ولا آكل مع مبتدع"[۲]۔

میں کسی یہودی اور نصرانی کے ساتھ کھانا کھاسکتا ہوں مگر کسی بدعتی کے ساتھ نہیں کھاسکتا۔

---

(1) شرح السنة، بربہاری (۳۹)، وطبقات الحنابلة (۲ / ۴۳)، والمقصد الارشد (۳۴۴)۔

(2) شرح السنة، بربہاری (۳۹)۔

[۴۷۱] ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ“[1]۔

جس نے کسی بدعتی کا احترام کیا اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔

[٤٧٢] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كل من حدث بأحاديث رَسُول اللَّهِ - ﷺ - وكان مبتدعا يُجلس إليه؟! لا، ولا كرامة، ولا نعمة عين“[2]۔

کیا ہر شخص جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرے جبکہ وہ بدعتی ہو اس کے پاس بیٹھا جائے گا؟ نہیں، بالکل نہیں، وہ کسی عزت وتکریم کا مستحق نہیں ہے اور نہ اس سے آنکھ کو ٹھنڈک مل سکتی ہے۔

[٤٧٣] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إذا رأيتُ رجلا من أهل البدع، فكأنما رأيتُ رجلاً من المنافقين“[3]۔

جب میں کسی بدعتی کو دیکھتا ہوں تو گویا کسی منافق کو دیکھتا ہوں۔

○ ○ ○

---

[1] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۷۳)۔

[2] طبقات الحنابلۃ (۳۲۵)، والمقصد الارشد (۷۱۴)۔

[3] شرح السنۃ، بربہاری (۱۲۷)۔

فصل (۳۳):

بدعتیوں سے دھوکہ نہ کھانا اگرچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کریں، اچھی تقریریں کریں اور چکنی چپڑی باتیں کریں، اور نہ ان کے ناموں کی چمک دمک سے دھوکہ کھانا

[٤٧٤] اسماعیل بن اسحاق السراج رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قَالَ لي أَحْمَد بْن حَنْبَل يوماً: يبلغني أن الحارث هذا - يعني: المحاسبي - يُكْثِرُ الْكَوْنَ عندك، فلو أحضرته منزلك وَأجلستني من حيث لا يراني؛ فأسمع كلامه، فقلت: السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ لك يا أبا عَبْد اللهِ. وَسَرَّنِي هذا الابتداء من أَبِي عَبْد اللهِ. فقصدت الحارث وَسألته أن يحضرنا تلك الليلة، فقلت: وَتَسَأَلُ أَصْحَابَكَ أن يحضروا معك، فَقَالَ: يا إِسْمَاعِيل فِيهِم كثرة، فلا تزدهم على الكسب وَالتمر، وَأكثر منهما ما استطعت. فَفَعَلْتُ مَا أَمَرَنِي به، وَانصرفت إِلَى أَبِي عَبْد اللهِ فأخبرته، فحضر بعد المغرب، وَصعد غرفة فِي الدار، فاجتهد

فِي ورده إلى أن فرغ، وَحضر الحارثُ وَأصحابه، فأكلوا ثُمَّ قاموا لصلاة العتمة، وَلم يصلوا بعدها، وَقعدوا بين يدي الحارث وَهم سكوت، لا ينطق وَاحد منهم إِلَى قريب من نصف الليل؛ فابتدأ وَاحد منهم وَسأل الحارث عَنْ مسألة، فأخذ فِي الكلام وَأصحابه يستمعون، وَكَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرَ، فمنهم من يبكي، وَمنهم من يحن، وَمنهم من يزعق، وَهُوَ فِي كلامه.

فصعدت الغرفة لأتعرف حال أَبِي عَبْد اللَّهِ، فوجدته قد بكى حتى غشي عَلَيْهِ. فانصرفت إليهم، وَلم تزل تلك حالهم حتى أصبحوا، فقاموا وَتَفَرَّقُوا، فصعدت إِلَى أَبِي عَبْد اللَّهِ وَهُوَ متغير الحال، فقلت: كيف رأيت هؤلاء يا أبا عَبْد اللَّهِ؟ فَقَالَ: ما أعلم أني رأيت مثل هؤلاء القوم، وَلا سمعت فِي علم الحقائق مثل كلام هذا الرجل، وَعلى ما وَصفت من أحوالهم فإني لا أرى لك صحبتهم، ثُمَّ قام وَخرج"[1]۔

ایک دن مجھ سے احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ حارث محاسبی تمہارے ساتھ زیادہ رہتا ہے، لہٰذا اگر تم اُسے اپنے گھر بلاتے اور مجھے ایسی جگہ بٹھاتے جہاں وہ مجھے نہ دیکھے؛ تاکہ میں اس کی بات سن سکوں' تو بڑا اچھا ہوتا! تو میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! آپ کا حکم سر آنکھوں پر، اور مجھے ابو عبداللہ کی اس پہل سے بہت خوشی ہوئی۔ چنانچہ میں حارث کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ آج کی شب آپ ہمارے یہاں تشریف لائیں، اور ان سے یہ بھی کہا کہ: اپنے شاگردوں سے کہیں کہ وہ بھی آپ کے ساتھ حاضر ہوں،

[1] تاریخ بغداد، خطیب (۸/ ۲۱۴-۲۱۵)، و مناقب الامام احمد، ابن الجوزی (۱۸۶)، وسیر أعلام النبلاء (۱۱/ ۳۲۷)، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ (۲/ ۲۷۹)، وتھذیب التھذیب (۲/ ۱۱۷)۔

تو انہوں نے کہا: اے اسماعیل! ان کی تعداد بہت زیادہ ہے' لہٰذا انہیں تیل کے نچوڑ اور کھجور کے علاوہ مزید کچھ پیش نہ کرنا، اور یہ دونوں چیزیں جتنی چاہے پیش کرنا۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی، اور لوٹ کر ابو عبداللہ کے پاس گیا اور انہیں یہ باتیں بتلائی، چنانچہ آپ مغرب کے بعد تشریف لائے اور گھر کی بالائی منزل پر چڑھ گئے، اور اپنے اوراد ووظائف میں منہمک رہے' یہاں تک کہ اُس سے فارغ ہوئے، پھر حارث اور اس کے شاگردان بھی آگئے، انہوں نے کھانا تناول کیا پھر نماز عشاء ادا کی اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھا، پھر حارث کے سامنے بیٹھ گئے، سب خاموش تھے تقریباً آدھی رات تک ان میں سے کوئی کچھ نہ بول رہا تھا؛ پھر ان میں سے ایک شخص نے بات شروع کی اور حارث سے ایک مسئلہ پوچھا، تو وہ بات کرنے لگے اور ان کے شاگردان بغور سننے لگے' گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، ان میں کوئی رو رہا تھا، کوئی چیخ رہا تھا، اور وہ اپنی گفتگو میں محو تھے، پھر میں بالائی منزل پر چڑھا تا کہ ابو عبداللہ کی حالت سے آگاہی حاصل کروں، تو میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ رو رو کر بیہوش پڑے تھے۔ بہر کیف میں اُن لوگوں کے پاس واپس آیا، وہ اپنے اُسی حالت پر تھے' یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پھر اُٹھے اور وہاں سے نکل کر چلے گئے۔ پھر میں اوپر چڑھ کر ابو عبداللہ کے پاس آیا - آپ کی حالت بدلی ہوئی تھی -، میں نے آپ سے پوچھا: اے ابو عبداللہ! آپ نے انہیں کیسا پایا؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ میں نے ان لوگوں جیسا کسی کو دیکھا ہے، نہ ہی علم کے حقائق میں اس آدمی کی بات جیسی کوئی بات سنی ہے، اور تم نے ان کے جو احوال بتلائے ہیں' اُس کے مطابق میں تمہارے لئے ان کے ساتھ رہنا درست نہیں سمجھتا، اتنا کہہ کر اُٹھے اور چلے گئے۔

[٤٧٥] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’لا يغرك خشوعه ولينه ... لا تغتر بتنكيس رأسه فإنه رجل سوء - يعني: الحارث المحاسبي -، لا تكلمه، لا كرامة له، كل من حدث بأحاديث رَسُول اللهِ ﷺ وكان مبتدعا تجلس إليه؟ لا، ولا كرامة، ولا نعمى عين‘‘[1]۔

اس کا خشوع اور نرم مزاجی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے ...اس کے سر جھکائے رہنے سے دھوکہ نہ کھانا، کیونکہ وہ -یعنی: حارث محاسبی- بڑا برُا آدمی ہے، اس سے بات نہ کرو، وہ کسی عزت و احترام کے لائق نہیں، کیا ہر شخص جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرے، جبکہ وہ بدعتی ہو، تم اس کے پاس بیٹھو گے؟ نہیں، بالکل نہیں، وہ کسی عزت وتکریم کا مستحق ہے، نہ اس سے آنکھ کو ٹھنڈک مل سکتی ہے‘‘۔

نوٹ: کون: أکوان کی واحد ہے، اور استکانت کے معنیٰ خضوع اور پستی کے ہیں۔

- الکسب: تیل کے نچوڑ کو کہتے ہیں۔
- غرفۃ: کا معنیٰ بالاخانہ ہے۔
- عتمہ: سے مراد نمازِ عشاء ہے۔
- الزعق: کا معنیٰ چیخنا چلانا ہے۔ (جمال)

○ ○ ○

[1] طبقات الحنابلۃ (۳۲۵)، والمقصد الارشد (۱۴۷) مختصراً، یہ اثر فقرہ (۴۱۹) کے تحت گزر چکا ہے، اس میں ایک واقعہ ہے۔

فصل ۳۴:

اہل بدعت فاسقوں بدکاروں سے بدتر ہیں

[٤٧٦] أرطاۃ بن منذر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَأَنْ يَكُونَ ابْنِي فَاسِقًا مِنَ الْفُسَّاقِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ صَاحِبَ هَوًى"۔[1]

میرا بیٹا فاسقوں میں سے ایک فاسق ہو، مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ نفس پرست (بدعتی) ہو۔

[٤٧٧] سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لأن يصحب ابني فاسقاً، شاطرًا، سُنِّيًّا، أحب إليَّ من أن يصحب عابدًا مبتدعًا"۔[2]

میرا بیٹا کسی "فاسق شاطر سُنّی" کے ساتھ رہے، مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ کسی "عبادت گزار بدعتی" کے ساتھ رہے۔

[٤٧٨] امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَأَنْ يَلْقَى اللهَ عزوجل الْعَبْدُ بِكُلِّ ذَنْبٍ مَا خَلا الشِّرْكَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ

---

[1] الشرح والابانۃ (۸۹)۔

[2] اسے شرح السنۃ بربہاری کے محقق نے ذکر کیا ہے (۱۲۴)، اورالاعتقاد، بیہقی کا حوالہ دیا ہے (۱۵۸)۔

يَلْقَاهُ بِشَيْءٍ مِنَ الأَهْوَاءِ“[1]۔

بندہ اللہ تعالیٰ سے شرک کے علاوہ ہر گناہ کے ساتھ ملاقات کرے اس کے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ کسی بدعت اور نفس پرستی کے ساتھ ملاقات کرے۔

[٤٧٩] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُبُورُ أَهْلِ السُّنَّةِ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ رَوْضَةٌ، وَقُبُورُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ مِنَ الزُّهَّادِ حُفْرَةٌ. فُسَّاقُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، وَزُهَّادُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ أَعْدَاءُ اللّٰهِ“[2]۔

کبیرہ گناہوں کے مرتکب اہل سنت کی قبریں باغ ہیں، اور زاہد بدعتیوں کی قبریں گڑھے ہیں۔ اہل سنت کے بدعمل اللہ کے اولیاء ہیں اور بدعتیوں کے زاہدان اللہ کے دشمن ہیں۔

نوٹ: روضۃ: سرسبز زمین کو کہتے ہیں۔ (جمال)

[٤٨٠] مالک بن مغول رحمہ اللہ سے کہا گیا:

”رَأَيْنَا ابْنَکَ يَلْعَبُ بِالطُّيُوْرِ، فَقَالَ: حَبَّذَا أَنْ شَغَلَتْهُ عَنْ صُحْبَةِ مُبْتَدِعٍ“[3]۔

ہم نے آپ کے بیٹے کو پرندوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا ہے! انہوں نے فرمایا: بڑی اچھی بات ہے کہ پرندوں نے اُسے کسی بدعتی کے ساتھ رہنے سے مشغول کر رکھا ہے۔

---

[1] الشرح والابانۃ (٨٧)، والحلیۃ (٩/ ١١١)، والسنن الکبری، بیہقی (١٠/ ٢٠٦)، والاعتقاد، بیہقی (٢٣٩)، وتاریخ دمشق (٥١/ ٣٠٩، ٣١٠)، والبدایۃ والنہایۃ، ابن کثیر (١٠/ ٢٥٤)۔

[2] طبقات الحنابلۃ (١/ ١٨٤)، والمنہج الاحمد (١/ ٢٩٦)۔

[3] الشرح والابانۃ (٩٠)۔

[٤٨١] ابوموسیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَأَنْ أُجَاوِرَ يَهُودِيًّا، وَنَصْرَانِيًّا، وَقِرَدَةً، وَخَنَازِيرَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُجَاوِرَنِي صَاحِبُ هَوًى يُمْرِضُ قَلْبِي“[1]۔

میں کسی یہودی، نصرانی، بندروں اور سوروں کے قریب رہوں، مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ کوئی بدعتی میرے قریب رہے جو میرے دل کو بیمار کر دے۔

[٤٨٢] ابوالجوزاء اوس بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَأَنْ تُجَاوِرَنِي الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ فِي دَارٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُجَاوِرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَقَدْ دَخَلُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ ٱلْأَنَامِلَ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوتُواْ بِغَيْظِكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١١٩﴾﴾ [آل عمران:۱۱۹]“[2]۔

کسی گھر میں میرے ساتھ بندر اور سور ہوں مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ نفس پرستوں بدعتیوں میں سے کوئی شخص میرے قریب رہے، کیونکہ وہ اس آیت کریمہ میں داخل ہیں: (یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے ہیں، کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ، اللہ تعالیٰ دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے)۔

[٤٨٣] یونس بن عبید رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

”أَنْهَى عَنِ الزِّنَا، وَالسَّرِقَةِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ، وَلَئِنْ تَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهَذَا

---

① الابانۃ، ابن بطہ(۴۶۹)۔

② الابانۃ، ابن بطہ(۴۶۶، ۴۶۷)۔

أَحَبُّ مِنْ أَنْ تَلْقَاهُ بِرَأْيِ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَأَصْحَابِ عَمْرٍو"[①]۔

میں زنا، چوری اور شراب نوشی سے منع کرتا ہوں، لیکن اگر تم ان میں سے کسی گناہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرو، تو یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ عمرو بن عبید اور اس کے ساتھیوں کی رائے کے ساتھ ملاقات کرو۔

نوٹ: عمرو بن عبید کو ابن کیسان کہا جاتا ہے: یہ بدعتی تھا؛ انکار تقدیر کا قائل تھا اور اس کی دعوت دیتا تھا۔ (جمال)

[٤٨٤] عوام بن حوشب رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے عیسیٰ کے حق میں فرمایا:

"وَاللَّهِ لَأَنْ أَرَى عِيسَى يُجَالِسُ أَصْحَابَ الْبَرَابِطِ وَالْأَشْرِبَةِ وَالْبَاطِلِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَرَاهُ يُجَالِسُ أَصْحَابَ الْخُصُومَاتِ - يَعْنِي: أَهْلَ الْبِدَعِ -"[②]۔

اللہ کی قسم! میں عیسیٰ کو ڈھول تاشے، شراب اور باطل پرستوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دیکھوں، مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ جھگڑے والوں یعنی بدعتیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دیکھوں۔

نوٹ: برابط: بربط کی جمع ہے، عجمیوں کے ڈھول کی لکڑی کو کہتے ہیں۔ (جمال)

[٤٨٥] یحییٰ بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ فَقَامَ فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: إِمَّا أَنْ تَمْضِيَ، وَإِمَّا أَنْ أَمْضِيَ، فَإِنِّي إِنْ أَمْشِ مَعَ نَصْرَانِيٍّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ مَعَكَ"[③]۔

---

[1] مسند ابن الجعد (١٣٣٠)، وضعفاء العقيلي (٣/ ٢٨٥)، والابانة، ابن بطه (٤٦٤)، والحلية (٣/ ٢١)، وسير أعلام النبلاء (٦/ ٢٩٤)، وتهذيب التهذيب (١١/ ٣٩٠)۔

[2] البدع والنهي عنها، ابن وضاح (٥٦)۔

[3] البدع والنهي عنها، ابن وضاح (٥٩)۔

مجھے معتزلہ میں سے ایک شخص ملا، وہ ٹھہرا تو میں بھی ٹھہر گیا اور اُس سے کہا: یا تو تم چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں، کیونکہ مجھے کسی نصرانی کے ساتھ چلنا اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے ساتھ چلوں۔

[٤٨٦] احمد بن سنان رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَأَنْ يُجَاوِرَنِي صَاحِبُ طُنْبُورٍ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُجَاوِرَنِي صَاحِبُ بِدْعَةٍ، لِأَنَّ صَاحِبَ الطُّنْبُورِ أَنْهَاهُ، وَأَكْسِرُ الطُّنْبُورَ، وَالْمُبْتَدِعُ يُفْسِدُ النَّاسَ، وَالْجِيرَانَ، وَالْأَحْدَاثَ''[1]۔

کوئی باجا بجانے والا میرے پاس رہے، مجھے اس کہیں زیادہ محبوب ہے کہ کوئی بدعتی میرے پاس رہے، کیونکہ میں باجا بجانے والے کو منع کر دوں گا اور اس کا ساز توڑ دوں گا، مگر بدعتی لوگوں، پڑوسیوں اور نوعمروں کو برباد کر دے گا۔

نوٹ: طنبور، موسیقی کا ایک آلہ، ستار، ایک قسم کا باجا ہے۔ (جمال)

[٤٨٧] ابو محمد حسن البربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وإذا رأيت الرجل من أهل السنة رديء الطريق والمذهب، فاسقاً فاجراً، صاحب معاصٍ ضالاً، وهو على السنة؛ فاصحبه، واجلس معه؛ فإنه ليس يضرك معصيته. وإذا رأيت الرجل مجتهداً في العبادة، متقشفاً، محترقاً بالعبادة، صاحب هوىً؛ فلا تجالسه، ولا تقعد معه، ولا تسمع كلامه، ولا تمش معه في طريق، فإني لا آمن أن تستحلي طريقته، فتهلك معه''[2]۔

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (١٤٩)، والآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (٣/ ٥٧٧)۔

[2] الابانۃ، ابن بطہ (٤٧٣)۔

اگر تم اہل سنت کے فرد کو گھٹیا طور طریقہ والا، فاسق و بدعمل، گنہگار گمراہ دیکھو، مگر وہ سنت پر قائم ہو تو اس کی صحبت اختیار کرو اور اس کے ساتھ بیٹھو؛ کیونکہ اس کا گناہ تمہیں نقصان نہیں دے گا۔ اور اگر تم کسی آدمی کو عبادت میں محنت کرنے والا، کھردرے رہن سہن والا، عبادت میں جلا بھُنا، نفس پرست بدعتی دیکھو؛ تو اس کی صحبت میں نہ رہو، نہ اس کے ساتھ بیٹھو، نہ اس کی بات سنو، اور نہ راستے میں اس کے ساتھ چلو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں اس کا طریقہ شیریں محسوس ہو، لہٰذا اس کے ساتھ تم بھی ہلاک ہو جاؤ۔

نوٹ: فاسقوں اور گنہگاروں کی ہم نشینی مطلق نہیں ہے، بلکہ انہیں دعوت دینے اور رہنمائی کرنے کے غرض سے ہے؛ ورنہ اگر ان کی صحبت میں بالکل فائدہ نہ ہو تو ان سے دور رہنا واجب ہے۔ درحقیقت امام بربہاری رحمہ اللہ نے جو کچھ کہا ہے بدعتیوں اور خلاف سنت نفس پرستوں کے بالمقابل کہا ہے؛ کیونکہ بدعت میں ہونے والی تباہی گناہ میں ہونے والی تباہی جیسی نہیں ہے۔ (جمال)

○ ○ ○

فصل ۳۵:

اچھے بحث ومباحثہ کے ذریعہ سنت کا دفاع اور شبہات کا ازالہ ضروری ہے

[٤٨٨] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِذَا اشْتَغَلَ بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ، وَاعْتَزَلَ، وَسَكَتَ عَنْ الْكَلَامِ فِي أَهْلِ الْبِدَعِ، فَالصَّوْمُ وَالصَّلَاةُ لِنَفْسِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ كَانَ لَهُ وَلِغَيْرِهِ يَتَكَلَّمُ أَفْضَلُ''[1]۔

اگر انسان الگ تھلگ ہو کر نماز روزے میں مشغول رہے گا، اور بدعتیوں کے بارے میں کلام کرنے سے سکوت اختیار کرے گا، تو نماز روزہ اُس کی اپنی ذات کے لئے ہوگا، اور اگر بدعتیوں کے بارے میں کلام کرے گا تو اُس کی اپنی ذات اور دیگر لوگوں کے لئے بھی ہوگا، لہٰذا بدعتیوں پر کلام کرے، یہی افضل ہے۔

[٤٨٩] اور ایک دوسری عبارت اس طرح آئی ہے:

''قِيلَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: الرَّجُلُ يَصُومُ وَيُصَلِّي وَيَعْتَكِفُ أَحَبُّ إِلَيْك أَوْ يَتَكَلَّمُ فِي أَهْلِ الْبِدَعِ؟ فَقَالَ: إِذَا صَامَ وَصَلَّى وَاعْتَكَفَ فَإِنَّمَا هُوَ لِنَفْسِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبِدَعِ فَإِنَّمَا هُوَ لِلْمُسْلِمِينَ، هَذَا أَفْضَلُ''[2]۔

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/۲۰۷)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۸/۲۳۱)۔

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: آدمی روزہ رکھے، نماز پڑھے اور اعتکاف کرے، یہ آپ کو زیادہ محبوب ہے یا بدعتیوں کے بارے میں کلام کرے؟ تو انہوں نے فرمایا: اگر وہ روزہ رکھے گا، نماز پڑھے گا اور اعتکاف کرے گا تو اُس کی اپنی ذات کے لئے ہوگا، اور اگر بدعتیوں کے بارے میں کلام کرے گا تو تمام مسلمانوں کے لئے ہوگا، یہی افضل ہے۔

[٤٩٠] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قَدْ كُنَّا نَأْمُرُ بِالسُّكُوتِ، فَلَمَّا دُعِينَا إِلَى أَمْرٍ مَا كَانَ بُدٌّ لَنَا أَنْ نَدْفَعَ ذَلِكَ، وَنُبَيِّنَ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَنْفِي عَنْهُ مَا قَالُوهُ. ثُمَّ اسْتَدَلَّ لِذَلِكَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ﴾ [النحل:١٢٥]''[1]۔

ہم خاموش رہنے کا حکم دیا کرتے تھے، مگر جب ہمیں اس چیز کی طرف بلایا گیا تو ہمارے پاس کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم اُسے ٹالیں اور اس حقیقت کو بے نقاب کریں، جس سے ان (بدعتیوں) کی کہی ہوئی باتوں کی نفی ہو۔ پھر اس چیز پر اللہ کے اس فرمان سے استدلال فرمایا: (اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے)۔

[٤٩١] یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَأَنْ يَكُونُوا خُصَمَائِي - يعني: أَهْلِ الْبِدَعِ - خَيْر مِنْ أَنْ يَكُونَ خَصْمِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بتركي الذّب عن سنته. يَقُولُ: لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكَذِبَ عَنْ حَدِيثِي''[2]۔

میرے خلاف جھگڑنے والے اہل بدعت ہوں، اس سے کہیں بہتر ہے کہ رسول ﷺ کی

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١/ ٢٠٧)۔

[2] تدریب الراوی (٢/ ٣٦٩)، والعلم الشامخ (٢٥٣)، یہ قول فقرہ (٤٩٤) کے تحت پھر آئے گا۔

سنت کا دفاع نہ کرنے کے سبب میرے فریق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں! آپ کہیں: کہ تم نے میری حدیث سے جھوٹ کا دفاع کیوں نہیں کیا؟

[٤٩٢] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''النُّصْحُ وَاجِبٌ فِي الْمَصَالِحِ الدِّينِيَّةِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ؛ مِثْلُ نَقَلَةِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ يَغْلَطُونَ أَوْ يَكْذِبُونَ، ... وَمِثْلُ أَئِمَّةِ الْبِدَعِ مِنْ أَهْلِ الْمَقَالَاتِ الْمُخَالِفَةِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، أَوْ الْعِبَادَاتِ الْمُخَالِفَةِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَإِنَّ بَيَانَ حَالِهِمْ وَتَحْذِيرَ الْأُمَّةِ مِنْهُمْ وَاجِبٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، ... إِذْ تَطْهِيرُ سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينِهِ وَمِنْهَاجِهِ وَشِرْعَتِهِ وَدَفْعُ بَغْيِ هَؤُلَاءِ وَعُدْوَانِهِمْ عَلَى ذَلِكَ وَاجِبٌ عَلَى الْكِفَايَةِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَلَوْلَا مَنْ يُقِيمُهُ اللَّهُ لِدَفْعِ ضَرَرِ هَؤُلَاءِ لَفَسَدَ الدِّينُ، وَكَانَ فَسَادُهُ أَعْظَمَ مِنْ فَسَادِ اسْتِيلَاءِ الْعَدُوِّ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ؛ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ إِذَا اسْتَوْلَوْا لَمْ يُفْسِدُوا الْقُلُوبَ وَمَا فِيهَا مِنْ الدِّينِ إِلَّا تَبَعًا، وَأَمَّا أُولَئِكَ - أَهْلُ الْبِدَعِ - فَهُمْ يُفْسِدُونَ الْقُلُوبَ ابْتِدَاءً''[1]۔

خاص اور عام دینی مصلحتوں میں نصیحت وخیرخواہی واجب ہے؛ جیسے راویان حدیث جو غلطیاں کرتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں،...اسی طرح بدعات کے سرغنوں' کتاب وسنت کے خلاف عقائد ونظریات رکھنے والوں، یا کتاب وسنت کے خلاف عبادتیں کرنے والوں کی خیرخواہی، کیونکہ ان کی حالت بیان کرنا اور امت کو ان سے ڈرانا باتفاق مسلمین واجب ہے، اس لئے کہ اللہ کی راہ، اس کے دین، اس کے منہج اور اس کی شریعت کو پاک کرنا اور اُس پر ان لوگوں کے ظلم وزیادتی کا ازالہ کرنا باتفاق مسلمین فرض کفایہ ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (٢٨/ ٢٣١-٢٣٢)۔

نے ان لوگوں کے شر وفساد کے خلاف برسر پیکار ہونے کے لئے کچھ لوگوں کو کھڑا نہ کیا ہوتا تو دین تہ وبالا ہو جاتا، اور اس کا فساد و بگاڑ جنگجو دشمن کے مسلط ہونے کے فساد سے بڑھ کر ہے، کیونکہ وہ لوگ اگر قابض ہوں گے تو دلوں اور دلوں میں موجود دین کو دیگر چیزوں کے بعد تباہ کریں گے، جبکہ یہ بدعتی حضرات سب سے پہلے دلوں ہی کو برباد کریں گے۔

[٤٩٣] امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا سَكَتَّ أَنْتَ وَسَكَتُّ أَنَا، فَمَتَى يَعْرِفُ الْجَاهِلُ الصَّحِيحَ مِنْ السَّقِيمِ“[1]۔

جب تم خاموش رہو گے اور میں خاموش رہوں گا تو جاہل آدمی صحیح اور ضعیف میں تمیز کب جانے گا؟

[٤٩٤] ابوبکر بن خلاد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: أَمَا تَخْشَى أَنْ يَكُونَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ تَرَكْتَ حَدِيثَهُمْ خُصَمَاءَكَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: لَأَنْ يَكُونَ هَؤُلَاءِ خُصَمَائِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ خَصْمِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِي: لِمَ حَدَّثْتَ عَنِّي حَدِيثاً تَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ“[2]۔

میں نے یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ سے کہا: کیا آپ کو ڈر نہیں لگتی کہ یہ جن لوگوں کی حدیثیں آپ نے ترک کر دی ہیں کل قیامت کے دن اللہ کے یہاں آپ سے جھگڑنے والے

---

[1] الکفایۃ، خطیب بغدادی (۹۲)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۸/ ۲۳۱)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۰)، یہ قول فقرہ (۵۴۲) کے تحت مزید تخریج کے ساتھ آئے گا۔

[2] الکفایۃ، خطیب بغدادی (۹۰)، یہ قول مزید تخریج کے ساتھ فقرہ (۴۹۱) میں گزر چکا ہے۔

ہوں گے؟ فرمایا: میرے خلاف جھگڑنے والے یہ لوگ ہوں، مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے کہ مجھ سے جھگڑنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں! آپ مجھ سے کہیں: کہ تم نے میرے حوالے سے ایسی حدیث کیوں بیان کی جس کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ وہ جھوٹی ہے؟

[٤٩٥] عبداللہ بن محمد بن منازل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سُئِلَ حَمْدُونُ الْقَصَّارُ: مَتَى يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَكَلَّمَ عَلَى النَّاسِ؟ فَقَالَ: إِذَا تَعَيَّنَ عَلَيْهِ أَدَاءُ فَرْضٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تعالى فِي عِلْمِهِ، أَوْ خَافَ هَلَاكَ إِنْسَانٍ فِي بِدْعَةٍ يَرْجُو أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ تعالى مِنْهَا بِعِلْمِهِ''[1]۔

حمدون قصار سے پوچھا گیا: آدمی کے لئے لوگوں پر کلام (نقد وجرح) کرنا کب جائز ہے؟ فرمایا: جب اس کے علم میں اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کی ادائیگی اُس پر لازم ہو جائے، یا وہ کسی انسان کے بدعت میں ہلاک ہونے سے ڈرے، اُسے امید ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کے علم کے ذریعہ اُسے اُس سے نجات عطا فرمائے گا۔

○ ○ ○

[1] طبقات الصوفیۃ (۱۱۰)، والاعتصام (۱/ ۱۲۷)۔

فصل (۳۶):

سلف صالحین کا انسان پر اُس کے ساتھی اور چال چلن کے ذریعہ حکم لگانا

[٤٩٦] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ لِكُلِّ عَابِدٍ [عَمَلٍ] شِرَّةً، وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً، [فَإِمَّا إِلَى سُنَّةٍ، وَإِمَّا إِلَى بِدْعَةٍ]، فَمَنْ كَانَتْ شِرَّتُهُ إِلَى سُنَّتِي فَقَدْ [اهْتَدَى] أَفْلَحَ، وَمَنْ كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَقَدْ هَلَكَ''[1]۔

یقیناً ہر عبادت گزار [یا نیک عمل] میں چستی اور تیزی ہوتی ہے، اور ہر تیزی کے بعد کمزوری آتی ہے، [اب یا تو وہ کمزوری سنت کی طرف جاتی ہے یا بدعت کی طرف جاتی ہے]، چنانچہ جس کی کمزوری میری سنت کی طرف جائے گی وہ کامیاب [یا ہدایت یاب] ہوگا، اور جس کی کمزوری کسی اور چیز کی طرف جائے گی، وہ ہلاک ونامراد ہوگا۔

---

[1] مسند احمد (۶۴۷۷، ۶۵۳۹، ۶۵۴۰، ۶۷۶۴، ۶۹۵۸، ۲۳۴۷۴)، والسنۃ، ابن ابی عاصم (۵۱)، وشعب الایمان، بیہقی (۳۸۷۸)، وصحیح ابن حبان (۱۱)، والاعتصام، شاطبی (۱/۱۰۱)، وموارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان (۶۵۲، ۶۵۳)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۲/۲۵۸)۔

[٤٩٧] **علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا:**

”...أن حدة الأمر تناقص إلى هدوء وفترة، فيجتهد المجتهد في العبادة، وقد يغلو في الشدة والتمسك، ثم تهدأ حدته إلى قصد في الأمر. فأبان ﷺ أن الفترة التي تعقب الغلو ينبغي أن تكون إلى السنة، والأخذ بها، وعدم التهاون بتركها، حتى يلزم طريق الهدى. أما إذا كانت الفترة إلى تقصير وإهمال، فإنها الهلاك“[1]۔

بیشک عمل کی گرمی کم ہو کر سست روی اور کمزوری کی طرف آجاتی ہے، چنانچہ عبادت میں محنت کرنے والا محنت کرتا ہے اور کبھی کبھار اس کی انجام دہی میں بہت زیادہ غلو اور شدت کرتا ہے پھر اس کی گرمی کم ہو کر میانہ روی کی طرف آجاتی ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا کہ غلو اور شدت کے بعد آنے والی کمزوری سنت اُسے اپنانے اور سستی کرتے ہوئے اُسے ترک نہ کرنے کی طرف ہونی چاہئے، تاکہ وہ ہدایت کی راہ پر کاربند رہے۔ بصورت دیگر اگر کمزوری کوتاہی اور بے توجہی کی طرف چلی جائے تو وہی ہلاکت ہے۔

[٤٩٨] **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:**

”الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ“[2]۔

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر ایک غور کرے کہ وہ

---

[1] مسند احمد (٦٧٦٤) شرح علامہ احمد شاکر۔

[2] مسند طیالسی (٢٥٧٣)، ومسند اسحاق بن راہویہ (٣٥١)، ومسند احمد (٨٠٢٨، ٨٤١٧)، وسنن ابو داود (٤٨٣٣)، وترمذی (٢٣٧٨)، ومستدرک حاکم (٤/١٧١)، ومسند الشہاب (١٨٧، ١٨٨)، وشرح السنۃ، بغوی (٣٤٨٦)، وشعب الایمان، بیہقی (٩٤٣٦-٩٤٣٨)، نیز دیکھئے: الصحیحۃ، البانی (٩٢٧)۔

کسے دوست بنا رہا ہے۔

[٤٩٩] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”**الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ**“[1]۔

روحوں کے جھنڈ الگ الگ قسموں میں یکجا تھے، چنانچہ جو روحیں آپس میں متعارف ہوئیں ان میں باہم محبت ہے اور جن میں آپس میں نفرت ہے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

[٥٠٠] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اعْتَبِرُوا النَّاسَ بِأَخْدَانِهِمْ، الْمُسْلِمُ يَتْبَعُ الْمُسْلِمَ، وَالْفَاجِرُ يَتْبَعُ الْفَاجِرَ“[2]۔

لوگوں کو ان کے دوستوں کے ذریعہ پرکھو، مسلمان مسلمان کے پیچھے چلتا ہے اور بدعمل بدعمل کے پیچھے چلتا ہے۔

[٥٠١] نیز فرمایا:

”إِنَّمَا يُمَاشِي الرَّجُلُ وَيُصَاحِبُ مَنْ يُحِبُّهُ وَمَنْ هُوَ مِثْلُه“[3]۔

درحقیقت آدمی اُسی کے ساتھ چلتا اور دوستی رکھتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور جو اسی جیسا ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری (۳۱۵۸)، وصحیح مسلم (۲۶۳۸)۔

[2] معجم کبیر، طبرانی (۸۹۱۹)، والابانۃ ابن بطہ (۵۰۲)، والاخوان (۳۸)۔

[3] الابانۃ، ابن بطہ (۴۹۹، ۵۰۰)، وشعب الایمان، بیہقی (۹۴۳۹)۔

[۵۰۲] نیز فرمایا:

”اعْتَبِرُوا النَّاسَ بِأَخْدَانِهِمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يُخَادِنُ إِلَّا مَنْ يُعْجِبُهُ نَحْوُهُ“[1]۔

لوگوں کی پرکھ ان کے دوستوں سے کرو، کیونکہ آدمی اُسی سے دوستی رکھتا ہے جو اُسی جیسا اُس کے پسند کا ہوتا ہے۔

[۵۰۳] ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ مَمْشَاهُ، وَمَدْخَلُهُ، وَمَخْرَجُهُ، وَمَجْلِسُهُ، ثُمَّ قَالَ - أَبُو قِلَابَةَ: - قَاتَلَ اللّٰهُ الشَّاعِرَ حِينَ يَقُولُ: عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ، وَأَبْصِرْ قَرِينَهُ“[2]۔

آدمی کی پہچان اس کے چلنے، داخل ہونے، نکلنے کی جگہ اور اس کی مجلس (ہم نشینی) سے ہوتی ہے، پھر ابو قلابہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس کا شاعر کا برا کرے جس نے کہا تھا: آدمی کے بارے میں نہ پوچھو بلکہ اس کے ساتھی کو دیکھو۔

[۵۰٤] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لَوْ أَنَّ مُؤْمِنًا دَخَلَ مَسْجِدًا فِيهِ مِائَةُ نفسٍ، لَيْسَ فِيهِمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَاحِدٌ لَجَاءَ حَتَّى يَجْلِسَ إِلَيْهِ، وَلَوْ أَنَّ مُنَافِقًا دَخَلَ مَسْجِدًا فِيهِ مِائَةٌ لَيْسَ فِيهِمْ إِلَّا مُنَافِقٌ وَاحِدٌ، لَجَاءَ حَتَّى يَجْلِسَ إِلَيْهِ“[3]۔

اگر ایک مومن کسی مسجد میں داخل ہو جس میں سو لوگ ہوں، اُن میں صرف ایک مومن ہو تو

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۵۰۱،۳۷٦)، اس سے ملتا جلتا قول قریب میں فقرہ (۵۰۰) کے تحت گزر چکا ہے۔

[2] الزھد، ابن المبارک (۹۸۸)، وابن ابی شیبہ (۸/ ۴۰۰)، والتاریخ الکبیر، بخاری (۲٦۵۳)، والزھد، ابن ابی عاصم (۷۷)، والابانۃ (۳٦۸، ۳۷۷، ۴۵۹)، وتاریخ دمشق (۴۷/ ۱۲۸)۔

[3] الرد علی المبتدعۃ، ابن البناء۔ یہ جامعہ اسلامیہ مدینہ میں بشکل مخطوط موجود ہے، نمبر [۱٦۲۹]۔

وہ آ کر اُسی کے پاس بیٹھے گا، اور اگر ایک منافق کسی مسجد میں داخل ہو جس میں سو لوگ ہوں ان میں سے صرف ایک منافق ہو تو وہ آ کر اُسی کے پاس بیٹھے گا۔

نوٹ: قلمی نسخہ میں ''للجاء'' ہے، شاید وہ لجاء ہوگا، کیونکہ جملہ کے سیاق سے یہی مناسبت رکھتا ہے۔ (جمال)

[۵۰۵] نیز فرمایا:

''اعْتَبِرُوا الْأَرْضَ بِأَسْمَائِهَا، وَاعْتَبِرُوا الصَّاحِبَ بِالصَّاحِبِ''[1]۔

زمین کی پرکھ اُس کے ناموں سے کرو اور ساتھی کی پرکھ اس کے ساتھی سے کرو۔

[۵۰۶] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بعد فرمایا:

''فَلَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ صَاحِبُ سُنَّةٍ يُمَالِئُ صَاحِبَ بِدْعَةٍ إِلَّا مِنَ النِّفَاقِ''[2]۔

کوئی سنت پرست کسی بدعتی کے ساتھ رہن سہن نہیں رکھ سکتا سوائے نفاق کے سبب۔

[۵۰۷] یحییٰ بن ابو کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَحْكُمُوا عَلَى أَحَدٍ بِشَيْءٍ حَتَّى تَنْظُرُوا مَنْ يُخَادِنُ''[3]۔

سلیمان بن داود علیہما السلام نے کہا: کسی کے بارے میں کچھ بھی فیصلہ نہ کرو یہاں تک کہ دیکھ لو کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے۔

---

(1) الکامل فی الضعفاء (۲ / ۱۶۳)، والابانۃ (۵۰۳)، وشعب الایمان (۹۴۴۰)، وکشف الخفاء (۴۱۴)۔

(2) الرد علی المبتدعۃ، ابن البنا۔ یہ جامعہ اسلامیہ مدینہ میں بشکل مخطوط موجود ہے، نمبر [۱۶۲۹]۔

(3) الابانۃ (۴۶۰)۔

[۵۰۸] ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’قَدِمَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ الصُّورِيُّ بَغْدَادَ؛ فَذُكِرَ لِأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ؛ فَقَالَ: انْظُرُوا عَلَى مَنْ نَزَلَ، وَإِلَى مَنْ يَأْوِي؟‘‘[①]۔

موسیٰ بن عقبہ صوری بغداد آئے؛ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: دیکھو وہ کہاں اترتے ہیں اور کس کے یہاں قیام کرتے ہیں؟

[۵۰۹] قتادہ بن دعامہ السدوسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’إِنَّا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يُصَاحِبُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مِثْلَهُ، وَشِكْلَهُ، فَصَاحِبُوا الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، لَعَلَّكُمْ أَنْ تَكُونُوا مَعَهُمْ أَوْ مِثْلَهُمْ‘‘[②]۔

اللہ کی قسم! بیشک ہم نے یہی دیکھا ہے کہ آدمی لوگوں میں سے اُسی کے ساتھ رہتا ہے جو اس کے مثل اور مشابہ ہوتا ہے، لہٰذا اللہ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرو، تاکہ تم بھی ان کے ساتھ رہو یا ان جیسے بنو۔

[۵۱۰] شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’وَجَدْتُ مَكْتُوبًا عِنْدِي: إِنَّمَا يُصَاحِبُ الرَّجُلُ مَنْ يُحِبُّ‘‘[③]۔

میں نے اپنے پاس لکھا ہوا پایا کہ: یقیناً آدمی اُسی کے ساتھ رہتا ہے جس سے محبت کرتا ہے۔

[۵۱۱] اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

① الابانۃ (۵۱۴)۔

② الابانۃ (۵۱۱)۔

③ الابانۃ (۵۰۰)۔

”مَنْ سَتَرَ عَنَّا بِدْعَتَهُ لَمْ يُخْفِ عَلَيْنَا أُلْفَتَهُ“①۔

جو شخص ہم سے اپنی بدعت چھپالے گا اپنی الفت اور دوستی نہیں چھپا سکے گا۔

[۵۱۲] اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَانُوا لَا يَسْأَلُونَ عَنِ الرَّجُلِ بَعْدَ ثَلَاثٍ: مَمْشَاهُ، وَمَدْخَلِهِ، وَأُلْفِهِ مِنَ النَّاسِ“②۔

سلف کسی آدمی کی تین چیزیں جاننے کے بعد کچھ اور نہیں پوچھتے تھے: وہ کس کے ساتھ چلتا ہے، کس کے پاس جاتا ہے، اور لوگوں میں کس سے الفت اور لگاؤ رکھتا ہے۔

[۵۱۳] ہشام بن حسان ازدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيّ دُعِيَ إِلَى غُسْلِ مَيِّتٍ، فَخَرَجَ مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا كَشَفَ عَنْ وَجْهِ الْمَيِّتِ عَرَفَهُ، فَقَالَ: أَقْبِلُوا قِبَلَ صَاحِبِكُمْ، فَلَسْتُ أُغَسِّلُهُ؛ رَأَيْتُهُ يُمَاشِي صَاحِبَ بِدْعَةٍ“③۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ کو کسی میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا، وہ لوگوں کے ساتھ گئے، اور جب میت کا چہرہ کھولا تو اُسے پہچان گئے، فرمایا: تم لوگ اپنے ساتھی کے پاس آؤ، کیونکہ میں اُسے غسل نہیں دے سکتا، میں نے اسے بدعتی کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

[۵۱٤] محمد بن عبید اللہ الغلابی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”يَتَكَاتَمُ أَهْلُ الْأَهْوَاءِ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا التَّآلُفَ وَالصُّحْبَةَ“④۔

---

① الابانۃ (۴۲۰، ۵۰۸)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۵۷) الفاظ مختلف ہیں۔

② الابانۃ (۴۱۹)۔

③ الابانۃ (۴۹۸)۔

④ الابانۃ (۵۱۰)۔

بدعتی حضرات ہر چیز چھپا سکتے ہیں سوائے باہمی الفت ومحبت اور دوستانہ کے۔

[٥١٥] معاذ بن معاذ نے یحییٰ بن سعید رحمہما اللہ سے کہا:

”يَا أَبَا سَعِيدٍ، الرَّجُلُ وَإِنْ كَتَمَ رَأْيَهُ لَمْ يَخْفَ ذَاكَ فِي ابْنِهِ، وَلَا صَدِيقِهِ، وَلَا فِي جَلِيسِهِ“[١]۔

اے ابوسعید! آدمی اگر چہ اپنی (باطل) رائے چھپائے، مگر وہ اُسے اپنے بیٹے، اپنے دوست اور اپنے ہم نشیں میں نہیں چھپا سکتا۔

[٥١٦] عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتَ الشَّابَّ أَوَّلَ مَا يَنْشَأُ مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَارْجُهُ، وَإِذَا رَأَيْتَهُ مَعَ أَهْلِ الْبِدَعِ، فَايْئَسْ مِنْهُ، فَإِنَّ الشَّابَّ عَلَى أَوَّلِ نُشُوئِهِ“[٢]۔

جب تم نوجوان کو آغاز تربیت میں اہل سنت وجماعت کے ساتھ دیکھو تو اُس کے بارے میں خیر کی امید رکھو، اور جب اُسے بدعتیوں کے ساتھ دیکھو تو اُس سے مایوس ہو جاؤ، کیونکہ نوجوان اپنی پہلی پرورش پر ہوتا ہے۔

[٥١٧] نیز فرمایا:

”إِنَّ الشَّابَّ لَيَنْشَأُ؛ فَإِنْ آثَرَ أَنْ يُجَالِسَ أَهْلَ الْعِلْمِ كَادَ أَنْ يَسْلَمَ، وَإِنْ مَالَ إِلَى غَيْرِهِمْ كَادَ أَنْ يَعْطَبَ“[٣]۔

بیشک نوجوان پرورش پا کر بڑا ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر وہ اہل علم کی صحبت کو ترجیح دے گا

---

[1] الابانۃ (٥٠٩)۔

[2] الابانۃ (٤٤، ٥١٨)، والشرح والابانۃ (٩٢)، فقرہ (٥٢٤) میں امام احمد سے بھی آئے گا۔

[3] الابانۃ (٤٥، ٥١٨)، والشرح والابانۃ (٩٣)۔

تو بدعتیوں سے محفوظ رہے گا اور اگر دوسروں کی طرف مائل ہوگا تو لغزش کا شکار ہوگا۔

[۵۱۸] یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَمَّا قَدِمَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ الْبَصْرَةَ، جَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى أَمْرِ الرَّبِيعِ بْنِ صُبَيْحٍ، وَقَدْرَهُ عِنْدَ النَّاسِ، سَأَلَ: أَيُّ شَيْءٍ مَذْهَبُهُ؟ قَالُوا: مَا مَذْهَبُهُ إِلَّا السُّنَّةُ!، قَالَ: مَنْ بِطَانَتُهُ؟ قَالُوا: أَهْلُ الْقَدَرِ، قَالَ: هُوَ قَدَرِيٌّ“[1]۔

جب سفیان ثوری بصرہ تشریف لائے تو ربیع بن صبیح کا معاملہ اور لوگوں میں ان کی قدر ومنزلت دیکھنے لگے، پوچھا: ان کا مذہب کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: ان کا مذہب سنت ہی ہے! فرمایا: ان کے قریب کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: اہل قدر (منکرین تقدیر)، فرمایا: تب وہ بھی قدری ہیں۔

[۵۱۹] امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، لَقَدْ نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ، فَصَدَقَ، وَقَالَ بِعِلْمٍ فَوَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَمَا تُوجِبُهُ الْحِكْمَةُ وَيُدْرِكُهُ الْعِيَانُ، وَيَعْرِفُهُ أَهْلُ الْبَصِيرَةِ وَالْبَيَانِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ﴾ [آل عمران:۱۱۸]“[2]۔

سفیان ثوری پر اللہ کی رحمت ہو، یقیناً انہوں نے بڑی حکیمانہ بات کہی، سچ فرمایا، علم کی روشنی میں کہا اور کتاب وسنت کے مطابق فرمایا، اور وہ بات کہی جو علم وحکمت کی موجب ہے اور مشاہدہ کے عین مطابق ہے، نیز اُسے بصیرت و بیان والے خوب جانتے ہیں، اللہ عزوجل کا

---

[1] الابانۃ (۴۲۱)۔

[2] الابانۃ (۴۲۱)۔

ارشاد ہے: (اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے)۔

[۵۲۰] امام ابوداود سجستانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قلت: لأبي عبد الله أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ: أَرَى رَجُلا مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ، أَتْرُكُ كَلامَهُ؟ قَالَ: لَا؛ أو تُعلمهُ أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَهُ مَعَهُ صَاحِبُ بِدْعَةٍ، فَإِنْ تَرَكَ كَلامَهُ فَكَلِّمْهُ، وَإِلا فَأَلْحِقْهُ بِهِ؛ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: الْمَرْءُ بِخِدْنِهِ“[1]۔

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: کیا میں اہل سنت کے کسی شخص کو کسی بدعتی کے ساتھ دیکھوں تو اُس سے بات کرنا چھوڑ دوں؟ فرمایا: نہیں؛ پہلے اُسے بتاؤ کہ جس آدمی کے ساتھ تم نے اُسے دیکھا ہے وہ بدعتی ہے، اگر وہ اُس سے بات کرنا چھوڑ دے تو تم اس سے بات کرو، ورنہ اُسے بھی اُسی میں شامل کردو؛ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: کہ آدمی اپنے دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

[۵۲۱] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَمَنْ كَانَ مُحْسِنًا لِلظَّنِّ بِهِمْ وَادَّعَى أَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْ حَالَهُمْ؛ عُرِّفَ حَالَهُمْ، فَإِنْ لَمْ يُبَايِنْهُمْ، وَيُظْهِرْ لَهُمْ الْإِنْكَارَ، وَإِلَّا أُلْحِقَ بِهِمْ، وَجُعِلَ مِنْهُمْ“[2]۔

جو ان کے بارے میں حسن ظن رکھنے والا ہو، اور دعویٰ کرے کہ وہ اُن کی حالت سے واقف نہیں ہے؛ اُسے ان کی حالت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر اُن سے الگ تھلگ نہ ہو اور اُن سے

---

① طبقات الحنابلۃ (۲۱۶)۔

② مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲ / ۱۳۳)، والشھادۃ الزکیۃ (۹۶)۔

انکار ظاہر کرے تو ٹھیک، ورنہ اُسے اُنہی میں شامل کر دیا جائے اور اُسی کا فرد مانا جائے۔

[٥٢٢] ابن عون رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَنْ يُجَالِسُ أَهْلَ الْبِدَعِ أَشَدُّ عَلَيْنَا مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ“[١]۔

جو بدعتیوں کی صحبت میں رہتا ہے ہمارے لئے بدعتیوں سے بھی زیادہ گراں ہے۔

[٥٢٣] حماد بن زید کہتے ہیں مجھ سے یونس رحمہما اللہ نے کہا:

”يا حماد، إني لأرى الشاب على كل حالة منكرة ولا آيس من خيره؛ حتى أراه يصحب صاحب بدعة، فعندها أعلم أنه قد عطب“[٢]۔

اے حماد! یقیناً میں نوجوان کو ہر ناپسندہ حالت میں دیکھتا ہوں مگر اُس کے خیر سے ناامید نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اُسے کسی بدعتی کے ساتھ رہتے ہوئے دیکھتا ہوں تب جان لیتا ہوں کہ وہ بہک چکا ہے۔

[٥٢٤] ابوالفرج شیرازی رحمہ اللہ- امام احمد کے شاگرد- اپنی کتاب ”التبصرۃ“ میں فرمایا:

”قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: إِذَا رَأَيْت الشَّابَّ أَوَّلَ مَا يَنْشَأُ مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَارْجُهْ، وَإِذَا رَأَيْته مَعَ أَصْحَابِ الْبِدَع فَايئَسْ مِنْهُ، فَإِنَّ الشَّابَّ عَلَى أَوَّلِ نُشُوئِهِ“[٣]۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جب تم نوجوان کو شروع شروع میں اہل سنت و جماعت

---

[١] الابانۃ (٤٨٦)۔

[٢] الرد علی المبتدعۃ، ابن البنا، بشکل مخطوط، والشرح والابانہ (٩٤)۔

[٣] الآداب الشرعیۃ (٣/ ٧٧ ٥)، یہ اثر عمرو بن قیس الملائی کے حوالہ سے فقرہ (٥١٦) میں گزر چکا ہے۔

کے ساتھ پروان چڑھتے ہوئے دیکھو تو اُس کے بارے میں خیر کی امید رکھو، اور جب اُسے بدعتیوں کے ساتھ دیکھو تو اُس سے مایوس ہو جاؤ، کیونکہ نوجوان اپنی پہلی پرورش پر ہوتا ہے۔

[۵۲۵] عبداللہ بن شوذب خراسانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَى الشَّابِّ وَالْأَعْجَمِيِّ إِذَا تَنَسَّكَا أَنْ يُوَفَّقَا لِصَاحِبِ سُنَّةٍ يَحْمِلُهُمَا عَلَيْهَا''[1]۔

نوجوان اور عجمی پر جب وہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کی نعمت ہے کہ اُنہیں کسی متبع سنت کی توفیق مل جائے، جو اُنہیں اُسی پر اُبھارے اور آمادہ کرے۔

نوٹ: تنسک، کے معنیٰ تعبد ہے، یعنی اللہ کی عبادت کریں۔ (جمال)

[۵۲۶] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْحَدَثِ وَالْأَعْجَمِيِّ أَنْ يُوَفِّقَهُمَا اللّٰهُ لِعَالِمٍ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ''[2]۔

یقیناً نوعمر اور عجمی کے لئے باعث سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اہل سنت کے کسی عالم کی توفیق سے نواز دے۔

نوٹ: حدث، کم عمر کو کہتے ہیں۔ (جمال)

○ ○ ○

---

[1] الابانۃ (۴۳)، والشرح والابانۃ (۹۱)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۳۱)، وتلبیس ابلیس، ابن الجوزی (۱۹)، ومفتاح الجنۃ، سیوطی (۶۴)، والرد علی المبتدعۃ، ابن البنا، بشکل مخطوط الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ طیبہ۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۳۰)، ومفتاح الجنۃ، سیوطی (۶۴)۔

فصل ۳۷:

مخالفین سنت اور نفس پرستوں بدعتیوں کی نقاب کشائی کرنا غیبت نہیں!

[۵۲۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''كَذَبَ سَعْدٌ، وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الكَعْبَةَ، وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الكَعْبَةُ''[1]۔

سعد نے غلط کہا، بلکہ آج وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت دو بالا کرے گا اور وہ دن ہے جس میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔

یہ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا حصہ ہے اور فتح مکہ کے دن کی بات ہے جب مجاہدین کی ٹولیاں ابوسفیان کے پاس سے گزر رہی تھیں، یہاں تک کہ انصاریوں کی ٹولی آئی، جن کے کمانڈر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے' آپ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا، سعد بن عبادہ نے کہا: ''يَا أَبَا سُفْيَانَ، اليَوْمَ يَوْمُ المَلْحَمَةِ، اليَوْمَ تُسْتَحَلُّ الكَعْبَةُ'' (ابوسفیان! آج تو جنگ کا دن ہے، آج کعبہ کو جنگ کے لئے حلال کرلیا جائے گا) ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔

---

[1] صحیح بخاری (۴۰۳۰)۔

[۵۲۸] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"**كَذَبَ أَبُو السَّنَابِلِ، إِذَا أَتَاكِ أَحَدٌ تَرْضَيْنَهُ، فَائْتِينِي بِهِ – أَوْ قَالَ: فَأَنْبِئِينِي – فَأَخْبَرَهَا أَنَّ عِدَّتَهَا قَدِ انْقَضَتْ**"[1]۔

ابو السنابل نے غلط کہا، اگر تمہارے پاس کوئی شخص پیغام نکاح لے کر آئے جس سے تم راضی ہو تو اُسے میرے پاس لے کر آؤ – یا کہا: تو مجھے اطلاع کرو – اور اُنہیں بتلایا کہ ان کی عدت ختم ہو چکی ہے۔

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سبیعہ بنت حارث یا حرث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کا وضع حمل اُن کے شوہر کی وفات کے پندرہ دنوں بعد ہو گیا، تو ان کے پاس ابو السنابل بن بعلبک رضی اللہ عنہ آئے، اور کہا: شاید تمہارے دل میں نکاح کی رغبت ہے، تمہارے لئے یہ جائز نہیں، جب تک کہ دو عدتوں (وفات اور وضع حمل) میں سے زیادہ لمبی مدت ختم نہ ہو جائے! چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ کو ابو السنابل کی بات بتلائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی۔

[۵۲۹] انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، انہوں نے فرمایا:

"مَرُّوا بِجَنَازَةٍ ... ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ ﷺ: "**هَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا، فَوَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ، وَهَذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا، فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الأَرْضِ**"[2]۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق (۱۱۷۲۳)، ومسند احمد (۴۲۷۳)، والسنن الکبری، بیہقی (۷/ ۴۲۹، ۱۰/ ۲۰۹۔۲۱۰)۔

[2] صحیح بخاری (۱۳۰۱، ۲۴۹۹)، وصحیح مسلم (۹۴۹)۔

لوگ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے... پھر ایک دوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے اور اُس کی برائی بیان کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی تم کی تعریف کی، تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، اور اس شخص کی تم نے برائی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی، تم روئے زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

[۵۳۰] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَيْسَ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ وَلَا لِفَاسِقٍ يُعْلِنُ بِفِسْقِهِ غِيبَةٌ''[1]۔

کسی بدعتی یا علانیہ گناہ کرنے والے کی (پیٹھ پیچھے برائی کرنا) غیبت نہیں ہے۔

[۵۳۱] نیز فرمایا:

''لَيْسَ لِأَهْلِ الْبِدَعِ غِيبَةٌ''[2]۔

بدعتیوں کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔

[۵۳۲] نیز فرمایا:

''ثَلَاثَةٌ لَيْسَتْ لَهُمْ حُرْمَةٌ فِي الْغِيبَةِ: - وذكر منهم - فَاسِقٌ مُعْلِنُ الْفِسْقَ، وَصَاحِبُ الْبِدْعَةِ الْمُعْلِنُ الْبِدْعَةَ''[3]۔

تین قسم کے لوگوں کا غیبت کے معاملہ میں کوئی احترام نہیں: -اور ان میں اس کا بھی ذکر فرمایا- فاسق جو علانیہ فسق وگناہ کرنے والا ہو، اور بدعتی جو علانیہ بدعت کرتا ہو۔

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۲۷۹)۔

[2] الابانۃ، ابن بطہ (۲۷۹)، وشعب الایمان (۶۷۹۳، ۹۶۷۵)، والدر المنثور (۶/ ۱۰۷)۔

[3] الابانۃ، ابن بطہ (۲۷۸)، وشعب الایمان (۹۶۶۹)، والدر المنثور (۶/ ۱۰۷)۔

[٥٣٣] ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَيْسَ لِصَاحِبِ الْبِدْعَةِ غِيبَةٌ''[1]۔

بدعتی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا غیبت نہیں ہے۔

[٥٣٤] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَنْ دَخَلَ عَلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ فَلَيْسَتْ لَهُ حُرْمَةٌ''[2]۔

جو کسی بدعتی کے پاس جائے اس کا کوئی احترام نہیں۔

[٥٣٥] سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''تَعَالَوْا نَغْتَابَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ''[3]۔

آؤ، ہم اللہ عزوجل کے واسطے غیبت کریں۔

نوٹ: معنی یہ ہے کہ دین کی حفاظت کے لئے راویان حدیث پر جرح وتعدیل کریں۔ (جمال)

[٥٣٦] ابوزید انصاری نحوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَتَيْنَا شُعْبَةَ يَوْمَ مَطَرٍ، فَقَالَ: لَيْسَ هَذَا يَوْمَ حَدِيثٍ، الْيَوْمَ يَوْمُ غِيبَةٍ، تَعَالَوْا حَتَّى نَغْتَابَ الْكَذَّابِينَ''[4]۔

---

[1] سنن دارمی (۳۹۴)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۷۶)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۸۲)۔

[3] ضعفاء العقیلی (۱/ ۱۱، ۱۵)، والکفایۃ، خطیب (۹۱)، وسیر اعلام النبلاء (۷/ ۲۲۳)، ضعفاء العقیلی اور سیر اعلام النبلاء میں نضر بن شمیل کے طریق سے آیا ہے۔

[4] الکفایۃ، خطیب (۹۱)، وموضح أوہام الجمع والتفریق (۲/ ۴۹۴)۔

ہم شعبہ کے پاس آئے اس دن بارش ہو رہی تھی، تو انہوں نے فرمایا: آج حدیث کا دن نہیں ہے، آج غیبت کا دن ہے، آؤ ہم جھوٹوں کی غیبت کریں۔

[۵۳۷] مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَانَ شُعْبَةُ يَأْتِي عِمْرَانَ بْنَ حُدَيْرٍ، يَقُولُ: يَا عِمْرَانُ، تَعَالَ حَتَّى نَغْتَابَ سَاعَةً فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَذْكُرُونَ مَسَاوِئَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ''①۔

شعبہ بن حجاج عمران بن حدیر کے پاس آتے تھے، ان سے کہتے تھے: اے عمران! آؤ ہم تھوڑی دیر اللہ عزوجل کے واسطے غیبت کرلیں، وہ جھوٹے محدثین کی برائیاں ذکر کرتے تھے۔

[۵۳۸] شعبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''الشِّكَايَةُ وَالتَّحْذِيرُ لَيْسَا مِنَ الْغِيبَةِ''②۔

کسی کی شکایت کرنا اور کسی کے شر سے دوسرے کو آگاہ کرنا غیبت نہیں ہے۔

[۵۳۹] ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ أَبَا مُسْهِرٍ يُسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يَغْلَطُ وَيَهِمُ وَيُصَحِّفُ؛ فَقَالَ: بَيِّنْ أَمْرَهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي مُسْهِرٍ: أَتَرَى ذَلِكَ مِنَ الْغِيبَةِ؟ قَالَ: لَا''③۔

میں نے ابومسہر کو سنا، اُن سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا جاتا تھا جو غلطی کرے، وہم

① الکفایۃ، خطیب (۹۱)، وشرح علل الترمذی (۱/۳۴۹)۔

② شعب الایمان، بیہقی (۶۷۹۱)، والدر المنثور (۶/۱۰۷)۔

③ الکفایۃ، خطیب (۹۲)، وشرح علل الترمذی (۱/۳۴۹)، اس میں ''ابومسہر'' کے بجائے ''میں نے ابوزرعہ سے کہا'' کے الفاظ آئے ہیں، جو شاید مطبعی غلطی ہے۔

کا شکار ہو اور تصحیف کرے (کہ اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟) تو کہتے تھے: اُس کی حقیقت واضح کرو، میں نے ابومسہر سے کہا: کیا آپ اسے غیبت شمار کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

[۵۴۰] عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''الْمُعَلَّى بْنُ هِلَالٍ هُوَ؛ إِلَّا أَنَّهُ إِذَا جَاءَ الْحَدِيثُ يَكْذِبُ. فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الصُّوفِيَّةِ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ تَغْتَابُ؟ قَالَ: اسْكُتْ، إِذَا لَمْ نُبَيِّنْ كَيْفَ يُعْرَفُ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ؟''[1]۔

یہ معلیٰ ابن ہلال ہے، لیکن جب حدیث آتی ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہ سن کر کچھ صوفیوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن آپ غیبت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ''چپ رہو، اگر ہم بیان نہیں کریں گے تو حق و باطل کی پہچان کیسے ہوگی؟

[۵۴۱] عبداللہ بن امام احمد رحمہما اللہ نے فرمایا:

''جَاءَ أَبُو تُرَابٍ النَّخْشَبِيُّ - عسكر بن الحصين - إِلَى أَبِي فَجَعَلَ أَبِي يَقُولُ: فُلَانٌ ضَعِيفٌ، وَفُلَانٌ ثِقَةٌ، فَقَالَ أَبُو تُرَابٍ: يَا شَيْخُ، لَا تَغْتَبِ الْعُلَمَاءَ. فَالْتَفَتَ أَبِي إِلَيْهِ، وَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ، هَذَا نَصِيحَةٌ، هَذَا لَيْسَ غِيبَةً''[2]۔

ابوتراب نخشبی -عسکر بن حصین- میرے والد کے پاس آئے، تو میرے والد کہنے لگے:

---

[1] المعرفۃ والتاریخ، فسوی (۳/۵۶-۵۷)، والکفایۃ، خطیب (۹۱)، وشرح علل الترمذی (۱/۳۴۹، ۳۵۱)، وتدریب الراوی، سیوطی (۲/۳۶۹)۔

[2] الکفایۃ، خطیب (۹۲)، وطبقات الحنابلہ (۱/۲۴۹)، والتقیید (۱/۱۱۸)، وشرح علل الترمذی (۱/۳۵۰)، وتدریب الراوی (۲/۳۶۹)، وشذرات الذہب (۳/۲۰۹)۔

''فلاں راوی ضعیف ہے''، ''فلاں راوی ثقہ ہے''۔ یہ سن کر ابوتراب نے کہا: شیخ! علماء کی غیبت مت کیجئے۔ کہتے ہیں کہ: یہ سن کر میرے والد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''حیرت ہے تم پر! یہ نصح وخیر خواہی ہے، یہ غیبت نہیں ہے''۔

[٥٤٢] محمد بن بندار السباک جرجانی نے فرمایا:

''قُلْتُ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: إِنَّهُ لَيَشْتَدُّ عَلَيَّ أَنْ أَقُولَ: فُلَانٌ ضَعِيفٌ، فُلَانٌ كَذَّابٌ، فَقَالَ أَحْمَدُ: إِذَا سَكَتَّ أَنْتَ، وَسَكَتُّ أَنَا؛ فَمَنْ يُعَرِّفُ الْجَاهِلَ الصَّحِيحَ مِنَ السَّقِيمِ؟''[1]۔

میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: مجھے کسی کے بارے میں ''فلاں ضعیف ہے، فلاں جھوٹا ہے'' کہنا بڑا اگراں لگتا ہے! تو امام احمد نے فرمایا: جب تم خاموش رہو گے اور میں خاموش رہوں گا؛ تو جاہل آدمی کو صحیح ضعیف کی پہچان کون کرائے گا؟

[٥٤٣] کثیر بن زیاد ابوسہل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَهْلُ الْأَهْوَاءِ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ''[2]۔

بدعتیوں نفس پرستوں کا کوئی احترام نہیں ہے۔

[٥٤٤] حسن بن علی اسکافی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سألت أبا عبد الله أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ معنى الغيبة، فقال: إذا لم ترد عيب الرجل، قلت: فالرجل يقول: فلان لم يسمع، وفلان يخطىء؟ فقال: لو

---

[1] الکفایۃ، خطیب (۹۲)، وطبقات الحنابلہ (۱/۲۸۷)، والضعفاء والمتروکین (۱/۶)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۸۲۳۱)، وشرح علل الترمذی (۱/۳۵۰)، والمقصد الارشد (۹۰۸)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۸۱)۔

ترك الناسُ هذا لم يعرف الصحيح من غيره"[1]۔

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے غیبت کا معنیٰ پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا مقصد آدمی کی عیب جوئی نہ ہو تو کوئی بات نہیں۔ میں نے عرض کیا، آدمی کہتا ہے: فلاں راوی نے نہیں سنا، فلاں غلطیاں کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اگر لوگ یہ بتانا چھوڑ دیں گے تو صحیح اور غیر صحیح کی پہچان ہی نہ ہو سکے گی۔

[٥٤٥] زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الْغِيبَةُ لِمَنْ لَمْ يُعْلِنْ بِالْمَعَاصِي"[2]۔

درحقیقت غیبت اس کی ہے جو علانیہ گناہ نہ کرے۔

[٥٤٦] اسماعیل بن علی خطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: مَا تَقُولُ فِي أَصْحَابِ الْحَدِيثِ يَأْتُونَ الشَّيْخَ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ مُرْجِئًا أَوْ شِيعِيًّا، أَوْ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ خِلَافِ السُّنَّةِ، أَيَسَعُنِي أَنْ أَسْكُتَ عَنْهُ، أَمْ أُحَذِّرُ عَنْهُ؟ فَقَالَ أَبِي: إِنْ كَانَ يَدْعُو إِلَى بِدْعَةٍ، وَهُوَ إِمَامٌ فِيهَا وَيَدْعُو إِلَيْهَا، نَعَمْ؛ تُحَذِّرُ عَنْهُ"[3]۔

ہم سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: اُن محدثین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ایسے شیخ کے پاس آتے ہیں جس کے بارے میں شبہ ہے کہ وہ مرجی یا شیعی ہے یا اس میں کچھ خلاف سنت چیز پائی جاتی ہے، کیا ایسی

---

[1] طبقات الحنابلة (١/ ١٣٧)، وشرح علل الترمذي (١/ ٣٥٠-٣٥١)۔

[2] مصنف عبدالرزاق (٢٠٢٥٩)، وشعب الایمان، بیہقی (٦٧٩٤)، والدرالمنثور (٦/ ١٠٧)۔

[3] الکفایۃ، خطیب (٩٢)، وشرح علل الترمذی (١/ ٣٥٠)۔

صورت میں میرے لئے خاموش رہنے کی گنجائش ہے یا مجھے آگاہ کرنا چاہئے؟ تو میرے والد نے فرمایا: اگر وہ شخص بدعت کا پرچارک ہو‘اس کا پیشوا اور سرغنہ ہو اور اس کی دعوت دیتا ہو‘ تو تمہیں لوگوں کو اس سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

[٥٤٧] علی بن سلمہ لبقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ: ثَلَاثَةٌ لَيْسَتْ لَهُمْ غِيبَةٌ – ومنهم –: الْفَاسِقُ الْمُعْلِنُ بِفِسْقِهِ، وَالْمُبْتَدِعُ الَّذِي يَدْعُو النَّاسَ إِلَى بِدْعَتِهِ“[١]۔

میں نے ابن عیینہ رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: تین قسم کے لوگوں کی برائی کرنا غیبت نہیں ہے: –ان میں سے– علانیہ فسق وگناہ کرنے والا فاسق اور اپنی بدعت کی طرف بلانے والا بدعتی بھی ہے۔

[٥٤٨] امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إذا جاهر ببدعته أو معصيته لا غيبة له، الذي يجاهر ويشرب الخمر؛ يقال إنه فاجر، أو بالتدخين، حالق اللحية لا غيبة له؛ هو فضح نفسه.

وهكذا من أعلن بدعته كالذين يبتدعون بالاحتفالات بالمولد أو بليلة سبع وعشرين – من شعبان – ليلة الإسراء والمعراج – زعموا –، أو بالبناء على القبور، التجصيص، ووضع القباب عليها، ينكر عليهم، ويقال: هذا لا يجوز، هذه بدعة. المقصود من أظهر بدعته ومعاصيه لا غيبة له فيما أعلن، تقول: ترى فلان أظهر البدعة الفلانية يدعو إليها، احذروه“[٢]۔

---

[1] شعب الایمان، بیہقی (٦٧٩٢)، والدر المنثور (٦/ ١٠٧)۔

[2] تقریر بعنوان ”آفات اللسان“ بتاریخ ٢٩/ ٢/ ١٤١٣ھ بمقام طائف۔

اگر کھلم کھلا بدعت یا گناہ و معصیت کرے' تو اس کی برائی کرنا غیبت نہیں، جو علانیہ شراب پیئے' یا علانیہ سگریٹ' بیڑی پیئے' اُسے کہا جائے گا کہ یہ فاسق و بدعمل ہے، اسی طرح داڑھی مونڈنے والے کی بھی غیبت نہیں ہے؛ اُس نے خود اپنے آپ کو رسوا کیا ہے۔

اسی طرح جو کھلم کھلا بدعت کرے، مثلاً وہ لوگ جو اپنی مرضی کے مطابق میلاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا شب اسراء و معراج کے نام پر شعبان کی ستائیسویں شب میں جشن منانے کی بدعت ایجاد کرتے ہیں، یا قبروں پر تعمیر کرتے ہیں' چونا کاری کرتے ہیں' اور ان پر قبے بناتے ہیں' اُن پر نکیر کی جائے گی اور کہا جائے گا: کہ یہ جائز نہیں ہے' بلکہ یہ بدعت ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جو شخص اپنی بدعت اور اپنے گناہ ظاہر کرے' تو اعلانیہ کی جانے والی چیزوں میں اُن کی غیبت نہیں ہے، آپ کہہ سکتے ہیں کہ: اس شخص نے فلاں بدعت ایجاد کی ہے' اور اس کی دعوت دیتا ہے' لہٰذا اُس سے آگاہ رہنا۔

[۵۴۹] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُخَالِطًا فِي السَّيْرِ لِأَهْلِ الشَّرِّ يُحَذَّرُ عَنْهُ''[۱]۔

اگر آدمی برے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہو تو اُس سے ڈرایا جائے گا۔

[۵۵۰] محمد بن عبداللہ بن ابو زمنین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ السُّنَّةِ يَعِيبُونَ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ الْمُضِلَّةِ، وَيَنْهَوْنَ عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ وَيُخَوِّفُونَ فِتْنَتَهُمْ، وَيُخْبِرُونَ بِخَلَاقِهِمْ، وَلَا يَرَوْنَ ذَلِكَ غِيبَةً لَهُمْ، وَلَا طَعْنًا عَلَيْهِمْ''[۲]۔

---

[۱] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳۱/ ۴۱۴)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۱۹۴) بتحقیق عطا، و(۲/ ۲۹) دیگر۔

[۲] اصول السنۃ، ابن زمنین (۲۹۳)۔

اہل سنت ہمیشہ گمراہ کن بدعات وخواہشات والوں کی عیب جوئی کرتے رہے ہیں، ان کی صحبت میں رہنے سے منع کرتے رہے ہیں، ان کے فتنہ سے ڈراتے رہے ہیں اور ان کی حرکت وکردار کی خبر دیتے رہے ہیں، اور وہ اسے ان کی غیبت یا طعنہ زنی نہیں سمجھتے تھے۔

○ ○ ○

فصل ۳۸:

بدعتیوں کی تعریف کرنے، ان کی تعظیم کرنے، ان کے ساتھ بیٹھنے نیز لوگوں کو ان سے آگاہ کرنے سے خاموشی برتنے کا بھیانک انجام

[۵۵۱] ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی نے اپنی کتاب ''اختصار فرق الفقہاء'' میں قاضی [ابوبکر] ابن الباقلانی کے تذکرہ میں فرمایا ہے:

''لَقَدْ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو ذَر [عبد بن أحمد الأنصاري الهروي]، وَكَانَ يَمِيلُ إِلَى مَذْهَبِهِ - الأشعري - فَسَأَلْتُهُ: مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا؟ قَالَ: إِنِّيْ كُنْتُ مَاشياً بِبَغْدَادَ مَعَ الحَافِظ [أبو الحسن علي بن عمر] الدَّارَقُطْنِيّ، فَلَقِيْنَا [القاضي] أَبَا بَكْرٍ [مُحَمَّد] بنَ الطَّيِّب، فَالتزمه الشَّيْخُ أَبُو الحَسَنِ [الدارقطني]، وَقبَّلَ وَجهَهَ وَعَيْنَيْهِ، فَلَمَّا فَارقناهُ [افترقا]، قُلْتُ لَهُ: مَنْ هَذَا الَّذِي صَنَعْتَ بِهِ مَا لَمْ أَعْتَقِدْ أَنَّكَ تَصْنَعُهُ وَأَنْتَ إِمَامُ وَقْتِكَ؟ فَقَالَ: هَذَا إِمَامُ المسْلِمِيْنَ، وَالذَّابُّ عَنِ الدِّيْنِ، هَذَا القَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ الطَّيِّب. قَالَ أَبُو ذَر: فَمِنْ ذَلِكَ الوَقْت تكَرَّرْتُ إِلَيْهِ مَعَ أَبِي ... [فَاقتديتُ بِمَذْهَبِهِ]''[1]۔

---

[1] سیر أعلام النبلاء (۱۷/ ۵۵۸-۵۵۹)، وتذکرۃ الحفاظ (۹۹۷)، ونفح الطیب (۲/ ۷۰)۔

مجھے شیخ ابوذر [عبد بن احمد انصاری ہروی] نے بتلایا- اور وہ دارقطنی کے مذہب یعنی اشعریت کی طرف مائل تھے- تو میں نے ان سے پوچھا: تمہیں یہ عقیدہ کہاں سے ملا؟ کہا: میں حافظ [ابوالحسن علی بن عمر] دارقطنی کے ساتھ بغداد میں چل رہا تھا، اسی دوران ہماری ملاقات [قاضی] ابوبکر [محمد] بن الطیب -اشعری- سے ہوئی؛ تو شیخ ابوالحسن [امام دارقطنی] اُن سے چمٹ گئے، اور ان کے چہرے اور دونوں آنکھوں کا بوسہ دیا؛ جب ہم دونوں اُن سے جدا ہوئے تو میں نے امام دارقطنی سے پوچھا: یہ کون صاحب تھے جن کے ساتھ آپ اس قدر والہانہ انداز سے پیش آئے، میں نہیں سمجھتا تھا کہ آپ ان کے ساتھ اس طرح پیش آئیں گے، جبکہ آپ خود اپنے وقت کے امام ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ مسلمانوں کے امام اور دین کا دفاع کرنے والے، قاضی ابوبکر محمد بن الطیب ہیں! ابوذر ہروی کہتے ہیں: اسی وقت سے میں اپنے والد کے ساتھ بار بار ان کے پاس جانے لگا [اور ان کے مذہب کا پیرو ہو گیا]۔

نوٹ: بدعتیوں کے معاملہ میں خاموشی برتنا اور ان کی حالت بیان نہ کرنا بدعتوں سے ناواقف دیگر لوگوں کو دھوکے میں ڈالتا ہے، کیونکہ وہ اُس میں گر جاتے ہیں۔

اور اس سے بھی بدتر اور کڑوا اس وقت ہوتا ہے جب بدعتیوں کی مدح وثنا ان لوگوں کی جانب سے کی جائے جو بظاہر نیک کار اور تقویٰ شعار ہوں۔ (جمال)

[٥٥٢] یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وعمران بن حطان كان رجلا من بني سدوس، أدرك جماعة من أصحاب النبي ﷺ، وصار في آخر أمره أن رأى رأي الخوارج، وكان سبب ذلك فيما بلغنا أن ابنة عم له رأت رأي الخوارج، فتزوجها ليردها عن ذلك،

فصرفته إلى مذهبها''[1]۔

عمران بن حطان قبیلۂ بنی سدوس کے ایک شخص تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا، مگر اخیر میں ان کا معاملہ یہ ہوا کہ وہ خوارج کی رائے کے قائل ہو گئے، اور ہم تک جو بات پہنچی ہے اس کے مطابق اس کا سبب یہ ہوا کہ ان کی ایک چچازاد بہن خوارج کی رائے رکھتی تھی، انہوں نے اس سے شادی کر لی تاکہ اُسے اس کی رائے سے پھیر دیں، چنانچہ اُس نے انہی کو اپنے مذہب کی طرف پھیر لیا۔

[۵۵۳] نیز فرمایا:

''حُدثت عَنِ الأَصْمَعِيّ، قال: حَدَّثَنَا المعتمر بْن سُلَيْمان عَنْ عُثْمَان البتي، قال: كان عِمْران بْن حطَّان من أهل السنة، فقدم غلام من عمان كأنه نصل، فغلبه في مجلس''[2]۔

مجھے اصمعی کے واسطے سے بتایا گیا، انہوں نے کہا: ہمیں معتمر بن سلیمان نے عثمان بتّی کے واسطے سے بیان کیا کہ: عمران بن حطان اہل سنت میں سے تھے، ان کے پاس عمان سے ایک لڑکا آیا، جو اس قدر تیز طرار تھا گویا تیر کی اَنی (دھار) ہو، چنانچہ ایک مجلس میں وہ اُن پر غالب آگیا۔

[۵۵٤] محمد بن ابو رجاء رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أخبرني رجل من أهل الكوفة، قال: تزوج عِمْران بْن حطان امرأةً من

---

[1] تاریخ دمشق (۴۳/ ۴۹۰)، وتہذیب الکمال، مزی (۲۲/ ۳۲۳)، وتھذیب التھذیب (۲۲۳)۔

[2] تاریخ دمشق (۴۳/ ۴۹۰)، وتہذیب الکمال، مزی (۲۲/ ۳۲۳)، وتھذیب التھذیب (۲۲۳)۔

[3] تاریخ دمشق (۴۳/ ۴۹۰)، وتہذیب الکمال، مزی (۲۲/ ۳۲۳)۔

الخوارج ليردها عن دين الخوارج، فغيرته إلى رأي الخوارج ''[۳]۔

مجھے کوفہ کے ایک آدمی نے بتلایا کہ عمران بن حطان نے ایک خارجی عورت سے شادی کرلی تھی تاکہ اُسے خوارج کے عقیدہ سے پھیر دیں، مگر اُس نے خود انہی کو خوارج کی رائے کی طرف پھیر دیا۔

نوٹ: نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے، یہ نہ کہے کہ میں ان کی مجلسوں میں جاؤں گا اور ان میں گھلوں ملوں گا تاکہ انہیں اُن کی بدعت سے پھیر سکوں! کیونکہ معاملہ کی کوئی ضمانت نہیں ہے اور دل بڑی تیزی سے پلٹنے والا ہے، اور میرا اپنی ذات کی اصلاح کرنا دوسرے کی اصلاح سے اولیٰ ہے۔

○ ○ ○

فصل ۳۹:

اہل بدعت اور نفس پرستوں کی سزا

[۵۵۵] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’وَيَجِبُ عُقُوبَةُ كُلِّ مَنْ انْتَسَبَ إِلَيْهِمْ - يعني: أهلَ الأَهْوَاءِ عُموماً -، أَوْ ذَبَّ عَنْهُمْ، أَوْ أَثْنَى عَلَيْهِمْ، أَوْ عَظَّمَ كُتُبَهُمْ، أَوْ عُرِفَ بِمُسَاعَدَتِهِمْ وَمُعَاوَنَتِهِمْ، أَوْ كَرِهَ الْكَلَامَ فِيهِمْ، أَوْ أَخَذَ يَعْتَذِرُ لَهُمْ؛ بِأَنَّ هَذَا الْكَلَامَ لَا يَدْرِي مَا هُوَ؟ أَوْ قَالَ إِنَّهُ صَنَّفَ هَذَا الْكِتَابَ، وَأَمْثَالَ هَذِهِ الْمَعَاذِيرِ الَّتِي لَا يَقُولُهَا إِلَّا جَاهِلٌ، أَوْ مُنَافِقٌ؛ بَلْ تَجِبُ عُقُوبَةُ كُلِّ مَنْ عَرَفَ حَالَهُمْ، وَلَمْ يُعَاوِنْ عَلَى الْقِيَامِ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ الْقِيَامَ عَلَى هَؤُلَاءِ مِنْ أَعْظَمِ الْوَاجِبَاتِ؛ لِأَنَّهُمْ أَفْسَدُوا الْعُقُولَ وَالْأَدْيَانَ عَلَى خَلْقٍ مِنَ الْمَشَايِخِ وَالْعُلَمَاءِ، وَالْمُلُوكِ وَالْأُمَرَاءِ، وَهُمْ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا، وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ‘‘[۱]۔

ہر اُس شخص کو سزا دینا واجب ہے جو ان سے -یعنی عمومی طور پر تمام بدعتیوں سے- نسبت رکھے، یا ان کا دفاع کرے، یا ان کی تعریف کرے، یا ان کی کتابوں کی تعظیم کرے، یا ان کی مدد اور سپورٹ کرنے میں معروف ہو، یا ان پر نقد و اعتراض کرنا ناپسند کرے، یا ان کے لئے عذر پیش کرے کہ اُسے معلوم نہیں کہ یہ کیا بات ہے؟ یا کہے کہ: کیا یہ کتاب اُسی نے تصنیف کی

[۱] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲/ ۱۳۲)، والشهادة الزكية في ثناء الائمة على ابن تيمية (۹۶)۔

ہے؟ (ایسا نہیں ہوسکتا) یا اس قسم کے دیگر عذر و بہانے پیش کرے، جسے ایک جاہل یا منافق ہی کہہ سکتا ہے؛ بلکہ ہر اس شخص کو سزا دینا واجب ہے جو ان کے حال سے واقف ہو، اور ان کی نگہداشت رکھنے میں تعاون نہ کرے، کیونکہ ان لوگوں پر نگرانی رکھنا عظیم ترین واجبات میں سے ہے، اس لئے کہ ان لوگوں نے بہت سارے علماء ومشائخ اور شاہان وامراء کے عقول وادیان بگاڑ دیئے ہیں، نیز یہ روئے زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

[٥٥٦] علامہ بکر بن عبداللہ ابو زید رحمہ اللہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”فرحم الله شيخ الإسلام ابن تيمية، وسقاه من سلسبيل الجنة آمين، فإن هذا الكلام في غاية الدقة والأهمية وهو وإن كان في خصوص مظاهرة ''الاتحادية'' لكنه ينتظم جميع المبتدعة، فكل من ظاهر مبتدعًا، فعظمه، أو عظم كتبه، ونشرها بين المسلمين، ونفخ به وبها، وأشاع ما فيها من بدع وضلال، ولم يكشفه فيما لديه من زيغ واختلال في الاعتقاد، إن من فعل ذلك فهو مفرط في أمره، واجب قطع شره لئلا يتعدى إلى المسلمين.

وقد ابتلينا بهذا الزمان بأقوام على هذا المنوال، يعظمون المبتدعة، وينشرون مقالاتهم، ولا يحذِّرون من سقطاتهم، وما هم عليه من الضلال، فاحذر أبا الجهل المبتدع هذا؛ نعوذ بالله من الشقاء وأهله“[1]۔

اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر رحم فرمائے اور انہیں جنت کی نہر سلسبیل کا جام پلائے، آمین؛ کیونکہ یہ بات نہایت باریک اور اہم ہے، اگرچہ یہ بات خصوصی طور پر وحدۃ

---

[1] ہجر المبتدع، بکر ابو زید (۴۸-۴۹)۔

الوجودیوں کی حمایت اور سپورٹ کے بارے میں ہے، لیکن تمام بدعتیوں پر فٹ ہوتی ہے، لہٰذا ہر وہ شخص کسی بدعتی کا سپورٹ کرے، مثلاً اس کی تعظیم کرے، یا اس کی کتابوں کی تعظیم کرے اور اُسے مسلمانوں کے درمیان پھیلائے، اُس کا اور ان کتابوں کا ڈھنڈورا پیٹے، اُن میں موجود بدعات وضلالت کی نشر واشاعت کرے، اور اُس کے یہاں موجود کجروی اور اعتقادی خلل بے نقاب نہ کرے، یقیناً جو ایسا کرے وہ اُس کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا ہے، اس کے شر وفساد کی بیخ کنی ضروری ہے، تاکہ مسلمانوں تک نہ پہنچنے پائے۔

آج اس زمانہ میں ہم اسی طرح کے کچھ لوگوں کی آزمائش میں مبتلا ہیں، جو بدعتیوں کی تعظیم کرتے ہیں، ان کے فرمودات ونظریات پھیلاتے ہیں، اور ان کی لغزشوں اور گمراہیوں سے لوگوں کو آگاہ نہیں کرتے، اس لئے اس ابوجہل بدعتی سے چوکنا رہو؛ ہم بدبختی اور بدبختوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

[۵۵۷] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’وَالدَّاعِي إِلَى الْبِدْعَةِ مُسْتَحِقٌّ الْعُقُوبَةَ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَعُقُوبَتُهُ تَكُونُ تَارَةً بِالْقَتْلِ، وَتَارَةً بِمَا دُونَهُ. كَمَا قَتَلَ السَّلَفُ جَهْمَ بْنَ صَفْوَانَ وَالْجَعْدَ بْنَ دِرْهَمٍ وَغَيْلَانَ الْقَدَرِيَّ وَغَيْرَهُمْ. وَلَوْ قُدِّرَ أَنَّهُ لَا يَسْتَحِقُّ الْعُقُوبَةَ، أَوْ لَا يُمْكِنُ عُقُوبَتُهُ، فَلَا بُدَّ مِنْ بَيَانِ بِدْعَتِهِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْهَا، فَإِنَّ هَذَا مِنْ جُمْلَةِ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ، الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ وَرَسُولُهُ‘‘[1]۔

بدعت کی طرف بلانے والا شخص باتفاق مسلمین سزا کا مستحق ہے، اور اس کی سزا کبھی قتل ہوگی، کبھی اس سے کمتر کوئی چیز۔ جیسا کہ سلف امت نے جہم بن صفوان، جعد بن درہم اور منکر

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳۵/ ۴۱۴)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۱۹۴)، و(۲/ ۲۹)، دوسرا ایڈیشن۔

تقدیر غیلان وغیرہ کا قتل کیا۔ اور اگر مان لیا جائے کہ وہ سزا کا مستحق نہیں ہے، یا اُسے سزا دینا ممکن نہیں ہے، تو اُس کی بدعت کی وضاحت کرنا اور لوگوں کو اس سے آگاہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ منجملہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حصہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے۔

[۵۵۸] نیز فرمایا:

''وَمَنْ كَانَ مُظْهِرًا لِبِدْعَةٍ تُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ مِنْ بِدَعِ الِاعْتِقَادَاتِ وَالْعِبَادَاتِ؛ فَإِنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِلْعُقُوبَةِ، وَمِنْ عُقُوبَتِهِ أَنْ يُحْرَمَ الزكاةَ حَتَّى يَتُوبَ''[1]۔

اور جو کتاب وسنت کے مخالف عقائد وعبادات کی کوئی بدعت ظاہر کرنے والا ہو وہ سزا کا مستحق ہے اور اس کی ایک سزا یہ ہے کہ جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرلے اُسے زکاۃ سے محروم رکھا جائے۔

[۵۵۹] رافع بن اشرس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَمِنْ عُقُوبَةِ الْفَاسِقِ الْمُبْتَدِعِ أَنْ لَا تُذْكَرَ مَحَاسِنُهُ''[2]۔

فاسق بدعتی کی سزا یہ بھی ہے کہ اُس کی خوبیاں ذکر نہ کی جائیں۔

[۵۶۰] ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''فَإِنَّ فِرْقَةَ النَّجَاةِ - وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ - مَأْمُورُونَ بِعَدَاوَةِ أَهْلِ الْبِدَعِ،

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۸/ ۵۷۰)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۲۲۱)۔

[2] الصمت (۵۴۹)، وشرح علل الترمذی (۱/ ۳۵۳)، وفتح المغیث (۱/ ۳۲۸) ایڈیشن القاہرہ، و(۲/ ۶۱) ایڈیشن ہندوستان، وتوضیح الافکار (۲/ ۲۳۴)۔

وَالتَّشْرِيدِ بِهِمْ، وَالتَّنْكِيلِ بِمَنِ انْحَاشَ إِلَى جِهَتِهِمْ بِالْقَتْلِ فَمَا دُونَهُ، وَقَدْ حَذَّرَ الْعُلَمَاءُ مِنْ مُصَاحَبَتِهِمْ وَمُجَالَسَتِهِمْ حَسْبَمَا تَقَدَّمَ، وَذَلِكَ مَظِنَّةُ إِلْقَاءِ الْعَدَاوَةِ وَالْبَغْضَاءِ، لَكِنَّ الدَّرْكَ فِيهَا عَلَى مَنْ تَسَبَّبَ فِي الْخُرُوجِ عَنِ الْجَمَاعَةِ بِمَا أَحْدَثَهُ مِنِ اتِّبَاعِ غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ، لَا عَلَى التَّعَادِي مُطْلَقًا. كَيْفَ وَنَحْنُ مَأْمُورُونَ بِمُعَادَاتِهِمْ، وَهُمْ مَأْمُورُونَ بِمُوَالَاتِنَا وَالرُّجُوعِ إِلَى الْجَمَاعَةِ؟!"[1]۔

بیشک فرقۂ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کو حکم ہے کہ وہ بدعتیوں سے دشمنی رکھیں، اُنہیں کھدیڑ یں، اور ان کی طرف مائل اور ان میں شامل ہونے والوں کو قتل یا اس سے کم تر کوئی سزا دیں، علماء کرام نے ان کی صحبت اور ہم نشینی سے آگاہ کیا ہے' یہ نفرت و عداوت پیدا کرنے کا سبب ہے، لیکن اس میں سخت دشمنی اس شخص سے ہوگی جو مسلمانوں کے راستے کے علاوہ کی پیروی کی بدعت ایجاد کر کے جماعت سے نکلنے کا سبب بن گیا ہو، مطلقاً باہمی دشمنی رکھنے والے سے نہیں ۔ اور ایسا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ہمیں ان سے دشمنی رکھنے کا حکم ہے اور اُنہیں ہم سے دوستی کرنے اور جماعت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے؟!

○ ○ ○

[1] الاعتصام، شاطبی (۱/ ۱۵۸-۱۵۹)۔

فصل ⑩:

اہل بدعت کی صفات اور ان کا انجام

[٥٦١] اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَٰبَهَ مِنْهُ ٱبْتِغَآءَ ٱلْفِتْنَةِ وَٱبْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ﴾ [آل عمران:٧]۔

پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے۔

[٥٦٢] ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری خواہش کو تمہاری خواہش کے اوپر رکھا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”إن الله لم يجعل في هذه الأهواء شيئاً من الخير، وإنما سمى هوى؛ لِأَنَّهُ يَهْوِي بِصَاحِبِهِ فِي النَّارِ“[1]۔

اللہ تعالیٰ نے ان خواہشات میں کچھ بھی بھلائی نہیں رکھی ہے، بلکہ اُسے ھویٰ کا نام دیا ہے؛ کیونکہ وہ اپنے ساتھی (بدعتی) کو جہنم میں دھکیل دیتا ہے۔

[٥٦٣] اس اثر کا دوسرا حصہ: حسن بصری، مجاہد بن جبر، ابو العالیہ رفیع بن مہران اسی طرح شعبی رحمہم اللہ سے بھی مروی ہے[2]۔

---

1. الشرح والابانۃ (٦٢)۔
2. الشرح والابانۃ (٦٢)، وسنن دارمی (٣٩٥) بروایت شعبی۔

[٥٦٤] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَا ابْتَدَعَ رَجُلٌ [قَوْمٌ] بِدْعَةً إِلَّا اسْتَحَلَّ السَّيْفَ"[①]۔

جو بھی شخص (یا لوگ) کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے، وہ تلوار کو ضرور حلال سمجھتا ہے۔

[٥٦٥] نیز فرمایا:

"إِنَّ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ أَهْلُ الضَّلَالَةِ، وَلَا أَرَى مَصِيرَهُمْ إِلَّا النَّارَ"[②]۔

یقیناً یہ بدعتی حضرات گمراہ ہیں، میں ان کا انجام جہنم کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔

[٥٦٦] امام آجری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ کا خیال تھا:

"أَسْرَعُ النَّاسِ رِدَّةً أَهْلُ الْأَهْوَاءِ"[③]۔

کہ سب سے جلدی مرتد ہونے والے بدعتی حضرات ہیں۔

[٥٦٧] سعید بن عنبسہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَا ابْتَدَعَ رَجُلٌ بِدْعَةً إِلَّا غَلَّ صَدْرُهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَاخْتُلِجَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ"[④]۔

جو بھی شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے اس کے سینہ میں مسلمانوں کے خلاف کینہ ہوتا ہے،

---

① مصنف عبدالرزاق (١٨٦٦٠)، وطبقات ابن سعد (٧ / ١٨٤)، وسنن دارمی (٩٩)، والشریعۃ، آجری (٦٨)، و شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٧ ٢٤)، والحلیۃ (٢ / ٢٨٧)، والاعتصام، شاطبی (١ / ١١٣)، یہ قول فقرہ (115) کے تحت گزر چکا ہے۔

② طبقات ابن سعد (٧ / ١٨٤)، وسنن دارمی (١٠٠)، والاعتصام، شاطبی (١ / ١١٢)، عنقریب فقرہ (٥٧٤) میں مکمل قول آئے گا۔

③ الاعتصام، شاطبی (١ / ١١٣)۔

④ الشرح والابانۃ (٩٨)، وتاریخ دمشق (٧ / ٤ / ١٣)، بروایت عنبسہ بن سعید کلاعی۔

اور اس سے امانت کھینچ لی جاتی ہے۔

[٥٦٨] امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا ابْتَدَعَ رَجُلٌ بِدْعَةً إِلَّا سُلِبَ وَرَعُهُ''①۔

جو بھی آدمی کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے اس کا ورع (احتیاط) سلب کر لیا جاتا ہے۔

[٥٦٩] حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا ابْتَدَعَ رَجُلٌ بِدْعَةً إِلَّا تَبَرَّأَ الْإِيْمَانُ مِنْهُ''②۔

جو بھی آدمی کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے اس سے ایمان بری ہو جاتا ہے۔

[٥٧٠] امام بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''واعلم أن الأهواء كلها ردية، تدعو كلها إلى السيف''③۔

جان لو کہ تمام بدعتیں ہلاکت وخونریزی کا باعث ہیں، سب کی سب تلوار کی دعوت دیتی ہیں۔

[٥٧١] ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إن الذين يتمنون موتَ أهل السُّنَّةِ يريدون أن يطفئوا نور الله بأفواههم والله مُتِمّ نوره ولو كره الكافرون''④۔

یقیناً جو لوگ اہل سنت کے مرنے کی تمنا کرتے ہیں، وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھانا

---

① الشرح والابانة (٩٩)، وتاريخ دمشق (٧ / ٤ / ١٣)، وسير أعلام النبلاء (٧ / ١٢٥)۔

② الشرح والابانة (١٠٠)۔

③ شرح السنة، بربہاری (١٤٦)۔

④ شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٣٥)، ومفتاح الجنة، سیوطی (٦٤)۔

چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا گرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔

[۵۷۲] مسروق بن اجدع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْأَهْوَاءِ إِلَا فِي الْقُرْآنِ مَا يَرُدُّ عَلَيْهِمْ، وَلَكِنَّا لَا نَهْتَدِي لَهُ"[1]۔

کوئی ایسا بدعتی نہیں جس کی تردید کے بارے میں قرآن میں دلیل نہ ہو، مگر ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا۔

[۵۷۳] امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"هؤلاء المتكلمون - يعني: أَهْلَ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ - لا تكونوا منهم بسبيل، فإن آخر أمرهم يرجع إِلَى شيءٍ مكشوف ينكشفون عنه، وَإنما يتموَّه أمرهم سنة؛ سنتين، ثُمَّ ينكشف، فلا أرى لأحد أن يناضل عَنْ أحدٍ من هؤلاء، فإنهم إن تهتكوا يوما؛ قيل لهذا المناضل: أنت من أصحابه، وَإن طلب يوما؛ طلب هذا به، لا ينبغي لمن يعقل أن يمدح هؤلاء"[2]۔

ان متکلمین، نفس پرست بدعتیوں سے بالکل کوئی تعلق نہ رکھنا، کیونکہ ان کا آخری معاملہ کچھ ایسا ہوتا ہے کہ یہ بے نقاب ہو جاتے ہیں، درحقیقت ان کا معاملہ سال دو سال مشتبہ رہتا ہے؛ پھر بے نقاب ہو جاتا ہے، اس لئے میں کسی کے لئے ان میں سے کسی کا دفاع کرنا درست نہیں سمجھتا، کیونکہ اگر کسی دن ان کا معاملہ فاش ہو گا تو اس دفاع کرنے والے سے کہا جائے گا کہ تم اُس کے ساتھیوں میں سے ہو، اور اگر کسی دن اُسے طلب کیا جائے گا تو اس کی وجہ سے

---

[1] ذم الکلام (۱۹۷)۔

[2] سوالات البرذعی (۳۵۳)، وتاریخ بغداد (۸/ ۳۷۳)۔

اُسے بھی طلب کیا جائے گا،کسی عقلمند کے لئے ان کی مدح وستائش کرنا مناسب نہیں ۔

[٥٧٤] ابوقلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِنَّ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ أَهْلُ الضَّلَالَةِ، وَلَا أَرَى مَصِيرَهُمْ إِلَّا إِلَى النَّارِ، فَجَرِّبْهُمْ؛ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَنْتَحِلُ قَوْلًا - أَوْ قَالَ: حَدِيثًا - فَيَتَنَاهَى بِهِ الْأَمْرُ دُونَ السَّيْفِ. وإن النفاق كان ضروباً، قال تعالى: ﴿وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ ٱللَّهَ﴾ [التوبة:٧٥]. ﴿وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي ٱلصَّدَقَاتِ﴾ [التوبة:٥٨]. ﴿وَمِنْهُمُ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلنَّبِيَّ﴾ [التوبة: ٦١]. فاختلف قولهم واجتمعوا في الشك والتكذيب، وإِنَّ هَؤُلَاءِ اخْتَلَفَ قَوْلُهُمْ وَاجْتَمَعُوا فِي السَّيْفِ، وَلَا أَرَى مَصِيرَهُمْ إِلَّا إِلَى النَّارِ''[1] ۔

یقیناً نفس پرست (بدعتی) حضرات گمراہ ہیں، میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہی سمجھتا ہوں، چنانچہ آپ ان کی بابت تجربہ کر کے دیکھ لیں،ان میں سے کوئی بھی شخص کسی بات کا دعویٰ کرتا ہے یا کوئی بات کہتا ہے، تو اس کا معاملہ تلوار سے پہلے ختم نہیں ہوتا۔نفاق کی کئی قسمیں تھیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: (ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا)[التوبہ:٧٥]۔اور (ان میں وہ بھی ہیں جو خیراتی مال کی تقسیم کے بارے میں آپ پر عیب رکھتے ہیں)[التوبۃ: ٥٨]،اسی طرح: (ان میں سے وہ بھی ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں)، چنانچہ ان کی باتیں تو مختلف ہیں، مگر شک اور جھٹلانے میں سب متفق ہیں،اور یقیناً ان لوگوں کی باتیں مختلف ہیں مگر یہ تلوار میں متفق ہیں،میں ان کا انجام جہنم ہی سمجھتا ہوں ۔

○ ○ ○

[1] تاریخ دمشق (٢٨/ ٣٠٥-٣٠٦)، یہ قول فقرہ (٥٦٥) میں مختصراً گزر چکا ہے۔

فصل (۴۱):

کیا بدعتیوں کے لئے توبہ ہے؟

[۵۷۵] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ اللهَ احْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَةٍ''(۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ روک لی ہے۔

[۵۷۶] حسن بن ابوالحسن رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أبى الله - تبارك وتعالى - أن يأذن لصاحب هوى بتوبة''(۲)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بدعتی کو توبہ کی اجازت دینے سے انکاری ہے۔

[۵۷۷] عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

''صاحب البدعة على وجهه الظلمة، ولو ادهن كل يوم ثلاثين مرة''(۳)۔

بدعتی کے چہرے پر تاریکی ہی رہتی ہے اگرچہ وہ اس پر ہر دن تیس مرتبہ تیل مالش کرے۔

---

(۱) السنۃ، ابن ابی عاصم (۳۷)، وشعب الایمان، بیہقی (۹۴۵۶، ۹۴۵۷)، حدیث صحیح ہے، اس کی تخریج ملاحظہ فرمائیں: السلسلۃ الصحیحۃ، البانی (۱۶۲۰)۔

(۲) المعرفۃ والتاریخ (۳/ ۳۷۵) تحقیق خلیل، و(۳/ ۴۹۲) تحقیق اکرم ضیاء عمری، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۸۵)۔

(۳) شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۸۴)۔

[۵۷۸] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّ الْبِدْعَةَ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ الْمَعْصِيَةِ، فَأَنَّ الْمَعْصِيَةَ يُتَابُ مِنْهَا، وَالْبِدْعَةُ لَا يُتَابُ مِنْهَا“[1]۔

بدعت ابلیس کو گناہ سے زیادہ محبوب ہے؛ کیونکہ گناہ سے توبہ کر لی جاتی ہے، لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔

نوٹ: جو اس کا مطلب یہ سمجھے کہ بدعتی کی توبہ سرے سے قبول ہی نہ کی جائے گی تو یہ ناقص فہم ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بدعتی بزعم خویش اللہ سے قربت کے لئے بدعت انجام دیتا ہے، تو بھلا وہ نیک عمل سے توبہ کیسے کرے گا؟! برخلاف گناہ گار کے، کیونکہ وہ جب بھی کسی گناہ یا معصیت کا مرتکب ہوتا ہے اُس کی انجام دہی پر نادم اور شرمندہ ہوتا ہے؛ لہٰذا سنئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں۔ (جمال)

[۵۷۹] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ بَعْضُهُمْ - يقصد أهل البدع -: نَحْنُ نتوِّب النَّاسَ، فَقُلْت: مماذا تتوِّبونهم؟ قَالَ المبتدع: مِنْ قَطْعِ الطَّرِيقِ وَالسَّرِقَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ. فَقُلْت - القائل ابن تيمية -: حَالُهُمْ قَبْلَ تتوييكم خَيْرٌ مِنْ حَالِهِمْ بَعْدَ تتوييكم؛ فَإِنَّهُمْ كَانُوا فُسَّاقًا يَعْتَقِدُونَ تَحْرِيمَ مَا هُمْ عَلَيْهِ، وَيَرْجُونَ رَحْمَةَ اللَّهِ، وَيَتُوبُونَ إلَيْهِ، أَوْ يَنْوُونَ التَّوْبَةَ. فَجَعَلْتُمُوهُمْ بتتوييكم ضَالِّينَ مُشْرِكِينَ خَارِجِينَ عَنْ شَرِيعَةِ الْإِسْلَامِ، يُحِبُّونَ مَا يُبْغِضُهُ اللَّهُ، وَيُبْغِضُونَ مَا يُحِبُّهُ اللَّهُ، وَبَيَّنْت أَنَّ هَذِهِ الْبِدَعَ الَّتِي هُمْ

---

[1] مسند ابن الجعد (۱۸۰۹)، تحقیق عامر، و(۱۸۸۵) تحقیق عبد المهدی، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۳۸)، والحلیۃ (۷/ ۲۶)، وشعب الایمان، بیہقی (۹۴۵۵)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۱/ ۴۷۲)۔

وَغَيْرُهُمْ عَلَيْهَا شَرٌّ مِنْ الْمَعَاصِي"[1]۔

بعض بدعتیوں نے کہا کہ: ہم لوگوں کو توبہ کرواتے ہیں، میں نے کہا: تم انہیں کس چیز سے توبہ کرواتے ہو؟

بدعتی نے کہا: چوری، ڈکیتی وغیرہ سے۔

میں -یعنی امام ابن تیمیہ- نے کہا: تمہارے توبہ کروانے سے پہلے ان کی حالت تمہارے توبہ کروانے کے بعد کی حالت سے بہتر ہے؛ کیونکہ پہلے وہ گنہگار اور بدعمل تھے، جو کچھ کرتے تھے اُسے حرام سمجھتے تھے، اللہ کی رحمت کی امید رکھتے تھے، اور اس کی جانب توبہ کرتے تھے یا توبہ کی نیت کرتے تھے۔

مگر تم نے انہیں توبہ کرواکے گمراہ، مشرک دین اسلام سے خارج بنادیا، اب وہ ان چیزوں سے محبت کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور ان چیزوں سے نفرت کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ اور انہیں بتلایا کہ یہ بدعتیں جن پر وہ اور دیگر لوگ قائم ہیں گناہ ومعاصی سے بدتر ہیں۔

[۵۸۰] عطاء خراسانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَا يَكادُ اللهُ أَنْ يَأْذَنَ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ بتوبةٍ"[2]۔

اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کو توبہ کی اجازت نہیں دیتا۔

[۵۸۱] ابوعمرو شیبانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ يُقَالُ: يَأْبَى اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ بِتَوْبَةٍ، وَمَا انْتَقَلَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ إِلَّا

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۱/ ۴۷۲)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۸۳)۔

إِلَى شَرٍّ مِنْهَا''[1]۔

کہا جاتا تھا: اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں دیتا، اور ہر بدعتی اپنی بدعت سے بدتر بدعت کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے۔

[۵۸۲] سودہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْقَاسِمِ وَهُوَ يَقُولُ: مَا كَانَ عَبْدٌ عَلَى هَوًى فَتَرَكَهُ إِلَّا إِلَى مَا هُوَ شَرٌّ مِنْهُ. قَالَ: فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا، فَقَالَ: تَصْدِيقُهُ فِي حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: ''**يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْجِعَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ**''[2]۔

میں نے عبداللہ بن قاسم رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے: جو بھی بندہ کسی بدعت پر ہوتا ہے اُسے چھوڑ کر اس سے بدتر ہی کی طرف جاتا ہے۔ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث اپنے بعض ساتھیوں سے ذکر کی، تو انہوں نے کہا: اس کی تصدیق نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں موجود ہے کہ: ''وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے، پھر وہ رجوع نہیں کریں گے یہاں تک کہ تیر اپنے بانڑ کی طرف نہ لوٹ آئے''۔

نوٹ: الفُوق، تیر کے دھاگے پر رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں، یعنی یہاں تک کہ تیر اپنے بانڑ کی طرف لوٹ آئے۔ معنیٰ یہ ہے کہ جب تک وہ اس صفت پر رہیں گے، ان کا حق کی طرف رجوع کرنا محال ہے۔ (جمال)

---

[1] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۶۱)۔

[2] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۶۱)، اور حدیث کی تخریج کے لئے دیکھئے: صحیح بخاری (۷۱۲۳)، ومسند احمد (۱۱۶۲۱)، ومستدرک حاکم (۲/ ۱۴۷، ۱۵۴)، دوسرے مختلف الفاظ میں اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔

[٥٨٣] حماد بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’قَالَ أَيُّوبُ السختياني رحمه الله: كَانَ رَجُلٌ يَرَى رَأْيًا فَرَجَعَ عَنْهُ، فَأَتَيْتُ مُحَمَّدًا فَرِحًا بِذَلِكَ أُخْبِرُهُ، فَقُلْتُ: أَشَعَرْتَ أَنَّ فُلَانًا تَرَكَ رَأْيَهُ الَّذِي كَانَ يَرَى؟ فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى مَا يَتَحَوَّلُ؛ إِنَّ آخِرَ الْحَدِيثِ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ أَوَّلِهِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ لَا يَعُودُونَ فِيهِ‘‘[1]۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک شخص کوئی خلاف سنت رائے رکھتا تھا، اُس نے اُس رائے سے رجوع کرلیا، یہ سن کر میں مارے خوشی کے محمد کے پاس آیا تاکہ آپ کو اس کی خبر دیدوں، چنانچہ میں نے کہا: کیا آپ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص نے اپنے رائے ترک کردی ہے جس کا وہ حامل تھا؟؛ تو انہوں نے فرمایا: اس پر غور کرو کہ وہ اُس رائے سے مڑ کر کس چیز کی طرف جاتا ہے، یقیناً حدیث کا آخری حصہ اُن کے لئے پہلے حصہ سے زیادہ گراں ہے، ارشاد نبوی ہے: ’’وہ اسلام سے نکل جائیں گے، پھر اس کی طرف نہیں لوٹیں گے‘‘۔

[٥٨٤] سلام بن ابو مطیع رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’قَالَ رَجُلٌ لِأَيُّوبَ السختياني: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَدْ رَجَعَ عَنْ رَأْيِهِ!!. قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ. قَالَ: بَلَى يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّهُ قَدْ رَجَعَ. قَالَ أَيُّوبُ: إِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ، - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ، أَمَا سَمِعْتَ إِلَى قَوْلِهِ ﷺ: **’’يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَرْجِعَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ‘‘**[2]۔

---

[1] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٦٢)۔

[2] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٢٨٦)، حدیث کی تخریج قریب ہی میں گزر چکی ہے۔

ایک شخص نے ایوب سختیانی سے کہا: اے ابوبکر! یقیناً عمرو بن عبید نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا!!

فرمایا: اس نے رجوع نہیں کیا ہے۔ کہا: نہیں ابوبکر! واقعی رجوع کرلیا ہے۔

ایوب سختیانی نے- تین مرتبہ- کہا: نہیں، رجوع نہیں کیا ہے، واقعی رجوع نہیں کیا ہے۔

کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں سنا کہ: ''وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے، پھر وہ اس کی طرف نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے باڑ کی طرف لوٹ آئے''۔

[٥٨٥] مروذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سُئِلَ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَمَّا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: **''أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ احْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ''**. وَحَجْزُ التَّوْبَةِ: أَيُّ شَيْءٍ مَعْنَاهُ؟ قَالَ أَحْمَدُ: لَا يُوَفَّقُ وَلَا يُيَسَّرُ صَاحِبُ بِدْعَةٍ لِتَوْبَةٍ''[١]۔

امام احمد رحمہ اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ روک لی ہے'' کے بارے میں پوچھا گیا، کہ ''توبہ روکنے'' کا کیا معنیٰ ہے؟ تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی بدعتی کو توبہ کی توفیق اور آسانی نہیں ملے گی۔

[٥٨٦] امام ابن مفلح رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ایوب سختیانی وغیرہ نے فرمایا:

''إِنَّ الْمُبْتَدِعَ لَا يَرْجِعُ''[٢]۔

یقیناً بدعتی رجوع نہیں کرتا۔

---

① الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١/ ٥٨-٥٩)، حدیث کی تخریج فقرہ (٥٧٥) میں گزر چکی ہے۔

② الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (١/ ٥٩)۔

[۵۸۷] امام ابن مفلح رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لِأَنَّ اعْتِقَادَهُ – يعني: المبتدع – لِذَلِكَ – أي بدعته – يَدْعُوهُ إِلَى أَنْ لَا يَنْظُرَ نَظَرًا تَامًّا إِلَى دَلِيلِ خِلَافِهِ فَلَا يَعْرِفُ الْحَقَّ، وَلِهَذَا قَالَ السَّلَفُ: إِنَّ الْبِدْعَةَ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ الْمَعْصِيَةِ“[1]۔

یعنی بدعتی کا اس بدعت کو صحیح ماننا اُسے اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے خلاف کسی دلیل کو پوری طرح نہ دیکھے، چنانچہ اُسے حق کی معرفت ہی نہیں ہوگی، اسی لئے سلف صالحین نے کہا ہے کہ: بدعت ابلیس کو گناہ ومعصیت سے زیادہ محبوب ہے۔

○ ○ ○

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱/ ۵۹)۔

فصل (۴۲):

آدمی کے بدعت میں پڑنے کے اسباب

[۵۸۸] عثمان البتی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كَانَ عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ، فَقَدِمَ غُلَامٌ مِنْ أَهْلِ عُمَانَ مِثْلُ الْبَغْلِ، فَقَلَبَهُ فِي مَقْعَدٍ“[1]۔

عمران بن حطان اہل سنت میں سے تھے تو عمان سے خچر کے مثل ایک لڑکا آیا، اور انہیں گڑھے میں الٹ دیا (ان پر غالب آگیا)۔

[۵۸۹] محمد بن علاء رحمہ اللہ نے فرمایا:

”حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ ابن عياش رحمه الله عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ: خَرَجَ مُحَمَّدُ بْنُ السَّائِبِ، وَمَا كَانَ لَهُ هَوًى، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِنَا حَتَّى نَسْمَعَ قَوْلَهُمْ - أي: أهل البدع - فَمَا رَجَعَ حَتَّى أَخَذَ بِهَا، وَعَلَقَتْ قَلْبَهُ“[2]۔

ہم سے ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے مغیرہ کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: کہ محمد بن سائب نکلے تو ان کے یہاں کوئی بدعت یا نفس پرستی نہ تھی، مگر انہوں نے کہا: چلو، ذرا بدعتیوں کی بات سنیں، چنانچہ جب وہاں سے لوٹے تو اُس بدعت کے قائل ہو چکے تھے اور وہ

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۴۷۷)، اس کی تخریج فقرہ (۵۵۳) میں اس سے وسیع انداز میں گزر چکی ہے۔
[2] الابانۃ، ابن بطہ (۴۴۹، ۴۷۶، ۴۸۰)۔

ان کے دل میں پیوست ہو چکی تھی۔

[۵۹۰] جعفر طیالسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سمعت ابن معين قال: سمعت من عبد الرزاق - بن همام الصنعاني - كلاما استدللت به على ما ذكر عنه من المذهب - يعني: في التشيع - فقلت له: إن استاذيك الذين أخذت عنهم ثقات، كلهم أصحاب سنة: معمر، ومالك، وابن جريج، والثوري، والأوزاعي، فعمن أخذت هذا المذهب؟ قال: قدم علينا جعفر بن سليمان، فرأيته فاضلا حسن الهدي، فأخذت هذا عنه"[1]۔

میں نے ابن معین رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے کہا میں نے امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی رحمہ اللہ سے ایک بات سُنی جس سے ان کے بارے میں ذکر کردہ مذہب -یعنی تشیع- پر استدلال کیا، اور ان سے پوچھا: آپ کے اساتذہ جن سے آپ نے علم حاصل کیا ہے، سب ثقہ اور اہل سنت میں سے ہیں مثلاً معمر، مالک، ابن جریج، ثوری، اوزاعی وغیرہ، تو آخر آپ نے یہ مذہب -تشیع- کہاں سے اپنا لیا؟ انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس جعفر بن سلیمان تشریف لائے، میں نے انہیں فاضل اور نیک سیرت دیکھا لہٰذا اُن سے یہ چیز لے لی۔

نوٹ: لیکن واضح رہے کہ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عبد اللہ بن احمد عن سلمہ بن شبیب کی روایت میں فرمایا:

"واللهِ مَا انْشَرَحَ صَدْرِي قَطُّ أَنْ أُفَضِّلَ عَلِيّاً عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَرَحِمَ

---

[1] تھذیب التھذیب (٦١١)، اسے اس کے ہم معنیٰ الفاظ میں علامہ مقبل بن ہادی وادعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المخرج من الفتنۃ" (١٨٣) میں نقل فرمایا ہے۔

اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيّاً، مَنْ لَمْ يُحِبَّهُم فَمَا هُوَ بِمُؤْمِنٍ''[1]۔

اللہ کی قسم! مجھے اس بارے میں کبھی بھی شرح صدر نہ ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں، لہٰذا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم پر اللہ کی رحمت ہو، جو ان سے محبت نہ رکھے، وہ مومن نہیں۔

[۵۹۱] ابوعبداللہ عبیداللہ بن بطہ عکبری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللَّهَ اللَّهَ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، لَا يَحْمِلَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ حُسْنُ ظَنِّهِ بِنَفْسِهِ، وَمَا عَهِدَهُ مِنْ مَعْرِفَتِهِ بِصِحَّةِ مَذْهَبِهِ عَلَى الْمُخَاطَرَةِ بِدِينِهِ فِي مُجَالَسَةِ بَعْضِ أَهْلِ هَذِهِ الْأَهْوَاءِ، فَيَقُولُ: أُدَاخِلُهُ لِأُنَاظِرَهُ، أَوْ لِأَسْتَخْرِجَ مِنْهُ مَذْهَبَهُ، فَإِنَّهُمْ أَشَدُّ فِتْنَةً مِنَ الدَّجَّالِ، وَكَلَامُهُمْ أَلْصَقُ مِنَ الْجَرَبِ، وَأَحْرَقُ لِلْقُلُوبِ مِنَ اللَّهَبِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَمَاعَةً مِنَ النَّاسِ كَانُوا يَلْعَنُونَهُمْ، وَيَسُبُّونَهُمْ، فَجَالَسُوهُمْ عَلَى سَبِيلِ الْإِنْكَارِ، وَالرَّدِّ عَلَيْهِمْ، فَمَا زَالَتْ بِهِمُ الْمُبَاسَطَةُ وَخَفْيُ الْمَكْرِ، وَدَقِيقُ الْكُفْرِ، حَتَّى صَبَوْا إِلَيْهِمْ''[2]۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو، تم میں سے کسی کو اپنے نفس کے بارے میں حسن ظن اور اپنے مذہب کی درستگی کی معرفت اِن بدعتیوں نفس پرستوں میں سے کسی کی ہم نشینی اختیار کر کے اپنے دین کو جوکھم میں ڈالنے پر آمادہ نہ کرے، بایں طور کہ وہ کہے: میں اس کے پاس جاؤں گا تا کہ اُس سے مناظرہ کروں، یا اُسے اُس کے مذہب سے نکال دوں!! کیونکہ یہ لوگ دجال کے فتنہ سے زیادہ خطرناک ہیں، ان کی باتیں خارش کے مرض سے زیادہ

---

[1] سیر أعلام النبلاء (۱۹/ ۳۷۴)، وتھذیب التھذیب (۶/ ۲۸۰)۔

[2] الابانۃ، ابن بطہ (۲/ ۴۷۰)۔

پکڑنے والی ہیں، اور دلوں کو آگ کے شعلہ سے زیادہ جلانے والی ہیں، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو پہلے ان پر لعنت کرتے تھے اور انہیں برا بھلا کہتے تھے، مگر انہوں نے ان پر نکیر اور ان کی تردید کرنے کی غرض سے ان کی صحبت اختیار کی، نتیجہ یہ ہوا کہ ان سے بے تکلفی، خفیہ مکروفریب اور باریک کفر کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ وہ انہی کی طرف مائل ہو گئے۔

نوٹ: صبوا، صبا یصبو سے ماخوذ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ جہالت کی طرف مائل ہو گئے۔ (جمال)

○ ○ ○

فصل (۴۳):

بدعات وخواہشات میں گرنے سے بچنے کے طریقے

[۵۹۲] حماد بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ أَيُّوبُ: لَسْتُ بِرَادٍّ عَلَيْهِمْ - يعني: أهل البدع - بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنَ السُّكُوتِ“[1]۔

ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں بدعتیوں پر کسی ایسی چیز سے رد کرنے والا نہیں ہوں جو خاموشی سے زیادہ سخت ہو۔

[۵۹۳] احمد بن ابوالحواری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْبُسْرِيِّ - وَكَانَ مِنَ الْخَاشِعِينَ؛ مَا رَأَيْتُ قَطُّ أَخْشَعَ مِنْهُ -: لَيْسَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنْ تَرُدَّ عَلَى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، وَلَكِنَّ السُّنَّةَ عِنْدَنَا أَنْ لَا تُكَلِّمَ أَحَدًا مِنْهُمْ“[2]۔

مجھ سے عبداللہ بن بسری رحمہ اللہ نے فرمایا- جو خشوع اختیار کرنے والوں میں سے تھے،

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۴۷۹)۔

[2] الابانۃ، ابن بطہ (۴۷۸)۔

میں نے ان سے زیادہ خشوع کرنے والا کبھی نہ دیکھا-: ہمارے یہاں سنت یہ نہیں کہ تم بدعتیوں کی تردید کرو، بلکہ ہمارے یہاں سنت یہ ہے کہ تم اُن میں سے کسی سے بات ہی نہ کرو۔

[٥٩٤] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الَّذِي كُنَّا نَسْمَعُ، وَأَدْرَكْنَا عَلَيْهِ مَنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ أَنَّهُمْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْكَلَامَ، وَالْجُلُوسَ مَعَ أَهْلِ الزَّيْغِ، وَإِنَّمَا الْأُمُورُ فِي التَّسْلِيمِ، وَالِانْتِهَاءِ إِلَى مَا كَانَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، أَوْ سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَا فِي الْجُلُوسِ مَعَ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالزَّيْغِ لِتَرُدَّ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمْ يُلَبِّسُونَ عَلَيْكَ، وَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ، فَالسَّلَامَةُ – إِنْ شَاءَ اللّٰهُ – فِي تَرْكِ مُجَالَسَتِهِمْ، وَالْخَوْضِ مَعَهُمْ فِي بِدْعَتِهِمْ وَضَلَالَتِهِمْ"[1]۔

ہم جو کچھ سنتے آئے ہیں اور جن علماء کو پایا ہے اسی طریقہ پر پایا ہے کہ وہ کلام (عقلانیت) اور اہل زیغ وضلالت کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسند کرتے تھے، درحقیقت معاملہ جو کچھ کتاب اللہ یا سنت رسول ﷺ میں ہے اُس پر سر تسلیم خم کرنے اور اُسی کو حتمی اور آخری سمجھنے کا ہے، نہ کہ اہل بدعت وضلالت کے ساتھ بیٹھنے کا، کہ تم اُن کی تردید کرنے لگو، کیونکہ وہ خود رجوع نہیں کریں گے تمہیں شک وشبہہ میں ڈال دیں گے، اس لئے ان شاء اللہ سلامتی اسی میں ہے کہ اُن کی ہم نشینی اختیار نہ کی جائے اور ان کی بدعت وضلالت میں ان کے ساتھ بات چیت کرنا ترک کر دیا جائے۔

O O O

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۴۸۱)۔

فصل ۴۴:

نفس پرستوں بدعتیوں کی تردید سنتوں کے ذریعہ کی جائے

[۵۹۵] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”سَيَأْتِي أُنَاسٌ [قومٌ] يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ، فَخُذُوهُمْ [فجادلوهم] بِالسُّنَنِ، فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ“[1]۔

عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو تم سے قرآن کی مشتبہ باتوں کے ذریعہ بحث وتکرار کریں گے، لہٰذا ایسے لوگوں کو تم سنتوں سے پکڑنا [ان سے بحث ومباحثہ کرنا]، کیونکہ اہل سنت اللہ کی کتاب کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

[۵۹۶] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی بات آئی ہے[2]۔

[۵۹۷] عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] سنن دارمی (۱۱۹)، الشریعۃ، آجری (۵۸)، والابانۃ، ابن بطہ (۸۳، ۸۴)، شرح اصول السنۃ، لالکائی (۲۰۲)، وجامع بیان العلم، ابن عبدالبر (۴۵۸)، والفقیہ والمتفقہ، خطیب (۲۳۴)، وشرح السنۃ، بغوی (۱ / ۲۰۲)، والحجۃ فی بیان المحجۃ، اصبہانی (۱ / ۳۱۳)، والدر المنثور، سیوطی (۲ / ۱۳)، ومفتاح الجنۃ (۵۹)۔

[2] شرح اصول السنۃ، لالکائی (۲۰۳)، والحجۃ فی بیان المحجۃ، اصبہانی (۱ / ۳۱۳)۔

”أخرج ابْن سعد فِي الطَّبَقَات من طَرِيق عِكْرِمَة عَن ابْن عَبَّاس أَن عَليّ بن أبي طَالب أرْسلهُ إِلَى الْخَوَارِج، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهِم فخاصمهم، وَلَا تحاجهم بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ ذُو وُجُوه، وَلَكِن خاصمهم بِالسنةِ“[1]۔

امام ابن سعد نے الطبقات میں بطریق عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں خوارج کے پاس بھیجا، اور ان سے کہا: ان کے پاس جا کر بحث ومناظرہ کرو، اور دیکھنا قرآن کے ذریعہ بحث وحجت نہ کرنا، کیونکہ وہ کئی وجوہ والا ہے، بلکہ ان سے سنت کے ذریعہ مناظرہ کرنا۔

[۵۹۸] نیز فرمایا: اور ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے:

”أَن ابْن عَبَّاس قَالَ: يَا أَمِير الْمُؤمنِينَ، فَأَنا أعلم بِكِتَاب الله مِنْهُم، فِي بُيُوتنَا نزل، قَالَ: صدقت، وَلَكِن الْقُرْآن حمال، ذُو وُجُوه، نقُول وَيَقُولُونَ، وَلَكِن حاجهم بالسنن، فَإِنَّهُم لن يَجدوا عَنْهَا محيصاً. فَخرج إِلَيْهِم فحاجهم بالسنن فَلم يبْق بِأَيْدِيهِم حجَّة“[2]۔

کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! میں کتاب اللہ کا ان سے زیادہ علم رکھتا ہوں، قرآن ہمارے ہی گھر میں اترا ہے، فرمایا: تم سچ کہتے ہو، لیکن قرآن کئی احتمالات اور متعدد وجوہ والا ہے، ہم بھی اُس سے استدلال کریں گے، وہ بھی اُسی سے استدلال کریں گے، لہذا تم ان سے سنتوں کے ذریعہ بحث وحجت کرنا، کیونکہ وہ اُس سے ہرگز کوئی جائے فرار نہیں پائیں گے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے اور ان سے سنتوں کے

---

[1] مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (۵۹)۔
[2] مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (۵۹)۔

ذریعہ مناظرہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کے پاس کوئی حجت ودلیل باقی نہ رہی۔

[۵۹۹] سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حَدَّثَنَا حُمَيْدُ الْأَعْرَجُ: مَرَّ ابنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ بِابْنِهِ، وَهُوَ يُكَلِّمُ الْأَشْتَرَ - مالک بن الحارث - فِي اخْتِلَافِ النَّاسِ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ لِابْنِهِ: لَا تُحَاجِّهِ بِالْقُرْآنِ، وَحَاجِّهِ بِالسُّنَّةِ" [1]۔

ہم سے حمید الاعرج نے بیان کیا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے کے پاس سے گزرے اُس وقت وہ اشتر -یعنی مالک بن حارث- سے لوگوں کے اختلاف کے بارے میں بات کررہے تھے، تو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سے کہا: اس سے قرآن کے ذریعہ بحث نہ کرنا، بلکہ سنت کے ذریعہ بحث کرنا۔

اور خطیب بغدادی نے اپنی سند سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

"لَا تُجَادِلِ النَّاسَ بِالْقُرْآنِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُهُمْ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ"۔

لوگوں سے قرآن کے ذریعہ بحث ومناظرہ نہ کرو، کیونکہ تم ان پر قابو نہ پاسکو گے، بلکہ سنت کو لازم پکڑو۔

[۶۰۰] ہیثم بن جمیل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قلت لمالك - ابن أنس -: يا أبا عبدِ الله، الرجلُ يكونُ عالماً بالسُّنن يُجادل عنها؟ قال: لا، ولكن يخبر بالسُّنَّةِ، فإنْ قُبِلَتْ منه، وإلاّ سكت" [2]۔

---

[1] الابانۃ، ابن بطہ (۳۱۲)، یہاں اسی طرح "ابن الزبیر" آیا ہوا ہے، جبکہ صحیح "زبیر" ہے، جیسا کہ الفقیہ والمتفقہ، خطیب بغدادی (۱/ ۲۳۵) میں موجود ہے، وذم الکلام (۱۸۷)، البتہ اس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے سے کہنے کے طور پر وارد ہے۔

[2] جامع العلوم والحکم (۸۱) ایڈیشن دار الفکر، و(۹۳) ت الارناؤوط، و(۱۳۱) ت الرعود، وفضل علم السلف (۳۶)۔

میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے کہا: اے ابوعبداللہ! آدمی اگر سنت کا جاننے والا ہو تو کیا وہ-بدعتیوں سے-سنتوں کے ذریعہ بحث ومناظرہ کرے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ صرف سنت بتلا دے، اگر مان لی جائے تو ٹھیک، ورنہ خاموش رہے۔

[٦٠١] ابن بطہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لِيَكُنْ مَا تُرْشِدُهُ بِهِ، وَتُوقِفُهُ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَالْآثَارِ الصَّحِيحَةِ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ"[١]۔

تم اُسے جس چیز کے ذریعہ رہنمائی کرو اور جس چیز سے واقف کرو وہ کتاب وسنت اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم کے صحیح آثار کے ذریعہ ہونی چاہئے۔

○ ○ ○

---

[١] الابانۃ، ابن بطہ (٢ / ٥١٤)۔

فصل ۴۵:

بدعت کیا ہے؟

[٦٠٢] ابو اسحاق شاطبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''الْبِدْعَةُ عِبَارَةٌ عَنْ: طَرِيقَةٍ فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٍ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا، الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ، أو (مَا يُقْصَدُ بِالطَّرِيقَةِ الشَّرْعِيَّةِ)''[1]۔

بدعت دین اسلام میں ایجاد کردہ اس طریقہ کا نام ہے جو شرعی طریقہ کے مدمقابل ہو، جس پر چل کر اللہ سبحانہ کی عبادت کرنے میں مبالغہ مقصود ہو، یا (وہ مقصود ہو جو شرعی طریقہ سے مقصود ہوتا ہے)۔

[٦٠٣] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَالْبِدْعَةُ الَّتِي يُعَدُّ بِهَا الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ: مَا اشْتَهَرَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالسُّنَّةِ مُخَالَفَتُهَا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ''[2]۔

جس بدعت کے سبب آدمی بدعتیوں میں شمار کیا جاتا ہے، وہ چیزیں ہیں جن کا اہل سنت وجماعت کے یہاں کتاب وسنت کے خلاف ہونا مشہور رہے۔

---

[1] الاعتصام، شاطبی (۵۰)۔

[2] الفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۱۹۴) تحقیق عطا، و(۲/ ۲۹) دیگر۔

[٦٠٤] حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’الْبِدْعَةُ: مَا أُحْدِثَ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ فِي الشَّرِيعَةِ يَدُلُّ عَلَيْهِ، وَأَمَّا مَا كَانَ لَهُ أَصْلٌ مِنَ الشَّرْعِ يَدُلُّ عَلَيْهِ؛ فَلَيْسَ بِبِدْعَةٍ شَرْعًا، وَإِنْ كَانَ بِدْعَةً لُغَةً‘‘[1]۔

بدعت: سے مراد وہ نو ایجاد چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو، رہی وہ چیز جس کی اصل شریعت میں موجود ہو جو اُس پر دلالت کرے تو وہ شرعاً بدعت نہیں ہے، اگرچہ لغوی طور پر بدعت ہو۔

[٦٠٥] نیز فرمایا:

’’فَكُلُّ مَنْ أَحْدَثَ شَيْئًا، وَنَسَبَهُ إِلَى الدِّينِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ أَصْلٌ مِنَ الدِّينِ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ، وَالدِّيْنُ بَرِيءٌ مِنْهُ، وَسَوَاءٌ فِي ذَلِكَ مَسَائِلُ الاِعْتِقَادَاتِ، أَوِ الْأَعْمَالُ، أَوِ الْأَقْوَالُ الظَّاهِرَةُ وَالْبَاطِنَةُ‘‘[2]۔

لہٰذا جس نے بھی کوئی چیز ایجاد کی اور اُسے دین کی طرف منسوب کیا، جس کی دین میں کوئی اصل نہیں جس کی طرف وہ لوٹے، تو وہ گمراہی ہے، اور دین اس سے بَری ہے، اس میں اعتقادی مسائل، اور ظاہری و باطنی اعمال و اقوال سب برابر ہیں۔

[٦٠٦] حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ نے ابراہیم بن جنید سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حرملہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

’’الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ: بِدْعَةٌ مَحْمُودَةٌ، وَبِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ، فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُومٌ. وَاحْتَجَّ بِقَوْلِ عُمَرَ: نِعْمَتُ الْبِدْعَةُ هِيَ.

---

(1) جامع العلوم والحکم (۲۳۳) ایڈیشن دار الفکر، و(۲۲۶) تحقیق الارناؤوط، و(۳۹۸) تحقیق الرعود۔

(2) جامع العلوم والحکم (۲۳۳) ایڈیشن دار الفکر، و(۲۲۶) تحقیق الارناؤوط، و(۳۹۸) تحقیق الرعود۔

قال ابن رجب: وَمُرَادُ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ: أَنَّ الْبِدْعَةَ الْمَذْمُومَةَ مَا لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ مِنَ الشَّرِيعَةِ يُرْجَعُ إِلَيْهِ، وَهِيَ الْبِدْعَةُ فِي إِطْلَاقِ الشَّرْعِ.

وَأَمَّا الْبِدْعَةُ الْمَحْمُودَةُ: فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ؛ يَعْنِي: مَا كَانَ لَهَا أَصْلٌ مِنَ السُّنَّةِ يُرْجَعُ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا هِيَ بِدْعَةٌ لُغَةً لَا شَرْعًا، لِمُوَافَقَتِهَا السُّنَّةَ"[1]۔

بدعت دو قسم کی ہیں: محمود بدعت اور مذموم بدعت، چنانچہ جو سنت کے موافق ہو وہ قابل ستائش ہے، اور جو سنت کے خلاف ہو وہ قابل مذمت ہے، اور اس پر عمر رضی اللہ عنہ کے قول ''یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے'' سے استدلال کیا۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا: امام شافعی کا مقصود یہ ہے کہ اصل میں مذموم بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جس کی طرف وہ لوٹے، اور شریعت کی اصطلاح میں بدعت یہی ہے۔

رہی محمود بدعت: تو وہ ہے جو سنت کے موافق ہو یعنی جس کی سنت میں کوئی اصل ہو جس کی طرف وہ لوٹے، اور یہ درحقیقت لغوی طور پر بدعت ہے شرعی طور پر نہیں، کیونکہ سنت کے موافق ہے۔

[٦٠٧] نیز حافظ ابن رجب نے فرمایا:

"وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ كَلَامٌ آخَرُ يُفَسِّرُ هَذَا، فَقَالَ: **وَالْمُحْدَثَاتُ ضَرْبَانِ:** مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ كِتَابًا، أَوْ سُنَّةً، أَوْ أَثَرًا، أَوْ إِجْمَاعًا، فَهَذِهِ الْبِدْعَةُ الضَّلَالُ. وَمَا أُحْدِثَ فِيهِ مِنَ الْخَيْرِ، لَا خِلَافَ فِيهِ لِوَاحِدٍ مِنْ هَذَا، وَهَذِهِ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُومَةٍ"[2]۔

---

[1] جامع العلوم والحکم (۲۳۴-۲۳۵) ایڈیشن دار الفکر، و(۲۶۷) تحقیق الارناؤوط، و(۴۰۱) تحقیق الرعود۔

[2] جامع العلوم والحکم (۲۳۵) ایڈیشن دار الفکر۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے ایک دوسری بات مروی ہے جو ان کے اس قول کی وضاحت کرتی ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: دین میں نو ایجاد امور کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ نو ایجاد امور جو کتاب اللہ، یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا اثر یا اجماع امت کے خلاف ہوں، یہ بدعت ضلالت ہے۔

۲۔ وہ نو ایجاد امور جس میں خیر و بھلائی ہو، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہ ہو، یہ غیر مذموم بدعت ہے۔

[٦٠٨] امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وصاحب البدعة يتقرب إلى الله بما لم يأمر به، ولم يشرعه، ولا أحبه“[1]۔

بدعتی ایسی چیز کے ذریعہ اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، نہ مشروع کیا ہے، نہ اُسے پسند کیا ہے۔

[٦٠٩] شقیری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”والبدعة: هِيَ الحَدِيث فِي الدّين بعد الْإِكْمَال، وَمَا استحدث بعد النَّبِي ﷺ من الْأَهْوَاء والأعمال“[2]۔

بدعت: دین مکمل کیے جانے کے بعد اس میں نئی بات، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے نفسانی خواہشات اور اعمال کو کہتے ہیں۔

نیز فرمایا:

”وَقيل: هِيَ مَا أحدث على خلاف الْحق المتلقى عَن رَسُول الله ﷺ

---

[1] شفاء العلیل (۲/ ۳۳۵) تحقیق شلبی، و (۳۰۳) غیر محقق۔

[2] السنن والمبتدعات (۱۵)۔

وَجعل دینا قویماً، وصراطاً مُسْتَقِیمًا''۔

اور کہا گیا ہے کہ: بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کردہ حق کے خلاف ایجاد کیا گیا ہو، اور اُسے مضبوط دین اور صراط مستقیم بنالیا گیا ہو۔

○ ○ ○

فصل (۴۶):

بدعتی کے خلاف گواہی کیسے ہوگی؟

[٦١٠] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مَا يُجْرَحُ بِهِ الشَّاهِدُ وَغَيْرُهُ مِمَّا يَقْدَحُ فِي عَدَالَتِهِ وَدِينِهِ، فَإِنَّهُ يَشْهَدُ بِهِ إِذَا عَلِمَهُ الشَّاهِدُ بِهِ بِالِاسْتِفَاضَةِ، وَيَكُونُ ذَلِكَ قَدْحًا شَرْعِيًّا.

كَمَا صَرَّحَ بِذَلِكَ طَوَائِفُ الْفُقَهَاءِ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنْبَلِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ فِي كُتُبِهِمْ الْكِبَارِ وَالصِّغَارِ، صَرَّحُوا فِيمَا إِذَا جُرِحَ الرَّجُلُ جَرْحًا مُفْسِدًا، أَنَّهُ يَجْرَحُهُ الْجَارِحُ بِمَا سَمِعَهُ مِنْهُ أَوْ رَآهُ وَاسْتَفَاضَ.

وَمَا أَعْلَمُ فِي هَذَا نِزَاعًا بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ كُلَّهُمْ يَشْهَدُونَ فِي وَقْتِنَا فِي مِثْلِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَأَمْثَالِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْعَدْلِ وَالدِّينِ بِمَا لَمْ يَعْلَمُوهُ إِلَّا بِالِاسْتِفَاضَةِ.

وَيَشْهَدُونَ فِي مِثْلِ الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ، وَالْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَعَمْرُو بْنِ عُبَيْدٍ، وَغَيْلَانَ الْقَدَرِيِّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَإٍ الرافضي، وَنَحْوِهِمْ مِنَ الظُّلْمِ وَالْبِدْعَةِ بِمَا لَا يَعْلَمُونَهُ إِلَّا بِالِاسْتِفَاضَةِ“[1]۔

دین اور عدالت میں عیب لگانے والی جن باتوں کے ذریعہ گواہ وغیرہ مجروح ہوتے

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳۵/ ۴۱۳)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۱۹۳) تحقیق عطا، و(۲/ ۲۸) دیگر۔

ہیں، اگر گواہی دینے والے کو کسی کے بارے میں اشتہار کی بنیاد پر اس چیز کا علم ہو تو وہ اس کی گواہی دے گا اور وہ شرعی قدح وعیب ہوگا۔

جیسا کہ اس بارے میں مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے بہت سارے فقہاء نے اپنی چھوٹی بڑی کتابوں میں صراحت فرمائی ہے، کہ اگر آدمی بہت زیادہ مجروح ہو، تو جرح کرنے والا اُس کی بابت جو کچھ بھی سنے گا، یا دیکھے گا یا اس کے بارے جو کچھ مشتہر ہوگا' اس کی بنیاد پر جرح کرے گا۔

میں اس بارے میں لوگوں کے درمیان کوئی نزاع نہیں جانتا، کیونکہ تمام مسلمان ہمارے اس دور میں عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری اور ان جیسے دیگر دینداروں اور عدل پروروں کے بارے میں جو بھی گواہی دیتے ہیں شہرت اور عام چرچہ کی بنیاد پر ہی دیتے ہیں۔

اسی طرح حجاج بن یوسف، مختار بن ابوعبید، عمرو بن ابوعبید، غیلان قدری (منکر تقدیر)، عبداللہ بن سبا رافضی اور ان جیسے دیگر ظالموں اور بدعتیوں کے بارے میں جو بھی گواہی دیتے ہیں شہرت اور عام چرچہ سے ہی جان کر دیتے ہیں۔

[٦١١] نیز فرمایا:

''إِذَا كَانَ الْمَقْصُودُ التَّحْذِيرَ مِنْهُ وَاتِّقَاءَ شَرِّهِ فَيُكْتَفَى بِمَا دُونَ ذَلِكَ.

كَمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: اعْتَبِرُوا النَّاسَ بِأَخْدَانِهِمْ؛ وَبَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا يَجْتَمِعُ إِلَيْهِ الْأَحْدَاثُ فَنَهَى عَنْ مُجَالَسَتِهِ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ مُخَالِطًا فِي السَّيْرِ لِأَهْلِ الشَّرِّ يُحَذَّرُ عَنْهُ''[1]۔

اگر اس سے محض لوگوں کو آگاہ کرنا اور اس کے شر سے بچنا مقصود ہو تو اس سے کم پر اکتفا

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳۵/ ۴۱۴)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۴/ ۱۹۴) تحقیق عطاء، و (۲/ ۲۹) دیگر۔

کیا جائے گا۔

جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لوگوں کو ان کے دوستوں کے ذریعہ پرکھو''۔ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک شخص کے پاس کچھ نوعمر بچے اکٹھا ہوتے ہیں تو اُنہوں نے اُس کی ہم نشینی سے منع فرما دیا۔ لہٰذا اگر آدمی برے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہتا ہو تو لوگوں کو اُس سے ڈرایا جائے گا۔

❍ ❍ ❍

فصل ۴۷:

بدعتیوں کی توبہ

[٦١٢] امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"من شروط توبة الداعي إلى البدعة: أن يبين أنَّ ما كان يدعو إليه بدعة وضلالة، وأن الهدى في ضده، كما شرط تعالى في توبة أهل الكتاب الذين كان ذنبهم كتمان ما أنزل الله من البينات والهدى ليضلوا الناس بذلك: أن يصلحوا العمل في نفوسهم، ويبينوا للناس ما كانوا يكتمونهم إياه، فقال:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلْهُدَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِى ٱلْكِتَٰبِ أُو۟لَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ ٱللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ ٱللَّٰعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَبَيَّنُوا۟ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾﴾ [البقرة:١٥٩-١٦٠]"[1]۔

بدعت کی دعوت دینے والے بدعتی کی توبہ کے شرائط میں سے یہ ہے کہ: وہ وضاحت کرے کہ جس چیز کی دعوت دے رہا تھا وہ بدعت وگمراہی ہے، ہدایت اس کے برعکس میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی توبہ میں؛ جن کا گناہ یہ تھا کہ وہ اللہ کی نازل کردہ روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے تھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں' شرط لگائی ہے کہ وہ خود اپنے عمل

---

[1] عدة الصابرین، ابن القیم (۹۳-۹۴)۔

کی اصلاح کریں اور جو کچھ چھپاتے تھے اُسے لوگوں کے سامنے واضح کریں، چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور بیان کردیں، تو میں ان کی توبہ قبول کرلیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہوں۔ [البقرة:١٥٩-١٦٠]

[٦١٣] نیز فرمایا:

"کما شرط الله تعالى في توبة المنافقين، الذين كان ذنبهم إفساد قلوب ضعفاء المؤمنين، وتحيزهم واعتصامهم باليهود والمشركين أعداء الرسول ﷺ، وإظهارهم الإسلام رياءً وسمعةً: أن يصلحوا بدل إفسادهم، وأن يعتصموا بالله بدل اعتصامهم بالكفار من أهل الكتاب والمشركين، وأن يخلصوا دينهم لله بدل إظهارهم رياءً وسمعةً. فهكذا تُفهم شرائط التوبة وحقيقتها. والله المستعان"[1]۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے منافقین کی توبہ میں؛ جن کا گناہ یہ تھا کہ وہ کمزور مومنوں کے دلوں کو بگاڑتے تھے، دشمنان رسول ﷺ یہودیوں اور مشرکوں کا سپورٹ کرتے تھے، ان سے گہری وابستگی اور لگاؤ رکھتے تھے اور بطور ریاء ونمود اسلام ظاہر کرتے تھے؛ شرط لگائی کہ فساد پھیلانے کے بجائے اصلاح کریں؛ اہل کتاب اور مشرکین جیسے کفار سے وابستگی اور لگاؤ رکھنے کے

[1] عدة الصابرين، ابن القيم (٩٤)۔

بجائے اللہ تعالیٰ سے لو لگائیں اور بطور ریا ونمود اسلام ظاہر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے دین کو خالص کریں۔اس طرح توبہ کی شرطیں اور اس کی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے، اللہ ہی سے مدد کا سوال ہے۔

○ ○ ○

فصل ۴۹:

غرباء (اجنبیوں) کے اوصاف...
اور تعداد کی قلت سے وحشت محسوس نہ کرنا

[٦١٤] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُوْلُواْ بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ﴾ [ھود:۱۱۶]۔

پس کیوں نہ تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے اہل خیر لوگ ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے، سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔

[٦١٥] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ، الْغَنِيَّ، الْخَفِيَّ"[1]۔

بیشک اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، لوگوں سے بے نیاز پوشیدہ بندہ سے محبت کرتا ہے۔

[٦١٦] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ". فَقِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: **"أُنَاسٌ**

---

[1] صحیح مسلم (۲۹۶۵)، ومسند احمد (۱۴۴۱)۔

صَالِحُونَ قَلِيلٌ فِي أُنَاسِ سُوءٍ كَثِيرٍ، مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُطِيعُهُمْ"[1]۔

"غرباء" (اجنبیوں) کے لئے خوشخبری (یا جنت) ہے۔ تو آپ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! "غرباء" (اجنبی) کون لوگ ہیں؟ فرمایا: بہت سارے بُرے لوگوں میں تھوڑے نیک لوگ، جن کی نافرمانی کرنے والے اُن کے فرمانبرداروں سے زیادہ ہوں گے۔

[٦١٧] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ". قُلْنَا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: "الَّذِينَ يَصْلُحُونَ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ"[2]۔

اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے۔ ہم نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو نیک رہیں گے جب لوگ بگڑ جائیں گے۔

[٦١٨] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"يأتي على الناس زمان يكون المؤمن فيه أذل من الأمة"[3]۔

لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا جس میں مومن ایک باندی سے بھی زیادہ بے وقعت ہو جائے گا۔

---

[1] مسند احمد (٦٦٥٠، ٧٠٧٢)، علامہ احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا ہے (٦٦٥٠، ٧٠٧٢)، دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ، البانی (١٦١٩)۔

[2] دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ، البانی (١٢٧٣)، علامہ البانی سے زیادہ نمایاں کرنے والا کوئی نہیں۔

[3] الفتن (٥١٦)، وتاریخ الخلفاء، سیوطی (١٨٦)، امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ اسے سعید بن منصور نے روایت کیا ہے، دیکھئے: کشف الکربۃ فی وصف حال اہل الغربۃ (٢٢)، اس میں ابن مسعود کا قول ہے۔

[۶۱۹] حسن بن ابو الحسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''يَا أَهْلَ السُّنَّةِ تَرَفَّقُوا - رَحِمَكُمُ اللَّهُ - فَإِنَّكُمْ مِنْ أَقَلِّ النَّاسِ''[1]۔

اے اہل سنت! اللہ تم پر رحم فرمائے، نرمی سے کام لو، کیونکہ تم لوگوں میں سب سے کم ہو۔

[۶۲۰] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اتَّبِعْ طُرُقَ الْهُدَى وَلَا يَضُرُّكَ قِلَّةُ السَّالِكِينَ، وإِيَّاكَ وَطُرُقَ الضَّلَالَةِ، وَلَا تَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْهَالِكِينَ''[2]۔

ہدایت کی راہوں پر چلو، اس پر چلنے والوں کی قلت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی، اور ضلالت کی راہوں سے بچو، تباہ ہونے والوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

[۶۲۱] ابن مفلح رحمہ اللہ نے فرمایا:

''يَنْبَغِي أَنْ يُعْرَفَ: أَنَّ كَثِيرًا مِنْ الْأُمُورِ يَفْعَلُ فِيهَا كَثِيرٌ مِنْ النَّاسِ خِلَافَ الْأَمْرِ الشَّرْعِيِّ، وَيَشْتَهِرُ ذَلِكَ بَيْنَهُمْ، وَيَقْتَدِي كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ بِهِمْ فِي فِعْلِهِمْ.

وَالَّذِي يَتَعَيَّنُ عَلَى الْعَارِفِ؛ مُخَالَفَتُهُمْ فِي ذَلِكَ قَوْلًا وَفِعْلًا، وَلَا يُثَبِّطُهُ عَنْ ذَلِكَ وَحْدَتُهُ وَقِلَّةُ الرَّفِيقِ.

وَقَدْ قَالَ الشَّيْخُ مُحْيِي الدِّينِ النَّوَوِيُّ: وَلَا يَغْتَرُّ الْإِنْسَانُ بِكَثْرَةِ الْفَاعِلِينَ لِهَذَا الَّذِي نَهَيْنَا عَنْهُ مِمَّنْ لَا يُرَاعِي هَذِهِ الْآدَابَ، وَامْتَثِلْ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ الْجَلِيلُ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ: لَا تَسْتَوْحِشْ طُرُقَ الْهُدَى لِقِلَّةِ أَهْلِهَا، وَلَا تَغْتَرَّ بِكَثْرَةِ الْهَالِكِينَ''[3]۔

---

[1] شرح اصول السنۃ، لالکائی (۱۹)، وکشف الکربۃ (۱۹)، ومفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (۶۴)۔

[2] الاعتصام، شاطبی (۱ / ۱۱۲)۔

[3] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۱ / ۲۶۳)۔

معلوم ہونا چاہئے کہ: زیادہ تر جسے بہت سارے لوگ کرتے ہیں، حکم شرعی کے خلاف ہوتے ہیں، اور وہ کام ان کے درمیان مشہور ہوتا ہے، اور پھر زیادہ تر لوگ ان کے کاموں میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔

لیکن جاننے والے پر واجب ہے کہ اُس میں قولی وعملی طور پر ان کی مخالفت کرے، تنہائی اور ساتھیوں کی قلت اِس کام سے اس کی ہمت پست نہ کرے۔

امام محی الدین نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: انسان کو چاہئے کہ جن چیزوں سے ہمیں منع کیا گیا ہے اُسے کرنے والوں کی کثرت سے، جو ان آداب کا پاس ولحاظ نہیں رکھتے، دھوکہ نہ کھائے، بلکہ اس بات پر عمل پیرا ہو جو جلیل القدر بزرگ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے کہی تھی: کہ ہدایت کی راہوں پر چلنے والوں کی قلت کے سبب وحشت محسوس نہ کرو، اور تباہ ہونے والوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

[٦٢٢] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اسْتَوْصُوا بِأَهْلِ السُّنَّةِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ غُرَبَاءُ"[1]۔

اہل سنت کے بارے میں خیر وبھلائی کی وصیت مانو، کیونکہ وہ اجنبی ہیں۔

[٦٢٣] نیز فرمایا:

"إِذَا بَلَغَكَ عَنْ رَجُلٍ بِالْمَشْرِقِ صَاحِبِ سُنَّةٍ وَآخَرَ بِالْمَغْرِبِ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمَا بِالسَّلَامِ وَادْعُ لَهُمَا، مَا أَقَلَّ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ"[2]۔

اگر تمہیں مشرق میں کسی متبع سنت شخص کا پتہ چلے اور دوسرے کا مغرب میں، تو ان

---

[1] شرح اصول السنۃ، لالکائی (٤٩)، وسیر أعلام النبلاء (٧ / ٢٧٣) ومفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (٦٥)۔
[2] شرح اصول السنۃ، لالکائی (٥٠)۔

دونوں کو سلام بھیجو اور ان کے لئے دعا کرو، کیونکہ اہل سنت و جماعت تعداد میں بہت ہی کم ہیں۔

[٦٢٤] یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَصْبَحَ مَنْ إِذَا عَرَفَ السُّنَّةَ عَرَفَهَا غَرِيبًا، وَأَغْرَبُ مِنْهُ مَنْ يَعْرِفُهَا''[1]۔

سنت ملنے پر اُسے پہچاننے والے بڑے اجنبی ہو چکے ہیں، اور اُسے جاننے والے (محدثین) اور بھی نادر ہیں۔

[٦٢٥] نیز فرمایا:

''إِنَّ الَّذِي تُعْرَضُ عَلَيْهِ السُّنَّةُ فَيَقْبَلُهَا لَغَرِيبٌ، وَأَغْرَبُ مِنْهُ صَاحِبُهَا''[2]۔

جسے سنت پیش کی جائے اور وہ قبول کرلے شاذ و نادر ہے، اور پیش کرنے والا صاحب سنت اُس سے بھی نادر ہے۔

[٦٢٦] ابوادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ أَنَّ لِلْإِسْلَامِ عُرًى يَتَعَلَّقُ النَّاسُ بِهَا، وَإِنَّمَا يُمْتَلَخُ عُرْوَةً عُرْوَةً، فَأَوَّلُ مَا يُمْتَلَخُ مِنْهَا الْحُكْمُ، وَآخِرُ مَا يُمْتَلَخُ مِنْهَا الصَّلَاةُ''[3]۔

میں نے سنا ہے کہ اسلام کی کڑیاں ہیں جن سے لوگ وابستہ ہوتے ہیں، مگر ایک ایک کڑی کھینچ کر علیحدہ کر دی جائے گی، ان میں سب سے پہلے حکم و فیصلہ الگ کیا جائے گا اور

---

1. شرح اصول السنۃ، لالکائی (٢١)، والحلیۃ (٣/٢١)، وسیر أعلام النبلاء (٦/ ٢٩٢)، وتھذیب الکمال (٣٢/ ٥٢٧)، وکشف الکربۃ (١٩)۔
2. الاعتصام، شاطبی (١/ ١١٤)۔
3. البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (٧٣)۔

سب سے اخیر میں نماز۔

نوٹ: تُمْتَلَخُ؛ ملخ، امتلخ، کے معنیٰ کھینچنے اور جھٹکنے کے ہیں۔ (جمال)

[٦٢٧] امام ابن المبارک نے فضیل سے اور انہوں نے حسن بن ابو الحسن بصری -رحمہم اللہ- سے روایت کیا ہے:

''أنه ذكر الغني المترف الذي له سلطان يأخذ المال ويدعي أنه لا عقاب فيه، وذكر الضال الذي خرج بسيفه على المسلمين، وتأول ما أنزل الله في الكفار على المسلمين.

ثم قال: سنتكم - والذي لا إله إلا هو - بينهما، بين الغالي والجافي، والمترف والجاهل؛ فاصبروا عليها، فإن أهل السنة كانوا أقل الناس، الذين لم يأخذوا مع أهل الأتراف في أترافهم، ولا مع أهل البدع في أهوائهم، وصبروا على سنتهم حتى أتوا ربهم، فكذلك إن شاء الله فكونوا.

ثم قال: والله لو أن رجلا أدرك هذه المنكرات، يقول هذا: هلم إليَّ، ويقول هذا: هلم إليَّ، فيقول: لا أريد إلا سنة محمد ﷺ، يطلبها ويسأل عنها، إن هذا ليعرض له أجر عظيم، فكذلك فكونوا، إن شاء الله تعالى''[1]۔

کہ انہوں نے خوشحال مالدار کا ذکر کیا جو صاحب حکومت واقتدار ہو، جو لوگوں کا مال لے لے اور دعویٰ کرے کہ اس میں کوئی سزا نہیں ہے، اور گمراہ بدعتی کا ذکر کیا جو اپنی تلوار سے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرے، اور تاویل کرتے ہوئے کافروں کے بارے میں اللہ کی نازل کردہ باتوں کو مسلمانوں پر فٹ کرے۔

---

[1] کشف الکربۃ (۲۴)۔

پھر فرمایا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تمہارا طریقہ ان دونوں کے درمیان ہے، یعنی غلو کار اور جفا کار اور ناز ونعمت میں پلنے والے اور جاہل کے درمیان ہے، اس لئے اس پر صبر کرو، کیونکہ اہل سنت لوگوں میں سب سے کم رہے ہیں، جو نہ دولتمندوں کے دنیوی مال واسباب اور خوشحالی کے خوگر ہوئے، نہ ہی بدعتیوں کی بدعات وخواہشات میں ان کا ساتھ دیا، بلکہ اپنی سنت وڈگر پر جمے رہے یہاں تک کہ اپنے رب کے پاس پہنچ گئے، لہٰذا ان شاءاللہ اسی طرح تم بھی ہوجاؤ۔

پھر آگے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص ان منکرات کو پائے، ایک آدمی کہے: میرے پاس آؤ، دوسرا کہے: میرے پاس آؤ، تو وہ کہے: نہیں، مجھے صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت چاہئے، اُسی کا مطالبہ کرے اور اسی کے بارے میں سوال کرے، تو یقیناً ایسے شخص کو اجر عظیم (جنت) پیش کیا جائے گا، لہٰذا ان شاءاللہ تم بھی اسی طرح ہوجاؤ۔

[٦٢٨] حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وإنما ذل المؤمن آخر الزمان بغربته بين أهل الفساد من أهل الشبهات والشهوات، فكلهم يكرهه ويؤذيه لمخالفة طريقته لطريقتهم، ومقصوده لمقصودهم، ومباينته لما هم عليه“[١]۔

یقیناً آخری دور میں مومن اہل شبہات وشہوات جیسے فسادیوں کے درمیان اپنی اجنبیت کے سبب بے وقعت ہوجائے گا، سارے لوگ اُسے ناپسند کریں گے اور تکلیف دیں گے، کیونکہ اُس کی راہ ان کی راہ سے مختلف اور اس کا مقصود اُن کے مقصود سے دیگر ہوگا اور وہ ان کے طور طریقہ اور منہج سے بالکل الگ تھلگ ہوگا۔

[١] كشف الكربة (٢٣)۔

[٦٢٩] امام ابن القیم شمس الدین محمد ابو بکر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَهْلُ الْإِسْلَامِ فِي النَّاسِ غُرَبَاءُ، وَالْمُؤْمِنُونَ فِي أَهْلِ الْإِسْلَامِ غُرَبَاءُ، وَأَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْمُؤْمِنِينَ غُرَبَاءُ، وَأَهْلُ السُّنَّةِ الَّذِينَ يُمَيِّزُونَهَا مِنَ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ هُمْ غُرَبَاءُ، وَالدَّاعُونَ إِلَيْهَا الصَّابِرُونَ عَلَى أَذَى الْمُخَالِفِينَ هُمْ أَشَدُّ هَؤُلَاءِ غُرْبَةً. وَلَكِنَّ هَؤُلَاءِ هُمْ أَهْلُ اللَّهِ حَقًّا. فَلَا غُرْبَةَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا غُرْبَتُهُمْ بَيْنَ الْأَكْثَرِينَ، الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ: ﴿وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [الأنعام:١١٦]، فَأُولَئِكَ هُمُ الْغُرَبَاءُ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَدِينِهِ، وَغُرْبَتُهُمْ هِيَ الْغُرْبَةُ الْمُوحِشَةُ“[1]۔

اہل اسلام سارے لوگوں میں اجنبی ہیں، اور اہل ایمان مسلمانوں میں اجنبی ہیں، اور اہل علم مومنوں میں اجنبی ہیں، اور اہل سنت جو بدعتیوں نفس پرستوں سے سنت کی تمیز کرتے ہیں' وہ بھی اجنبی ہیں، اور سنت کی دعوت دینے والے' مخالفین سنت کی ایذا رسانی پر صبر کرنے والے ان سب سے زیادہ اجنبی ہیں۔لیکن یہی لوگ حقیقت میں اللہ والے ہیں، اس لئے ان پر اجنبیت نہیں ہے، بلکہ ان کی اجنبیت **”ان اکثر لوگوں“** کے درمیان ہے جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: (اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں گے)[الأنعام:١١٦]۔لہٰذا یہ اکثر لوگ اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے دین سے اجنبی و بے گانہ ہیں، اور ان کی اجنبیت ہی وحشتناک اجنبیت ہے۔

[٦٣٠] نیز فرمایا:

---

[1] مدارج السالکین، ابن القیم (٣/ ١٩٥-١٩٦)۔

”وَمِنْ صِفَاتِ هَؤُلَاءِ الْغُرَبَاءِ الَّذِينَ غَبَطَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ : التَّمَسُّكُ بِالسُّنَّةِ إِذَرَغِبَ عَنْهَا النَّاسُ، وَتَرْكُ مَا أَحْدَثُوهُ، وَإِنْ كَانَ هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَهُمْ، وَتَجْرِيدُ التَّوْحِيدِ وَإِنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ أَكْثَرُ النَّاسِ، وَتَرْكُ الِانْتِسَابِ إِلَى أَحَدٍ غَيْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، لَا شَيْخَ، وَلَا طَرِيقَةَ، وَلَا مَذْهَبَ، وَلَا طَائِفَةَ. بَلْ هَؤُلَاءِ الْغُرَبَاءُ مُنْتَسِبُونَ إِلَى اللَّهِ بِالْعُبُودِيَّةِ لَهُ وَحْدَهُ، وَإِلَى رَسُولِهِ بِالِاتِّبَاعِ لِمَا جَاءَ بِهِ وَحْدَهُ، وَهَؤُلَاءِ هُمُ الْقَابِضُونَ عَلَى الْجَمْرِ حَقًّا، وَأَكْثَرُ النَّاسِ بَلْ كُلُّهُمْ لَائِمٌ لَهُمْ. فَلِغُرْبَتِهِمْ بَيْنَ هَذَا الْخَلْقِ: يَعُدُّونَهُمْ أَهْلَ شُذُوذٍ وَبِدْعَةٍ، وَمُفَارَقَةٍ لِلسَّوَادِ الْأَعْظَمِ“[1]۔

اور ان اجنبیوں کی صفات میں سے جن پر نبی کریم ﷺ نے رشک فرمایا ہے یہ ہے کہ: جب لوگ سنت سے اعراض کریں گے تو وہ سنت پر مضبوطی سے کاربند رہیں گے، اور ان کی ایجاد کردہ بدعات چھوڑ دیں گے گرچہ ان کے یہاں وہی معروف ہو، اور اللہ کی توحید خالص کریں گے اگرچہ لوگوں کی اکثریت اس کی منکر ہو، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی سے کوئی نسبت نہیں رکھیں گے، نہ کسی شیخ و پیر سے، نہ کسی سلسلہ وطریقہ سے، نہ کسی مذہب ومسلک سے، اور نہ کسی فرقہ و جماعت سے۔ بلکہ یہ اجنبی حضرات اللہ واحد کی عبادت کے ذریعہ اللہ سے اور تنہا رسول ﷺ کی لائی باتوں کی پیروی کر کے آپ ﷺ سے نسبت رکھیں گے، یہی لوگ حقیقت میں انگارے پر چلنے والے ہیں، اور اکثر لوگ بلکہ سارے لوگ انہیں ملامت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ساری مخلوق کے درمیان ان کی اجنبیت کے سبب لوگ انہیں شاذ اور بدعتی کہیں گے، اور سواد اعظم سے جدا ہونے والا قرار دیں گے۔

[٦٣١] امام ابوبکر آجری رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] مدارج السالکین، ابن القیم (۳/ ۱۹۷-۱۹۸)۔

”مِنْ صِفَةِ الْغُرَبَاءِ الَّتِي نُعِتَ بِهَا أَهْلُ الْحَقِّ: أَنْ يَكُونَ الْغَالِبُ عَلَى النَّاسِ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِمْ؛ مِثْلُ مُؤَاخَاةِ الْإِخْوَانِ، وَصُحْبَةُ الْأَصْحَابِ، وَمُجَاوَرَةُ الْجِيرَانِ، وَصِلَةُ الْأَرْحَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرْضَى، وَشُهُودُ الْجَنَائِزِ، وَمَا يَجْرِي عَلَيْهِمْ مِنَ الْمَصَائِبِ، وَمَا يُسِرُّنَ بِهِ مِنَ الْأَفْرَاحِ بِالدُّنْيَا“[1]۔

اجنبیوں کی ایک صفت جس سے اہل حق متصف ہیں، یہ ہے کہ: لوگوں کے تمام معاملات میں بھائیوں کی بھائی چارگی، دوستوں کی دوستی، ہمسایوں کی ہمسائیگی، صلہ رحمی، بیماروں کی عیادت، جنازوں میں شرکت، اور دنیا میں ان پر آنے والی مصیبتوں اور ملنے والی خوشیوں جیسی خوبیاں غالب ہیں۔

[٦٣٢] یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”الْعَجَبُ مِمَّنْ يَدْعُو الْيَوْمَ إِلَى السُّنَّةِ، وَأَعْجَبُ مِنْهُ الْمُجِيْبُ إِلَى السُّنَّةِ“[1]۔

آج سنت کی دعوت دینے والا عجیب ہے اور سنت قبول کرنے والا اُس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔

○ ○ ○

---

[1] الغرباء من المؤمنين (٣٢)۔

[2] شرح السنة، بربہاری (١٢٧)۔

فصل ۴۹:

اہل سنت سے محبت اور ان سے نفرت کے ذریعہ لوگوں کا امتحان لینا(*)

[٦٣٣] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ‘‘[1]۔

ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے نفرت ہے۔

[٦٣٤] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

(*) ایک لطیفہ: یہ عنوان ہمارے شیخ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا تصحیح کردہ ہے جب میں نے اس مجموعہ کو پہلے ایڈیشن سے قبل شیخ رحمہ اللہ کو نظر ثانی کے لئے پیش کیا تھا، یہ ماہ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ میں طائف کی بات ہے، شیخ نے مجھ سے کتاب کے عناوین پڑھنے کے لئے کہا تو اس وقت اس فصل کا عنوان ’’الامتحان بمحبۃ وکراھیۃ أھل السنۃ‘‘ تھا، لہٰذا شیخ رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح فرما کر اس طرح کر دیا جیسے اب ہے۔ اور مجھ سے اس کتاب کے چھپنے سے پہلے ایک نسخہ طلب کیا، لہٰذا میں نے وہی نسخہ جو میرے ہاتھ میں تھا شیخ کو دیدیا، شیخ نے مجھ سے خیر کا وعدہ فرمایا کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن پر مقدمہ لکھیں گے، لیکن اپنی مشغولیت کے سبب ایسا نہ کر سکے، البتہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ’’يُعْجِبُنِي مِثْلُ هٰذَا الْجَمْعِ‘‘ (مجھے اس طرح کا مجموعہ بہت پسند ہے) بہرحال تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ شیخ پر اپنی کشادہ رحمت نازل فرمائے۔

[1] صحیح بخاری (۱۷، ۳۵۷۲)، وصحیح مسلم (۷۴)۔

”امْتَحِنُوا أَهْلَ المـُوْصِلِ بِالمُعَافَى بنِ عِمْرَانَ“[1]۔

اہل موصل کو معافیٰ بن عمران کے ذریعہ جانچو۔

[٦٣٥] عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ابْنُ عَوْنٍ فِي الْبَصْرِيِّينَ إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّهُ فَاطْمَئِنَّ إِلَيْهِ، وَفِي الْكُوفِيِّينَ: مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، وَزَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، إِذَا رَأَيْتَ كُوفِيًّا يُحِبُّهُ فَارْجُ خَيْرَهُ، وَمِنْ أَهْلِ الشَّامِ: الْأَوْزَاعِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، وَمِنْ أَهْلِ الْحِجَازِ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ“[2]۔

جب تم کسی شخص کو بصریوں میں سے ابن عون سے محبت کرتے دیکھو تو اس سے مطمئن ہو جاؤ، اور جب تم کسی کوفی کو کوفیوں میں سے مالک بن مغول اور زائدہ بن قدامہ سے کو محبت کرتے دیکھو تو اس سے خیر کی امید رکھو، اسی طرح اہل شام میں اوزاعی اور ابو اسحاق فزاری اور اہل حجاز میں مالک بن انس رحمہم اللہ سے۔

[٦٣٦] نیز فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتَ الشَّامِيَّ يُحِبُّ الْأَوْزَاعِيَّ وَأَبَا إِسْحَاقَ الْفَزَارِيَّ فَارْجُ خَيْرَهُ“[3]۔

جب تم کسی شامی کو اوزاعی اور ابو اسحاق فزاری رحمہما اللہ سے محبت کرتے دیکھو تو اس سے خیر کی امید رکھو۔

[٦٣٧] امام بربہاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”والمحنة في الإسلام بدعة، وأما اليوم فيمتحن بالسنة“[4]۔

---

[1] تهذيب الكمال (٢٨ / ١٥٣)، وسير أعلام النبلاء (٩ / ٨٢)، وتهذيب التهذيب (١٠ / ١٨١)۔

[2] مارواه الاكابر (٥٥)، وشرح اصول الاعتقاد، لالكائی (٤١)، وتاریخ دمشق (٧ / ١٢٨)۔

[3] الجرح والتعديل (١ / ٢١٧)۔

[4] شرح السنة، بربہاری (١٥٢)، وطبقات الحنابلة (٢ / ٣٨)۔

اسلام میں امتحان لینا بدعت ہے، مگر آج سنت کے ذریعہ امتحان لیا جائے گا۔

[٦٣٨] احمد بن عبداللہ بن یونس رحمہ اللہ نے فرمایا:

''امْتَحِنُوا أَهْلَ الْمَوْصِلِ بِمُعَافَى بْنِ عِمْرَانَ، فَإِنْ أَحَبُّوهُ فَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ، وَإِنْ أَبْغَضُوهُ فَهُمْ أَهْلُ بِدْعَةٍ، كَمَا يُمْتَحَنُ أَهْلُ الْكُوفَةِ بِيَحْيَى''[1]۔

اہل موصل کا معافیٰ بن عمران (سے محبت ونفرت) کے ذریعہ امتحان لو، اگر وہ اُن سے محبت کریں تو اہل سنت ہیں اور اُن سے نفرت کریں تو بدعتی ہیں، اسی طرح اہل کوفہ کا یحییٰ (سے محبت ونفرت) کے ذریعہ امتحان لیا جائے گا۔

[٦٣٩] نیز فرمایا:

''كان سفيان إذا جاءه قوم من أهل الموصل امتحنهم بحب المعافى، فإن رآهم كما يظن، قربهم وأدناهم، وإلا فلا''[2]۔

جب سفیان رحمہ اللہ کے پاس موصل کے لوگ آتے تو وہ معافیٰ کی محبت کے ذریعہ ان کا امتحان لیتے، اگر انہیں اپنے خیال کے مطابق پاتے تو قریب کرتے اور معزز رکھتے، ورنہ نہیں۔

[٦٤٠] عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''إِذَا رَأَيْتَ الشَّامِيَّ يُحِبُّ الْأَوْزَاعِيَّ وَأَبَا إِسْحَاقَ الْفَزَارِيَّ؛ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ''[3]۔

---

[1] شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٥٨)۔

[2] تهذیب الکمال، مزی (٢٨ / ١٥٣)۔

[3] الجرح والتعدیل (١ / ٢١٧)۔

جب تم شامی کو اوزاعی اور ابو اسحاق فزاری رحمہما اللہ سے محبت کرتے دیکھو تو صاحب سنت ہے۔

[٦٤١] نیز فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتَ بَصْرِيًّا يُحِبُّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ“[1]۔

جب تم کسی بصری کو حماد بن زید سے محبت کرنے والا پاؤ، تو وہ صاحب سنت ہے۔

[٦٤٢] قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَهْلَ الْحَدِيثِ، مِثْلَ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَأَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقَ بْنِ رَاهَوَيْهِ - وَذَكَرَ قَوْمًا آخَرِينَ - فَإِنَّهُ عَلَى السُّنَّةِ، وَمَنْ خَالَفَ هَؤُلَاءِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ مُبْتَدِعٌ“[2]۔

جب تم کسی آدمی کو محدثین، جیسے: یحییٰ بن سعید، عبد الرحمن بن مہدی، احمد بن محمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ- اور دیگر لوگوں کا ذکر کیا- سے محبت کرتے دیکھو، تو جان لو کہ وہ سنت پر ہے، اور جو ان لوگوں کی مخالفت کرے، جان لو کہ وہ بدعتی ہے۔

○ ○ ○

① الجرح والتعدیل (١/ ١٨٣)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٣٨)۔

② شرح اصول الاعتقاد، لالکائی (٥٩)، وشرف اصحاب الحدیث (١٤٣) تحقیق سلیم، و(١٧) تحقیق اُوغلی۔

فصل ۵۰:

قصہ گوئی کی ممانعت نیز قصہ گوؤں اور ان کی مجلسوں میں حاضری سے تنبیہ اور اس کا سبب

[٦٤٣] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''الْقُصَّاصُ ثَلاثَةٌ: أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ''[1]۔

قصہ گو تین ہیں: امیر یا مامور، یا اترانے اکڑنے والا۔

[٦٤٤] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''لَمْ يَكُنْ يُقَصُّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَلَا عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا عَهْدِ عُمَرَ، وَلَا عَهْدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ أُحْدِثَ بَعْدَ مَا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ''[2]۔

---

[1] الاصابۃ (۲۴۲۷)، ومعجم کبیر طبرانی (۱۹/۱۷۹-۱۸۰)، والکامل، ابن عدی (۶/۴۰۶)، والتاریخ الکبیر (۳/۲۶۶)، اور برادر گرامی شیخ خالد ردادی نے بڑی عرق ریزی سے امام ابن ابی عاصم کی کتاب ''المذکر، والتذکیر والذکر'' کی مفید تحقیق فرمائی ہے (۶۹-۸۲)۔

[2] مصنف ابن ابی شیبہ (۶۲۴۱، ۶۲۵۳)، وابن ماجہ (۳۷۵۴)، وابن حبان (۶۲۲۸) تحقیق الحوت، و(۶۲۶۱) تحقیق ارناؤوط، وتحذیر الخواص من أکاذیب القصاص (۲۲۲)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں قصہ گوئی کی جاتی تھی نہ ابو بکر کے زمانے میں نہ عمر کے زمانے میں اور نہ عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں، دراصل یہ ایسی چیز ہے جو فتنہ رونما ہونے کے بعد ایجاد کی گئی ہے۔

[٦٤٥] عبداللہ بن حبیب سلمی ابو عبدالرحمن رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى رَجُلاً يَقُصُّ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ؟ فَقَالَ: لَا، قَالَ: هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ“[1]۔

علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: کیا تم ناسخ منسوخ جانتے ہو؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو تم خود بھی ہلاک ہو رہے ہو دوسروں کو بھی ہلاک کر رہے ہو۔

[٦٤٦] ابو عامر عبداللہ بن لحی ہوزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”حَجَجْنَا مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ؛ أُخْبِرَ بِقَاصٍّ يَقُصُّ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ مَوْلَى لِبَنِي مَخْزُومٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ: أُمِرْتَ بِالْقَصَصِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تَقُصَّ بِغَيْرِ إِذْنِي؟ قَالَ: نَنْشُرُ عِلْمًا عَلَّمَنَاهُ اللَّهُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ قَبْلَ مَرَّتِي هَذِهِ؛ لَقَطَعْتُ مِنْكَ طَابِقًا“[2]۔

ہم نے معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ حج کیا، جب مکہ پہنچے تو ایک قصہ گو کے

---

[1] مصنف عبدالرزاق (٥٤٠٧)، وکتاب العلم، ابن ابی خیثمہ (١٣٠)، ومصنف ابن ابی شیبہ (٢٢٤٣)، والفقیہ والمتفقہ، خطیب (١/ ٨٠)، والمدخل، بیہقی (١٨٤)، ومفتاح الجنۃ، سیوطی (٤٥)، وتحذیر الخواص (٢٤٢)۔

[2] المعرفۃ والتاریخ (٢/ ٣٣١)، والسنۃ، ابن نصر (٥٠، ٥١)، ومعجم کبیر طبرانی (١٩/ ٣٧٦)، والابانۃ (٢٦٨)، ومستدرک حاکم (١/ ١٢٨)، وتحذیر الخواص (٢٢٦)۔

بارے میں بتلایا گیا جو بنومخزوم کا غلام تھا، مکہ والوں میں قصہ گوئی کرتا تھا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے بلوایا اور پوچھا: کیا تمہیں قصہ گوئی کا حکم دیا گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تو تم میری اجازت کے بغیر قصہ گوئی کیوں کرتے ہو؟ کہا: ہمیں اللہ نے جو علم دیا ہے اُسے پھیلاتے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اس سے پہلے تمہارے پاس آیا ہوتا- اور یہ دوسری مرتبہ ہوتا- تو میں تمہارا ایک عضو کاٹ دیتا۔

نوٹ: طابق، ایک عضو کو کہتے ہیں؛ اس کی جمع طوابق آتی ہے۔ (جمال)

[٦٤٧] عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْقَصَصِ؛ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهُ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ؛ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهُ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ؛ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ، يَعْنِي: الذَّبْحَ''[1]۔

کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے قصہ گوئی کی اجازت مانگی، تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا، دوبارہ اجازت مانگی، تو پھر اجازت دینے سے انکار کر دیا، پھر اجازت مانگی تو فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو کرو اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، یعنی ذبح کر دیئے جاؤ گے۔

[٦٤٨] حافظ زین الدین ابوالفضل عراقی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''فانظر توقف عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي إِذْنِهِ فِي حق رجل من الصَّحَابَة

---

(1) معجم کبیر طبرانی (۲/ ۴۹)، والحوادث والبدع، طرطوشی (۱۰۹)، والمدخل، ابن الحاج (۲/ ۱۴۵)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۱/ ۱۸۹-۱۹۰) امام ہیثمی نے فرمایا ہے کہ: اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں، اور امام سیوطی نے اسے ''تحذیر الخواص'' (۲۲۳) میں ذکر کیا ہے۔

الَّذين كل وَاحِدٍ مِنْهُم عدل مؤتمن، وَأَيْنَ مثل تَمِيم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي التَّابِعين وَمن بعدهمْ،،[1]۔

غور کریں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے ایک شخص کے حق میں قصہ گوئی کی اجازت دینے سے توقف کیا' جن میں سے ہر شخص عادل اور امانتدار ہے، بھلا تمیم داری رضی اللہ عنہ جیسا تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں کہاں پایا جاسکتا ہے!

نوٹ: میں کہتا ہوں: ہمارے اس دور میں تمیم داری جیسا کوئی کہاں ہے، تمیم رضی اللہ عنہ تو صرف سچ بولتے تھے، اگر وہ ہمارے زمانے کے قصہ گوؤں کی باتیں سنتے تو کیا کہتے، مثال کے طور پر وہ شخص جو سانپ کا قصہ بیا کرتا ہے کہ سانپ نے آواز نکالا اور قبرستان میں موجود لوگوں کے اوپر گرد و غبار اڑا دیا، یہاں تک کہ لوگ غبار سے اُٹ گئے، اور سانپ بھی جنازہ کے ساتھ قبر میں اتر گیا- جیسا کہ اُس کے الفاظ ہیں-!! یا جو شخص بیان کرتا ہے کہ: جب جنازہ قبر میں رکھا گیا تو میت کا چہرہ قبلہ سے پھر گیا! یا جو کہتا ہے کہ: جب میں نے مردہ کو نہلایا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔۔۔وغیرہ۔

یہ لوگ اس چیز کو ان گناہ و معاصی کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا- بزعم خویش- اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈراتے ہیں، بھلا انہیں غیب کا علم کب سے ہوگیا کہ یہ سزا اسی گناہ کی پاداش میں ہے!! یا جو برقعوں کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ عورت کے برقع سے اُس کے حسن و جمال اور فتنہ میں اضافہ ہوتا ہے۔- اس سے تو اختلاف نہیں- لیکن اس داعی کی گفتگو میں اس کی بنیادی بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: یہ برقع کسی بکری

---

[1] الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص، بحوالہ: تحذیر الخواص، سیوطی (۲۲۳)۔

کے چہرے پر لگا کر دیکھنا چاہئے... کیونکہ بکری کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں!! ، بہر حال اس شخص کی گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: مجھ سے ایک شخص نے- جو اس تقریر میں حاضر تھا- فون پر رابطہ کیا اور کہا: اللہ کی قسم! شیخ آپ بالکل سچ کہتے ہیں، میں نے اپنی ایک بکری کے چہرے پر برقع رکھا اور کے پہلو میں گر پڑا! شیخ فاضل داعی نے کہا!!: جاؤ اُس کی ماں کے واسطے سے اُسے پیغام نکاح دیدو!! یہ کیا ٹھٹھا اور مذاق ہے؟! اور یہی نہیں بلکہ شرم وحیا اور اللہ کے تقویٰ سے عاری ہو کر اس قصہ کو بہت ساری مجلسوں اور عام محفلوں میں دوہراتا ہے!! ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کے خواستگار ہیں۔ (جمال)

[٦٤٩] حارث بن معاویہ کندی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَأَلَهُ عُمَرُ: مَا أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: لِأَسْأَلَكَ عَنْ ثَلاثِ خِلالٍ ....، وَعَنِ الْقَصَصِ، فَإِنَّهُمْ أَرَادُونِي عَلَى الْقَصَصِ، فَقَالَ: مَا شِئْتَ. قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَنْتَهِيَ إِلَى قَوْلِكَ. قَالَ: أَخْشَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ عَلَيْهِمْ فِي نَفْسِكَ، ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ، حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْكَ أَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا، فَيَضَعَكَ اللهُ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ ذَلِكَ"[①]۔

کہ وہ سوار ہو کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کس لئے آئے ہو، فرمایا: آپ سے تین باتیں پوچھنے کے لئے...، قصہ گوئی کے بارے میں، کیونکہ لوگ مجھ سے قصہ گوئی کے خواہاں ہیں، فرمایا: جیسا تم چاہو۔ کہا: دراصل میں آپ کا حتمی فیصلہ چاہتا ہوں۔ فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں ڈر ہے کہ قصہ گوئی کرو تو اپنے آپ کو

① مسند احمد (۱۱۱۔حسن)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۱/ ۱۸۹)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۳۴)۔

اُن سے برتر نہ سمجھنے لگو، پھر قصہ گوئی کروتو ان سے اور برتر محسوس کرو، یہاں تک کہ تمہیں لگے کہ تم ان سے او پر اَوج ثریا کے مقام پر پہنچ گئے ہو، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اسی قدر ان کے قدموں کے نیچے پست کردے۔

[٦٥٠] اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’اخْتَلَفَ أَهْلُ البَصْرَةِ فِي القَصَصِ، فَأَتَوْا أَنَسَ بْنَ مالكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَأَلُوْهُ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُصُّ؟ قَالَ: لاَ‘‘[1]۔

بصرہ والوں کا قصہ گوئی کے بارے میں اختلاف ہوگیا،تو وہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اوران سے پوچھا: کیانبی کریم ﷺ قصہ گوئی کرتے تھے؟ فرمایا: نہیں۔

[٦٥١] عبدالجبار خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا كَعْبُ - بن عياض الأشعري - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُصُّ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: كَعْبٌ يَقُصُّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: **’’لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ، أَوْ مَأْمُورٌ، أَوْ مُخْتَالٌ‘‘**، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ كَعْبًا، فَمَا رُئِيَ يَقُصُّ بَعْدُ‘‘[2]۔

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی مسجد میں داخل ہوئے تو کعب بن عیاض اشعری رضی اللہ عنہ قصہ گوئی کررہے تھے،انہوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: کعب قصہ بیان کررہے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قصہ گوئی امیر، یا

---

[1] الکامل، ابن عدی (۷/ ۲۱۸)، والمیزان (۹۶۰۰)، وسیر أعلام النبلاء (۹/ ۴۲۴)، وتحذیر الخواص (۲۳۴)۔

[2] مسند احمد (۱۸۰۵۰۔ حسن لغیرہ)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۱/ ۱۹۰)، امام ہیثمی نے فرمایا ہے: اس کی سند حسن ہے، وتحذیر الخواص (۲۲۵،۲۵۸)۔

مامور یا اترانے اکڑنے والا ہی کرتا ہے، کہتے ہیں: یہ بات کعب کو معلوم ہوئی، تو انہیں اس کے بعد کبھی قصہ گوئی کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

[٦٥٢] عقبہ بن حریث رحمہ اللہ نے فرمایا:

”سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَجَاءَ رَجُلٌ قَاصٌّ وَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ”قُمْ مِنْ مَجْلِسِنَا“، فَأَبَى أَنْ يَقُومَ، فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى صَاحِبِ الشُّرَطِ: أَقِمِ الْقَاصَّ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَقَامَهُ“[١]۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا، ایک قصہ گو آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا: تم ہماری مجلس سے چلے جاؤ، اس نے جانے سے انکار کیا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پولیس والے کو کہلا بھیجا کہ: اس قصہ گو کو یہاں سے باہر نکلوائے، چنانچہ اُس نے پولیس بھیج کر اُسے باہر نکلوایا۔

[٦٥٣] عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَقَفَ عَلَيَّ عَبْدُ اللهِ - يعني: ابن مسعود رضي الله عنه - وَأَنَا أَقُصُّ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا عَمْرُو لَقَدْ ابْتَدَعْتُمْ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ، أَوَ إِنَّكُمْ لَأَهْدَى مِنْ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ تَفَرَّقُوا عَنِّي حَتَّى رَأَيْتُ مَكَانِي مَا فِيهِ أَحَدٌ“[٢]۔

میرے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے درانحالیکہ میں مسجد میں قصہ گوئی کر رہا

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (٦٢٤٦، و٦٢٤٩، بروایت مجاہد)، والمدخل، ابن الحاج (٢/١٤٦)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٤٨، ٢٦٣)، اور امام سیوطی نے امام مروزی کی کتاب العلم کا حوالہ دیا ہے۔

[2] الترغیب والترھیب، منذری (٩٤)، امام منذری نے فرمایا ہے کہ: اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں دو سندوں سے روایت کیا ہے جس میں سے ایک صحیح ہے۔ علامہ البانی نے اسے صحیح الترغیب والترہیب (٥٧) میں صحیح قرار دیا ہے، نیز علامہ ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد (١/١٨٩) میں ذکر فرمایا ہے۔

تھا، فرمایا: اے عمرو، یقیناً تم لوگوں نے یا تو ایک گمراہی کی بدعت ایجاد کرڈالی ہے، یا پھر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے صحابہ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو، یقیناً میں نے انہیں دیکھا کہ وہ میرے پاس سے جدا ہوگئے، یہاں تک کہ میں نے اپنی اس جگہ پر کسی کو نہ دیکھا۔

[٦٥٤] معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَأَلْتُ الْحَسَنَ البصري: أَقْرَأُ فِي مُصْحَفِي أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ أَجْلِسُ إِلَى قَاصٍّ؟ قَالَ: اقْرَأْ فِي مُصْحَفِكَ. قُلْتُ: أَعُودُ مَرِيضًا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ أَجْلِسُ إِلَى قَاصٍّ؟ قَالَ: عُدْ مَرِيضَكَ. قُلْتُ: أشَيِّعُ جَنَازَةً أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ أَجْلِسُ إِلَى قَاصٍّ؟ قَالَ: شَيِّع جَنَازَتَكَ. قُلْتُ: اسْتَعَانَ بِي رَجُلٌ عَلَى حَاجَةٍ لَهُ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَهُ أَوْ أَجْلِسُ إِلَى قَاصٍّ؟ قَالَ: اذْهَبْ إِلَى حَاجَةِ أَخِيكَ، ... حَتَّى جَعَلَهُ خَيْراً مِن مَجَالِسِ الْفَرَاغِ''[1]۔

میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا: میں قرآن پڑھوں آپ کو زیادہ محبوب ہے یا کسی قصہ گو کے پاس بیٹھوں؟ فرمایا: قرآن پڑھو۔ میں نے کہا: میں کسی بیمار کی عیادت کروں آپ کو زیادہ محبوب ہے یا کسی قصہ گو کے پاس بیٹھوں؟ فرمایا: اپنے بیمار کی عیادت کرو۔ میں نے کہا: میں کسی جنازہ کے پیچھے جاؤں آپ کو زیادہ محبوب ہے یا کسی قصہ گو کے پاس بیٹھوں؟ فرمایا: اپنے جنازہ کے پیچھے جاؤ۔ میں نے کہا: کوئی شخص اپنی ضرورت کے لئے مجھ سے مدد چاہے، میں اس کے ساتھ جاؤں' آپ کو زیادہ محبوب ہے یا کسی قصہ گو کے پاس بیٹھوں؟ فرمایا: اپنے بھائی کی حاجت میں جاؤ۔... یہاں تک کہ اُسے فراغت کی مجلسوں

---

[1] الحوادث والبدع، طرطوشی (١١١)، وتحذیر الخواص (٢٥٥)، اور امام سیوطی نے اسے سنن سعید بن منصور اور ابن ابی داود کی کتاب ''المصاحف'' کی طرف منسوب کیا ہے۔

سے بہتر قرار دیا۔

[٦٥٥] ابوادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”لَأَنْ أَرَى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ نَارًا تَأَجَّج أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَرَى قَاصًّا يَقُصُّ“[1]۔

یقیناً میں مسجد کے کونے میں آگ بھڑکتی ہوئی دیکھوں، مجھے اس سے کہیں محبوب ہے کہ کسی قصہ گو کو قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھوں۔

[٦٥٦] ضمرہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قلت للثوري: نستقبل القاص بوجوهنا؟ قال: ولُّوا البدع ظهوركم“[2]۔

میں نے امام ثوری سے پوچھا: کیا ہم اپنا چہرہ قصہ گو کی طرف کر سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ”بدعتیوں کو اپنی پشت دکھایا کرو“۔

[٦٥٧] ابومعمر رحمہ اللہ نے فرمایا:

”رأيت سياراً – ابن أبي سيار – أبا الحكم يستاك على باب المسجد، وقاص يقص في المسجد، فقيل له: يا أبا الحكم! إن الناس ينظرون إليك. فقال: إني في خير مما هم فيه، أنا في سنةٍ وهم في بدعةٍ“[3]۔

میں نے سیار ابن ابوسیار ابوالحکم کو دیکھا وہ مسجد کے دروازے پر مسواک کر رہے تھے،

---

① حلیۃ الاولیاء، ابونعیم (٥ / ١٢٤)، والحوادث والبدع، طرطوشی (١٠٩)، والمدخل، ابن الحاج (٢ / ١٤٥)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٤٩، ٢٦٣)۔

② الحوادث والبدع، طرطوشی (١١١)۔

③ الحوادث والبدع، طرطوشی (١١١)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٦٣)۔

جبکہ ایک قصہ گو مسجد میں قصہ بیان کر رہا تھا، تو ان سے پوچھا گیا: ابو الحکم! لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں! فرمایا: میں اس سے بہتر کام میں ہوں جس میں وہ ہیں، میں ایک سنت کے کام میں ہوں اور وہ ایک بدعت کے کام میں ہیں۔

[٦٥٨] مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وإني لأكره القصص في المساجد، ولا أرى أن يجلس إليهم، وإن القصص لبدعة، وليس على الناس أن يستقبلوهم كالخطيب، وكان ابن المسيب وغيره يتخلفون والقاص يقص“[1]۔

میں مسجدوں میں قصہ گوئی کرنا پسند کرتا ہوں نہ ان کی مجلس میں بیٹھنے کا قائل ہوں، قصہ گوئی بدعت ہے، لوگوں پر ان کی طرف رخ کرنا واجب نہیں، جیسے خطیب کی طرف واجب ہے، ابن المسیب رحمہ اللہ وغیرہ مجلسوں سے نکل جایا کرتے تھے، درانحالیکہ قصہ گو قصے بیان کر رہا ہوتا تھا۔

[٦٥٩] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أكذب الناس القصاص والسؤال، وما أحوج الناس إلى قاص صادق صدوق؛ لأنهم يذكرون الموت وعذاب القبر. قيل له: أكنت تحضر مجالسهم؟ قال: لا“. وفي أخرى: قيل له: لو رأيتَ قاصاً صادقاً أكنت تحضر مجالسهم؟ قال: لا“[2]۔

لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے قصہ گو اور سوال کرنے والے ہوتے ہیں، لوگوں کو سچے

---

[1] الحوادث والبدع، طرطوشی (١٠٩)، والمدخل، ابن الحاج (٢ / ١٤٤)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٦٠)۔

[2] الحوادث والبدع (١١٢)، والمدخل، ابن الحاج (٢ / ١٤٦)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٥٢، ٢٦٥) مختصراً۔

و نیک کار قصہ گو (صاحب علم داعی) کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ وہ موت اور عذاب قبر کا ذکر کرتے ہیں۔ اُن سے پوچھا گیا: کیا آپ ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں؟ فرمایا: نہیں"۔
اور ایک دوسری روایت میں ہے: کہ ان سے پوچھا گیا: اگر آپ کسی سچے قصہ گو کو دیکھیں تو کیا اس کی مجلس میں بیٹھیں گے؟ فرمایا: نہیں۔

[٦٦٠] ابوالملیح رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ذکر مَيْمُون - ابن مهران - الْقُصَّاص، فَقَالَ: لَا يخطىء الْقاص ثَلَاثًا: إما أَن يسمِّن قَوْله بِمَا يهزل دينه، وإما يعجب بِنَفسِهِ، وإما أن يَأْمر بِمَا لَا يفعلُ"[1]۔

میمون بن مہران نے قصہ گوؤں کا ذکر کیا تو فرمایا: قصہ گو سے تین چیزیں نہیں چھوٹ سکتیں: یا تو وہ اپنی بات کو ایسی چیزوں سے بھاری بھرکم بنائے گا جس سے اپنے دین کا تماشہ کرے گا، یا اپنے آپ میں اترائے گا پھولے نہ سمائے گا، یا ایسی بات کا حکم دے گا جسے خود نہیں کرے گا۔

[٦٦١] جعفر بن محمد طیالسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صَلَّى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فِي مَسْجِدِ الرَّصَافَةَ، فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ قَصَّاصٌ فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: **"مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، خَلَقَ اللَّهُ مِن كُلِّ كَلِمَةٍ مِنْهَا طَيْرًا، مِنْقَارُهُ مِنْ ذَهَبٍ، وَرِيشُهُ مِنْ مَرْجَانٍ...**"، وَأَخَذَ فِي قِصَّةٍ نَحْوِ عِشْرِينَ وَرَقَةً، فَجَعَلَ أَحْمَدُ بْنُ

[1] تحذیر الخواص، سیوطی (۲۵۱)، امام سیوطی نے فرمایا کہ اسے امام احمد نے "الزھد" میں روایت کیا ہے۔

حَنْبَلٍ يَنْظُرُ إِلَى يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ، وَيَحْيَى يَنْظُرُ إِلَى أَحْمَدَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ حَدَّثْتَهُ بِهَذَا؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ بِهَذَا إِلا السَّاعَةَ.

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قصصِهِ وَأَخَذَ الْقُطَيْعَاتِ، ثُمَّ قَعَدَ يَنْتَظِرُ بَقِيَّتَهَا، قَالَ: أشارَ لَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ بِيَدِهِ تَعَالَ، فَجَاءَ مُتَوَهِّمًا النَّوَالَ.

فَقَالَ لَهُ يَحْيَى: مَنْ حَدَّثَكَ بِهَذَا الْحَدِيثِ؟، فَقَالَ: أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ. فَقَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَهَذَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ؛ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا قَطُّ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِنْ كَانَ لابُدَّ وَالْكَذِبَ فَعَلَى غَيْرِنَا. فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ أَحْمَقَ، مَا تَحَقَّقْتُهُ إِلا السَّاعَةَ. قَالَ لَهُ يَحْيَى: كَيْفَ عَلِمْتَ أَنِّي أَحْمَقَ؟ قَالَ: كَأَنَّ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ غَيْرُكُمَا!! قَدْ كَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشْرَ أَحْمَدَ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ. فَوَضَعَ أَحْمَدُ كُمَّهُ عَلَى وَجْهِهِ وَقَالَ: دَعْهُ يَقُومُ. فَقَامَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بهما"[1]۔

امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین رحمہما اللہ نے رصافہ (بغداد کے ایک علاقہ) کی مسجد میں نماز پڑھی، تو ایک قصہ گو ان کے سامنے قصہ گوئی کے لئے کھڑا ہوا، کہا: ہم سے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا: ہم سے عبدالرزاق نے قتادہ کے واسطے سے اور انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے لا الہ إلا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر کلمے سے ایک پرندہ پیدا کرے گا،

---

[1] الموضوعات، ابن الجوزی (۱/ ۴۶)، والمیزان (۱۴۴)، واللسان (۲۱۷)، واللآلی المصنوعة (۲/ ۴۶ ۳)، وتحذیر الخواص (۱۹۵-۱۹۶)، والاسرار المرفوعة، ملاعلی قاری (۸۱-۸۳)۔

جس کی چونچ سونے کی ہوگی اور اس کے پَر مونگے کے ہوں گے ...''۔اور دیر تک اتنا لمبا قصہ بیان کرتا رہا کہ اگر اسے تحریر میں لایا جاتا تو تقریباً بیس صفحات بھر جاتے، یہ سن کر احمد بن حنبل یحییٰ بن معین کو اور یحییٰ بن معین احمد بن حنبل رحمہما اللہ کو دیکھنے لگے، اور اُن سے پوچھا: کیا یہ سب آپ نے اس سے بیان کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ باتیں ابھی ابھی سنی ہے۔ جب قصہ گو اپنی بات سے فارغ ہوا اور نذرانہ لے لیا اور بقیہ نذرانہ کا انتظار کر رہا تھا، تو یحییٰ بن معین نے اسے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ، چنانچہ وہ نوازش کی امید میں اُن کے پاس آیا۔ یحییٰ بن معین نے اس سے پوچھا: یہ حدیث تمہیں کس نے بیان کی؟ اس نے کہا: احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے۔ انہوں نے کہا: میں یحییٰ بن معین ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں؛ ہم نے تو یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں میں کبھی سنی بھی نہیں ہے! اگر تمہیں جھوٹ ہی بولنا تھا تو ہمارے علاوہ کسی اور پر بولتے!! قصہ گو نے کہا: کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں ہمیشہ سے سنتا تھا کہ یحییٰ بن معین ایک بے وقوف آدمی ہے، مگر اب جا کر اس کی تحقیق ہوئی! یحییٰ بن معین نے اس سے کہا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں بے وقوف ہوں؟ اس نے کہا: کیا دنیا میں تم دونوں کے علاوہ کوئی اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نہیں ہے؟ میں سترہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے حدیث لکھ چکا ہوں!! یہ سن کر احمد بن حنبل نے اپنی آستین اپنے چہرہ پر رکھ لی اور کہا: چھوڑو اِسے جانے دو۔ چنانچہ وہ ان دونوں کا سخریہ کرنے والے کی طرح اٹھ کر چلا گیا۔

[٦٦٢] ابو بکر طرطوشی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لما دخل سُلَيْمَان بن مهْرَان الْأَعْمَش الْبَصْرَة؛ نظر إِلَى قاص يقص في المسجد، فقال: حدثنا الأعمش عن أبي إسحاق، وحدثنا الأعمش عن أبي

وائل ...، قال: فتوسط الأعمش الحلقة، ورفع يديه، وجعل ينتف شعر إبطيه!! فقال له القاص: يا شيخ! ألا تستحي؟ نحن في علم وأنت تفعل هذا؟! فقال الأعمش: الذي أنا فيه خير من الذي أنت فيه. قال: كيف ذلك؟ قال: لأني في سنة وأنت في كذب. أنا الأعمش، ما حدثتك مما تقول شيئا!! فلما سمع الناس ما ذكر الأعمش؛ انفضوا عن القاص، واجتمعوا حوله، وقالوا: حدثنا يا أبا محمد''[1]۔

سلیمان بن مہران اعمش بصرہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک قصہ گو مسجد میں قصہ بیان کر رہا ہے' کہہ رہا ہے: ہم سے اعمش نے ابو اسحاق سے بیان کیا، ہم سے اعمش نے ابو وائل سے بیان کیا ...، کہتے ہیں: یہ دیکھ کر اعمش حلقہ کے بیچ میں جا کر بیٹھ گئے، پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اپنی بغلوں کے بال اکھیڑنے لگے!! تو قصہ گو نے اُن سے کہا: ارے شیخ! آپ کو شرم نہیں آتی؟ ہم علمی کام میں ہیں اور آپ یہ کر رہے ہیں؟ تو اعمش نے فرمایا: ''میں تم سے بہتر کام میں ہوں''! اس نے کہا: وہ کیسے؟ فرمایا: کیونکہ میں سنت کے کام میں ہوں اور تم جھوٹ کے کام میں ہو! میں ہی اعمش ہوں اور تم جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے اس میں سے تمہیں کچھ بھی بیان نہیں کیا ہے!!، چنانچہ جب لوگوں نے اعمش کی ذکر کردہ بات سنی تو قصہ گو کے پاس سے ہٹ گئے اور اُن کے ارد گرد جمع ہو کر کہنے لگے: ''اے ابو محمد! آپ ہمیں حدیث بیان کیجئے''۔

[٦٦٣] ابو قلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَا أَمَاتَ الْعِلْمَ إِلَّا الْقُصَّاصُ، يُجَالِسُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ الْقَصَّاصَ سَنَةً فَلَا

---

[1] الحوادث والبدع، طرطوشی (۱۱۱۔۱۱۲)، والمدخل، ابن الحاج (۲/ ۱۴۶)، وتحذیر الخواص (۱۹۷، ۲۶۴)، والاسرار المرفوعۃ، ملا علی قاری (۸۳۔۸۴)۔

يَتَعَلَّقُ مِنْهُ شَيْءٌ، وَيَجْلِسُ إِلَى الْعَالِمِ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَتَعَلَّقَ مِنْهُ شَيْءٌ"[1]۔

علم کا گلا قصہ گوؤں نے ہی گھونٹا ہے، ایک آدمی قصہ گو کے پاس سال بھر بیٹھتا ہے، مگر اُسے اُس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور عالم کے پاس بیٹھتا ہے تو اس سے کچھ ضرور حاصل کر کے اٹھتا ہے۔

[٦٦٤] عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كُنَّا نَأْتِي أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ أَيْفَاعٌ، فَيَقُولُ: لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ. وَقَالَ: لَا يُجَالِسُنَا مَنْ يُجَالِسُ الْقُصَّاصَ. وَقَالَ: اتَّقُوا الْقُصَّاصَ"[2]۔

ہم ابو عبدالرحمن سلمی کے پاس آتے تھے درانحالیکہ نوجوان تھے، تو آپ کہتے تھے: قصہ گوؤں کے پاس نہ بیٹھو، اسی طرح کہتے تھے: قصہ گوؤں کے پاس بیٹھنے والا ہماری مجلس میں نہ بیٹھے، نیز کہتے تھے: قصہ گوؤں سے بچ کر رہو۔

نوٹ: اَیفاع، یافع کی جمع ہے، یافع اس جوان کو کہتے ہیں، جو بلوغت کی دہلیز پر ہو۔ (جمال)

[٦٦٥] ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"حَدَّثَنِي شجاع بن مخلد – الفلاس – قال: لقيني بشر بن الحارث – ابن الحافي – وأنا أريد مجلس منصور بن عمار – الواعظ – القاصّ، فقال لي: وأنت يا شجاع؟! وأنت أيضاً يا شجاع؟ ارجع، ارجع. قال: فرجعت.

---

[1] حلیۃ الاولیاء (۲/ ۲۸۷)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۳۶)، اور امام سیوطی نے امام مروزی کی کتاب العلم کا حوالہ دیا ہے۔

[2] حلیۃ الاولیاء (۴/ ۱۹۳)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۳۵-۲۳۶)، اور امام سیوطی نے امام عقیلی کا حوالہ دیا ہے۔

قَالَ إبراهيم: لَو كَانَ فِي هَذَا خير لسبق إليه سُفْيَان الثَّوْرِيّ، ووكيع – ابن الجراح – وَأحمد بن حَنْبَل، وَبشر بن الْحَارِث"[1]۔

مجھ سے شجاع بن مخلد فلاس رحمہ اللہ نے بیان کیا، فرمایا: میری بشر بن حارث ابن الحافی سے ملاقات ہوئی، میں منصور بن عمار واعظ قصہ گو کی مجلس میں جارہا تھا، تو انہوں نے مجھ سے کہا: ارے شجاع تم؟! شجاع کیا تم بھی وہاں جاتے ہو؟ چلو واپس جاؤ، چلو واپس جاؤ۔ چنانچہ میں واپس ہوگیا۔

ابراہیم کہتے ہیں: اگر یہ قصہ گوئی اچھی چیز ہوتی تو سفیان ثوری، وکیع ابن الجراح، احمد بن حنبل اور بشر بن حارث نے ضرور اس کی جانب پہل کی ہوتی۔

[٦٦٦] یحییٰ بن یحییٰ لیثی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"خَرَجَ مَعَنَا فَتًى مِنْ طَرَابُلُسَ – المغرب – إِلَى الْمَدِينَةِ، فَكُنَّا لَا نَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا وَعَظَنَا فِيهِ حَتَّى بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ، فَكُنَّا نَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا هُوَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ بِهِمْ مَا كَانَ يَفْعَلُ بِنَا، فَرَأَيْته مِنْ سِمَاطِ أَصْحَابِ التَّيَقُّظِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُحَدِّثُهُمْ، وَقَدْ لَهَوْا عَنْهُ، وَالصِّبْيَانُ يَحْصِبُونَهُ، وَيَقُولُونَ لَهُ: أُسْكُتْ يَا جَاهِلُ.

فَوَقَفْت مُتَعَجِّبًا مِمَّا رَأَيْت، فَدَخَلْنَا عَلَى مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ مَا رَأَيْنَاهُ مِنْ الْفَتَى؟ فَقَالَ مَالِكٌ: أَصَابَ الرِّجَالُ إِذْ لَهَوْا عَنْهُ، وَأَصَابَ الصِّبْيَانُ إِذْ أَنْكَرُوا عَلَيْهِ بَاطِلَهُ"[2]۔

---

[1] تاریخ بغداد (۹/ ۲۵۳)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۵۶)، اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اسے ابن الجوزی نے روایت کیا ہے، دیکھئے: القصاص والمذکرین (۳۵۵)۔

[2] المدخل، ابن الحاج (۲/ ۱۴۵)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۶۱)۔

ہمارے ساتھ ایک نوجوان طرابلس -مغرب- سے مدینہ کے لئے نکلا، ہم جہاں بھی پڑاؤ ڈالتے وہ ہمیں وہاں وعظ ونصیحت کرتا' یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے، ہمیں اس پر بڑا تعجب تھا، جب ہم مدینہ آگئے تو اس نے وہاں والوں کے ساتھ بھی وہی کرنا چاہا جو ہمارے ساتھ کر رہا تھا، چنانچہ میں نے اُسے کچھ بیدار مغز لوگوں کے درمیان دیکھا' وہ کھڑے ہو کر انہیں حدیثیں بتا رہا تھا، جب کہ انہوں نے اُسے نظر انداز کر رکھا تھا، اور بچے اُسے کنکریاں مار رہے تھے' اور کہہ رہے تھے: اے جاہل چپ رہ۔

میں اس منظر سے متعجب ہو کر وہاں ٹھہر گیا، پھر ہم امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو سلام کرنے کے بعد سب سے پہلا سوال اس جوان کے بارے میں کیا' جو کچھ ہم نے دیکھا تھا۔ تو امام مالک نے فرمایا: لوگوں نے اس سے بے توجہی کر کے درست کیا اور بچوں نے اس کے باطل پر نکیر کر کے صحیح کیا۔

نوٹ: چونکہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ ہر بدعت کی بیخ کنی کرتے تھے، اس لئے یہ چیز ان کے شاگردان اور عوام الناس کے درمیان بھی پھیل گئی، چنانچہ جب بھی ان کے درمیان کوئی بدعت آتی تھی تو وہ اس پر نکیر کرتے تھے، حتیٰ کہ انہوں نے عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ کے صف کے آگے اپنی چادر رکھنے پر بھی نکیر فرمائی اور انہیں قید کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ واقعہ گزر چکا ہے۔

مگر جب علم سے نسبت رکھنے والے کچھ لوگوں نے بدعات پر نکیر کرنے اور بدعتیوں سے چوکنا کرنے میں تساہل سے کام لیا؛ بلکہ بعض بدعات - جوان کی خواہشات نفسانی کے موافق تھیں- سے مانوس ہو گئے بلکہ ان کا دفاع کیا، تو اس کے نتیجے میں مساجد اور دینی جلسوں نیز پروگراموں میں قصہ گوؤں کی بھرمار ہوگئی، حالت یہ ہوگئی کہ نوجوان ایک تقریر میں حاضر

ہوتا ہے اور علم سے خالی واپس آتا ہے، اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور شر وفساد اس وقت اور بھی بڑے پیمانے پر پھیل گیا؛ جب بعض میڈیا والے قصہ گوؤں کے ذریعہ عوام الناس کے لئے قصے کہانیاں نشر کرنے لگے، جنہیں واعظین، داعیان جو چاہیں نام دے لیں۔ (جمال)

[٦٦٧] ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمد بن الحاج رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَجْلِسُ الْعِلْمِ: الْمَجْلِسُ الَّذِي يُذْكَرُ فِيهِ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَاتِّبَاعُ السَّلَفِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، لَا مَجْلِسَ الْقُصَّاصِ وَالْوُعَّاظِ؛ إِذْ أَنَّ ذَلِكَ بِدْعَةٌ''[١]۔

علمی مجلس: وہ مجلس ہے، جس میں حلال وحرام اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی پیروی کا ذکر کیا جائے، نہ کہ قصہ گوؤں اور واعظین کی مجلس؛ کیونکہ یہ تو بدعت ہے۔

[٦٦٨] علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ومعظم الْبلَاء - في وضع الحديث - إنما يجرى من القصاص، لأَنهم يزِيدُونَ أَحَادِيث تنقفٍ وترققٍ، والصحاح يقل فِيهَا هَذَا''[٢]۔

حدیث گھڑنے میں زیادہ تر مصیبت قصہ گوؤں کی جانب سے آتی ہے، کیونکہ وہ زیادہ تر عام معلومات اور دلوں میں رقت طاری کرنے والی بے سروپا باتیں بیان کرتے ہیں، اس میں صحیح اور مستند باتیں کم ہوتی ہیں۔

[٦٦٩] محمد بن عبداللہ بن ابراہیم اَکفانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''حججت في بعض السنين، وحج في تلك السنة أبو القاسم عبد الله بن

---

(1) المدخل، ابن الحاج (٢/ ١٤٤)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٦٠)۔

(2) الموضوعات، ابن الجوزی (١/ ٤٤)، وتحذیر الخواص، سیوطی (٢٠٦)۔

محمَّد البغوي، وأبو بكر الأدمي القارئ، فلما صرنا بمدينة الرسول ﷺ، جاءني أبو القاسم البغوي، فقال لي: يا أبا بكر، هاهنا رجل ضرير قد جمع حلقة في مسجد رسول الله ﷺ، وقعد يقص ويروي الكذب من الأحاديث الموضوعة، والأخبار المفتعلة، فإن رأيت أن تمضي بنا إليه لننكر عليه ذلك ونمنعه منه؟

فقلت له: يا أبا القاسم، إن كلامنا لا يؤثر مع هذا الجمع الكثير، والخلق العظيم، ولسنا ببغداد فيعرف لنا موضعنا، وننزّل منازلنا، ولكن هاهنا أمر آخر؛ هو الصواب. وأقبلت على أبي بكر الأدمي، فقلت له: استعذ واقرأ.

فما هو إلا أن ابتدأ بالقراءة حتى انفلت الحلقة، وانفصل الناس جميعا، وأحاطوا بنا يسمعون قراءة أبي بكر، وتركوا الضرير وحده، فسمعته يقول لقائده: خذ بيدي، فهكذا تزول النعم''[1]۔

میں ایک سال حج کے لئے گیا، اسی سال ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بغوی اور ابو الآدمی القاریٔ بھی حج میں تھے، چنانچہ جب ہم مدینۃ الرسول ﷺ پہنچے تو ابو القاسم بغوی میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا: اے ابوبکر! یہاں ایک نابینا آدمی ہے جس نے مسجد نبوی ﷺ میں ایک حلقہ اکٹھا کر رکھا ہے اور اس میں بیٹھ کر قصے کہانیاں بیان کرتا ہے اور موضوع حدیثوں اور من گھڑت باتوں کے ذریعہ جھوٹ پھیلاتا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے ساتھ چلیں تا کہ ہم اُس پر نکیر کریں اور اسے اس چیز سے روکیں؟

تو میں نے اُن سے کہا: اے ابو القاسم! اس بھیڑ بھاڑ اور جم غفیر میں ہماری بات کا کوئی

---

[1] تاریخ بغداد (۲/ ۱۴۷-۱۴۸)، وتحذیر الخواص، سیوطی (۲۶۷-۲۶۸)۔

اثر نہ ہوگا، اور ہم بغداد میں بھی نہیں ہیں کہ ہماری حیثیت پہچانی جائے اور ہمیں ہمارا مقام دیا جائے، البتہ ایک دوسرا طریقہ ہے جو صحیح اور بہتر ہے۔ اور میں ابو بکر آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا، چلئے أعوذ باللہ کر کے پڑھنا شروع کیجئے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جونہی انہوں نے پڑھنا شروع کیا پورا حلقہ بکھر گیا، اور تمام لوگ الگ تھلگ ہو گئے، اور ہمارے گرد جمع ہو کر ابو بکر کی قراءت سننے لگے اور نابینا کو تنہا چھوڑ دیا، چنانچہ میں نے اُسے اپنے رہنما سے کہتے ہوئے سنا: میرا ہاتھ پکڑو، نعمتیں ایسے ہی زائل ہوتی ہیں۔

نوٹ: یہ ایک سلفی درس ہے کہ جب آدمی اپنے اندر انکار کی قدرت نہ پائے، یا غالب گمان ہو کہ اس کا انکار مفید نہ ہوگا، یا اس کے نتیجہ میں اُس سے بڑا منکر پیدا ہو جائے گا؛ تو زبان نہ کھولے نہ ہی انکار کرے، تاہم اُس سے راضی بھی نہ ہو نہ اُسے یونہی چھوڑ دے، بلکہ اُسے جونہی مناسب موقع میسر آئے سنت کے مطابق انکار منکر کرنے میں تردد نہ کرے۔ عنقریب ''بھلائی کا حکم اور بُرائی سے ممانعت کیسے ہو؟'' کے عنوان سے آگے مستقل فصل آئے گی۔ (جمال)

[٦٧٠] حاتم بن عنوان الأصم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لَو أَن صَاحب خبرٍ جلس إليك ليكتب كلامك لاحترزت، وكلامك يعرض على الله تَعَالَى وَلَا تحترز''[1]۔

اگر کوئی محدث تمہارے پاس تمہاری بات لکھنے کے لئے بیٹھ جائے تو تم بچتے ہو اور احتیاط کرنے لگتے ہو، مگر تمہاری بات اللہ کو پیش کی جاتی ہے اس کے باوجود تم احتراز و احتیاط نہیں کرتے۔

---

[1] تحذیر الخواص، سیوطی (۲۷۴)۔

[٦٧١] محمد بن موسیٰ جرجانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سَمِعت مُحَمَّد بن كثير الصَّنْعَانِيّ يَقُول: الْجُلُوس إلى الْقصاص فِيهِ ثَلَاث خِصَال: الرِّضَا، واستخفاف بالْعقل، وَذَهَاب الْمُرُوءَة.

فَقلت لَهُ: قد شددت. فَقَالَ: وَالله لَو أَنِّي ملكت شَيْئاً من أُمُور الْمُسلمين لنكَّلتُ بهم. قلت: بِأَيّ حجَّة؟ قَالَ: هم أكذب الْخلق على الله وعَلى أنبيائه، وَمن يجلس إليهم شَرّ مِنْهُم''[1]۔

میں نے محمد بن کثیر صنعانی کو فرماتے ہوئے سنا: قصہ گوؤں کے پاس بیٹھنے میں تین خصلتیں ہیں: اس سے رضامندی، عقل کا استخفاف اور ادب ومروءت کا خاتمہ۔

تو میں نے ان سے کہا: آپ نے بڑی سختی کر دی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر مجھے مسلمانوں کے معاملات کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو میں انہیں سخت سزا دیتا۔ میں نے کہا: کس دلیل کی بنیاد پر؟ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں پر دنیا کے سب سے زیادہ جھوٹے لوگ ہیں، اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنے والے اُن سے بھی بدتر ہیں۔

○ ○ ○

---

[1] تحذیر الخواص، سیوطی (۵۷۲-۶۱۷)، اور امام سیوطی نے ان دونوں اقوال کو ابن الجوزی کی کتاب ''القصاص والمذکرین'' کی طرف منسوب کیا ہے۔

فصل ۵۱:

بے ریش نوعمر لڑکوں کو دیکھنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے تنبیہ

[٦٧٢] عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بَيْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعُسُّ ذَاتَ لَيْلَةٍ؛ إِذَا امْرَأَةٌ تَقُولُ:

هَلْ مِنْ سَبِيلٍ إِلَى خَمْرٍ فَأَشْرَبَهَا ... أَمْ هَلْ سَبِيلٌ إِلَى نَصْرِ بْنِ حَجَّاجِ؟

فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُ، فَإِذَا هُوَ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَتَاهُ، فَإِذَا هُوَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ شَعْرًا، وَأَصْبَحِهِمْ وَجْهًا، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَطُمَّ شَعْرَهُ؛ فَفَعَلَ، فَخَرَجَتْ جَبْهَتُهُ فَازْدَادَ حُسْنًا، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَعْتَمَّ؛ فَفَعَلَ، فَازْدَادَ حُسْنًا، فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُجَامِعُنِي بِأَرْضٍ أَنَا بِهَا!! فَأَمَرَ لَهُ بِمَا يُصْلِحُهُ وَسَيَّرَهُ إِلَى الْبَصْرَةِ"[1]۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کر رہے تھے؛ اسی دوران انہوں نے کسی عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا: کیا شراب ملنے کی کوئی سبیل ہے کہ میں نوش کرلوں، یا کیا نصر بن

---

[1] طبقات ابن سعد (٣/ ٢٨٥)، وتاریخ دمشق (٦٢/ ٢١-٢٣)، والاصابۃ، ابن حجر (٨٨٤٥)، امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ: اسے ابن سعد اور خرائطی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حجاج کو پانے کی کوئی ترکیب ہے؟!!

جب صبح ہوئی تو اس کے بارے میں پوچھا معلوم ہوا کہ وہ قبیلۂ بنو سلیم کا آدمی ہے، اُسے بلوایا، وہ آیا تو دیکھا کہ وہ بڑے حسین وجمیل بال والا اور نہایت خوبرو زہرہ جبین ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے حکم دیا کہ اپنے بال کاٹ لے، چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا، مگر اس سے اس کی پیشانی نمایاں ہوگئی جس سے وہ اور زیادہ حسین ہوگیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ پگڑی لگائے، اُس نے حکم کی تعمیل کی، جس سے اس کا حسن اور بڑھ گیا!! بالآخر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم اس علاقہ میں نہیں رہو گے جہاں میں رہوں گا!! اور اُسے اُس کی ضرورت کی چیزیں فراہم کرنے کا حکم دیا اور اُسے بصرہ بھیج دیا۔

نوٹ: طم شعرہ، یعنی اپنا بال کاٹا، نیز بٹنے کے معنیٰ میں آتا ہے۔ یہاں پہلا معنیٰ ہی مراد ہے۔

یعتم: یعنی عمامہ (پگڑی) پہننا۔ (جمال)

[٦٧٣] بعض تابعین نے فرمایا:

”مَا أَنَا عَلَى الشَّابِّ النَّاسِكِ مِنْ سَبُعٍ يَجْلِسُ إِلَيْهِ بِأَخْوَفَ مِنِّي عَلَيْهِ مِنْ حَدَثٍ يَجْلِسُ إِلَيْهِ“[1]۔

میں ایک عبادت گزار نوجوان کے پاس بیٹھنے والے خونخوار درندے سے اتنا نہیں ڈرتا ہوں جتنا اس کے پاس ایک نوعمر لڑکے کے بیٹھنے سے ڈرتا ہوں۔

[٦٧٤] سفیان ثوری اور بشر حافی رحمہما اللہ نے فرمایا:

---

[1] شعب الایمان، بیہقی (۵۳۹۶)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۱/ ۵۴۵، ۱۵/ ۴۲۰، ۲۱/ ۲۵۲)، کتاب الکبائر (۶۲)، اور ایک دوسرے ایڈیشن میں (۵۸)۔

"إِنَّ مَعَ الْمَرْأَةِ شَيْطَانًا وَمَعَ الْحَدَثِ شَيْطَانَيْنِ"①۔

عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور نو عمر بے ریش کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں۔

[٦٧٥] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَمْنَعُ دُخُولَ الْمُرْدِ مَجْلِسَهُ لِلسَّمَاعِ، فَاحْتَالَ هِشَامٌ فَدَخَلَ فِي غِمَارِ النَّاسِ مُسْتَتِرًا بِهِمْ؛ وَهُوَ أَمْرَدُ، فَسَمِعَ مِنْهُ سِتَّةَ عَشَرَ حَدِيثًا، فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ مَالِكٌ، فَضَرَبَهُ سِتَّةَ عَشَرَ سَوْطًا، فَقَالَ هِشَامٌ: لَيْتَنِي سَمِعْتُ مِائَةَ حَدِيثٍ وَضَرَبَنِي مِائَةَ سَوْطٍ"②۔

مالک بن انس رحمہ اللہ بے ریش نوعمر لڑکے کو اپنی مجلس میں حدیث سننے کے لئے آنے سے منع کرتے تھے، لہٰذا ہشام نے حیلہ جوئی کی اور لوگوں کی بھیڑ میں چھپ کر داخل ہو گئے، وہ بے ریش نوعمر تھے، اور اس طرح ان سے سولہ حدیثیں سن لیں، امام مالک کو اس بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے ہشام کو سولہ کوڑے مارے۔ ہشام کہنے لگے: کاش میں آپ سے سو حدیثیں سنتا اور مجھے آپ سو کوڑے مارتے۔

[٦٧٦] نیز فرمایا:

"كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا يَدَعُ أَمْرَدَ يُجَالِسُهُ"③۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ بے ریش لڑکے کو اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

---

① مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۱/ ۵۴۵)۔

② مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۵)۔

③ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۵)۔

[٦٧٧] ابوعلی حسن بن علی بن بندار زنجانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"كان أحمد بن صالح يمتنع على المرد من رواية الحديث لهم، تعففاً وتنزهاً ونفياً للظنة عن نفسه، وكان أبو داود يحضر مجلسه ويسمع منه، وكان له ابن أمرد يحب أن يُسمعه حديثه، وعرف عادته في الامتناع عليه من الرواية، فاحتال أبو داود؛ بأن شد على ذقن ابنه قطعةً من الشعر ليتوهم ملتحياً، ثم أحضره المجلس، وأسمعه جزءاً، فأخبر الشيخ بذلك؛ فقال لأبي داود: أمثلي يعمل معه مثل هذا؟ فقال له: أيها الشيخ، لا تنكر علي ما فعلته، واجمع ابني هذا مع شيوخ الفقهاء والرواة، فإن لم يقاومهم بمعرفته فاحرمه حينئذ من السماع. قال: فاجتمع طائفة من الشيوخ، فتعرض لهم هذا الابن مطارحاً وغلب الجميع بفهمه، ولم يرو له الشيخ مع ذلك شيئاً من حديثه، وحصل له ذلك الجزء الأول. قال الشيخ: وأنا أرويه. وكان ابن أبي داود يفتخر برواية هذا الجزء الواحد"[1]۔

احمد بن صالح رحمہ اللہ اپنی پاکدامنی کی خاطر اور اپنی ذات کو بدگمانی سے بچانے کے لئے بے ریش لڑکوں کو حدیثیں بیان کرنے سے کتراتے تھے، امام ابو داود سجستانی رحمہ اللہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ سے حدیثیں سنتے تھے، ان کا ایک بے ریش لڑکا تھا وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی اُن کی حدیثیں سنائیں، مگر آپ اُن کی عادت جانتے تھے کہ وہ اُسے حدیثیں بیان نہیں کریں گے، لہٰذا امام ابو داود نے حیلہ اپنایا؛ بایں طور کہ اپنے بیٹے کی ٹھڈی

---

[1] تاریخ بغداد (٤/ ٢٠١)، وتاریخ مدینة دمشق (٢٩/ ٨١)، وتهذیب الکمال (١/ ٣٤٩)، وسیر أعلام النبلاء (١٣/ ٢٢٦-٢٢٧، ٢٣١)، وتذکرة الحفاظ (٢/ ٧٧٠-٧٧١)۔

پر بالوں کا ایک گچھا باندھ دیا، تا کہ انہیں لگے کہ وہ باریش ہیں، پھر اُسے مجلس میں لے کر آئے اور ایک جزء سنایا، شیخ احمد کو اس بات کی خبر دی گئی تو انہوں نے امام ابو داود سے کہا: کیا مجھ جیسے کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جارہا ہے؟ انہوں نے فرمایا: شیخ! میں نے جو کچھ کیا ہے آپ اس کی بابت مجھ پر نکیر نہ کیجئے، بلکہ میرے بیٹے اور عمر رسیدہ فقہاء اور راویان حدیث کو جمع کیجئے، اگر وہ اپنے علم کے ذریعہ اُنہیں پیچھے نہ کر دے، تو اُسے سماع حدیث سے محروم کر دینا! کہتے ہیں: چنانچہ چند شیوخ اکٹھا ہوئے اور اُن کے اس بیٹے نے انہیں پچھاڑ دیا اور اپنی فہم سے ان سب لوگوں پر غالب آ گیا، مگر اس کے باوجود شیخ احمد نے اس کے لئے اپنی ایک بھی حدیث روایت نہیں کی، البتہ اُسے وہ پہلا جزء مل گیا، شیخ نے کہا: میں بھی اُسے روایت کرتا ہوں۔ امام ابن ابو داود اس ایک جزء کی روایت کرنے پر فخر کرتے تھے۔

[٦٧٨] فتح موصلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”صَحِبتُ ثَلَاثِينَ شَيخاً كَانُوا يُعَدُّونَ من الأَبدالِ، فكلهم أوصوني عِنْد فراقي إيَّاهُم، وَقَالُوا لي: اتَّقِ معاشرة الأحداثِ ومخالطتَهم“[١]۔

میں تیس مشائخ کے ساتھ رہا ہوں جو ابدال شمار کئے جاتے تھے، سبھوں نے جدا ہوتے وقت مجھے وصیت کی، اور مجھ سے کہا: نو عمر لڑکوں کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ گھلنے ملنے سے بچنا۔

[٦٧٩] جنید بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ، وَمَعَهُ غُلَامٌ أَمْرَدُ حَسَنُ الْوَجْهِ، فَقَالَ لَهُ:

---

[١] تلبیس ابلیس، ابن الجوزی (٢٧٥)، والاستقامۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (١/ ٤٦٠)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (١١/ ٥٤٥، ١٥/ ٣٧٥، ٢١/ ٢٥٣)۔

مَنْ هَذَا الْفَتَى؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: ابْنِي. فَقَالَ: لَا تَجِيءْ بِهِ مَعَك مَرَّةً أُخْرَى. فَلَامَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ أَحْمَدُ: عَلَى هَذَا رَأَيْنَا أَشْيَاخَنَا، وَبِهِ أَخْبَرُونَا عَنْ أَسْلَافِهِمْ"[1]۔

ایک شخص احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آیا، اس کے ساتھ ایک بے ریش خوبرولڑکا تھا، انہوں نے اس سے پوچھا: یہ لڑکا کون ہے؟ آدمی نے کہا: میرا بیٹا ہے، فرمایا: اسے دوبارہ اپنے ساتھ نہ لانا۔ اس پر آپ کے بعض شاگردوں نے آپ کو ملامت کیا، تو امام احمد نے کہا: ہم نے اپنے اساتذہ کو اسی موقف پر دیکھا ہے اور انہوں نے اپنے اسلاف کے حوالے سے ہمیں یہی بتلایا ہے۔

[٦٨٠] شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا:

"وَجَاءَ حَسَنُ بْنُ الرَّازِي [البزاز]؛ إِلَى أَحْمَد بن حنبل وَمَعَهُ غُلَامٌ حَسَنُ الْوَجْهِ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُ سَاعَةً، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ، قَالَ لَهُ أَحْمَد: يَا أَبَا عَلِيٍّ! لَا تَمْشِ مَعَ هَذَا الْغُلَامِ فِي طَرِيقٍ! فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنَّهُ ابْنُ أُخْتِي! قَالَ: وَإِنْ كَانَ، لَا يَأْثَمُ النَّاسُ فِيك، أَو [لئلا يظن بک من لا يعرفک ولا يعرفه سوءاً] ..."[2]۔

کہ حسن بن رازی [بزاز] احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کے ساتھ ایک

---

[1] تاریخ بغداد (۵/ ۲۲۹)، وطبقات الحنابلۃ (۱/ ۱۲۷)، وتلبیس إبلیس (۲۷۴-۲۷۵)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۶)، والمقصد الارشد (۳۱۹)۔

[2] تلبیس إبلیس (۲۷۵)، والمغنی (۷/ ۴۶۳) ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۶)، والکبائر (۶۳)، اور ایک دوسرے ایڈیشن میں (۵۹)۔

خوبصورت لڑکا بھی تھا، چنانچہ امام احمد نے ان سے کچھ دیر گفتگو کی، جب وہ واپس جانے لگے تو امام احمد نے ان سے کہا: اے ابوعلی! آپ اس لڑکے کے ساتھ راستے میں نہ چلیں، انہوں نے کہا: اے ابوعبداللہ! یہ میرا بھانجا ہے! کہا: گرچہ تمہارا بھانجا ہے، مگر اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ لوگ تمہارے بارے میں گنہگار نہ ہوں، یا تاکہ جو تمہیں اور اُسے نہیں جانتا ہے وہ تمہارے بارے میں بدگمان نہ ہو۔

[٦٨١] یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

"مَا طَمِعَ أَمْرَدُ أَنْ يَصْحَبَنِي وَلَا أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ فِي طَرِيقٍ"[1]۔

کسی بے ریش لڑکے نے راستے میں میرے ساتھ رہنے کی خواہش نہ کی، نہ امام احمد بن حنبل کے ساتھ۔

[٦٨٢] سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمْ الرَّجُلَ يُلِحُّ بِالنَّظَرِ إِلَى الْغُلَامِ الْأَمْرَدِ فَاتَّهِمُوهُ"[2]۔

جب تم کسی شخص کو بے ریش لڑکے کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے دیکھو تو اسے متہم کرو۔

[٦٨٣] حسن بن ذکوان رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَا تُجَالِسُوا أَوْلَادَ الْأَغْنِيَاءِ، فَإِنَّ لَهُمْ صُوَرًا كَصُوَرِ النِّسَاءِ، وَهُمْ أَشَدُّ فِتْنَةً مِنْ الْعَذَارَى"[3]۔

---

[1] تلبیس ابلیس، ابن الجوزی (۲۷۵)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۶)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۶)۔

[3] شعب الایمان (۵۳۹۷)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۳۷۴)، والکبائر (۶۲)، ایک دوسرے ایڈیشن میں (۵۸)، والدر المنثور (۳/ ۱۸۷)۔

مالداروں کے بچوں کے ساتھ نہ رہو، کیونکہ ان کی شکلیں عورتوں کی شکلوں جیسی ہوتی ہیں، اور وہ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ فتنہ کا باعث ہیں۔

[٦٨٤] بعض تابعین نے فرمایا:

''كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُحِدَّ الرَّجُلُ النَّظَرَ إِلَى الْغُلَامِ الْجَمِيلِ''[1]۔

سلف صالحین خوبرولڑکے کی طرف تیز نظروں سے دیکھنا ناپسند کرتے تھے۔

[٦٨٥] نجیب بن السری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيتُ الرَّجُلُ فِي بَيْتٍ مَعَ الْمُرْدِ''[2]۔

کہا جاتا تھا: مرد بے ریش لڑکے ساتھ کسی گھر میں رات نہ گزارے۔

[٦٨٦] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وَمَنْ كَرَّرَ النَّظَرَ إِلَى الْأَمْرَدِ وَنَحْوِهِ، وَأَدَامَهُ، وَقَالَ: إِنِّي لَا أَنْظُرُ لِشَهْوَةٍ، كُذِّبَ فِي ذَلِكَ. فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَاعٍ يَحْتَاجُ مَعَهُ إِلَى النَّظَرِ؛ لَمْ يَكُنِ النَّظَرُ إِلَّا لِمَا يَحْصُلُ فِي الْقَلْبِ مِنَ اللَّذَّةِ بِذَلِكَ''[3]۔

جو بے ریش لڑکے وغیرہ کو بار بار دیکھے، یا ہمیشہ دیکھے، اور کہے کہ میں شہوت سے نہیں دیکھتا ہوں، اُسے اس بات میں جھٹلایا جائے گا۔ کیونکہ اگر کوئی وجہ نہ بھی ہو جس کے سبب اُسے دیکھنے کی حاجت ہو؛ تو دیکھنے کی وجہ یہی ہے کہ اس سے دل میں لذت حاصل ہوتی ہے۔

[٦٨٧] مروذی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

1. شعب الایمان، بیہقی (٥٣٩٥)، وتاریخ دمشق (٦٣ / ٥٢)۔
2. شعب الایمان، بیہقی (٥٣٩٨)۔
3. مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (١٥ / ٤١٩، ٢١ / ٢٥١)۔

”قُلْت لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَد بْنَ حَنْبَلٍ رحمه الله: الرَّجُلُ يَنْظُرُ إلَى الْمَمْلُوكِ؟ قَالَ: إذَا خَافَ الْفِتْنَةَ لَمْ يُنْظَرْ إلَيْهِ. كَمْ نَظْرَةٍ أَلْقَتْ فِي قَلْبِ صَاحِبِهَا الْبَلَاءَ“[1]۔

میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: آدمی اپنے غلام کو دیکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اُسے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو نہ دیکھے، کیونکہ بہت سی نگاہوں نے انسان کے دل میں مصیبت ڈال دی۔

[٦٨٨] نیز فرمایا:

”قُلْت لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: رَجُلٌ تَابَ وَقَالَ: لَوْ ضُرِبَ ظَهْرِي بِالسِّيَاطِ مَا دَخَلْتُ فِي مَعْصِيَةٍ؛ إلَّا أَنَّهُ لَا يَدَعُ النَّظَرَ، فَقَالَ: أَيُّ تَوْبَةٍ هَذِهِ؟!“[2]۔

میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا: ایک شخص نے توبہ کرلی ہے، وہ کہتا ہے: اگر میری پشت پر کوڑے برسائے جائیں تب بھی میں گناہ میں داخل نہ ہوں گا؛ مگر وہ بدنگاہی (بے ریش لڑکوں کو دیکھنا) نہیں چھوڑتا ہے؟ فرمایا: تو یہ کیسی توبہ ہے؟!

[٦٨٩] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَأَمَّا مَنْ نَظَرَ إلَى المردان ظَانًّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إلَى مَظَاهِرِ الْجَمَالِ الْإِلَهِيِّ، وَجَعَلَ هَذَا طَرِيقًا لَهُ إلَى اللَّهِ - كَمَا يَفْعَلُهُ طَوَائِفُ مِنَ الْمُدَّعِينَ لِلْمَعْرِفَةِ - فَقَوْلُهُ هَذَا أَعْظَمُ كُفْرًا مِنْ قَوْلِ عُبَّادِ الْأَصْنَامِ، وَمِنْ كُفْرِ قَوْمِ لُوطٍ. فَهَؤُلَاءِ مِنْ شَرِّ الزَّنَادِقَةِ الْمُرْتَدِّينَ، الَّذِينَ يَجِبُ قَتْلُهُمْ بِإِجْمَاعِ كُلِّ أُمَّةٍ“[3]۔

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵ / ۳۷۴)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵ / ۳۷۴)۔

[3] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵ / ۴۲۳، ۲۱ / ۲۵۵)۔

اور جو شخص اس خیال سے بے ریش لڑکوں کو دیکھے کہ وہ جمال الٰہی کے مظاہر دیکھ رہا ہے، اور اس چیز کو اللہ تک رسائی کا راستہ بنائے- جیسا کہ معرفت الٰہی کے دعویدار بہت سارے لوگ (صوفیاء حضرات) کرتے ہیں- تو اس کی یہ بات بت پرستوں کی بات اور قوم لوط کے کفر سے بھی بڑا کفر ہے، چنانچہ ایسے لوگ دین سے مرتد بدترین زنادقہ میں سے ہیں، جنہیں باجماع امت قتل کرنا واجب ہے۔

[٦٩٠] عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

”دَخَلَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ الْحَمَّامَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ غُلَامٌ صَبِيحٌ، فَقَالَ: أَخْرِجُوهُ [أَخْرِجُوهُ]، فَإِنِّي أَرَى مَعَ كُلِّ امْرَأَةٍ شَيْطَانًا، وَمَعَ كُلِّ غُلَامٍ بِضْعَةَ عَشَرَ شَيْطَانًا“[1]۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ حمام میں داخل ہوئے تو ان کے پاس ایک خوبرو لڑکا آیا، انہوں نے فرمایا: اسے باہر نکالو، اسے باہر نکالو، کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ ایک شیطان دیکھتا ہوں اور ہر لڑکے کے ساتھ دس سے زائد شیاطین دیکھتا ہوں۔

[٦٩١] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَمَّا صُحْبَةُ المردان ... مَعَ مَا يَنْضَمُّ إِلَى ذَلِكَ مِنْ الْخَلْوَةِ بِالْأَمْرَدِ الْحَسَنِ، وَمَبِيتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ. فَهَذَا مِنْ أَفْحَشِ الْمُنْكَرَاتِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، وَعِنْدَ الْيَهُودِ، وَالنَّصَارَى وَغَيْرِهِمْ ... وَكَذَلِكَ مُقَدِّمَاتُ الْفَاحِشَةِ عِنْدَ التَّلَذُّذِ بِقُبْلَةِ الْأَمْرَدِ، وَلَمْسِهِ، وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ، هُوَ حَرَامٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ“[2]۔

---

[1] شعب الایمان (۵۴۰۴)، وتلبیس ابلیس (۲۷۶)، والکبائر (۶۳)، ایک دوسرے ایڈیشن میں (۵۸)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۱/ ۵۴۲، ۵۴۳)۔

رہا بے ریش لڑکوں کے ساتھ رہنا...اور اس کے ساتھ جو خوبصورت بے ریش لڑکے کے ساتھ تنہائی میں ہونے اور مرد کے ساتھ اُس کے رات گزارنے وغیرہ کے مسائل پیش آتے ہیں۔تو یہ مسلمانوں کے یہاں اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے یہاں نہایت گھناؤنے منکرات میں سے ہیں...اسی طرح بدکاری کے مقدمات (ابتدائی اعمال) مثلاً بے ریش لڑکے کو بوسہ دینا، اُسے چھونا اور اُس کی طرف دیکھنا وغیرہ باتفاق مسلمین حرام ہیں۔

[٦٩٢] ابوحمزہ صوفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”نظر عبد الوهاب بن أفلح إلى غلام أمرد مرة، فرفع يديه يدعو، ويقول: هذا ذنب أنا تائب إليك منه، وراجع إليك عنه، فعد علي بما لم أزل أعرفه منك قديماً وحديثاً“[1]۔

عبدالوہاب بن افلح نے ایک مرتبہ ایک بے ریش لڑکے کو دیکھ لیا، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنے لگے، فرمایا: اے اللہ! یہ گناہ ہے میں اس سے تیری جانب توبہ کرتا ہوں، اور تجھ سے رجوع ہوتا ہوں، لہٰذا تو میرے ساتھ پھر وہی معاملہ فرما جو میں تیری جانب سے پہلے سے آج تک جانتا ہوں (یعنی معاف کرنا، توبہ قبول کرلینا)۔

[٦٩٣] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”المردان الْحِسَانُ؛ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَخْرُجُوا فِي الْأَمْكِنَةِ وَالْأَزِقَّةِ الَّتِي يُخَافُ فِيهَا الْفِتْنَةُ بِهِمْ، إلَّا بِقَدْرِ الْحَاجَةِ. فَلَا يُمَكَّنُ الْأَمْرَدُ الْحَسَنُ مِنْ التَّبَرُّجِ، وَلَا مِنْ الْجُلُوسِ فِي الْحَمَّامِ بَيْنَ الْأَجَانِبِ؛ وَلَا مِنْ رَقْصِهِ بَيْنَ الرِّجَالِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ مِمَّا فِيهِ فِتْنَةٌ لِلنَّاسِ، وَالنَّظَرُ إلَيْهِ كَذَلِكَ“[2]۔

---

[1] تاریخ دمشق (۱۴/ ۲۸۳)۔

[2] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵/ ۱۸،۴۱۸/ ۲۱، ۲۵۰)۔

بے ریش خوبرو لڑکوں کے لئے درست نہیں کہ ایسے مقامات اور اوقات میں نکلیں جس میں انہیں فتنہ کا اندیشہ ہو سوائے بقدر حاجت۔ لہٰذا نہ بے ریش خوبصورت لڑکے کو بناؤ سنگار کرنے دیا جائے گا، نہ حمامات میں اجنبیوں کے ساتھ بیٹھنے دیا جائے گا، نہ مردوں کے درمیان رقص وغیرہ کرنے دیا جائے گا جس میں لوگوں کے لئے فتنہ ہو، اسی طرح اس کی طرف دیکھنا بھی درست نہیں۔

[٦٩٤] نیز فرمایا:

”الصَّبِيُّ الْأَمْرَدُ الْمَلِيحُ بِمَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأُمُورِ، فَلَا يَجُوزُ تَقْبِيلُهُ عَلَى وَجْهِ اللَّذَّةِ؛ بَلْ لَا يُقَبِّلُهُ إِلَّا مَنْ يُؤْمَنُ عَلَيْهِ؛ كَالْأَبِ وَالْإِخْوَةِ. وَلَا يَجُوزُ النَّظَرُ إِلَيْهِ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ بِاتِّفَاقِ النَّاسِ؛ بَلْ يَحْرُمُ عِنْدَ جُمْهُورِهِمْ النَّظَرُ إِلَيْهِ عِنْدَ خَوْفِ ذَلِكَ“[1]۔

بے ریش خوبرو بچہ بہت سارے امور میں اجنبی عورت کے درجہ میں ہے، لہٰذا بطور لذت اسے بوسہ دینا جائز نہیں؛ بلکہ اسے صرف وہی شخص بوسہ دے گا جس سے کوئی اندیشہ نہ ہو، جیسے: باپ اور بھائی۔ اور نہ لذت کے طور پر اُسے دیکھنا ہی جائز ہے اس پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، بلکہ زیادہ تر لوگوں کے یہاں خوف واندیشہ کی صورت میں اُس کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔

[٦٩٥] ابو یعقوب رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كنا مَعَ أبي نصر - بشر بْن الحارث الحافي - فوقفتْ عَلَيْهِ جارية مَا رأينا أحسن منها، فقالت: يا شيخ أين مكان باب حرب؟ فَقَالَ لها: هَذَا

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۳۲/ ۲۴۷)، والفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۲/ ۲۵۰) پانچ جلدوں والانسخہ۔

الباب الذي يقال لَهُ باب حرب. ثم جاء بعدها غلام مَا رأينا أحسن مِنْهُ، فسأله، فَقَالَ: يا شيخ أين مكان باب حرب؟ فأطرق الشيخ رأسه، فرد عَلَيْهِ الغلام السؤال، وغمض عينيه، فقلنا للغلام: تعال أيش تريد؟ فَقَالَ: باب حرب، فقلنا لَهُ: ها هو بين يديك، فلما غاب، قلن للشيخ: يا أبا نصر، جاءتك جارية فأجبتها وكلمتها، وجاءك غلام فلم تكلمه؟ فَقَالَ: نعم، يروى عَنْ سفيان الثوري أنه قَالَ: مَعَ الجاريةِ شيطان ومع الغلام شيطانان، فخشيت عَلَى نفسي من شيطانيه"[1]۔

ہم ابونصر بشر بن حارث حافی کے ساتھ تھے اتنے میں ان کے پاس ایک لڑکی آئی، جس سے حسین لڑکی ہم نے نہیں دیکھا، اس نے کہا: شیخ! باب حرب نامی مقام کہاں ہے؟ انہوں نے اس سے کہا: یہی دروازہ ہے جسے باب حرب کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک لڑکا آیا جس سے خوبصورت لڑکا ہم نے نہیں دیکھا، اُس نے آپ سے پوچھا: اے شیخ! باب حرب نامی مقام کہاں ہے؟ شیخ نے اپنا سر جھکا لیا، لڑنے دوبارہ سوال کیا، تو شیخ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں، بالآخر ہم نے لڑکے سے کہا: ادھر آؤ، کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: باب حرب۔ تو ہم نے اسے بتایا کہ یہی باب حرب ہے، بہر کیف جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگیا تو ہم نے شیخ سے کہا: اے ابونصر! آپ کے پاس ایک لڑکی آئی تو آپ نے اسے جواب دیا اور اس سے بات کی مگر جب آپ کے پاس لڑکا آیا تو آپ نے اس سے بات بھی نہیں کی! فرمایا: جی ہاں، سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے، اور لڑکے کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں، لہٰذا مجھے اپنے بارے میں اس کے دونوں

---

[1] تلبیس ابلیس، ابن الجوزی (۲۷۵-۲۷۶)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۵ / ۳۷۵)۔

شیطانوں کا خوف محسوس ہوا۔

[٦٩٦] ابو علی روزباری [روذبانی] رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ لِي أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَد بْنُ الْمُؤَدَّبِ: يَا أَبَا عَلِيٍّ مِنْ أَيْنَ أَخَذَ صُوفِيَّةُ عَصْرِنَا هَذَا الْأُنْسَ بِالْأَحْدَاثِ؟ فقلت لَهُ: يا سيدي، أنت بهم أعرف، وَقَدْ تَصْحَبُهُمْ السَّلَامَةُ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْأُمُورِ، فَقَالَ: هَيْهَاتَ، قَدْ رَأَيْنَا مَنْ هُوَ أَقْوَى مِنْهُمْ إِيمَانًا إِذَا رَأَى الْحَدَثَ قَدْ أَقْبَلَ فَرَّ مِنْهُ كَفِرَارِهِ مِنْ الزحف [الْأَسَدِ]، وَإِنَّمَا ذَاكَ عَلَى حَسَبِ الْأَوْقَاتِ الَّتِي تَغْلِبُ الْأَحْوَالُ عَلَى أَهْلِهَا، فَتَأْخُذُهَا عَنْ تَصَرُّفِ الطِّبَاعِ، مَا أَكْثَرَ الْخَطَرِ مَا أَكْثَرَ الْغَلَطِ“[1]۔

مجھ سے ابو العباس احمد بن المؤدب نے کہا: اے ابو علی! ہمارے دور کے ان صوفیاء نے نوعمر لڑکوں کے ساتھ یہ انسیت ومحبت کہاں سے حاصل کر لی؟ تو میں نے کہا: اے میرے سردار! آپ ان کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں، درحقیقت زیادہ تر امور میں ان کے یہاں سلامتی پائی جاتی ہے، تو انہوں نے کہا: یہ بعید بات ہے، ہم ان سے زیادہ مضبوط ایمان والوں کو دیکھ چکے ہیں جو نوعمر لڑکے کو دیکھ کر ایسے بھاگتے تھے جیسے میدان جنگ (یا شیر) سے بھاگتے ہیں، یہ دراصل ان اوقات کے اعتبار سے ہے جن میں ان پر احوال غالب ہوتے ہیں، اور ان کی طبیعتوں کو مائل کر دیتے ہیں، یہ بہت زیادہ خطرناک ہے اور بہت بڑی غلطی ہے۔

[٦٩٧] مظفر قرمیسینی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”من صحب الأحداثَ عَلَى شرط السلامةِ والنصيحةِ أدّاه ذلك إِلَى

[1] تلبیس ابلیس، ابن الجوزی (٢٧٦)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (١٥/ ٣٧٦)۔

البلاء، فكيف بمن يصحبهم عَلَى غير وجه السلامة؟‘‘[1]۔

جو شخص تحفظ وسلامتی اور نصیحت کی شرط پر نوعمر لڑکوں کے ساتھ رہا اس چیز نے بھی اُسے مصیبت میں ڈال دیا، تو بھلا اس کا کیا حال ہوگا جو سلامتی اور تحفظ کے بغیر ان کے ساتھ رہتا ہو؟

○ ○ ○

[1] تلبیس ابلیس، ابن الجوزی (۲۷۵)۔

فصل ۵۲:

چند فوائد، نصیحتیں اور آداب

[۶۹۸] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''المـُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلاَبِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ''[1]۔

جو چیز نہ دی گئی ہو اُس سے آسودگی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔

[۶۹۹] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''إِنِّي أَكْرَهُ الرَّجُلَ أَنْ أَرَاهُ يَمْشِي سَبَهْلَلًا، أَيْ: لَا فِي أَمْرِ الدُّنْيَا، وَلَا فِي أَمْرِ آخِرَةٍ''[2]۔

میں اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں جسے دیکھتا ہوں کہ وہ بے کار گھوم رہا ہے، نہ کسی دنیوی کام میں ہے نہ اخروی کام میں۔

نوٹ: سبھلل، بے کار شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی کام نہ ہو۔ ہر آدمی جو کام سے خالی ہو سبھلل کہلاتا ہے۔ (جمال)

[۷۰۰] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری (۴۹۲۱)، وصحیح مسلم (۲۱۳۰)۔

[2] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۵۸۸)۔

”إِنِّي لَأُبْغِضُ الرَّجُلَ فَارِغًا، لَا فِي عَمَلِ الدُّنْيَا، وَلَا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ“[1]۔

میں بے کار آدمی سے نفرت کرتا ہوں، جو نہ دنیوی کام میں ہو نہ اخروی کام میں۔

[۷۰۱] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”لَا أَعْلَمُ شَيْئًا فِي الإِسْلَامِ أَفْضَلَ عِنْدِي مِنْ أَنَّ قَلْبِي لَمْ يُخَالِطْهُ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الأَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ“[2]۔

میں اسلام میں اپنے پاس اس سے افضل کوئی چیز نہیں جانتا کہ ان مختلف بدعات وخواہشات میں سے کوئی چیز میرے دل میں گڈ مڈ نہیں ہوئی۔

[۷۰۲] عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا يَتَنَاجَوْنَ بأمرٍ [فِي أمرِ دِينِهِمْ] دُونَ عَامَّتِهِم، فَهُمْ عَلَى تَأْسِيسِ ضَلَالَةٍ“[3]۔

جب تم کچھ لوگوں کو دیکھو جو اپنے دین کے بارے میں تمام لوگوں سے الگ ہو کر سرگوشی رہے ہیں تو جان لو کہ وہ گمراہی کی بنیاد قائم کر رہے ہیں۔

[۷۰۳] امام حاکم نے اپنی تاریخ میں مزنی سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ: فلاں شخص آپ سے بغض رکھتا ہے، تو انہوں نے فرمایا:

”لَيْسَ فِي قُرْبِهِ أُنْسٌ، وَلَا فِي بُعْدِهِ وَحْشَةٌ“[4]۔

---

[1] الزھد، احمد بن حنبل (۱۹۹)، و(۲/ ۱۰۷) محقق نسخہ، نیز دیکھئے: الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۵۸۸)۔

[2] الحجۃ فی بیان المحجۃ (۱/ ۳۰۴)۔

[3] سنن دارمی (۳۰۷)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۵۱)، والحلیۃ، ابونعیم (۵/ ۳۳۸)، وجامع بیان العلم، ابن عبدالبر (۴۱۲)، و(۱۷۷۴) محقق نسخہ۔

[4] الآداب الشرعیۃ (۳/ ۵۷۵)۔

اس سے قریب ہونے میں کوئی انسیت ہے نہ اس سے دور ہونے میں کوئی وحشت۔

[٧٠٤] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مِنْ حَقِّ الْعَالِمِ عَلَيْكَ أَنْ تُسَلِّمَ عَلَى الْقَوْمِ عَامَّةً، وَتَخُصَّهُ دُونَهُمْ بِالتَّحِيَّةِ، وَأَنْ تَجْلِسَ أَمَامَهُ، وَلَا تُشِيرَنَّ عِنْدَهُ بِيَدِكَ، وَلَا تَغْمِزَنَّ بِعَيْنَيْكَ، وَلَا تَقُولَنَّ: قَالَ فُلَانٌ خِلَافًا لِقَوْلِهِ، وَلَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا، وَلَا تُسَارَّ فِي مَجْلِسِهِ، وَلَا تَأْخُذَ بِثَوْبِهِ، وَلَا تُلِحَّ عَلَيْهِ إِذَا كَسِلَ، وَلَا تُعْرِضْ مِنْ طُولِ صُحْبَتِهِ؛ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ النَّخْلَةِ تَنْتَظِرُ مَتَى يَسْقُطُ عَلَيْكَ مِنْهَا شَيْءٌ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ الْعَالِمَ لَأَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِذَا مَاتَ الْعَالِمُ انْثَلَمَتْ فِي الْإِسْلَامِ ثُلْمَةٌ لَا يَسُدُّهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ''[1]۔

تم پر عالم کا حق یہ ہے کہ لوگوں کو عمومی سلام کرو اور اُسے خصوصی سلام کرو، اُس کے سامنے بیٹھو، اس کے پاس اپنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرو، اپنی کن انکھیوں سے نہ دیکھو، یہ نہ کہو کہ: فلاں نے آپ کے قول کے خلاف بات کہی ہے، اُس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو، اس کی مجلس میں کسی سے سرگوشی نہ کرو، اُس کا کپڑا نہ پکڑو، جب وہ نشیط نہ ہو تو اس سے اصرار نہ کرو، اس کی طویل ہم نشینی سے اعراض نہ کرو، کیونکہ اس کی حیثیت کھجور کے درخت جیسی ہے، تمہیں منتظر ہونا چاہئے کہ اس سے تم پر کب کچھ گرتا ہے، یقیناً صاحب ایمان عالم دین روزے دار شب بیدار اللہ کی راہ کے غازی سے زیادہ بڑے اجر والا ہے، اور جب عالم کی موت ہوتی ہے تو اسلام میں ایک دراڑ پڑ جاتی ہے جس کی تلافی تاقیامت کسی چیز سے نہیں ہوسکتی۔

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی، خطیب بغدادی (٣٤٧) تحقیق الطحان، و(٣٥٠) تحقیق عجاج، وجامع بیان العلم وفضلہ (٢٣١)، و(٩٩٢) محقق نسخہ۔

[۷۰۵] عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إن السابقين عن علم وقفوا، وببصر ناقد كفوا، وكانوا هم أقوى على البحث لو بحثوا"[1]۔

امت کے سابقین علم کی بنیاد پر ٹھہرے، اور ناقدانہ نگاہ کے سبب باز رہے، اور اگر وہ بحث وکرید کرتے تو انہیں اس پر بھی بڑی قدرت حاصل تھی۔

[۷۰٦] ایوب بن یزید قرّیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"أَحَقُّ النَّاسِ بِالْإِجْلَالِ ثَلَاثَةٌ: الْعُلَمَاءُ، وَالْإِخْوَانُ، وَالسُّلْطَانُ؛ فَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالْعُلَمَاءِ أَفْسَدَ دِينَهُ، وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالْإِخْوَانِ أَفْسَدَ مُرُوءَتَهُ، وَمَنِ اسْتَخَفَّ بِالسُّلْطَانِ أَفْسَدَ دُنْيَاهُ. وَالْعَاقِلُ لَا يَسْتَخِفُّ بِأَحَدٍ. قَالَ: وَالْعَاقِلُ: الدِّينُ شَرِيعَتُهُ، وَالْحِلْمُ طَبِيعَتُهُ، وَالرَّأْيُ الْحَسَنُ سَجِيَّتُهُ"[2]۔

تین قسم کے لوگ تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں: علماء، برادران اور سلاطین؛ چنانچہ جو علماء کی ناقدری کرے گا اپنا دین تباہ کرلے گا، اور جو بھائیوں کی ناقدری کرے گا اپنی مروت خراب کرلے گا اور جو حکمران کی ناقدری کرے گا اپنی دنیا کارت کرلے گا، عقلمند آدمی کسی کی ناقدری نہیں کرتا۔ اور فرمایا: عقلمند کا دین اس کی شریعت ہے، حلم و بردباری اس کی طبیعت ہے اور اچھی سوج بوجھ اس کا اخلاق اور وطیرہ ہے۔

[۷۰۷] فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

"رَأَيْت نَفْسِي تَأْنَسُ بِخُلَطَاءَ تُسَمِّيهِمْ أَصْدِقَاءَ، فَبَحَثْت التَّجَارِبَ، فَإِذَا

---

[1] الحلية، ابونعيم (۵/ ۳۳۸)، وبيان فضل علم السلف (۳۸)۔

[2] جامع بیان العلم وفضلہ، ابن عبدالبر (۲۳۱)، و(۹۹٦) محقق نسخہ۔

أَكْثَرُهُمْ حُسَّادٌ عَلَى النِّعَمِ، وَأَعْدَاءٌ لَا يَسْتُرُونَ زَلَّةً، وَلَا يَعْرِفُونَ لِجَلِيسٍ حَقًّا، وَلَا يُوَاسُونَ مِنْ مَالِهِمْ صَدِيقًا، فَتَأَمَّلْت الْأَمْرَ، فَإِذَا أَكْثَرُهُمْ حُسَّادٌ عَلَى النِّعَمِ، فَإِذَا الْحَقُّ سُبْحَانَهُ يَغَارُ عَلَى قَلْبِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَجْعَلَ بِهِ شَيْئًا يَأْنَسُ بِهِ، فَهُوَ يَكْدَرُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لِيَكُونَ أُنْسَهُ بِهِ.

فَيَنْبَغِي أَنْ تَعُدَّ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ مَعَارِفَ، وَلَا تُظْهِرْ سِرَّكَ لِمَخْلُوقٍ مِنْهُمْ، وَلَا تَعُدَّنَّ فِيهِمْ مَنْ لَا يَصْلُحُ لِشِدَّةٍ، بَلْ عَامِلْهُمْ بِالظَّاهِرِ، وَلَا تُخَالِطْهُمْ إِلَّا حَالَةَ الضَّرُورَةِ، وَبِالتَّوَقِّي لَحْظَةً، ثُمَّ انْفِرْ عَنْهُمْ، وَأَقْبِلْ عَلَى شَأْنِك؛ مُتَوَكِّلًا عَلَى خَالِقِك، فَإِنَّهُ لَا يَجْلِبُ الْخَيْرَ سِوَاهُ، وَلَا يَصْرِفُ السُّوءَ إِلَّا إِيَّاهُ‘‘[1]۔

میں نے اپنی طبیعت کو دیکھا کہ گھلنے ملنے والوں سے مانوس ہوتی ہے جنہیں دوست سمجھتی ہے، مگر جب میں نے تجربات کو کھنگالا تو دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ نعمتوں پر حسد کرنے والے ہیں، کسی لغزش کی پردہ پوشی نہیں کرتے، نہ کسی ہم نشیں کا حق پہچانتے ہیں، نہ اپنے مال سے کسی دوست کی غمگساری کرتے ہیں، چنانچہ جب میں نے معاملہ پر غور کیا تو ان میں سے اکثر لوگ نعمتوں پر حسد کرنے والے نکلے۔ اسی لئے حق سبحانہ وتعالیٰ کو مومن کے دل پر غیرت آتی ہے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ڈال دے جس سے اُسے انسیت ومحبت ہو جائے، چنانچہ وہ دنیا اور دنیا والوں کو مکدر کرتا ہے تا کہ اُس کی انسیت ومحبت صرف اللہ سے رہے۔

اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم ساری مخلوق کو شناسا شمار کرو، مگر ان میں کسی کو بھی اپنا راز نہ بتاؤ، اور اُن میں اس شخص کو شمار نہ کرو جو مشقت برداشت کرنے کے قابل نہ ہو، بلکہ ان سے محض ظاہری معاملہ کرو، اُن سے گھل مل کر نہ رہو سوائے اضطراری حالت میں، اور احتیاط

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۵۸۲)۔

وتحفظ کے ساتھ تھوڑی ہی دیر کے لئے، پھر ان سے کنارہ کش ہو کر اپنے خالق سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے کام میں منہمک ہو جاؤ، کیونکہ اس کے سوا کوئی بھلائی پہنچا سکتا ہے نہ اس کے سوا کوئی شر و برائی ٹال سکتا ہے۔

[۷۰۸] نیز فرمایا:

''مَنْ جَرَتْ بَيْنَك وَبَيْنَهُ مُخَاشَنَةٌ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَطْمَعَ فِي مُصَافَاتِهِ وَأَنْ تَأْمَنَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ يَرَى مَا فَعَلْت، وَالْحِقْدُ كَامِنٌ ...، وَأَمَّا الْعَوَامُّ فَالْبُعْدُ عَنْهُمْ مُتَعَيِّنٌ؛ لِأَنَّهُمْ لَيْسُوا مِنْ الْجِنْسِ، فَإِذَا أُضْطُرِرْت إلَى مُجَالَسَتِهِمْ فَلَحْظَةً يَسِيرَةً بِالْهَيْبَةِ وَالْحَذَرِ، فَرُبَّمَا قُلْت كَلِمَةً فَشَنَّعُوهَا، وَلَا تَلْقَ الْجَاهِلَ بِالْعِلْمِ، وَلَا اللَّاهِيَ بِالْفِقْهِ، وَلَا الْغَبِيَّ بِالْبَيَانِ، بَلْ مِلْ إلَى مُسَالَمَتِهِمْ بِلُطْفٍ مَعَ هَيْبَةٍ، وَأَمَّا الْأَعْدَاءُ؛ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ تَحْتَقِرَهُمْ، فَإِنَّ لَهُمْ حِيَلًا بَاطِنَةً، وَالْوَاجِبُ مُدَارَاتُهُمْ وَمُصَالَحَتُهُمْ فِي الظَّاهِرِ، وَمِنْ جِنْسِهِمْ الْحُسَّادُ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَطَّلِعُوا عَلَى النِّعَمِ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ، وَمُدَارَاتُهُمْ لَازِمَةٌ''[1]۔

اور اگر تمہارے اور اُس شخص کے درمیان تند کلامی ہو جائے تو اُس سے دل کی ستھرائی کی توقع نہ کرو، نہ اُس سے مامون رہو، کیونکہ وہ ہمیشہ تمہارے کاموں پر نظر رکھے گا، اور کینہ پوشیدہ رہنے والی چیز ہے...، اور رہے عوام الناس تو اُن سے دور رہنا ہی ضروری ہے: کیونکہ وہ جنس میں سے نہیں ہیں، اور اضطراری طور پر تمہیں ان کے ساتھ رہنا ہی پڑے تو چوکنا ہو کر بالکل تھوڑی دیر ہی رہو، کیونکہ ہوسکتا ہے تم کوئی بات کہو جسے وہ عیب جوئی کا ذریعہ بنالیں، اور جاہل سے علم کے ساتھ، غافل و بے توجہ سے فقہ کے ساتھ اور بودے غبی سے بیان

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۵۸۲)۔

وضاحت کے ساتھ نہ ملو؛ بلکہ ڈرتے ہوئے نرمی کے ساتھ ان سے مناسب تال میل رکھو۔ اور رہا معاملہ دشمنوں کا تو انہیں حقیر و معمولی سمجھنا مناسب نہیں، کیونکہ ان کے پاس خفیہ چالیں ہوتی ہیں، البتہ ظاہر میں ان سے رواداری اور مصالحت کا رویہ رکھنا ضروری ہے، اور انہی کی جنس سے حاسدین بھی ہیں، لہٰذا مناسب نہیں کہ وہ تمہاری نعمتوں سے آگاہ ہوں، کیونکہ نظر بد حق ہے اور ان کے ساتھ رواداری لازم ہے۔

[۷۰۹] یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”بِئْسَ الْأَخُ أَخٌ تَحْتَاجُ أَنْ تَقُولَ لَهُ: اُذْكُرْنِي فِي دُعَائِك، وَجُمْهُورُ النَّاسِ الْيَوْمَ مَعَارِفُ، وَيَنْدُرُ مِنْهُمْ صَدِيقٌ فِي الظَّاهِرِ، وَأَمَّا الْأُخُوَّةُ وَالْمُصَافَاةُ فَذَلِكَ شَيْءٌ نُسِخَ، فَلَا تَطْمَعْ فِيهِ، وَمَا أَرَى الْإِنْسَانَ يَصْفُو لَهُ أَخُوهُ مِنْ النَّسَبِ، وَلَا وَلَدُهُ، وَلَا زَوْجَتُهُ، فَدَعْ الطَّمَعَ فِي الصَّفَاءِ، وَخُذْ عَنِ الْكُلِّ جَانِبًا، وَعَامِلْهُمْ مُعَامَلَةَ الْغُرَبَاءِ، وَإِيَّاكَ أَنْ تُخْدَعَ بِمَنْ يُظْهِرُ لَك الْوُدَّ، فَإِنَّهُ مَعَ الزَّمَانِ يُبَيِّنُ لَك الْخَلَلَ فِيمَا أَظْهَرَهُ، وَقَدْ قَالَ الْفُضَيْلُ: إذَا أَرَدْت أَنْ تُصَادِقَ صَدِيقًا فَأَغْضِبْهُ، فَإِنْ رَأَيْته كَمَا يَنْبَغِي فَصَادِقْهُ، وَهَذَا الْيَوْمُ مُخَاطَرَةٌ؛ لِأَنَّك إذَا أَغْضَبْتَ أَحَدًا صَارَ عَدُوًّا فِي الْحَالِ، وَالسَّبَبُ فِي نَسْخِ حُكْمِ الصَّفَاءِ. إِنَّ السَّلَفَ كَانَتْ هِمَّتُهُمْ الْآخِرَةَ وَحْدَهَا، فَصَفَتْ نِيَّاتُهُمْ فِي الْأُخُوَّةِ وَالْمُخَالَطَةِ، فَكَانَتْ دِينًا لَا دُنْيَا. وَالْآنَ فَقَدْ اسْتَوْلَى حُبُّ الدُّنْيَا عَلَى الْقُلُوبِ، فَإِنْ رَأَيْت مُتَعَلِّقًا فِي بَابِ الدِّين، فَاخْبُرْ تَقْلُهُ“[1]۔

اور وہ بھائی بدترین بھائی ہے جس سے تمہیں یہ کہنے کی ضرورت پڑے کہ (مجھے اپنی دعا

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/۵۸۱)۔

میں یاد رکھنا)، اور آج کل زیادہ تر لوگ محض شناسا ہیں، ان میں سے نادر ہی کوئی ظاہر میں دوست ہے، رہا معاملہ اخوت اور دل کی ستھرائی کا تو یہ ناپید ہو چکا ہے، اس لئے اس کی لالچ نہ کرنا، میں نہیں سمجھتا کہ کسی انسان کے نسبی بھائی، اس کی اولاد اور اس کی بیوی کا دل اس کے لئے صاف ہوگا، اس لئے دل کی ستھرائی کی چاہت چھوڑ دو، اور ان سب سے کنارہ کش ہو جاؤ، ان کے ساتھ اجنبیوں جیسا معاملہ کرو، اور دیکھنا کسی ایسے شخص سے دھوکہ نہ کھانا جو تم سے محبت ظاہر کرے، کیونکہ وقت کے ساتھ تمہارے سامنے اس کی ظاہری محبت کا خلل واضح ہو جائے گا۔ اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جب تمہیں کسی کو دوست بنانا ہو تو اُسے غصہ دلاؤ، اگر اُسے جیسا چاہیئے ویسا پاؤ تو اس سے دوستی کرلو، اور آج کا یہ وقت جوکھم کا وقت ہے؛ کیونکہ اگر تم کسی کو ناراض کروگے تو وہ اُسی وقت تمہارا دشمن بن جائے گا، اور دلوں سے ستھرائی ناپید ہونے کا سبب یہ ہے کہ سلف صالحین کا مطمح نظر صرف آخرت تھا اس لئے اخوت اور میل جول میں ان کی نیتیں خالص تھیں، چنانچہ وہ دین کی بنیاد پر تھا دنیا کی بنیاد پر نہیں، اور آج دلوں پر دنیا کی محبت مسلط ہو چکی ہے، اس لئے اگر تم کسی کو دین سے وابستہ دیکھو تو اس کی حقیقت سے واقف ہو کر دیکھو، اُس سے بغض ونفرت کرنے لگوگے۔

نوٹ: أخبر، خبر سے ماخوذ ہے، کہا جاتا ہے: خبرت الأمر، جب آپ کسی چیز کی حقیقت سے واقف ہو جائیں۔

تقلہ: القلی، بغض وکراہت کو کہتے ہیں۔ (جمال)

[۷۱۰] اصمعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قَالَ لِي أَبُو عَمْرِو بْنُ الْعَلَاءِ: يَا عَبْدَ الْمَلِكِ، كُنْ مِنَ الْكَرِيمِ عَلَى حَذَرٍ إِذَا أَهَنْته، وَمِنَ اللَّئِيمِ إِذَا أَكْرَمْته، وَمِنَ الْعَاقِلِ إِذَا أَحْرَجْته، وَمِنَ الْأَحْمَقِ إِذَا

مَازَحْته، وَمِنْ الْفَاجِرِ إذَا عَاشَرْته، وَلَيْسَ مِنْ الْأَدَبِ أَنْ تُجِيبَ مَنْ لَا يَسْأَلُك، أَوْ تَسْأَلَ مَنْ لَا يُجِيبُك، أَوْ تُحَدِّثَ مَنْ لَا يُنْصِتُ لَك"[1]۔

مجھ سے ابوعمرو ابن العلاء نے کہا: اے عبدالملک! معزز شخص سے چوکنا رہو جب اس کی توہین کرو، اور کمینہ شخص سے آگاہ رہو جب اس کی عزت کرو، اور عقلمند سے بچ کر رہو جب اُسے حرج میں مبتلا کرو، اور بےوقوف سے جب اُس سے مزاح کرو، اور بدعمل سے جب اس کے ساتھ رہو، اور یہ ادب کا طریقہ نہیں کہ آپ اسے جواب دیں جو آپ سے سوال نہ کرے، یا اس سے سوال کریں جو آپ کو جواب نہ دے، یا اس سے بات کریں جو آپ کی بات سننے کے لئے خاموش نہ ہو۔

[۷۱۱] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"لَيْس لِأَحَدِ أَنْ يُنَصِّبَ لِلْأُمَّةِ شَخْصًا يَدْعُو إلَى طَرِيقَتِهِ، وَيُوَالِي وَيُعَادِي عَلَيْهَا؛ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا يُنَصِّبَ لَهُمْ كَلَامًا يُوَالِي عَلَيْهِ وَيُعَادِي؛ غَيْرَ كَلَامِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَمَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ، بَلْ هَذَا مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْبِدَعِ، الَّذِينَ يُنَصِّبُونَ لَهُمْ شَخْصًا أَوْ كَلَامًا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْأُمَّةِ، يُوَالُونَ بِهِ عَلَى ذَلِكَ الْكَلَامِ أَوْ تِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُعَادُونَ"[2]۔

کسی کے لئے جائز نہیں کہ امت کے لئے کسی شخص کو مقرر کر کے اس کے راستے کی طرف بلائے اور اسی کی بنیاد پر محبت و عداوت رکھے سوائے نبی کریم ﷺ کے، نہ یہی جائز ہے کہ ان کے لئے کوئی بات (عقیدہ ونظریہ) متعین کر کے اُسی بنیاد پر محبت ونفرت کرے سوائے

---

1. الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۵۷۵)۔
2. مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۲۰/ ۱۶۴)۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے اور امت کے اجماعی فیصلہ کے، بلکہ ایسا کرنا بدعتیوں کا کام ہے، جو اپنے لئے کوئی شخصیت یا بات نصب کر لیتے ہیں جس کے ذریعہ امت میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں، اُسی بات یا نسبت کی بنیاد پر لوگوں سے محبت وعداوت رکھتے ہیں۔

نوٹ: ایسا محسوس ہوتا ہے گویا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہمارے اس دور اور آج کل کے اِن فرقوں کو جنہیں جماعتوں کا نام دیا جاتا ہے- دیکھ رہے تھے، کہ ہر ہر قوم نے اپنے لئے ایک شخصیت مقرر کر لیا ہے جس کی بنیاد پر لوگوں سے محبت و دشمنی رکھتے ہیں، چنانچہ یہ فرقہ ''الاخوان المسلمون'' جس کی بنیاد حسن البنا نے ڈالی، ان کے بعد اس فرقہ کے لوگ مصر میں ہر سال ایک صدر مقرر کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں! اسی طرح یہ ''تبلیغی فرقہ'' جس کی بنیاد مولانا الیاس نے ڈالی، اُن کا بھی موسس کی وفات کے بعد ایک صدر ''حضرت جی'' مقرر ہوتا ہے! اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو سنت کی توفیق عطا فرمائے۔(جمال)

[۷۱۲] نیز فرمایا:

''أَمَّا إِنْ كَانَ انْتِقَالُهُ مِنْ مَذْهَبٍ إِلَى مَذْهَبٍ لِأَمْرٍ دِينِيٍّ، مِثْلِ أَنْ يَتَبَيَّنَ لَهُ رُجْحَانُ قَوْلٍ عَلَى قَوْلٍ، فَرَجَعَ إِلَى الْقَوْلِ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ؛ فَهُوَ مُثَابٌ عَلَى ذَلِكَ، بَلْ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ إِذَا تَبَيَّنَ لَهُ حُكْمُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ فِي أَمْرٍ؛ أَنْ لَا يَعْدِلَ وَلَا يَتْبَعَ أَحَدًا فِي مُخَالَفَةِ حُكْمِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، فَإِنَّ اللَّهَ فَرَضَ طَاعَةَ رَسُولِهِ ﷺ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ فِي كُلِّ حَالٍ''[1]۔

رہا یہ کہ اگر وہ کسی دینی مسئلہ کے سبب ایک مسلک سے دوسرے مسلک کی طرف منتقل ہو، مثلاً اس کے سامنے واضح ہو کہ ایک قول دوسرے قول سے راجح ہے لہٰذا وہ اس قول کی طرف

[1] الفتاویٰ الکبریٰ، ابن تیمیہ (۵/ ۹۶) تحقیق شدہ ایڈیشن، و(۲/ ۲۳۹) غیر محقق۔

رجوع کرلے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے قریب تر محسوس کرتا ہو تو وہ اس عمل پر ثواب کا مستحق ہے، بلکہ ہر شخص پر واجب ہے کہ جب اس کے سامنے کسی مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم وفیصلہ واضح ہو جائے؛ تو اس سے سرمو انحراف نہ کرے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی کی بھی پیروی نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص پر ہر حال میں اپنے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری فرض کی ہے۔

[۷۱۳] نیز فرمایا:

"لَا عَيْبَ عَلَى مَنْ أَظْهَرَ مَذْهَبَ السَّلَفِ وَانْتَسَبَ إِلَيْهِ وَاعْتَزَى إِلَيْهِ، بَلْ يَجِبُ قَبُولُ ذَلِكَ مِنْهُ بِالِاتِّفَاقِ، فَإِنَّ مَذْهَبَ السَّلَفِ لَا يَكُونُ إِلَّا حَقًّا"[1]۔

جو شخص مسلک سلف ظاہر کرے، اس سے نسبت اور وابستگی رکھے اُس پر کوئی عیب نہیں، بلکہ متفقہ طور پر اُسے اس کی جانب سے قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ مسلک سلف حق ہی ہوتا ہے۔

[۷۱٤] قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"إِذَا مَشَيْت فَلَا تَلْتَفِتْ، فَإِنَّهُ يُنْسَبُ فَاعِلُ ذَلِكَ إِلَى الْحُمْقِ. قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يُكْرَهُ الصَّفِيرُ وَالتَّصْفِيقُ، وَيُكْرَهُ الِاتِّكَاءُ الَّذِي يَخْرُجُ بِهِ عَنْ مُسْتَوَى الْجُلُوسِ؛ لِأَنَّهُ تَجَبُّرٌ، وَإِهْوَانٌ بِالْجُلَسَاءِ إِلَّا مَعَ الْعُذْرِ، وَيُكْرَهُ مَضْغُ الْعِلْقِ لِأَنَّهُ دَنَاءَةٌ، وَيُكْرَهُ التَّشَدُّقُ بِالضَّحِكِ وَالْقَهْقَهَةُ، وَرَفْعُ الصَّوْتِ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مَشْيُهُ مُعْتَدِلًا؛ لَا يُسَارِعُ إِلَى حَدٍّ يَصْدِمُ النَّاسَ وَيُتْعِبُ نَفْسَهُ، وَلَا يَخْطِرُ بِحَيْثُ يُورِثُهُ الْعُجْبَ، وَيُكْرَهُ فِي الْبُكَاءِ النَّحِيبُ

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/ ۱۴۹)۔

وَالتَّعْدَادُ؛ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَالنَّدَمِ عَلَى مَا فَاتَ مِنْ أَوْقَاتِهِ بِبَطَالَاتِهِ، وَيُكْرَهُ لَهُ كَشْفُ رَأْسِهِ بَيْنَ النَّاسِ وَمَا لَيْسَ بِعَوْرَةٍ مِمَّا جَرَتْ الْعَادَةُ بِسَتْرِهِ" [1]۔

جب تم چلو تو پیچھے مڑ کر نہ دیکھو، کیونکہ ایسا کرنے والے کو بے وقوف سمجھا جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر نے فرمایا: سیٹی اور تالی بجانا ناپسندیدہ ہے، اسی طرح اتنا ٹیک لگانا بھی مکروہ ہے جو بیٹھنے کی حد سے خارج ہو جائے، کیونکہ ایسا کرنا جبر وتکبر اور ہم مجلس لوگوں کی توہین ہے' اِلا یہ کہ کسی عذر کی بنا پر ہو، اسی طرح چیونگ گم چبانا بھی ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ اخلاقی پستی ہے، اسی طرح بلا ضرورت جبڑے پھاڑ پھاڑ کے ہنسا، قہقہہ لگانا اور آواز بلند کرنا بھی مکروہ ہے، نیز آدمی کو چاہئے کہ اس کی چال میانہ ہو، نہ اتنی زیادہ رفتار ہو کہ دوسروں سے ٹکرا جائے اور اپنے آپ کو تھکا دے، اور نہ اتنا اترا کر چلے کہ اُس سے عجب وتکبر پیدا ہو، اسی طرح رونے میں چیخنا چلانا بھی مکروہ ہے؛ اِلا یہ کہ اللہ کے خوف اور اپنی کوتاہیوں کے سبب ضائع ہونے والے وقت پر ندامت کے لئے ہو، نیز اس کے لئے لوگوں کے درمیان اپنا سر کھولنا نیز شرمگاہ کے علاوہ جن چیزوں کو عموماً ڈھانکا جاتا ہو اُسے بھی کھولنا ناپسندیدہ ہے۔

نوٹ: علق، اسی طرح آیا ہے، مگر شاید یہ علک ہے، جو لوبان کی طرح' درخت سے نکلنے والا گوند ہوتا ہے' جسے چبایا جاتا ہے۔

یخطر؛ خاطر: اکڑنے اور اترانے والے کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: خطر یخطر، جب کوئی شخص اکڑ کر چلے۔ (جمال)

[۷۱۵] زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۳/ ۳۷۵)۔

”وقد فتن كثير من المتأخرين بهذا، فظنوا أن من كثر كلامه وجداله وخصامه في مسائل الدين فهو أعلم ممن ليس كذلك؛ وهذا جهل محض. وانظر إلى أكابر الصحابة وعلمائهم، كأبي بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، ومعاذ، وابن مسعود، وزيد بن ثابت رضي الله عنهم؛ كيف كانوا؛ كلامهم أقل من كلام ابن عباس، وهم أعلم منه. وكذلك كلام التابعين أكثر من كلام الصحابة، والصحابة أعلم منهم، وكذلك تابعوا التابعين كلامهم أكثر من كلام التابعين، والتابعون أعلم منهم. فليس العلم بكثرة الرواية، ولا بكثرة المقال، ولكنه نور يقذف في القلب، يفهم به العبد الحق، ويميز به بينه وبين الباطل، ويعبر عن ذلك بعبارات وجيزة محصلة للمقاصد“[1]۔

اس سے بہت سارے متاخرین فتنہ میں پڑ گئے اور گمان کرلیا کہ دین کے مسئلہ میں جس کی بات، بحث ومباحثہ اور جھگڑا زیادہ ہو وہ دیگر لوگوں سے زیادہ علم والا ہے جو ایسے نہیں ہیں، حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے، اکابر صحابہ اور ان کے علماء جیسے ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاذ ابن مسعود اور زید بن ثابت وغیرہ کو دیکھ لیجئے کہ وہ کیسے تھے، ان کی باتیں ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کم تھیں جبکہ وہ ان سے زیادہ علم والے تھے، اسی طرح تابعین کی باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہیں، جبکہ صحابہ اُن سے زیادہ علم والے تھے، اسی طرح تبع تابعین کی باتیں تابعین سے زیادہ ہیں، جبکہ تابعین ان سے زیادہ علم والے ہیں، اس لئے علم کثرت روایت یا کثرت کلام کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے جس کے ذریعہ بندہ حق سمجھتا ہے، اور اس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز کرتا ہے اور مختصر الفاظ

[1] فضل علم السلف (۳۸)۔

میں اس کی تعبیر کرتا ہے جس سے مقاصد حاصل ہو جائیں۔

نوٹ: فرقہ واریت اور دھڑبندی کی دعوت دینے والے بزعم خویش فقہ الواقع کا دعویٰ کرنے والے اور اشتعال انگیزی و جذباتیت کے پرچارکوں کی باتیں آج سنت کے سلفی علماء سے زیادہ ہیں جبکہ یہ علماء ان داعیان سے زیادہ علم والے ہیں۔ (جمال)

[٧١٦] نیز فرمایا:

”فيجب أن يعتقد أنه ليس كل من كثر بسطه للقول، وكلامه في العلم؛ كان أعلم ممن ليس كذلك. وقد ابتلينا بجهلة من الناس يعتقدون في بعض من توسع في القول من المتأخرين أنه أعلم ممن تقدم“①۔

لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ہر وہ شخص علمی مسائل میں جس کی باتیں زیادہ ہوں وہ اس سے زیادہ علم والا نہیں ہے جو ایسا نہ ہو، مگر افسوس آج ہم کچھ ایسے جاہل لوگوں کی آزمائش سے دوچار ہیں جو متاخرین میں سے بعض لوگوں کے بارے میں جنہوں نے لمبی چوڑی باتیں کی ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پہلے لوگوں سے زیادہ علم والے ہیں۔

[٧١٧] بشر بن حارث ابونصر حافی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إن عبد الْملك بن مَرْوَان دخل على مُعَاوِيَة، وَعِنْده عَمْرو بن الْعَاصِ رضي الله عنه، فَسلم وَجلس، ثمَّ لم يلبث أَن نَهَضَ، فَقَالَ مُعَاوِيَة: مَا أكمل مُرُوءَة هَذَا الْفَتى، فَقَالَ عَمْرو: يا أمير الْمُؤمنِينَ، إِنَّه أَخذ بأخلاق أَرْبَعَة: وَترك أَخْلَاقًا ثَلَاثَة: إِنَّه أَخذ بِأَحْسَن الْبشر إِذا لقي، وبأحسن الحَدِيث إِذا حدث، وبأحسن الِاسْتِمَاع إِذا حُدث، وبأيسر المؤونة إِذا خُولِفَ.

---

① فضل علم السلف (٤٠)۔

وَترك مزاح من لَا يَثِق بعقله وَلَا دِينه، وَترك مُجَالَسَةَ لئام النَّاس، وَترك من الْكَلَام كل مَا تغَنْدرَ مِنْهُ''[1]۔

عبدالملک بن مروان معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان کے پاس عمر بن عاص رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گے، پھر تھوڑی ہی دیر میں اٹھ کر چلے گئے، تو معاویہ نے کہا: یہ نوجوان بہت ہی زیادہ باادب ہے، تو عمرو نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس نے چار عادتیں اپنائی ہیں اور تین عادتیں چھوڑی ہیں: اس نے یہ اپنایا ہے کہ ملاقات ہو تو خندہ پیشانی سے ملے، بات کرے تو اچھی بات کرے، جب کوئی اس سے بات کرے تو خاموش ہو کر سنے، اور اس کی مخالفت کی جائے تو نرمی سے پیش آئے۔

اور اس شخص سے مزاح کرنا ترک کیا ہے جس کی عقل اور دین پر اُسے اعتماد نہیں ہے، اور کمینوں کی ہم نشینی چھوڑ دی ہے، اور ہر قسم کی مذموم اور ترش کلامی سے گریز کیا ہے۔

نوٹ: غندر، موٹے بھاری بھرکم جسم والے لڑکے کو کہتے ہیں، یہاں مذموم اور بھونڈی بات مراد ہے، واللہ أعلم۔ (جمال)

[۷۱۸] محمد بن نضر حارثی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''أَوَّلُ الْعِلْمِ الصَّمْتُ، ثُمَّ الِاسْتِمَاعُ لَهُ، ثُمَّ الْعَمَلُ بِهِ، ثُمَّ حِفْظُهُ، ثُمَّ نَشْرُهُ''[2]۔

---

[1] تاریخ ابن معین (۵۳۹۲)، ومداراۃ الناس (۴۶)، وشعب الایمان (۸۰۶۳)، وتاریخ بغداد (۱۰/ ۳۸۸)، وأدب الاملاء (۴۲۲)، وتاریخ دمشق (۳/۷، ۱۲۲، ۱۲۳، ۵۷/ ۱۰)، وتھذیب الکمال (۱۸/ ۴۱۱)، اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے، دیکھئے: الفردوس (۵۹۹۷)، والمیزان (۸۳۵۱)، واللسان (۱۴۳۵)، مگر وہ ضعیف ہے، مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔

[2] حلیۃ الاولیاء (۶/ ۳۶۲، ۸/ ۲۱۸)، وأدب الاملاء (۴۲۳)، وشذرات الذھب (۱/ ۲۳۸)۔

علم کا آغاز خاموشی ہے، پھر بغور سننا، پھر اس پر عمل کرنا، پھر اُسے ازبر کرنا، پھر اس کی نشر واشاعت کرنا۔

[۷۱۹] ابوقلابہ نے ایوب سختیانی رحمہما اللہ سے کہا:

''إِذَا حَدَثَ لَك عِلْمٌ فَاحْدُثْ فِيهِ عِبَادَةً، وَلَا يَكُنْ هَمُّكَ أَنْ تُحَدِّثَ بِهِ النَّاسَ''[1]۔

جب تمہیں علم میسر ہو تو اس کی روشنی میں عبادت کرو، تمہیں فکر صرف اُسے لوگوں کو بیان کرنے کی فکر نہیں ہونی چاہئے۔

[۷۲۰] ابوالطیب سہل بن محمد صعلوکی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مَنْ تَصَدَّرَ قَبْلَ أَوَانِهِ، فَقَدْ تَصَدَّى لِهَوَانِهِ''[2]۔

جس نے وقت سے پہلے صدارت و براجمانی کی درحقیقت وہ اپنی رسوائی کے پیچھے پڑ گیا۔

[۷۲۱] عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَأَةَ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ؛ أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالِاقْتِصَادِ فِي أَمْرِهِ، وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ، وَتَرْكِ مَا أَحْدَثَ الْمُحْدِثُونَ بَعْدَ مَا جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ، وَكُفُوا مُؤْنَتَهُ، فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ، فَإِنَّهَا لَكَ بِإِذْنِ اللَّهِ عِصْمَةٌ، وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعِ النَّاسُ بِدْعَةً إِلَّا قَدْ

---

[1] الآداب الشرعیۃ، ابن مفلح (۲/ ۴۵)۔

[2] شعب الایمان (۸۲۶۵)، وسیر أعلام النبلاء (۱۷/ ۲۰۸)، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ (۴/ ۳۹۸)، وطبقات الشافعیۃ (۲/ ۱۸۲)، وشذرات الذہب (۵/ ۲۷)۔

مَضَى قَبْلَهَا مَا هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا وَعِبْرَةٌ فِيهَا، فَإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّمَا سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَلِمَ مَا فِي خِلَافِهَا مِنَ الْخَطَإِ، وَالزَّلَلِ، وَالْحُمْقِ، وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ مَا رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لِأَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّهُمْ السابقونَ وَإِنَّهُمْ عَلَى عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبِبَصَرٍ نَافِذٍ كَفُّوا، وَلَهُمْ عَلَى كَشْفِ الْأُمُورِ كَانُوا أَقْوَى، وَبِفَضْلِ مَا كَانُوا فِيهِ أَوْلَى، فَلإِنْ كَانَ الْهُدَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ، فَقَدْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّمَا أَحْدَثَ بَعْدَهُمْ مَا أَحْدَثَهُ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ، وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، [إِنَّهُمْ لَهُمُ السَّابِقُونَ]، لَقَدْ تَكَلَّمُوا فِيهِ بِمَا يَكْفِي، وَوَصَفُوا مِنْهُ مَا يَشْفِي، فَمَا دُونَهُمْ مِنْ مَقْصَرٍ، وَمَا فَوْقَهُمْ مِنْ مَحْسَرٍ، وَقَدْ قَصَّرَ قَوْمٌ دُونَهُمْ فَجَفَوْا، وَطَمَحَ عَنْهُمْ آخرونَ فَغَلَوْا، وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذَلِكَ لَعَلَى هُدًى مُسْتَقِيمٍ''[1]۔

اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کی جانب سے عدی بن أرطاۃ کے نام، بعدہ: یقیناً میں تمہاری جانب اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ کی حمد وثنا کے بعد:

میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، اس کے معاملہ میں میانہ روی برتنے، اسی طرح اس کے نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے اور آپ ﷺ کی سنت آجانے اور اس کی بابت کفایت کر دیئے جانے کے بعد بدعتیوں کی نو ایجاد بدعات کے ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ لہٰذا تم سنت کو لازم پکڑ، کیونکہ سنت - اللہ کے حکم سے - (فتنہ وگمرہی سے) تمہاری حفاظت وسلامتی کی ضامن ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی جان لو کہ لوگ جب بھی کوئی بدعت ایجاد کرتے ہیں اس سے پہلے ایسی بات گزر چکی ہوتی ہے جو اس کی دلیل ہوتی ہے یا اس میں

[1] البدع والنہی عنہا، ابن وضاح (۷۔۳۔۳۸)، والابانۃ، ابن بطہ (۱۶۴)، والشریعۃ (۵۷۰، ۵۷۱) تحقیق ولید، و(۵۲۹) تحقیق الدمیجی، یہ روایت مزید تخریج کے ساتھ فقرہ (۱۱) میں گزر چکی ہے۔

عبرت ہوتی ہے؛ کیونکہ سنت کو درحقیقت اس ذات نے مسنون کیا ہے جسے اس کے خلاف رونما ہونے والی غلطی، لغزش، نادانی و بے وقوفی اورغلو و بے جا کھود کرید کا بخوبی علم ہے، بنابریں تم بھی اپنے لئے وہی پسند کرو جو قوم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے اپنے لئے پسند کیا، کیونکہ انہوں نے علم ہی پر توقف کیا، اور گہری بصیرت کے باعث ہی ان (بدعات ومحدثات) سے باز رہے، نیز وہ مسائل کی نقاب کشائی میں بڑے طاقتور تھے اور جس فضیلت ومنقبت کے مالک تھے بجاطور پر اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے، اس لئے اگر تمہاری راہ ہدایت کی راہ ہوتی تب تو تم اُس کی جانب اُن سے سبقت کرنے والے ہوجاتے (اور یہ نہیں ہو سکتا)۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ بدعتیں ان کے بعد ایجاد ہوئی ہیں، ان بدعتوں کو انہی لوگوں نے ایجاد کیا ہے جنہوں نے ان کے راستے کے خلاف راستے کی پیروی کی ہے، اور من مانی کرتے ہوئے ان کے نقش قدم سے اعراض کیا ہے! تو بلاشبہہ وہی سابق وپیش رو ہیں، دین کی بابت ان کی کہی ہوئی باتیں اور بتلائی ہوئی چیزیں (بعد والوں کے لئے) کافی وشافی ہیں، لہٰذا اب دین میں ان کی کہی اور بتائی ہوئی چیزوں میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہیں، یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اس میں کمی کر ڈالی تو وہ جفا کار ٹھہرے اور بہت سے لوگوں نے اس میں زیادتی کی تو وہ غلو کار قرار پائے، جبکہ سلف امت (صحابہ وتابعین افراط وتفریط کے) درمیان اعتدال پر قائم رہنے کے سبب راہ مستقیم پر گامزن رہے۔

نوٹ: محسر، اذیت سے دوچار، حقیر اور دھتکارے کو کہتے ہیں۔ (جمال)

[۷۲۲] مبشر بن اسماعیل حبلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ أبي عمرو عبد الرحمن بن عمرو: إِنَّ رَجُلًا يَقُولُ: أَنَا أُجَالِسُ أَهْلَ السُّنَّةِ، وَأُجَالِسُ أَهْلَ الْبِدَعِ! فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: هَذَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ

يُسَاوِيَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ"[1]۔

امام ابوعمرو عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی سے کہا گیا: ایک شخص کہتا ہے: میں اہل سنت کی مجلس میں بھی بیٹھتا ہوں اور بدعتیوں کی مجلس میں بھی بیٹھتا ہوں؟ تو امام اوزاعی نے فرمایا: یہ شخص حق اور باطل کے درمیان برابری کرنا چاہتا ہے۔

[۷۲۳] ابوعبداللہ عبید اللہ بن محمد بن بطہ عکبری رحمہ اللہ نے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"صَدَقَ الْأَوْزَاعِيُّ: إِنَّ هَذَا رَجُلٌ لَا يَعْرِفُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ، وَلَا الْكُفْرَ مِنَ الْإِيمَانِ، وَفِي مِثْلِ هَذَا نَزَلَ الْقُرْآنُ، وَوَرَدَتِ السُّنَّةُ عَنِ الْمُصْطَفَى ﷺ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ﴾ [البقرة: ۱۴]"[2]۔

امام اوزاعی نے سچ فرمایا: یقیناً اس آدمی کو حق و باطل اور کفر و ایمان کا فرق معلوم ہی نہیں ہے، اسی جیسے شخص کے بارے قرآن کا فرمان اترا ہے اور محمد ﷺ کی سنت آئی ہے، ارشاد باری ہے: اور جب یہ لوگ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں: یقیناً ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ [البقرة: ۱۴]۔

○ ○ ○

---

[1] الابانة، ابن بطہ (۴۳۰)۔

[2] الابانة، ابن بطہ (۴۳۰)۔

فصل ۵۳:

علم، علماء اور ان کے دائرہ میں آنے والی باتیں

[٧٢٤] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا وُسِّدَ [أُسْنِدَ] الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ؛ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ"[1]۔

جب معاملہ نااہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

[٧٢٥] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"الْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ"[2]۔

برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔

[٧٢٦] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قَدْ عَلِمْتُ مَتَى صَلَاحُ النَّاسِ وَمَتَى فَسَادُهُمْ، إِذَا جَاءَ الْفِقْهُ مِنْ قِبَلِ الصَّغِيرِ اسْتَعْصَى عَلَيْهِ الْكَبِيرُ، وَإِذَا جَاءَ الْفِقْهُ مِنْ قِبَلِ الْكَبِيرِ تَابَعَهُ الصَّغِيرُ فَاهْتَدَيَا"[3]۔

---

1. صحیح بخاری (۵۹، ۶۱۳۱)۔
2. الحلیۃ (۸/۱۷۱-۱۷۲)، وتاریخ بغداد (۵۸۶۲)، ومستدرک حاکم (۱/۶۲)، امام حاکم نے فرمایا کہ: یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے مگر انہوں نے اسے روایت نہیں کیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، ومسند الشھاب (۳۶، ۳۷)، وصحیح ابن حبان (۵۵۹)، دیکھئے: الصحیحۃ، البانی (۱۷۷۸)۔
3. جامع بیان العلم (۱۰۵۵، ۱۰۵۶)، ونصیحۃ أھل الحدیث (۱۳)، والحوادث والبدع (۷۹)، یہ اثر فقرہ (۱۵۳) میں مزید تخریج کے ساتھ گزر چکا ہے۔

مجھے خوب معلوم ہے کہ لوگوں کی بہتری کب ہوتی ہے اور ان میں بگاڑ کب آتا ہے، جب علم چھوٹے کی طرف سے آئے اور بڑے کے لئے گرانی اور مشقت کا باعث ہو (تو بگاڑ پیدا ہوتا ہے)، اور جب علم بڑے کی طرف سے آئے اور چھوٹا اس کی پیروی کر لے تو دونوں ہدایت یاب ہو جاتے ہیں۔

[۷۲۷] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَتَاهُمُ [مَا أَخَذُوا] الْعِلْمُ مِنْ قِبَلِ [عَنْ] أَكَابِرِهِمْ، فَإِذَا أَتَاهُمُ [أَخَذُوهُ عَنْ] مِنْ قِبَلِ أَصَاغِرِهِمْ [وَشِرَارِهِمْ] هَلَكُوا"[①]۔

لوگ ہمیشہ خیر و بھلائی میں رہیں گے جب تک علم اپنے اکابر (بڑوں) سے لیں گے، اور جب اُسے اپنے چھوٹوں سے اور برے لوگوں سے لیں گے (یا ان کے پاس آئے گا) تو ہلاک ہو جائیں گے۔

[۷۲۸] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"حُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ"[②]۔

حسن اور سلیقہ مندی سے سوال کرنا آدھا علم ہے۔

---

① الزھد، ابن المبارک (۸۱۵)، ومصنف عبد الرزاق (۲۰۴۴۶، ۲۰۴۸۳)، ومعجم کبیر طبرانی (۸۵۸۹، ۸۵۹۰)، وجامع بیان العلم (۱۰۵۷، ۱۰۵۸)، والفقیہ والمتفقہ (۲/ ۷۹)، ونصیحۃ أھل الحدیث (۲)، والمدخل، بیہقی (۲۷۵)، وکشف الخفاء (۱/ ۲۸۵)۔

② اصلاح المال (۱۷۵) بقول حسن، ومسند الشھاب (۳۳) براویت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً، جبکہ یہ مرفوعاً صحیح نہیں ہے، ومسند دیلمی (۲۷۱۶)، والذخیرۃ فی محاسن أھل الجزیرۃ (۱۳/ ۸) بقول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۲/ ۱۳۸) میں فرمایا ہے کہ: اسے امام ابن السنی نے اپنی کتاب "ریاضۃ المتعلمین" میں ایک مرفوع حدیث کے طور پر ذکر کیا ہے جس کی سند ضعیف ہے، اور حافظ ابن حجر نے اسے شرح کے ضمن نے ذکر فرمایا ہے (/ ۱۲۵، ۱۴۵)، وکشف الخفاء (۲۷۴، و ۱۱۴۲)۔

[۷۲۹] عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ نے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کے بارے میں۔ فرمایا:

"يُرِيدُ؛ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا كَانَ عُلَمَاؤُهُمُ الْمَشَايِخَ، وَلَمْ يَكُنْ عُلَمَاؤُهُمُ الْأَحْدَاثَ؛ لِأَنَّ الشَّيْخَ قَدْ زَالَتْ عَنْهُ مُتْعَةُ الشَّبَابِ، وَحِدَّتُهُ، وَعَجَلَتُهُ، وَسَفَهُهُ، وَاسْتَصْحَبَ التَّجْرِبَةَ وَالْخِبْرَةَ، فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ فِي عِلْمِهِ الشُّبْهَةُ، وَلَا يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْهَوَى، وَلَا يَمِيلُ بِهِ الطَّمَعُ، وَلَا يَسْتَزِلُّهُ الشَّيْطَانُ اسْتِزْلَالَ الْحَدَثِ، وَمَعَ السِّنِّ الْوَقَارُ وَالْجَلَالَةُ وَالْهَيْبَةُ، وَالْحَدَثُ قَد تَدْخُلُ عَلَيْهِ هَذَا الْأُمُورُ الَّتِي أُمِنَتْ عَلَى الشَّيْخِ، فَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ، وَأَفْتَى هَلَكَ وَأَهْلَكَ"[1]۔

وہ یہ بتانا چاہتے ہیں: کہ لوگ اس وقت تک بھلائی میں ہوں گے جب تک ان کے علماء بزرگ اور عمر رسیدہ لوگ ہوں گے، ان کے علماء نوعمر لڑکے نہیں ہوں گے؛ اس لئے کہ بزرگ شخص سے جوانی کی لطف اندوزی، تیزی، جذباتیت، عجلت اور نادانی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے، اور اُسے خاصہ تجربہ اور ملکہ حاصل ہو جاتا ہے، نہ اس کے علم میں شبہہ داخل ہوتا ہے، نہ اُس پر خواہش نفس غالب ہوتی ہے، نہ اُسے طمع و لالچ مائل کرتی ہے اور نہ اُسے شیطان ورغلاتا و بہکاتا ہے جیسے نوعمر لڑکے کو بہکاتا ہے، نیز عمر کے ساتھ وقار اور جلال و ہیبت پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ نوعمر لڑکوں میں بسا اوقات وہ چیزیں آجاتی ہیں جن سے بزرگ شیخ محفوظ رہتا ہے، اور جب یہ چیزیں اُس میں آجائیں گی اور وہ فتویٰ دے گا، تو خود ہلاک ہوگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔

[۷۳۰] ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] نصیحۃ أھل الحدیث (۷)۔

”لا يؤتى الناس قط من قبل علمائهم، وإنما يؤتون من قبل أنه إذا مات علماؤهم؛ أفتى من ليس بعالم، فيؤتى الناس من قبله“[1]۔

لوگ کبھی بھی اپنے علماء کی جانب سے مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتے، بلکہ ان پر مصیبت تب آتی ہے جب ان کے علماء مرجائیں اور وہ شخص فتویٰ دینے لگے جو عالم نہیں ہے، تو اس کی طرف سے لوگ آفت ومصیبت سے دوچار ہوتے ہیں۔

[۷۳۱] نیز فرمایا:

”وقد صرف عمر هذا المعنى تصريفاً، فقال: ما خان أمين قط، ولكنه اؤتمن غير أمين فخان“[2]۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس معنیٰ کو ایک اور تعبیر میں ڈھالا ہے، فرماتے ہیں: کوئی امانتدار کبھی خیانت نہیں کرتا، بلکہ غیر امین بد دیانت کو امانت دیدی جاتی ہے تو وہ خیانت کر بیٹھتا ہے۔

[۷۳۲] نیز فرمایا:

”وكذلك فعل ربيعة؛ قال مالك: بكى ربيعة يوماً بكاءً شديداً، فقيل له: أمصيبة نزلت بك؟ فقال: لا، ولكنه استفتي من لا علم عنده“[3]۔

اسی طرح ربیعہ نے بھی کیا؛ امام مالک نے فرمایا: ایک دن ربیعہ رحمہ اللہ زاروقطار روئے، تو ان سے پوچھا گیا: کیا آپ پر کوئی مصیبت آگئی ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ ایسے شخص

---

[1] الحوادث والبدع، طرطوشی (۷۷)۔

[2] الحوادث والبدع، طرطوشی (۷۷)۔

[3] الحوادث والبدع، طرطوشی (۷۷)۔

سے فتویٰ پوچھا جارہا ہے جس کے پاس علم نہیں ہے۔

[۷۳۳] احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَلَا بُد لِلْمُتَفَقِّهِ مِنْ أُسْتَاذٍ يَدْرُسُ عَلَيْهِ، وَيَرْجِعُ فِي تَفْسِيرِ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِ، ويتعرف مِنْهُ طرق الِاجْتِهَادِ، وَمَا يُفَرِّقُ بِهِ بَيْنَ الصِّحَّةِ وَالْفَسَادِ“[1]۔

علم دین حاصل کرنے والے کا کوئی استاذ ہونا ضروری ہے جس سے وہ درس لے، مشکل الفاظ اور مسائل کی تفسیر کے لئے اس سے رجوع کرے، اور اس سے اجتہاد کے طریقے اور جن اصولوں کے ذریعہ صحت وفساد کے درمیان فرق کیا جاتا ہے اُن کی معرفت حاصل کرے۔

[۷۳٤] احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”إِنَّمَا يَحْيَا النَّاسُ بِالْمَشَايِخِ، فَإِذَا ذَهَبَ الْمَشَايِخُ فَمَاذَا بَقِيَ؟“[2]۔

درحقیقت لوگ بڑے علماء ومشائخ ہی سے زندہ رہتے ہیں، جب بڑے علماء دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو کیا باقی بچے گا؟

[۷۳۵] نیز فرمایا:

”إِنَّمَا النَّاسُ بِشُيُوخِهِمْ، فَإِذَا ذَهَبَ الشُّيُوخُ فَمَعَ مَنِ الْعَيْشُ؟“[3]۔

درحقیقت لوگ اپنے بڑے علماء ومشائخ ہی کی بدولت زندگی گزارتے ہیں، جب مشائخ ہی چلے جائیں تو وہ کس کے ساتھ زندگی گزاریں گے؟

○ ○ ○

---

[1] نصیحۃ أہل الحدیث (۲۰)۔

[2] الآداب الشرعیۃ (۲/۱۴۶)۔

[3] الآداب الشرعیۃ (۲/۱۴۶)۔

فصل ۵۴:

مسجدیں ذکر کا مرکز اور علم کا سرچشمہ ہیں

[۷۳۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَا يُوطِنُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ، وَالذِّكْرِ، إِلَّا تَبَشْبَشَ اللهُ بِهِ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ، كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ؛ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ“[1]۔

جو بھی مسلمان نماز اور ذکر کے لئے مساجد میں ٹھہرتا ہے، جب وہ اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسے ہی خوش ہوتا ہے جیسے کھوئے ہوئے شخص کے گھر والے کھونے والے سے مل کر خوشی سے مچل اٹھتے ہیں۔

نوٹ: تَبَشْبَشَ، بشاشت سے ماخوذ ہے، یعنی ملاقات ہونے پر خوشی اور مسرت وانبساط کا اظہار کرنا۔ (جمال)

[۷۳۷] علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”الْمَسَاجِدُ مَجَالِسُ الْأَنْبِيَاءِ وَحِرْزٌ مِنَ الشَّيْطَانِ“[2]۔

---

[1] مسند طیالسی (۲۳۳۴)، ومسند احمد (۸۰۶۵، ۸۳۵۰، ۸۴۸۷، ۹۸۴۱)، وابن حبان (۱۶۰۷، ۲۲۷۸) تحقیق الارناؤوط، و(۱۶۰۵، ۲۲۷۵) تحقیق الحوت۔

[2] الجامع لاخلاق الراوی (۱۱۸۱) تحقیق الطحان، و(۱۲۰۰) تحقیق عجاج، وأدب الاملاء (۱۱۳)، وفتح المغیث (۳/۲۵۲) ایڈیشن ہند، (۲/۳۳۵) ایڈیشن مصر۔

مساجد انبیاء کی مجلسیں اور شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

[۷۳۸] عکرمہ بن عمار رحمہ اللہ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ، فَأْمُرْ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنْ يَنْشُرُوا الْعِلْمَ فِي مَسَاجِدِهِمْ فَإِنَّ السُّنَّةَ كَانَتْ قَدْ أُمِيتَتْ"[1]۔

میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا خط سنا، اس میں وہ فرماتے ہیں: اہل علم کو حکم دیدو کہ وہ اپنی مسجدوں میں علم کی نشر واشاعت کریں، کیونکہ سنتیں مارڈالی گئیں ہیں۔

نوٹ:...کاش اگر باغوں، عام پارکوں اور تفریحی خیموں وغیرہ میں دعوت کا کام کرنے والے اپنے علم اور جس خیر و بھلائی کی نشر و اشاعت کررہے ہیں اُس کی عظمت کا احساس کرتے ہوئے یہ کام مسجدوں میں کرتے تو ان کے لئے زیادہ بہتر اور چھا ہوتا!! (جمال)

[۷۳۹] ابو ادریس عائذ بن عبداللہ خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"الْمَسَاجِدُ مَجَالِسُ الْكِرَامِ"[2]۔

مسجدیں معزز لوگوں کی مجالس ہیں۔

○ ○ ○

---

[1] المحدث الفاصل، رامہرمزی (۶۰۳)، والجامع لاخلاق الراوی (۱۱۸۱) تحقیق طحان، و(۱۲۰۲) تحقیق عجاج، وأدب الاملاء والاستملاء (۱۱۴)۔

[2] الفوائد، الجزء الثانی (۱۹۹) حدیث ابن معین، والزھد، ابن ابی عاصم (۳۸۰)، والحلیۃ (۱۲۳۵)، وشعب الایمان (۲۹۶۵)، والجامع لاخلاق الراوی (۱۱۸۲) تحقیق طحان، و(۱۲۰۱) تحقیق عجاج، وأدب الاملاء والاستملاء (۱۱۵)، وتاریخ دمشق (۲۶/ ۱۶۷)، وفتح المغیث (۳/ ۲۵۲)، وکشف الخفاء (۲۲۹۵)۔

فصل ۵۵:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیسے ہوگا؟

[۷۴۰] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾﴾ [آل عمران:۱۰۴]۔

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

[۷۴۱] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ“[1]۔

تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے (تنبیہ کر دے)، اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

[۷۴۲] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم (۴۹)۔

”ولا يجب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر على كل أحد بعينه، بل هو على الكفاية كما دل عليه القرآن. إذ هو واجب على كل إنسان بحسب قدرته، كما قال النبي ﷺ“[1]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر ایک شخص پر بعینہ واجب نہیں ہے، بلکہ فرض کفایہ ہے جیسا کہ اس پر قرآن کریم دلالت کرتا ہے، کیونکہ یہ ہر انسان پر اس کی قدرت کے مطابق واجب ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

[۷۴۳] نیز فرمایا:

”وليس من شرط الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر أن يصل أمر الآمر ونهي الناهي إلى كل مكلف في العالم“[2]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ شرط نہیں کہ بھلائی کے حکم دینے والے کا حکم اور برائی سے منع کرنے والے کی ممانعت دنیا کے ہر مکلف انسان تک پہنچے۔

[۷۴٤] نیز فرمایا:

”من الناس من يريد أن يأمر وينهى، إما بلسانه وإما بيده مطلقا، من غير فقه ولا حلم ولا صبر، ولا نظر فيما يصلح من ذلك وما لا يصلح، وما يقدر عليه وما لا يقدر عليه. فيأتي بالأمر والنهي معتقدا أنه مطيع لله ورسوله، وهو معتد في حدوده، كما نصب كثير من أهل البدع والأهواء نفسه للأمر والنهي، كالخوارج وغيرهم؛ ممن غلط فيما آتاه الله من الأمر والنهي

---

[1] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۱۷)۔

[2] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۱٦)۔

والجهاد، وغير ذلك، وكان فساده أعظم من صلاحه"[1]۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی زبان سے یا مطلق طور پر اپنے ہاتھ سے بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا چاہتے ہیں، جبکہ ان کے پاس کوئی علم، حلم و بردباری اور صبر و تحمل نہیں ہوتا ہے، نہ اس بات پر کوئی نظر ہوتی ہے کہ کس چیز میں مصلحت ہے کس میں نہیں ہے، اور کس چیز کی قدرت ہے اور کس چیز کی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ یہ سوچ کر بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع و فرمانبردار ہے، حالانکہ وہ اللہ کے حدود میں تجاوز کرنے والا ہوتا ہے! جیسا کہ بہت سارے بدعتیوں اور نفس پرستوں نے اپنے آپ کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے کھڑا کرلیا ہے، جیسے خوارج وغیرہ، جو اللہ کے دئے ہوئے امر ونہی اور جہاد وغیرہ میں غلطی کرنے والے ہیں، اور ان کا فساد ان کی درستگی سے بڑھ کر ہے۔

[٧٤٥] نیز فرمایا:

"فإن الأمر والنهي وإن كان متضمناً لتحصيل مصلحة ودفع مفسدة؛ فينظر في المعارض له؛ فإن كان الذي يفوت من المصالح؛ أو يحصل من المفاسد أكثر؛ لم يكن مأمورا به، بل يكون محرماً إذا كانت مفسدته أكثر من مصلحته"[2]۔

کیونکہ امر ونہی اگرچہ حصول مصلحت اور دفع فساد کو متضمن ہیں، مگر اس کے باوصف اس کے معارض پر غور کیا جائے گا، چنانچہ جس کام سے مصلحتیں فوت ہوں گی یا جس سے زیادہ فساد

---

[1] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲۱)۔

[2] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲۳)۔

ہوگا؛ وہ مامور بہ نہیں ہوگا، بلکہ اگر اس کا فساد اس کی مصلحت سے زیادہ ہوتو وہ حرام ہوگا۔

[٧٤٦] نیز فرمایا:

”إذا كان الشخص أو الطائفة جامعين بين معروف ومنكر، بحيث لا يفرقون بينهما، بل إما أن يفعلوهما جميعاً، أو يتركوهما جميعاً، لم يجز أن يؤمروا بمعروفٍ ولا أن ينهوا عن منكرٍ؛ بل ينظر: فإن كان المعروف أكثر أمر به، وإن استلزم ما هو دونه من المنكر، ولم ينه عن منكر يستلزم تفويت معروف أعظم منه؛ بل يكون النهي حينئذٍ من باب الصد عن سبيل الله، والسعي في زوال طاعته وطاعة رسوله وزوال فعل الحسنات.

وإن كان المنكر أغلب نهي عنه؛ وإن استلزم فوات ما دونه من المعروف؛ ويكون الأمر بذلك المعروف المستلزم للمنكر الزائد عليه أمراً بمنكر وسعياً في معصية الله ورسوله.

وإن تكافأ المعروف والمنكر المتلازمان لم يؤمر بهما ولم ينه عنهما.

فتارة يصلح الأمر، وتارة يصلح النهي، وتارة لا يصلح أمر ولا نهي حيث كان المعروف والمنكر متلازمين؛ وذلك في الأمور المعينة الواقعة.

وأما من جهة النوع فيؤمر بالمعروف مطلقاً، وينهى عن المنكر مطلقاً“[1]۔

جب فرد اور جماعت میں معروف اور منکر دونوں چیزیں اکٹھا ہوں بایں طور کہ وہ معروف اور منکر میں فرق نہ کریں، بلکہ یا تو وہ دونوں کام کریں یا دونوں ہی چھوڑ دیں، تو ایسی صورت میں جائز نہیں کہ انہیں بھلائی کا حکم دیا جائے یا برائی سے روکا جائے، بلکہ دیکھا

---

[1] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (٢٣)۔

جائے، اگر بھلائی زیادہ ہو تو اُس کا حکم دیا جائے اگر چہ اس کے سبب اس سے کم تر منکر لازم آتا ہو، اور اس منکر سے نہ روکا جائے جس کے سبب اُس سے بڑے معروف کا فوت ہونا لازم آتا ہو؛ بلکہ ایسی صورت میں منکر سے روکنا اللہ کے راستے سے روکنے، نیز اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری ختم کرنے کی کوشش کرنے اور نیکیوں کی انجام دہی روکنے کے قبیل سے ہوگا۔

اور اگر بُرائی غالب ہو تو اس سے روکا جائے، اگر چہ اس سے کمتر بھلائی کا فوت ہونا لازم آئے، اور اس بھلائی کا حکم دینا جس سے زائد منکر لازم آتا ہو، منکر اور اللہ کی معصیت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی کوشش کرنا ہے۔

اور اگر باہم لازم آنے والے معروف و منکر دونوں کا پہلو برابر ہو تو دونوں کا حکم دیا جائے نہ دونوں سے منع کیا جائے۔

چنانچہ کبھی حکم دینا درست ہوگا اور کبھی منع کرنا درست ہوگا، اور کبھی حکم دینا اور منع کرنا دونوں صحیح نہ ہوگا، کیونکہ معروف اور منکر دونوں ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں، اور ایسا پیش آنے والے معین معاملات میں۔ رہا مسئلہ نوع کے اعتبار سے تو مطلقاً بھلائی کا حکم دیا جائے گا اور مطلقاً برائی سے منع کیا جائے گا۔

[٧٤٧] نیز فرمایا:

"وفي الفاعل الواحد والطائفة الواحدة يؤمر بمعروفها وينهى عن منكرها، بحيث لا يتضمن الأمر بمعروف فوات معروف أكبر منه، أو حصول منكر فوقه. ولا يتضمن النهي عن المنكر حصول ما هو أنكر منه، أو فوات معروف أرجح منه"[1]۔

---

[1] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۲۴)۔

اور کرنے والے ایک فرد اور ایک جماعت کی صورت میں بھلائی کا حکم دیا جائے گا اور برائی سے روکا جائے گا، بایں طور کہ کسی بھلائی کا حکم دینا اس سے بڑی بھلائی چھوٹنے، یا اس سے بڑا منکر رونما ہونے کا سبب نہ ہو۔ اور منکر سے روکنا اُس سے بڑے منکر کے پیش آنے، یا اس سے راجح بھلائی کے چھوٹنے کا سبب نہ ہو۔

[٧٤٨] نیز فرمایا:

"وإذا اشتبه الأمر - المعروف والمنكر - استبان المؤمن حتى يتبين له الحق، فلا يقدم على الطاعة إلا بعلم ونية؛ وإذا تركها كان عاصياً، فترك الأمر الواجب معصية، وفعل ما نهي عنه من الأمر معصية. وهذا باب واسع، ولا حول ولا قوة إلا بالله.

ومن هذا الباب ترک النبي ﷺ لعبد الله بن أبي بن سلول وأمثاله من أئمة النفاق والفجور، لما لهم من أعوان، فإزالة المنكر بنوع من عقابه؛ مستلزمة إزالة معروف أكثر من ذلك؛ بغضب قومه وحميتهم، وبنفور الناس إذا سمعوا أن رسول الله ﷺ يقتل أصحابه"[١]۔

اور اگر معروف و منکر کا معاملہ مشتبہ ہو جائے تو مومن کو چاہئے کی تحقیق کرے یہاں تک کہ اس کے سامنے حق واضح ہو جائے، چنانچہ علم اور نیت کے بغیر کوئی نیکی نہ کرے، اور اگر اُسے چھوڑ دے گا تو گنہ گار ہوگا، کیونکہ امر واجب کا ترک بھی گناہ ہے اور منع کردہ حکم کی انجام دہی بھی گناہ ہے۔

اور اسی قبیل سے نبی کریم ﷺ کا عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس جیسے نفاق و بدعملی کے

---

[١] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (٢٤)۔

دیگر سرغنوں کو چھوڑ دینا بھی ہے، کیونکہ اس کے بہت سارے حمایتی اور مددگار تھے، لہٰذا اُسے ایک قسم کی سزا دے کر منکر کا ازالہ کرنے کے نتیجے میں اُس سے زیادہ بھلائی کا ازالہ کرنا لازم آتا؛ بایں طور کہ اس سے اس کی قوم کے لوگ اور حمایتی غضبناک ہوتے اور لوگ یہ سن کر متنفر ہو جاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں۔

[۷۴۹] نیز فرمایا:

"الرفق في سبيل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر؛ ولهذا قيل: ليكن أمرك بالمعروف؛ بالمعروف، ونهيك عن المنكر غير منكر"[1]۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملہ میں نرمی ہونی چاہئے، اسی لئے کہا گیا ہے: تمہارا بھلائی کا حکم دینا بھلائی کے ساتھ ہونا چاہئے اور تمہارا برائی سے روکنا منکر نہیں ہونا چاہئے۔

[۷۵۰] نیز فرمایا:

"وإذا كان الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من أعظم الواجبات أو المستحبات، لا بد أن تكون المصلحة فيها راجحةً على المفسدة، إذ بهذا بعثت الرسل ونزلت الكتب، والله لا يحب الفساد؛ بل كل ما أمر الله به فهو صلاح.

وقد أثنى الله على الصلاح والمصلحين والذين آمنوا وعملوا الصالحات، وذم الفساد والمفسدين في غير موضع.

فحيث كانت مفسدة الأمر والنهي أعظم من مصلحته، لم يكن مما أمر الله به، وإن كان قد ترك واجب وفعل محرم؛ إذ المؤمن عليه أن يتقي الله في عباد الله، وليس عليه هداهم، وهذا معنى قوله تعالى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ

[1] رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (۱۹)۔

عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ﴾ [المائدة: ١٠٥]. والاهتداء إنما يتم بأداء الواجب، فإذا قام المسلم بما يجب عليه من الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، كما قام بغيره من الواجبات، لم يضره ضلال الضلال"[1]۔

چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عظیم ترین واجبات یا مستحبات میں سے ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس میں مصلحت کا پہلو فساد کے پہلو پر غالب ہو، کیونکہ اسی کے ساتھ رسولوں کی بعثت ہوئی ہے اور کتابیں اتری ہیں، اور اللہ تعالیٰ فساد پسند نہیں کرتا، بلکہ اللہ کی حکم کردہ ہر چیز صلاح اور بہتری ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک سے زائد جگہوں پر صلاح و مصلحین اور ایمان و عمل صالح کرنے والوں کی مدح وثنا فرمائی ہے اور فساد اور فسادیوں کی مذمت فرمائی ہے۔

لہٰذا جہاں بھی امر و نہی کا فساد اس کی مصلحت پر غالب ہو وہ اللہ کے حکم کا حصہ نہیں ہوگا، اگرچہ واجب چھوٹے اور حرام کام انجام پائے، کیونکہ مومن پر لازم ہے کہ اللہ کے بندگان کے بارے میں اللہ سے ڈرے، اُنہیں ہدایت دینا اُس کے ذمہ نہیں ہے، یہی اللہ کے اس فرمان کا معنیٰ ہے، ارشاد باری ہے: اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ [المائدة: ١٠٥]

اور ہدایت یابی واجب کی ادائیگی سے ہی حاصل ہوتی ہے، لہٰذا جب مسلمان اپنے اوپر عائد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرے گا جیسے اس نے دیگر واجبات انجام دیا ہے، تو اُسے گمراہوں کی گمرہی کچھ نقصان نہ دے گی۔

○ ○ ○

[1] رسالة الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (١٩)۔

فصل ⑤⑥:

سلف صالحین کی بعض وصیتیں

[۷۵۱] سفیان ثوری رحمہ اللہ نے علی بن حسن سلمی رحمہ اللہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، وَإِيَّاكَ وَالْكَذِبَ وَالْخِيَانَةَ وَمُجَالَسَةَ أَصْحَابِهَا، فَإِنَّهَا وِزْرٌ كُلُّهُ، وَإِيَّاكَ يَا أَخِي وَالرِّيَاءَ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ، فَإِنَّهُ شِرْكٌ بِعَيْنِهِ، وَإِيَّاكَ وَالْعُجْبَ، فَإِنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لَا يُرْفَعُ وَفِيهِ عُجْبٌ، وَلَا تَأْخُذَنَّ دِينَكَ إِلَّا مِمَّنْ هُوَ مُشْفِقٌ عَلَى دِينِهِ، فَإِنَّ مَثَلَ الَّذِي هُوَ غَيْرُ مُشْفِقٍ عَلَى دِينِهِ كَمَثَلِ طَبِيبٍ بِهِ دَاءٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُعَالِجَ دَاءَ نَفْسِهِ وَيَنْصَحَ لِنَفْسِهِ، كَيْفَ يُعَالِجُ دَاءَ النَّاسِ وَيَنْصَحُ لَهُمْ؟ فَهَذَا الَّذِي لَا يُشْفِقُ عَلَى دِينِهِ كَيْفَ يُشْفِقُ عَلَى دِينِكَ؟ وَيَا أَخِي، إِنَّمَا دِينُكَ لَحْمُكَ وَدَمُكَ، ابْكِ عَلَى نَفْسِكَ وَارْحَمْهَا، فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَرْحَمْهَا لَمْ تُرْحَمْ، وَلْيَكُنْ جَلِيسَكَ مَنْ يُزَهِّدُكَ فِي الدُّنْيَا، وَيُرَغِّبُكَ فِي الْآخِرَةِ، وَإِيَّاكَ وَمُجَالَسَةَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي حَدِيثِ الدُّنْيَا، فَإِنَّهُمْ يُفْسِدُونَ عَلَيْكَ دِينَكَ وَقَلْبَكَ، وَأَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ، وَأَكْثِرِ الِاسْتِغْفَارَ مِمَّا قَدْ سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِكَ، وَسَلِ اللهَ السَّلَامَةَ لِمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِكَ، ثُمَّ عَلَيْكَ يَا أَخِي بِأَدَبٍ حَسَنٍ، وَخُلُقٍ حَسَنٍ، وَلَا تُخَالِفَنَّ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الْخَيْرَ فِيهَا إِلَّا مَنْ هُوَ مُكِبٌّ عَلَى الدُّنْيَا، كَالَّذِي يَعْمُرُ بَيْتًا، وَيُخَرِّبُ آخَرَ.

وَانْصَحْ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ إِذَا سَأَلَكَ فِي أَمْرِ دِينِهِ، وَلَا تَكْتُمَنَّ أَحَدًا مِنَ النَّصِيحَةِ شَيْئًا إِذَا شَاوَرَكَ فِيمَا كَانَ لِلَّهِ فِيهِ رِضًى، وَإِيَّاكَ أَنْ تَخُونَ مُؤْمِنًا، فَمَنْ خَانَ مُؤْمِنًا فَقَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَإِذَا أَحْبَبْتَ أَخَاكَ فِي اللهِ فَابْذُلْ لَهُ نَفْسَكَ وَمَالَكَ، وَإِيَّاكَ وَالْخُصُومَاتِ وَالْجِدَالَ وَالْمِرَاءَ، فَإِنَّكَ تَصِيرُ ظَلُومًا خَوَّانًا أَثِيمًا، وَعَلَيْكَ بِالصَّبْرِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا، فَإِنَّ الصَّبْرَ يَجُرُّ إِلَى الْبِرِّ، وَالْبِرُّ يَجُرُّ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكَ وَالْحِدَّةَ وَالْغَضَبَ، فَإِنَّهُمَا يَجُرَّانِ إِلَى الْفُجُورِ، وَالْفُجُورُ يَجُرُّ إِلَى النَّارِ، وَلَا تُمَارِيَنَّ عَالِمًا فَيَمْقُتَكَ، وَإِنَّ الِاخْتِلَافَ إِلَى الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ، وَالِانْقِطَاعَ عَنْهُمْ سَخَطُ الرَّحْمَنِ،وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ خُزَّانُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَصْحَابُ مَوَارِيثِهِمْ، وَعَلَيْكَ بِالزُّهْدِ يُبَصِّرْكَ اللهُ عَوْرَاتِ الدُّنْيَا، وَعَلَيْكَ بِالْوَرَعِ يُخَفِّفِ اللهُ حِسَابَكَ، وَدَعْ كَثِيرًا مِمَّا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ تَكُنْ سَلِيمًا، وَادْفَعِ الشَّكَّ بِالْيَقِينِ يسَلَمْ لَكَ دِينُكَ.

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ تَكُنْ حَبِيبَ اللهِ، وَابْغَضِ الْفَاسِقِينَ تَطْرُدُ بِهِ الشَّيَاطِينَ، وَأَقِلَّ الْفَرَحَ وَالضَّحِكَ بِمَا تُصِيبُ مِنَ الدُّنْيَا تَزْدَدْ قُوَّةً عِنْدَ اللهِ، وَاعْمَلْ لِآخِرَتِكَ يَكْفِكَ اللهُ أَمْرَ دُنْيَاكَ، وَأَحْسِنْ سَرِيرَتَكَ يُحْسِنِ اللهُ عَلَانِيَتَكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ تَكُنْ مِنْ أَهْلِ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى، وَلَا تَكُنْ غَافِلًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ يُغْفَلُ عَنْكَ، وَإِنَّ لِلَّهِ عَلَيْكَ حُقُوقًا وَشُرُوطًا كَثِيرَةً، وَيَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُؤَدِّيَهَا، وَلَا تَكُونَنَّ غَافِلًا عَنْهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ يَغْفُلُ عَنْكَ، وَأَنْتَ مُحَاسَبٌ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِذَا أَرَدْتَ أَمْرًا مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا فَعَلَيْكَ بِالتُّؤَدَةِ، فَإِنْ رَأَيْتَهُ مُوَافِقًا لِأَمْرِ آخِرَتِكَ فَخُذْهُ، وَإِلَّا فَقِفْ عَنْهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى مَنْ أَخَذَهُ كَيْفَ عَمَلُهُ فِيهَا؟ وَكَيْفَ نَجَا مِنْهَا، وَاسْأَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ، وَإِذَا هَمَمْتَ بِأَمْرٍ مِنْ

أُمُورِ الْآخِرَةِ فَشَمِّرْ إِلَيْهَا، وَأَسْرِعْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَحُولَ بَيْنَهَا وَبَيْنَكَ الشَّيْطَانُ، وَلَا تَكُونَنَّ أَكُولًا لَا تَعْمَلُ بِقَدْرِ مَا تَأْكُلُ، فَإِنَّهُ يُكْرَهُ ذَلِكَ، وَلَا تَأْكُلْ بِغَيْرِ نِيَّةٍ، وَلَا بِغَيْرِ شَهْوَةٍ، وَلَا تَحْشُوَنَّ بَطْنَكَ فَتَقَعَ جِيفَةً لَا تَذْكُرِ اللهَ، وَأَكْثِرْ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، فَإِنَّ أَكْثَرَ مَا يَجِدُ الْمُؤْمِنُ فِي كِتَابِهِ مِنَ الْحَسَنَاتِ الْهَمُّ وَالْحَزَنُ، وَإِيَّاكَ وَالطَّمَعَ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ، فَإِنَّ الطَّمَعَ هَلَاكُ الدِّينِ، وَإِيَّاكَ وَالرَّغْبَةَ، فَإِنَّ الرَّغْبَةَ تُقَسِّي الْقَلْبَ، وَإِيَّاكَ وَالْحِرْصَ عَلَى الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْحِرْصَ مِمَّا يَفْضَحُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَكُنْ طَاهِرَ الْقَلْبِ، نَقِيَّ الْجَسَدِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا، نَقِيَّ الْيَدَيْنِ مِنَ الْمَظَالِمِ، سَلِيمَ الْقَلْبِ مِنَ الْغِشِّ وَالْمَكْرِ وَالْخِيَانَةِ، خَالِيَ الْبَطْنِ مِنَ الْحَرَامِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ، كُفَّ بَصَرَكَ عَنِ النَّاسِ، وَلَا تَمْشِيَنَّ بِغَيْرِ حَاجَةٍ، وَلَا تَكَلَّمَنَّ بِغَيْرِ حُكْمٍ، وَلَا تَبْطِشْ بِيَدِكَ إِلَى مَا لَيْسَ لَكَ، وَكُنْ خَائِفًا حَزِينًا لِمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِكَ، لَا تَدْرِي مَا يَحْدُثُ فِيهِ مِنْ أَمْرِ دِينِكَ، وَإِيَّاكَ أَنْ تَلِيَ نَفْسُكَ مِنَ الْأَمَانَةِ شَيْئًا، وَكَيْفَ تَلِيهَا وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ ظَلُومًا جَهُولًا؟ أَبُوكَ آدَمُ لَمْ يَبْقَ فِيهَا وَلَمْ يَسْتَكْمِلْ يَوْمَ حَمْلِهَا حَتَّى وَقَعَ فِي الْخَطِيئَةِ، أَقِلِ الْعَثْرَةَ، وَاقْبَلِ الْمَعْذِرَةَ، وَاغْفِرِ الذَّنْبَ، كُنْ مِمَّنْ يُرْجَى خَيْرُهُ، وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ، لَا تَبْغَضَ أَحَدًا مِمَّنْ يُطِيعُ اللهَ، كُنْ رَحِيمًا لِلْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ، وَلَا تَقْطَعْ رَحِمَكَ، وَصِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَصِلْ رَحِمَكَ وَإِنْ قَطَعَكَ، وَتَجَاوَزْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ تَكُنْ رَفِيقَ الْأَنْبِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ، وَأَقِلَّ دُخُولَ السُّوقِ، فَإِنَّهُمْ ذِئَابٌ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ، وَفِيهَا مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، وَإِذَا دَخَلْتَهَا فَقَدْ لَزِمَكَ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَإِنَّكَ لَا تَرَى فِيهَا إِلَّا مُنْكَرًا، فَقُمْ عَلَى

طَرَفِهَا فَقُلْ: ''**أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي، وَيُمِيتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ**''. فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّهُ يُكْتَبُ لِقَائِلِهَا بِكُلِّ مَنْ فِي السُّوقِ عَجَمِيٍّ أَوْ فَصِيحٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَلَا تَجْلِسْ فِيهَا، وَاقْضِ حَاجَتَكَ وَأَنْتَ قَائِمٌ يسلَمْ لَكَ دِينُكَ.

وَإِيَّاكَ أَنْ يُفَارِقَكَ الدِّرْهَمُ، فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِعَقْلِكَ، وَلَا تَمْنَعَنَّ نَفْسَكَ مِنَ الْحَلَاوَةِ، فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الْحِلْمِ، وَعَلَيْكَ بِاللَّحْمِ وَلَا تَدُمْ عَلَيْهِ، وَلَا تَدَعْهُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَإِنَّهُ يُسِيءُ خُلُقَكَ، وَلَا تَرُدَّ الطِّيبَ، فَإِنَّهُ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ، وَعَلَيْكَ بِالْعَدَسِ، فَإِنَّهُ يُغْزِرُ الدُّمُوعَ، وَيُرِقُّ الْقَلْبَ، وَعَلَيْكَ بِاللِّبَاسِ الْخَشِنِ تَجِدْ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ، وَعَلَيْكَ بِقِلَّةِ الْأَكْلِ تَمْلِكْ سَهَرَ اللَّيْلِ، وَعَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَسُدُّ عَنْكَ بَابَ الْفُجُورِ، وَيَفْتَحُ عَلَيْكَ بَابَ الْعِبَادَةِ، وَعَلَيْكَ بِقِلَّةِ الْكَلَامِ يَلِينُ قَلْبُكَ، وَعَلَيْكَ بِطُولِ الصَّمْتِ تَمْلِكُ الْوَرَعَ، وَلَا تَكُونَنَّ حَرِيصًا عَلَى الدُّنْيَا، وَلَا تَكُنْ حَاسِدًا تَكُنْ سَرِيعَ الْفَهْمِ، وَلَا تَكُنْ طَعَّانًا تَنْجُ مِنْ أَلْسُنِ النَّاسِ، وَكُنْ رَحِيمًا تَكُنْ مُحَبَّبًا إِلَى النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ مِنَ الرِّزْقِ تَكُنْ غَنِيًّا، وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ تَكُنْ قَوِيًّا، وَلَا تُنَازِعْ أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ يُحِبُّكَ اللهُ، وَيُحِبُّكَ أَهْلُ الْأَرْضِ، وَكُنْ مُتَوَاضِعًا تَسْتَكْمِلْ أَعْمَالَ الْبِرِّ، اعْمَلْ بِالْعَافِيَةِ تَأْتِكَ الْعَافِيَةُ مِنْ فَوْقِكَ، كُنْ عَفُوًّا تَظْفَرْ بِحَاجَتِكَ، كُنْ رَحِيمًا يَتَرَحَّمُ عَلَيْكَ كُلُّ شَيْءٍ.

يَا أَخِي؛ لَا تَدَعْ أَيَّامَكَ وَلَيَالِيَكَ وَسَاعَاتِكَ تَمُرُّ عَلَيْكَ بَاطِلًا، وَقَدِّمْ مِنْ نَفْسِكِ لِنَفْسِكَ لِيَوْمِ الْعَطَشِ.

يَا أَخِي فَإِنَّكَ لَا تُرْوَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا بِالرِّضَى مِنَ الرَّحْمَنِ، وَلَا تُدْرِكْ رِضْوَانَهُ إِلَّا بِطَاعَتِكَ، وَأَكْثِرْ مِنَ النَّوَافِلِ تُقَرِّبْكَ إِلَى اللهِ، وَعَلَيْكَ بِالسَّخَاءِ تُسْتَرِ الْعَوْرَاتُ، وَيُخَفِّفِ اللهُ عَلَيْكَ الْحِسَابَ وَالْأَهْوَالَ، وَعَلَيْكَ بِكَثْرَةِ الْمَعْرُوفِ يُؤْنِسْكَ اللهُ فِي قَبْرِكَ، وَاجْتَنِبِ الْمَحَارِمَ كُلَّهَا تَجِدْ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ.

جَالِسْ أَهْلَ الْوَرَعِ وَأَهْلَ التُّقَى يُصْلِحِ اللهُ أَمْرَ دِينِكَ، وَشَاوِرْ فِي أَمْرِ دِينِكَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللهَ، وَسَارِعْ فِي الْخَيْرَاتِ يَحُولُ اللهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ، وَعَلَيْكَ بِكَثْرَةِ ذِكْرِ اللهِ يُزَهِّدْكَ اللهُ فِي الدُّنْيَا، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ الْمَوْتِ يُهَوِّنِ اللهُ عَلَيْكَ أَمْرَ الدُّنْيَا، وَاشْتَقْ إِلَى الْجَنَّةِ يوَفِّقِ اللهُ لَكَ الطَّاعَةَ، وَأَشْفِقْ مِنَ النَّارِ يُهَوِّنِ اللهُ عَلَيْكَ الْمَصَائِبَ، أَحِبَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ تَكُنْ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وابْغِضْ أَهْلَ الْمَعَاصِي يُحِبَّكَ اللهُ، وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، وَلَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَلَا تُنَازِعْ أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَانْظُرْ يَا أَخِي أَنْ يَكُونَ أَوَّلَ أَمْرِكَ تَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَاخْشَ اللهَ خَشْيَةَ مَنْ قَدْ عَلِمَ أَنَّهُ مَيِّتٌ وَمَبْعُوثٌ، ثُمَّ الْحَشْرَ، ثُمَّ الْوقُوفَ بَيْنَ يَدَيِ الْجَبَّارِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتُحَاسَبُ بِعَمَلِكَ، ثُمَّ الْمَصِيرَ إِلَى إِحْدَى الدَّارَيْنِ: إِمَّا جَنَّةٌ نَاعِمَةٌ خَالِدَةٌ، وَإِمَّا نَارٌ فِيهَا أَلْوَانُ الْعَذَابِ، مَعَ خُلُودٍ لَا مَوْتَ فِيهِ، وَارْجُ رَجَاءَ مَنْ عَلِمَ أَنَّهُ يَعْفُو أَوْ يُعَاقِبُ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ، لَا رَبَّ غَيْرَهُ''[1]۔

ہر جگہ سچائی کو لازم پکڑو، جھوٹ، خیانت اور جھوٹوں خائنوں کی ہم نشینی سے دور رہو، کیونکہ یہ سراسر گناہ ہے، اور میرے بھائی! قول وعمل میں ریاکاری سے بچو، کیونکہ یہ سراسر شرک

[1] حلیۃ الاولیاء، ابونعیم اصفہانی (۷/ ۸۲-۸۵)۔

ہے، اور عجب و بڑکپن سے بچو کیونکہ عجب ہونے کی صورت میں نیک عمل اوپر نہیں اٹھایا جاتا، اور اپنا دین صرف اُسی سے لینا جسے اپنے دین کی بابت خوف ہو، کیونکہ جسے اپنے دین کی بابت ڈر نہیں اُس کی مثال اس ڈاکٹر جیسی ہے جو خود بیمار ہو اپنی بیماری کا علاج نہ کرسکتا ہو، تو جو اپنا بھلا نہ کرسکتا ہو آخر وہ لوگوں کی بیماری کا علاج کیسے کر سکے گا اور ان کا بھلا کیونکر کرے گا؟! جو شخص اپنے دین کے بارے میں نہیں ڈرے گا وہ تمہارے دین کے بارے میں کیسے ڈرے گا؟ اور میرے بھائی! تمہارا دین درحقیقت تمہارا گوشت اور تمہارا خون ہے، اپنی ذات پر روؤ اور اس پر رحم کرو، کیونکہ اگر تم اُس پر رحم نہ کروگے تو تم پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا، اور تمہارا ہم نشیں وہ ہو جو تمہیں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت دلائے، اور دنیاداروں کی ہم نشینی سے بچو جو دنیوی باتوں میں گپ شپ کرتے ہیں، کیونکہ وہ تمہارے دین اور تمہارے دل کو برباد کردیں گے، اور موت کو بکثرت یاد کرو، اور اپنے پچھلے گناہوں سے بکثرت استغفار کرو، اور اپنی باقیماندہ عمر کے لئے اللہ سے سلامتی کا سوال کرو، نیز میرے بھائی اچھا ادب اور عمدہ اخلاق کے خوگر بنو، جماعت کی مخالفت ہرگز نہ کرو کیونکہ جماعت ہی میں خیر ہے، سوائے اس کے جو دنیا پر فریفتہ ہو تو وہ ایسا ہے جو ایک گھر آباد کرے دوسرا ویران کرے۔

اور ہر مومن جو اپنے دین کے بارے میں تم سے سوال کرے اُس کے ساتھ خیر خواہی کرو، اور جب کوئی تم سے کسی ایسے مسئلہ میں مشورہ کرے جس میں اللہ کی رضا ہو تو اس سے خیر خواہی کی کوئی چیز بالکل نہ چھپاؤ، اور دیکھو کسی مومن کی خیانت کرنے سے بچو، کیونکہ جو کسی مومن کی خیانت کرتا ہے درحقیقت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیانت کرتا ہے، اور جب اپنے کسی دینی بھائی سے محبت کرو تو اس کے لئے اپنی جان و مال نچھاور کردو، اور جھگڑے،

بے جا بحث وتکرار اور لڑنے بھڑنے سے بچو، ورنہ تم بڑے ظالم خائن گنہگار ہو گے، اور ہر مقام پر صبر سے کام لو، کیونکہ صبر نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور گرما گرمی اور غیظ وغضب سے بچو کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدزبانی کی طرف لے جاتی ہیں اور اور بدزبانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور کسی عالم دین سے ہرگز نہ جھگڑو کہ وہ تم سے ناراض ہو جائے، اور علماء کے پاس آنا جانا رحمت ہے اور ان سے الگ تھلگ ہونا رحمٰن کی ناراضگی کا سبب ہے، یقیناً علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے داروغے اور ان کی میراث کے مالک ہیں، اور دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے عیوب دکھا دے گا، اور ورع (احتیاط) اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حساب میں آسانی فرمائے گا، اور بہت ساری مشتبہ چیزوں سے بچ کر غیر مشتبہ چیزوں پر عمل کرو سلامت رہو گے، اور شک وشبہہ کو یقین کے ذریعہ ٹالو تمہارا دین سلامت رہے گا۔

اور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور فاسق و بدعمل لوگوں سے نفرت کرو اس سے شیاطین بھاگ جائیں گے، اور دنیا میں حاصل ہونے والے مال واسباب پر کم خوش ہو اور کم ہنسو اللہ کے یہاں تمہاری قوت بڑھ جائے گی، اور اپنی آخرت کے لئے عمل کرو اللہ تعالیٰ تمہاری دنیوی الجھنوں کے لئے کافی ہو گا، اور اپنے باطن کو سنوارو اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر کو سنوار دے گا، اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ رفیق اعلیٰ (اللہ) والوں میں شامل ہو جاؤ گے، اور غفلت کا شکار نہ ہو، کیونکہ تم سے غفلت نہیں کی جائے گی، اور یقیناً تم پر اللہ تعالیٰ کے بہت سارے حقوق وشروط ہیں جنہیں تمہیں ادا کرنا ضروری ہے ان سے ہرگز غافل نہ ہونا، کیونکہ تم سے غفلت نہیں برتی جائے گی، بلکہ قیامت کے دن تم سے اس کا محاسبہ ہو گا، اور اگر تم دنیوی کاموں میں سے کوئی کام کرنا چاہو تو سوچ سمجھ کر کرو، اگر اُسے اپنی

آخرت کے معاملہ کے موافق پاؤ تو لے لو ورنہ اُس سے توقف کرو یہاں تک کہ دیکھ لو کہ جس نے اُسے لیا اُس میں کیسے عمل کیا اور اُس سے کیسے نجات پایا؟ اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو، اور اگر تم اخروی کاموں میں سے کوئی کام کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ اور جلدی کرو قبل ازیں کہ اس کے اور تمہارے درمیان شیطان حائل ہو جائے، اور بہت زیادہ کھانے والے نہ بنو کہ کھانے کے بقدر کام نہ کرسکو، کیونکہ یہ ناپسندیدہ چیز ہے، اور بغیر نیت اور بغیر چاہت کے نہ کھاؤ، اور اپنا پیٹ اتنا نہ بھرو کہ مردہ کی طرح پڑے رہو اللہ کا ذکر نہ کرسکو، اور خوب فکر وغم کرو کیونکہ مومن اپنی نیکیوں کے دفتر میں سب سے زیادہ فکر اور رنج وغم پائے گا، اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی لالچ کرنے سے بچو، کیونکہ لالچ دین کی تباہی کا سبب ہے، اور رغبت وخواہش کرنے سے بچو کیونکہ رغبت دل کو سخت کرتا ہے، اور دنیا کی لالچ سے بچو، کیونکہ لالچ لوگوں کو روز قیامت رسوا کرنے والی چیز ہے، اور گناہ ومعاصی سے پاک دل والے، ستھرے جسم والے، دوسروں کے حقوق سے اپنے ہاتھوں کو محفوظ رکھنے والے، دھوکہ، مکر وفریب اور خیانت سے محفوظ دل والے اور حرام سے خالی پیٹ والے بنو، کیونکہ جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جس کی پرورش حرام سے ہوئی ہوگی، اپنی نگاہ کو لوگوں سے بچاؤ، اور بلا ضرورت ہرگز نہ چلو، نہ بلا حکم کوئی بات کرو، اور اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نہ پکڑو جو تمہارے لئے نہ ہو، اور اپنی باقیماندہ عمر کے بارے میں خوف زدہ غمگین رہو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ اس میں تمہارے دین کے ساتھ کیا رونما ہونے والا ہے، اور دیکھو اپنے آپ کو کسی بھی امانت (ذمہ داری) سے بالکل بچائے رکھنا، کیونکہ بھلا تم کوئی ذمہ داری کیسے اٹھاؤ گے جبکہ اللہ نے تمہیں ظالم وجاہل قرار دیا ہے؟ تمہارے باپ آدم کو اس امانت کے اٹھائے ابھی ایک دن بھی مکمل نہ ہوا تھا کہ گناہ میں پڑ گئے۔ لغزش درگزر کرو، معذرت قبول کرو، اور

گناہ بخشو، ان لوگوں میں سے بنو جن سے خیر کی امید کی جائے اور ان کے شر سے بے خوفی ہو، اللہ کی اطاعت کرنے والوں میں سے کسی سے نفرت نہ کرو، عوام وخواص کے لئے رحمت بنو، اپنے رشتے نہ کاٹو، جو تم سے رشتہ کاٹے اُس سے رشتہ جوڑو، اور اپنے رشتے جوڑو گرچہ وہ تم سے قطع تعلق رکھیں، اور اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے درگزر کرو انبیاء وشہداء کے رفیق ہوگے، بازار میں کم سے کم جاؤ کیونکہ وہاں لوگ انسانی لباس میں بھیڑیے ہیں، وہاں سرکش جن وشیاطین کا بسیرا ہوتا ہے، اور جب داخل ہو تو تم پر بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا لازم ہے، وہاں تمہیں صرف بُرائی ہی نظر آئے گی، لہٰذا تم کنارے کھڑے ہوکر یہ دعا پڑھو: (ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہت ہے، وہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے، وہی زندگی اور موت دیتا ہے، اُسی کے ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے بغیر کوئی قوت وتصرف نہیں، جو نہایت بلند اور عظمت والا ہے۔

کیونکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اس دعا کے پڑھنے والے کے لئے بازار میں موجود ہر عجمی اور فصیح زبان والے کی تعداد کے بقدر دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور تم بازاروں میں مت بیٹھو، بلکہ کھڑے کھڑے اپنی ضرورت پوری کرلو تمہارا دین محفوظ رہے گا۔

اور دیکھنا تم سے درہم جدا نہ ہو، کیونکہ وہ تمہاری عقل اور سوجھ بوجھ کے اتمام کا ذریعہ ہے، اور اپنے آپ کو میٹھے سے نہ روکو کیونکہ اس سے بردباری میں اضافہ ہوتا ہے، اور گوشت کو لازم پکڑو، لیکن ہمیشہ نہ کھاؤ اور نہ چالیس دن تک چھوڑو کیونکہ ایسا کرنا تمہارے اخلاق کو بگاڑ دے گا، اور خوشبو نہ لوٹاؤ کیونکہ اس سے دماغ میں اضافہ ہوتا ہے، اور دال کھایا کرو کیونکہ وہ آنسو بہاتا ہے اور دل کو نرم کرتا ہے، اور کھردرا لباس پہنو تمہیں ایمان کی مٹھاس ملے گی، اور

کم کھانے کی عادت ڈالو شب بیداری پر قابو پا لوگے، اور روزے کو لازم پکڑو کیونکہ وہ تمہارے لئے بدزبانی کا دروازہ بند کرتا ہے اور عبادت کا دروازہ کھولتا ہے، اورکم گوئی کو لازم پکڑوتمہارا دل نرم ہوگا، لمبی خاموشی کے عادی بنو ورع اور احتیاط کے مالک بن جاؤ گے، اور دنیا کے لالچی نہ بنو، نہ حسد کرنے والے بنو تمہاری فہم تیز ہوگی، طعنہ زنی کرنے والے نہ بنو لوگوں کی زبانوں سے نجات پاؤ گے، مہربان اور رحم دل بنو لوگوں کے دلوں میں محبوب بن جاؤ گے، اور اپنے لئے اللہ کی تقسیم کردہ روزی پر راضی رہو مالدار و بے نیاز ہوگے، اللہ پر بھروسہ کرو طاقتور ہو جاؤ گے، دنیا والوں سے ان کی دنیا کے معاملہ میں نہ جھگڑو اللہ تم سے محبت کرے گا اور دنیا والے بھی تم سے محبت کریں گے، اور متواضع بنو تمام نیکیاں سمیٹ لوگے، عافیت کے ساتھ عمل کرتے رہو تمہارے اوپر سے عافیت اترے گی، معاف کرنے والے بنو اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار ہوگے، مہربان رہو تمہارے لئے ہر چیز دعاء رحمت کرے گی۔

میرے بھائی! اپنی زندگی کے شب و روز اور گھڑیوں کو یونہی بے کار نہ جانے دو، اور خود اپنے لئے پیاس کے دن (روز قیامت) کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ بھیجو۔

میرے بھائی! اس لئے کہ تمہیں قیامت کے دن سیرابی رحمٰن سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی کے ذریعہ ہی ملے گی، اور تمہیں اُس کی رضامندی اس کی اطاعت ہی کے ذریعہ مل سکتی ہے، اور بکثرت نوافل پڑھو یہ تمہیں اللہ سے قریب کریں گے، سخاوت وفیاضی کے عادی بنو، عیوب کی پردہ پوشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے حساب وکتاب اور ہولناکیاں آسان کردے گا، اور بکثرت نیکیاں کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قبر میں تمہاری وحشت ختم کردے گا اور تمام حرام کاموں سے اجتناب کرو تمہیں ایمان کی لذت ملے گی۔

ورع والوں اور تقویٰ شعاروں کی ہم نشینی اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے دین کا معاملہ

سدھار دے گا، اور اپنے دین کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنے والوں سے مشورہ کرو، نیک کاموں میں جلدی کرو اللہ تمہارے اور تمہارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے گا، اور اللہ کا بکثرت ذکر کرو اللہ تمہیں دنیا سے بے رغبت کر دے گا، اور موت کو یاد کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دنیا کا معاملہ آسان کر دے گا، اور جنت کے مشتاق بنو اللہ تعالیٰ تمہیں اطاعت و نیکی کی توفیق دے گا، اور جہنم سے ڈرو اللہ تعالیٰ تم پر دنیوی مصیبتیں آسان کر دے گا، جنتیوں سے محبت کرو قیامت کے دن ان کے ساتھ رہو گے، گنہ گاروں سے نفرت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور ایمان والے دنیا میں اللہ کے گواہ ہیں لہٰذا کسی مومن کو ہرگز برا بھلا نہ کہو (گالی نہ دو) اور کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، دنیا والوں سے ان کی دنیا کے بارے میں نہ جھگڑو، اور میرے بھائی دیکھو تمہارا سب سے پہلا کام ظاہر و باطن میں اللہ کا تقویٰ ہونا چاہئے، اور اللہ سے اس شخص کی طرح ڈرو جسے معلوم ہے کہ وہ مرے گا پھر اُسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا، پھر حشر ہو گا، اور پھر جبار سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پیشی ہو گی، اور تم سے اپنے عمل کا حساب لیا جائے گا، پھر اس کے بعد دو گھروں میں کوئی ایک گھر ابدی ٹھکانہ ہو گا، یا تو نعمتوں بھری دائمی جنت ہو گی یا جہنم کی آگ جس میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے، اس میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہو گا کبھی موت نہ آئے گی، اور اس شخص کی طرح امید کرو جسے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا یا سزا دے گا، اور توفیق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کے سوا کوئی رب نہیں۔

○ ○ ○

فصل ۵۷:

واضح اور خوشخط لکھنا اور لکھنے کے لئے بہترین رنگ سیاہ ہے

[۷۵۲] امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿أَوْ أَثَٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ﴾ [الأحقاف:4] قَالَ: جَوْدَةُ الْخَطِّ“[۱]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمان باری: (یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہو) کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد خوشخط ہے۔

[۷۵۳] عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”شَرُّ الْكِتَابَةِ الْمَشْقُ، وَشَرُّ الْقِرَاءَةِ الْهَذْرَمَةُ، وَأَجْوَدُ الْخَطِّ أَبْيَنُهُ“[۲]۔

بدترین تحریر وہ ہے جس میں حروف کو کھینچا جائے یا جو جلدی بازی میں لکھی جائے اور

---

[۱] مستدرک حاکم (۲/ ۴۵۴)، والجامع لاخلاق الراوی (۵۳۱)، والمیزان (۶۳۲۸)، ومجمع الزوائد، ہیثمی (۱/ ۱۹۲، ۷/ ۱۰۵)، واللسان (۷/ ۱۰۳)۔

[۲] الجامع لاخلاق الراوی (۵۴۰)، وعلوم الحدیث (۱۸۵)، وفتح المغیث (۲/ ۱۷۰) ایڈیشن القاہرہ، و(۳/ ۵۰) ایڈیشن ہندوستان، وتدریب الراوی (۲/ ۷۰)۔

بدترین قراءت وہ ہے جس میں تیز رفتاری ہو، اور عمدہ خط وہ ہے جو سب سے واضح ہو۔

نوٹ: المشق، لکھنے میں حروف کو کھینچنے یا جلد بازی کرنے کو کہتے ہیں۔

الھذرمة: جلدی جلدی بات کرنے کو کہتے ہیں۔ (جمال)

[٧٥٤] حنبل بن اسحاق رحمہ اللہ نے فرمایا:

''رَآنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَنَا أَكْتُبُ خَطًّا دَقِيقًا، فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ، أَحْوَجُ مَا تَكُونُ إِلَيْهِ يَخُونُكَ''[1]۔

مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے باریک خط میں لکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ایسا نہ کرو، جب تمہیں اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی تو وہ تمہاری خیانت کرے گا۔

نوٹ: مقصد یہ ہے جب عمر رسیدہ ہو جاؤ گے اور نگاہ کمزور ہو جائے گی۔ (جمال)

[٧٥٥] ابو اسحاق ابراہیم جماعہ کنانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ينبغي أن يجتنب الكتابة الدقيقة في النسخ، فإن الخط علامة فأبينه أحسنه''[2]۔

لکھنے میں باریک خط سے اجتناب کرنا چاہیئے، کیونکہ خط علامت ہے اس لئے جو سب سے واضح ہو وہ سب سے بہتر ہے۔

[٧٥٦] یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (٥٣٦)، وأدب الاملاء والاستملاء (٤٩٧)، ومناقب الامام احمد، ابن الجوزی (٢٠٤)، وعلوم الحدیث (١٨٥)، وفتح المغیث (٢/١٦٩) ایڈیشن القاہرہ، و(٣/٤٨) ایڈیشن ہندوستان، وتدریب الراوی (٢/٧١)۔

[2] تذکرۃ السامع (٢٤٠)۔

"تَذَاكَرُوا الْأَلْوَانَ عِنْدَ الرَّشِيدِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَحْسَنُهَا الْبَيَاضُ، وَقَالَ آخَرُ: أَحْسَنُهَا الْخُضْرَةُ لَوْنُ الْجَنَّةِ، وَقَالَ آخَرُ: أَحْسَنُهَا لَوْنُ الذَّهَبِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ سَاكِتٌ، فَقَالَ لَهُ الرَّشِيدُ: لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ؟ فأراد رفع السواد، فَقَالَ: لَوْ كَانَ صِبْغٌ أَحْسَنُ مِنَ السَّوَادِ لَكُتِبَتْ بِهِ كُتُبُ اللّٰهِ الْمُنَزَّلَةُ، فَاسْتَحْسَنَ الرَّشِيدُ قَوْلَهُ، وَوَصَلَهُ مِنْ بَيْنِهِمْ" [۱]۔

لوگوں نے ہارون رشید کے پاس رنگوں پر تبادلہ خیال کیا،کسی نے کہا: سب سے اچھا رنگ سفید ہے؛ جونہروں کا رنگ ہے، کچھ لوگوں نے کہا: سب سے اچھا رنگ سبز ہے، جو جنت کا رنگ ہے،کسی نے کہا: سب سے اچھا رنگ سونے کا رنگ ہے، مگر محمد بن حسن خاموش تھے ۔ تو ہارون رشید نے اُن سے کہا: تم کیوں نہیں بولتے ؟ چنانچہ انہوں نے سیاہ رنگ کو بلند کرنا چاہا، کہا: اگر کوئی رنگ سیاہ سے بہتر ہوتا تو اللہ کی نازل کردہ کتابیں اسی رنگ سے لکھی جاتیں! ہارون رشید کو ان کی بات پسند آئی ،لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اس بات کو منظور فرمایا۔

[۷۵۷] خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ الشُّيُوخِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى خَطًّا دَقِيقًا، قَالَ: هَذَا خَطُّ مَنْ لَا يُوقِنُ بِالْخَلَفِ مِنَ اللّٰهِ" [۲]۔

مجھے بعض مشائخ کے بارے میں معلوم ہوا کہ جب وہ باریک خط دیکھتے تھے تو کہتے تھے: یہ اس کا خط ہے جو اللہ کی جانب سے بدلہ (اجر) کا یقین نہیں رکھتا۔

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (۵۰۵)، وأدب الاملاء والاستملاء (۴۳۸)۔

[2] الجامع لاخلاق الراوی (۵۳۷)، وأدب الاملاء والاستملاء (۴۹۸)، وعلوم الحدیث (۱۸۵)، وتذکرۃ السامع (۲۴۰)، وفتح المغیث (۲/ ۱۷۰) ایڈیشن مصر، و(۳/ ۴۹) ایڈیشن ہندوستان۔

[۷۵۸] ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن جماعہ الکنانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"قَالَ بَعضهم - يعني: السلف -: اكْتُبْ مَا ينفعك وَقت حَاجَتك إِلَيْهِ، ولا تكتب ما لا تنتفع به وقت الحاجة. قال: والمراد: وَقت الْكبر وَضعف الْبَصَر"①۔

بعض سلف نے کہا: ایسا لکھو جو تمہیں ضرورت کے وقت نفع دے، ایسا نہ لکھو جس سے تم ضرورت کے وقت فائدہ نہ اٹھا سکو، فرمایا: یعنی پیرانہ سالی اور ضعف نگاہی کے وقت کام آئے۔

[۷۵۹] امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"رَآنِي الشَّافِعِيُّ وَأَنَا فِي مَجْلِسِهِ وَعَلَى قَمِيصِي حِبْرٌ؛ وَأَنَا أُخْفِيهِ، فَقَالَ: يَا فَتَى! لِمَ تُخْفِيهِ وَتَسْتُرُهُ؟ إِنَّ الْحِبْرَ عَلَى الثَّوْبِ مِنَ الْمُرُوءَةِ؛ لِأَنَّ صُورَتَهُ فِي الْأَبْصَارِ سَوَادٌ وَفِي الْبَصَائِرِ بَيَاضٌ"②۔

امام شافعی نے مجھے دیکھا درانحالیکہ میں اُن کی مجلس میں تھا، میرے کپڑے پر روشنائی لگی ہوئی تھی میں اُسے چھپا رہا تھا، تو آپ نے فرمایا: اے جوان! اُسے کیوں چھپا رہے ہو؟! بیشک کپڑے پر لگی روشنائی مروءت کا حصہ ہے؛ کیونکہ اس کی صورت نگاہوں میں سیاہی ہے اور علم وبصیرت میں سفیدی۔

نوٹ: فِي الْبَصَائِرِ بَيَاضٌ: **کا معنیٰ یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا علم اور حدیث کو اس روشنائی سے لکھنا جس سے ان کا کپڑا میلا ہوا تھا ان کے دل کے لئے نور اور روشنی، اور دنیا وآخرت میں ان کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ (جمال)**

[۷۶۰] علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

① تذکرۃ السامع (۲۴۰-۲۴۱)، والمنھل الروی (۹۳)۔

② الجامع لاخلاق الراوی (۵۰۹)۔

”اَلْخَطُّ عَلَامَةٌ، فَكُلَّمَا كَانَ أَبْيَنَ كَانَ أَحْسَنَ“[1]۔

خط علامت ہے، لہٰذا جتنا ہی واضح ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

[۷٦۱] ابو اسحاق ابراہیم بن عباس بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

”وَزْنُ الْخَطِّ وَزْنُ الْقِرَاءَةِ، أَجْوَدُ الْقِرَاءَةِ أَبْيَنُهَا، وَأَجْوَدُ الْخَطِّ أَبْيَنُهُ“[2]۔

تحریر کا وزن پڑھنے کے وزن کے برابر ہے، سب سے عمدہ قراءت وہ ہے جو سب سے واضح ہو، اور سب سے عمدہ خط وہ ہے جو سب سے نمایاں ہو۔

[۷٦۲] احمد بن مہدی اصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ كِتَابَ الْأَمْوَالِ لِأَبِي عُبَيْدٍ - القاسم بن سلام - فَخَرَجْتُ لِأَشْتَرِيَ مَاءَ الذَّهَبِ، فَلَقِيتُ أَبَا عُبَيْدٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عُبَيْدٍ، رَحِمَكَ اللّٰهُ، أُرِيدُ أَنْ أَكْتُبَ كِتَابَ الْأَمْوَالِ بِمَاءِ الذَّهَبِ، فَقَالَ: اكْتُبْ بِالْحِبْرِ فَإِنَّهُ أَبْقَى“[3]۔

میں نے ابو عبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ کی کتاب ”الأموال“ لکھنے کا ارادہ کیا، لہٰذا سونے کا پانی خریدنے کے لئے نکلا، راستے میں میری ملاقات ابو عبید سے ہوگئی، میں نے ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، میں کتاب الأموال سنہرے پانی سے لکھنا چاہتا ہوں، تو انہوں نے فرمایا: روشنائی سے ہی لکھو کیونکہ وہ زیادہ پائیدار ہے۔

○ ○ ○

---

[1] الجامع لاخلاق الراوی (۵۳۵)، و فتح المغیث (۲/ ۱۷۰) ایڈیشن مصر، و (۳/ ۵۰) ایڈیشن ہندوستان، وکنز العمال، متقی ہندی (۲۹۵٦۲)۔

[2] االجامع لاخلاق الراوی (۵۲۳)، وفتح المغیث (۲/ ۱۷۰-۱۷۱) ایڈیشن مصر، و (۳/ ۵۰) ایڈیشن ہندوستان۔

[3] الجامع لاخلاق الراوی (۵۰٦)، وأدب الاملاء (۴۳۹)، وتاریخ دمشق (٦/ ۴۲)، وبغیة الطلب (۳/ ۱۱٦۹)۔

فصل ۵۹:

دعا اور خطابت میں سجع بندی کی مذمت

نوٹ: میں نے اس فصل کی تلخیص اپنے رسالہ ''الملاحظات الحسان علی بعض أئمة مساجد هذا الزمان'' کے پینسٹھویں ملاحظہ سے کی ہے۔ میں اس رسالہ کو ۱۴۱۸ھ کے نصف میں مکمل کر چکا ہوں، اللہ سے دعا ہے کہ اس کی طباعت آسان فرمائے۔ (جمال)

[۷۶۳] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا، وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ، وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ''**إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ**'' مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ''[1]۔

قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں جھگڑا ہو گیا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو پتھر سے مارا جس سے اس کی اور اس کے پیٹ کے بچے کی موت ہو گئی، انہوں نے معاملہ

---

[1] صحیح بخاری (۵۴۲۶)، و (۵۴۲۷)، وصحیح مسلم (۱۶۸۱)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیٹ کے بچے کا خوں بہا ایک غلام یا لونڈی متعین کیا، اور عورت کے خوں بہا کا فیصلہ اُس (قتل کرنے والی عورت) کے عصبہ پر کیا، اور اس کے بچوں اور جو اُن کے ساتھ تھے اُنہیں اُس کا وارث بنایا۔ یہ سن کر حمل بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اُس کے خوں بہا کا تاوان کیسے برداشت کروں جو ابھی نہ کھایا، نہ پیا، نہ بات کیا نہ چیخا چلایا! اس جیسے کو تو رائیگاں کیا جانا چاہیے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔ کیونکہ اُسے انہی جیسی مسجع بات کی تھی۔

[٧٦٤] ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث ان الفاظ میں آئی ہے:

"أَسَجْعَ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَهَانَتَهَا...؟"[1]۔

کیا جاہلیت کی سجع بندی اور اس کی کہانت ہے...؟

[٧٦٥] مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟"[2]۔

کیا دیہاتیوں کی سجع بندی کی طرح سجع بندی ہے؟

[٧٦٦] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"إِنَّ هَذَا لَيَقُولُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ"[3]۔

یہ تو شاعرانہ گفتگو کر رہا ہے۔

---

1. سنن ابوداود (۴۵۷۴)، والسنن الکبریٰ بیہقی (۸/ ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۵)۔
2. مسند احمد (۱۸۱۳۸، ۱۸۱۴۸، ۱۸۱۴۹، ۱۸۱۷۷)، وصحیح مسلم (۱۶۸۲)، وسنن ابو داد (۴۵۶۸)، وسنن نسائی۔المجتبیٰ۔(۴۸۳۶، ۴۸۳۷، ۴۸۴۰، ۴۸۴۲)۔
3. مسند احمد (۹۶۵۵، ۱۰۴۶۷)، وترمذی (۱۴۱۰)، وابن ماجہ (۲۶۳۹)۔

[٧٦٧] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”فَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ. يَعْنِي لاَ يَفْعَلُونَ إِلَّا ذٰلِكَ الِاجْتِنَابَ“[1]۔

لہٰذا دیکھو دعا میں سجع بندی سے اجتناب کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور دیکھا ہے وہ یہی کرتے تھے۔ یعنی سجع بندی سے اجتناب کرتے تھے۔

[٧٦٨] ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن ابو السائب سے کہا:

”اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ“[2]۔

دعا میں سجع بندی سے اجتناب کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے اجتناب ہی کرتے تھے۔

[٧٦٩] ابن وہب نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

”أنه كان إذا عرض عليه دعاء فيه سجع عن النبي ﷺ وعن أصحابه؛ قال: كذبوا، لم يكن رسول الله ﷺ ولا أصحابه سجّاعين“[3]۔

کہ جب ان کے سامنے کوئی دعا پیش کی جاتی جس میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب سے سجع بندی ہوتی، تو فرماتے: یہ جھوٹ بولتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سجع بندی کرنے والے نہ تھے۔

---

1. صحیح بخاری (٥٩٧٨)۔
2. مسند احمد (٢٥٨٢٠)، و أطراف المسند (١١٥٥٣)، و صحیح ابن حبان (٩٧٨) تحقیق الارناؤوط۔
3. الحوادث والبدع، طرطوشی (١٥٧)۔

[۷۷۰] ابوبکر محمد بن ولید طرطوشی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ویکره السجع في الدعاء وغیره، ولیس من کلام الماضین''[۱]۔

دعاوغیر میں سجع بندی مکروہ ہے، یہ سلف کا طریقہ نہیں تھا۔

[۷۷۱] حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ'' (یہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے) کی شرح میں فرمایا:

''أَيْ لِمُشَابَهَةِ كَلَامِهِ كَلَامَهُمْ ...، وَالسَّجْعُ هُوَ تَنَاسُبُ آخِرِ الْكَلِمَاتِ لَفْظًا...، وَفِي الِاصْطِلَاحِ الْكَلَامُ الْمُقَفَّى؛ ... قَالَ ابن بَطَّالٍ: فِيهِ ذَمُّ الْكُفَّارِ وَذَمُّ مَنْ تَشَبَّهَ بِهِمْ فِي أَلْفَاظِهِمْ، وَإِنَّمَا لَمْ يُعَاقِبْهُ لِأَنَّهُ ﷺ كَانَ مَأْمُورًا بِالصَّفْحِ عَنِ الْجَاهِلِينَ، وَقَدْ تَمَسَّكَ بِهِ مَنْ كَرِهَ السَّجْعَ فِي الْكَلَامِ''[۲]۔

اس لئے کہ اس کی بات کاہنوں کی بات کے مشابہ تھی...، اور سجع: بولنے میں آخری الفاظ کے وزن کی یکسانیت کو کہتے ہیں...، اور اصطلاح میں ہم وزن کلام کو کہتے ہیں؛ ابن بطال رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں: اس میں کافروں کی مذمت ہے اسی طرح الفاظ میں ان کی مشابہت اختیار کرنے والوں کی مذمت ہے، البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سزا اس لئے نہیں دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاہلوں سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، گفتگو میں سجع بندی ناپسند کرنے والوں نے اسی کو دلیل بنایا ہے۔

[۷۷۲] نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سابق الذکر قول کے بارے میں فرمایا:

''أَيْ لَا تَقْصِدْ إِلَيْهِ وَلَا تشغل فِكْرَكَ بِهِ، لِمَا فِيهِ مِنَ التَّكَلُّفِ الْمَانِعِ

---

1. الحوادث والبدع، طرطوشی (۱۵۷)۔
2. فتح الباری، ابن حجر (۱۰/ ۲۱۸)۔

للخشوع الْمَطْلُوب فِي الدُّعَاء. وَقَالَ ابن التِّينِ: الْمُرَادُ بِالنَّهْيِ الْمُسْتَكْرَهُ مِنْهُ. وَقَالَ الدَّاوُدِيُّ: الِاسْتِكْثَارُ مِنْهُ... قال ابن حجر: ... وَلَا يَرُدُّ عَلَى ذَلِكَ مَا وَقَعَ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ، لِأَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَصْدُرُ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ إِلَيْهِ وَلِأَجْلِ هَذَا يَجِيءُ فِي غَايَةِ الِانْسِجَامِ...، قَالَ الْغَزَالِيُّ: الْمَكْرُوهُ مِنَ السَّجْعِ هُوَ الْمُتَكَلَّفُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُلَائِمُ الضَّرَاعَةَ وَالذِّلَّةَ، وَإِلَّا فَفِي الْأَدْعِيَةِ الْمَأْثُورَةِ كَلِمَاتٌ مُتَوَازِيَةٌ لَكِنَّهَا غَيْرُ مُتَكَلَّفَةٍ. قَالَ الْأَزْهَرِيُّ: وَإِنَّمَا كَرِهَهُ ﷺ لِمُشَاكَلَتِهِ كَلَامَ الْكَهَنَةِ. ... وَقَالَ أَبُو زَيْدٍ وَغَيْرُهُ: أَصْلُ السَّجْعِ الْقَصْدُ الْمُسْتَوِي سَوَاءٌ كَانَ فِي الْكَلَامِ أم غيره"[1]۔

یعنی سجع بندی کا قصد نہ کرو، نہ اپنی فکر کو اس میں مشغول کرو، کیونکہ اس میں تکلف پایا جاتا ہے جو دعا میں مطلوب خشوع سے مانع ہے۔

- ابن التین نے کہا: ممانعت سے مراد ناپسندیدگی ہے۔
- داودی نے کہا: بکثرت ایسا کرنا ممنع ہے۔
- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس پر بعض صحیح احادیث میں آئی ہوئی سجع بندی سے اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ یہ چیز غیر ارادی طور پر صادر ہوتی تھی، اور اسی لئے حد درجہ منظم اور جنچے تلے سلیس انداز میں آتی تھی۔
- غزالی نے کہا: سجع بندی کی وہ شکل مکروہ ہے جسمیں تکلف ہو؛ کیونکہ یہ چیز گریہ وزاری اور انکساری سے میل نہیں کھاتی، ورنہ ماثور دعاؤں میں ہم وزن الفاظ پائے جاتے ہیں مگر ان میں تکلف نہیں ہوتا۔

---

[1] فتح الباری، ابن حجر (۱۱/ ۱۳۹)۔

● ازہری نے کہا: دراصل اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لئے ناپسند کیا کہ وہ کاہنوں کی بات کے مشابہ تھی۔

● ابوزید وغیرہ نے کہا: سجع اصل میں ہموار برابر کو کہتے ہیں' خواہ گفتگو میں ہو یا کسی اور چیز میں۔

[۷۷۳] علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ نے کہا:

''يكره التَّغْيِير فِي الْكَلَام بالتشدق، وتكلف السجع بالفصاحة بالمقدمات الَّتِي يعتادها المتفاصحون، فَكل ذَلِك من التَّكَلُّف المذموم، بل يَنْبَغِي أَن يقْصد فِي مخاطبته لفظاً يفهمهُ جلياً وَلَا يثقله''[1]۔

جبڑے موڑ کر گفتگو میں تبدیلی کرنا اور بہ تکلف فصاحت کے ذریعہ سجع بندی کرنا' ان مقدمات کے ذریعہ جنہیں عام طور پر فصاحت ظاہر کرنے والے کیا کرتے ہیں' مکروہ ہے، کیونکہ یہ ساری چیزیں مذموم تکلف کے قبیل سے ہیں، بلکہ مناسب یہ ہے کہ آدمی اپنے تخاطب میں ایسا لفظ اختیار کرے جسے سامنے والا نمایاں طور پر سمجھ لے' اُس پر گراں نہ گزرے۔

[۷۷٤] محمد بن عبدالسلام شقیری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''والتزامهم السجع... فِي دواوينهم، وخطبهم بدعة مذمومة، والسجع قد ورد النَّهْي عَنهُ فِي الصَّحِيح''[2]۔

اور ان کا اپنی کتابوں اور خطبوں وغیرہ میں سجع بندی کا التزام کرنا مذموم بدعت ہے، اور سجع بندی کے بارے میں صحیح حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

○ ○ ○

---

[1] الکبائر (۲۴۲)۔

[2] السنن والمبتدعات (۹۱)۔

فصل ۵۹:

نہ ہر بات جو معلوم ہو کہی جائے گی
نہ ہر بات عوام الناس کو بیان کی جائے گی

[۷۷۵] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝﴾ [الأعلیٰ:۹]۔

تو آپ نصیحت کرتے رہیں اگر نصیحت کچھ فائدہ دے۔

[۷۷۶] امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”أَيْ: ذَكِّرْ حَيْثُ تَنْفَعُ التَّذْكِرَةُ. وَمِنْ هَاهُنَا يُؤْخَذُ الْأَدَبُ فِي نَشْرِ الْعِلْمِ، فَلَا يَضَعُهُ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ“[۱]۔

یعنی نصیحت وہاں کرو جہاں نصیحت کرنا نفع بخش ہو۔ اور یہیں سے علم نشر کرنے کا ادب اخذ کیا گیا ہے، لہٰذا نا اہلوں کو علم نہیں دیا جائے گا۔

نوٹ: پھر اس کے بعد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے درج ذیل دو آثار (فقرہ نمبر: ۷۷۹، ۷۸۰) بیان فرمائے ہیں۔ (جمال)

[۷۷۷] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[۱] تفسیر ابن کثیر (۸/ ۴۰۲)۔

''يَا مُعَاذُ، هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللّٰهِ عَلَى العِبَادِ ..؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَفَلاَ أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ''لاَ تُبَشِّرْهُمْ، فَيَتَّكِلُوا''. وفي رواية: ''إِذًا يَتَّكِلُوا''. وفي أخرى: ''لاَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا''[1]۔

اے معاذ! کیا تم بندوں پر اللہ کا حق جانتے ہو...؟ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دیدوں؟ فرمایا: انہیں خوشخبری نہ دو ورنہ وہ تکیہ کر بیٹھیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے: تب تو وہ تکیہ کر بیٹھیں گے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے: نہیں، مجھے ڈر ہے کہ وہ تکیہ کر لیں گے۔

[۷۷۸] ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''أَبْشِرُوا وَبَشِّرُوا النَّاسَ، مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ''. فَخَرَجُوا يُبَشِّرُونَ النَّاسَ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَشَّرُوهُ، فَرَدَّهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ''مَنْ رَدَّكُمْ؟'' قَالُوا: عُمَرُ. قَالَ: ''لِمَ رَدَدْتَهُمْ يَا عُمَرُ؟'' قَالَ: إِذًا يَتَّكِلَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ''[2]۔

خوش ہو جاؤ اور لوگوں کو بشارت دے دو کہ جس نے سچے دل سے 'لا الٰہ الا اللہ' کہا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ چنانچہ لوگ نکل کر دوسروں کو اس کی خوشخبری دینے لگے، راستے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہیں بھی بشارت دی، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لوٹا دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: تمہیں کس نے لوٹا دیا؟ لوگوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے! آپ نے فرمایا: عمر! تم نے انہیں کیوں لوٹا دیا؟

---

[1] صحیح بخاری (۱۲۷، ۱۲۹، ۷۰۱ ۲)، وصحیح مسلم (۱/ ۵۹)۔

[2] مسند احمد (۱۹۶۸۹، ۱۹۵۹۷)۔

فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تب تو لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے!!

[۷۷۹] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ، أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ"[۱]۔

لوگوں سے وہی بیان کرو جو وہ جان سکیں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا جائے۔

اور بعض روایات میں اضافہ ہے: "ودعوا ما ینکرون" (اور جو ان کے لئے انھونی بات ہو اُسے چھوڑ دو)۔

[۷۸۰] عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً"[۲]۔

تم جن لوگوں سے بھی کوئی ایسی بات بیان کرو گے جہاں تک ان کی عقلوں کی رسائی نہ ہو تو ان میں سے کچھ لوگ فتنہ (آزمائش) میں پڑ جائیں گے۔

---

[1] صحیح بخاری (۱۲۷)، والمدخل، بیہقی (۱/ ۳۶۲)، والجامع لاخلاق الراوی، خطیب بغدادی (۱۳۱۸)، وموضح أوھام الجمع والتفریق (۲/ ۴۸۱)، والتعدیل والجرح (۹۶۴)، ومسند الفردوس، دیلمی (۲۶۵۶)، وأدب الاملاء والاستملاء (۱/ ۵۹)، وتھذیب الکمال (۶۵۴)، وتذکرۃ الحفاظ (۱/ ۱۳)، وسیر أعلام النبلاء (۲/ ۵۹۷، ۹/ ۱۶۴، ۱۰/ ۶۰۳)، وعمدۃ القاری (۲/ ۲۰۴)، وفتح الباری (۱/ ۴۴، ۲۵۵)، وتدریب الراوی (۲/ ۱۳۸)، وفتح المغیث (۲/ ۲۹۰، ۳/ ۳۴۵) (ایڈیشن القاہرہ، و (۳/ ۱۹۵، ۴/ ۳۵۱) ایڈیشن ہندوستان، وکشف الخفاء (۵۹۲، ۱۱۱۸)، وقواعد التحدیث (۱/ ۱۷۵، ۱۰۰)۔

[2] صحیح مسلم (۱/ ۱۱)، والمدخل، بیہقی (۱/ ۳۶۲)، وتذکرۃ الحفاظ (۱/ ۱۵)، وعمدۃ القاری (۲/ ۲۰۴)، وتدریب الراوی (۲/ ۱۳۸)، وکشف الخفاء (۵۹۲، ۱۱۱۸)۔

[۷۸۱] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"ما حدث أحدكم قومًا بحديث لا يفهمونه إلا كان فتنة عليهم"[۱]۔

تم میں سے جو بھی ایسے لوگوں سے کوئی حدیث بیان کرے گا جسے وہ نہیں سمجھیں گے تو وہ ان کے لئے فتنہ کا باعث ہوگی۔

[۷۸۲] عجلونی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے:

"فكان ابن عباس يخفي أشياء من حديثه ويفشيها إلى أهل العلم"[۲]۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی کچھ حدیثیں عوام سے چھپاتے تھے، انہیں اہل علم کے سامنے ظاہر کرتے تھے۔

[۷۸۳] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وِعَاءَيْنِ: فَأَمَّا الأَوَّلُ فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الثاني؛ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا البُلْعُومُ"[۳]۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کے دو برتن حفظ کیا، پہلے کو تو میں نے عام کردیا، رہا معاملہ دوسرے کا، تو اگر میں اُسے پھیلاتا تو یہ گلا کاٹ دیا جاتا۔

[۷۸٤] امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا:

---

[1] کشف الخفاء (۱/۲۲٦)، امام عجلونی نے فرمایا: اسے امام عقیلی نے الضعفاء میں، ابن السنی نے، ابونعیم نے الریاضۃ میں اور دیگر لوگوں نے روایت کیا ہے۔

[2] کشف الخفاء (۱/۲۲٦)۔

[3] طبقات ابن سعد (۲/۳٦۲، ٤/۳۳۱)، وصحیح بخاری (۱۲۰)، وتاریخ دمشق (٦۷/۳۳۷)، وتذکرۃ الحفاظ (۱/۱۵)، وعمدۃ القاری (۲/۲۰٤)، والاصابۃ، ابن حجر (۷/٤۳۹)، وکشف الخفاء (۱/۲۲٦)، وکشف الظنون (۱/٤۹)۔

’’بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الِاخْتِيَارِ، مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ، فَيَقَعُوا فِي أَشَدَّ مِنْهُ‘‘.

باب: اس شخص کی بابت جو کوئی اچھا کام یا اچھی بات اس ڈر سے چھوڑ دے کہ کہیں کچھ لوگ اسے سمجھنے سے قاصر رہیں‘ لہٰذا اس سے سنگین کام میں پڑ جائیں۔

نیز فرمایا:

’’بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا‘‘[1]۔

باب: جو علم کی بات کچھ لوگوں کو بتلائے کچھ لوگوں کو نہ بتلائے اس ڈر سے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔

[۷۸۵] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ کے سابق اثر کے تحت فرمایا:

’’وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمُتَشَابِهَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يذكر عِنْد الْعَامَّة‘‘. ثم قال: ’’وَمِمَّنْ كَرِهَ التَّحْدِيثَ بِبَعْضٍ دُونَ بَعْضٍ؛ أَحْمَدُ فِي الْأَحَادِيثِ الَّتِي ظَاهِرُهَا الْخُرُوجُ عَلَى السُّلْطَانِ، وَمَالِكٌ فِي أَحَادِيثِ الصِّفَاتِ، وَأَبُو يُوسُفَ فِي الْغَرَائِبِ، وَمِنْ قَبْلِهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ كَمَا تَقَدَّمَ عَنْهُ فِي الْجِرَابَيْنِ، وَأَنَّ الْمُرَادَ مَا يَقَعُ مِنَ الْفِتَنِ، وَنَحْوُهُ عَنْ حُذَيْفَةَ، وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ أَنْكَرَ تَحْدِيثَ أَنَسٍ لِلْحَجَّاجِ بِقِصَّةِ الْعُرَنِيِّينَ، لِأَنَّهُ اتَّخَذَهَا وَسِيلَةً إِلَى مَا كَانَ يَعْتَمِدُهُ مِنَ الْمُبَالَغَةِ فِي سَفْكِ الدِّمَاءِ بِتَأْوِيلِهِ الْوَاهِي، وَضَابِطُ ذَلِكَ: أَنْ يَكُونَ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ يُقَوِّي الْبِدْعَةَ؛ وَظَاهِرُهُ فِي الْأَصْلِ غَيْرُ مُرَادٍ، فَالْإِمْسَاكُ عَنْهُ عِنْدَ مَنْ يُخْشَى عَلَيْهِ الْأَخْذُ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العلم، باب نمبر: ۴۸، ۴۹ (۱/ ۵۹)، اور امام عینی نے بھی ’’عمدۃ القاری‘‘ میں دوسرے باب کی طرح باب قائم کیا ہے۔

بِظَاهِرِهِ مَطْلُوبٌ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ“[1]۔

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ متشابہ چیز کو عوام کے سامنے ذکر کرنا مناسب نہیں، پھر فرمایا: اور جن علماء نے کچھ حدیثوں کو چھوڑ کر کچھ حدیثوں کو بیان کرنا ناپسند کیا ہے' ان میں امام احمد رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے ان احادیث کو بیان کرنا ناپسند کیا ہے جن سے بظاہر حاکم کے خلاف بغاوت کرنا معلوم ہوتا ہے، اسی طرح امام مالک نے صفات کی احادیث بیان کرنا ناپسند کیا ہے، امام ابو یوسف نے غرائب کی حدیثیں بیان کرنا ناپسند کیا ہے، اور ان سب سے پہلے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ناپسند کیا ہے جیسا کہ دو برتنوں (تھیلوں) کے حوالہ سے ان کا قول گزر چکا ہے، اور اس سے مراد امت میں رونما ہونے والے فتنے ہیں، اسی طرح کی بات حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی آئی ہے، اور حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حجاج بن یوسف کو قبیلۂ عرینہ والوں کا واقعہ بیان کرنے کے سلسلہ میں انس رضی اللہ عنہ پر نکیر فرمائی، کیونکہ اس نے اُسے اپنی دور از کار بودی تاویل کے ذریعہ اپنے اُس جارحیت پر استدلال کرنے کا ذریعہ بنالیا جو وہ بے رحمانہ قتل وخونریزی کیا کرتا تھا۔

اور متشابہ کا ضابطہ یہ ہے کہ حدیث بظاہر بدعت کو تقویت پہنچاتی ہو، حالانکہ حقیقت میں اس کا ظاہر مقصود نہ ہو، لہٰذا جس کے بارے میں اس کا ظاہری معنیٰ لینے کا اندیشہ ہو اُسے اس کے بیان کرنے سے احتراز کرنا مطلوب ہے، واللہ أعلم۔

نوٹ: ان احادیث وآثار اور اس معنیٰ کے دیگر نصوص سے مستنبط ہوتا ہے کہ حکیمانہ شرعی سیاست کے تقاضہ پر عمل کیا جائے جس کی اہل علم رعایت کرتے ہیں، نیز دعوت میں حکمت برتی جائے، اور لوگوں کے سامنے وہی بیان کیا جائے جو وہ سمجھ سکتے ہوں؛ حتیٰ کہ اگر وہ علم

---

[1] فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ابن حجر (۱/ ۲۲۵)۔

وثقافت کے ایک معیار پر بھی فائز ہوں، اور حتیٰ کہ اگر وہ خاص لوگ ہی ہوں، جب تک کہ ان کی عقلیں آپ کی باتوں کا ادراک نہ کرسکیں۔ واللہ أعلم

○ ○ ○

یہاں یہ رسالہ مکمل ہوا، درود وسلام ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر، اللہ کی حمد وتوفیق سے یہ مجموعہ بروز جمعرات ۱۹ / ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۳ھ کو بمقام طائف مکمل ہوا۔

وتمت الترجمة فی ۲۳ / ۱۲ / ۲۰۲۱ء۔

فللّٰہ الحمد أولاً وآخراً۔

قالہ وکتبہ: ابوعبداللہ عنایت اللہ مدنی

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔
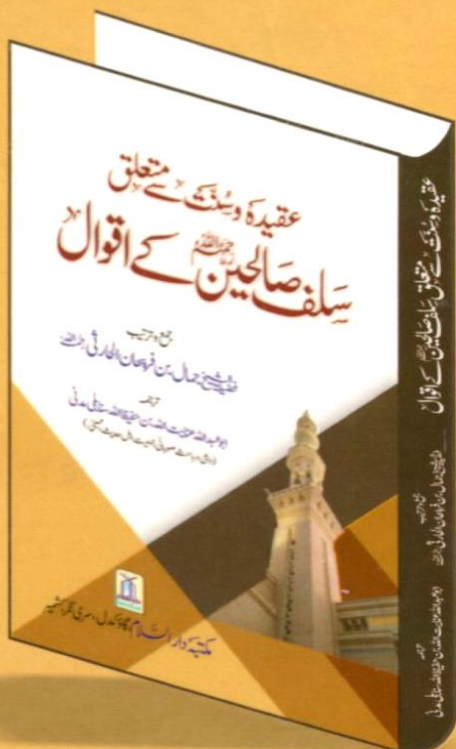
Sheikh Plaza, Madina Chowk, Gow Kadal
Srinagar-190001, Kashmir, M.: 700 603 8855
E-mail: m.darussalam.gowkadal@gmail.com

₹ 800/-